شمشیرِ قہاری

حصہ اوّل

سوانح عمری

حضرت مخدوم علی احمد صابرؒ

مؤلف

مخدوم ابرار احمد خان صابری گیلانی المعروف "ستاریاں والی سرکار"

Marfat.com

GIFT BOOK

شمشیر قہاری

جلد اول

Marfat.com

مؤلف ومصنف : مخدوم ابرار احمد خان صابری

ایڈیٹنگ : پروفیسر محمد عبدالغفور ناصر صابری

تعداد اشاعت : 1100

تاریخ اشاعت : جولائی 2003ء

قیمت : -/280 روپے

پبلشرز : مخدوم ابرار احمد خان صابری

آستانہ چشتیہ انگوری سکیم لاہور

پرنٹنگ پریس : روحا پرنٹرز، 17-وحدت روڈ، لاہور۔

65707
(حصہ اول)
(ح/1)

نوٹ: جملہ حقوق اشاعت بحق مصنف ومؤلف محفوظ ہیں۔

Marfat.com

شمشیر قہاری

جلد اول

Marfat.com

نام	:	شمشیر قہاری
مؤلف و مصنف	:	مخدوم ابرار احمد خان صابری
ایڈیٹنگ	:	پروفیسر محمد عبدالغفور ناصر صابری
تعداد اشاعت	:	1100
تاریخ اشاعت	:	جولائی 2003ء
قیمت	:	-/280 روپے
پبلشرز	:	مخدوم ابرار احمد خان صابری
		آستانہ چشتیہ انگوری سکیم لاہور
پرنٹنگ پریس	:	روحا پرنٹرز، 17-وحدت روڈ، لاہور۔

نوٹ: جملہ حقوق اشاعت بحق مصنف و مؤلف محفوظ ہیں۔

Marfat.com

ترتیب مضامین

1۔	اسمائے الٰہی	
2۔	اسمائے رسولؐ	
3۔	حمد باری تعالیٰ	1
4۔	نعت رسولؐ	4
5۔	منقبت امامین	6
6۔	عرض مصنف	7
7۔	مصنف کی خدا سے التجا	8
8۔	فقر کیا ہے۔ وجود باری تعالیٰ پر تفصیلی مضامین کا طویل سلسلہ	9
9۔	حالات زندگی بابا فرید گنج شکر	189
10۔	شلوک بابا فرید	228
11۔	مصنف کے حالات زندگی	493
12۔	شجرہ مبارک	500
13۔	ختم صابریہ	502
14۔	سند خلافت چشتیہ	514
15۔	سند خلافت کا انگریزی ترجمہ	522
16۔	کتابیات	527

Marfat.com

Marfat.com

ترتیب مضامین

1۔	اسمائے الٰہی	
2۔	اسمائے رسولؐ	
3۔	حمد باری تعالیٰ	1
4۔	نعت رسولؐ	4
5۔	منقبت امامین	6
6۔	عرض مصنف	7
7۔	مصنف کی خدا سے التجا	8
8۔	فقر کیا ہے۔وجود باری تعالیٰ پر تفصیلی مضامین کا طویل سلسلہ	9
9۔	حالات زندگی بابا فرید گنج شکر	189
10۔	شلوک بابا فرید	228
11۔	مصنف کے حالات زندگی	493
12۔	شجرہ مبارک	500
13۔	ختم صابریہ	502
14۔	سند خلافت چشتیہ	514
15۔	سند خلافت کا انگریزی ترجمہ	522
16۔	کتابیات	527

Marfat.com

Marfat.com

انتساب

والدہ مرحومہ کے نام

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

شفیع المذنبین ، انیس الغریبین، ختم المرسلین رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم گیر بعثت کے ساتھ دنیا میں انبیاء کی آمد کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اسلام کی تبلیغ واشاعت کا کام قیامت تک کے لئے اولیائے امت کو تفویض کر دیا گیا۔ اولیائے کرام محبت الٰہی کے چراغ لے کر ساری دنیا میں پھیل گئے اور لاکھوں کفار کے دلوں میں اسلام کی شمع روشن کی۔ دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں امت محمدیہ کے اولیا نہ پہنچے ہوں۔ مستشرقین ہمیشہ یہ اعتراض کرتے آئے ہیں کہ دنیا میں اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، مگر یہ ایک الزام ہے بہت بڑا الزام۔ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہماری تلوار نے سرحدیں پامال کیں اور علاقے اور ملک فتح کیے۔ مگر علاقے اور ملک فتح کر لینے سے مذہب کہاں پھیلتا ہے؟ اگر ایسا ممکن ہوتا تو اکبر اور اورنگ زیب عالمگیر کے ادوار حکومت میں ایک بھی ہندو برصغیر پاک و ہند کی سرزمین پر باقی نہ رہتا۔ دنیا میں جس قدر اسلام موجود ہے وہ سب اولیائے کرام کی شبانہ روز مساعی کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے محبت کا درس دیا۔ ان کا روئے سخن محض انسانیت کی طرف تھا۔ انہوں نے نفرتوں کے الاؤ بجھائے اور محبت کے زور سے دلوں کو تسخیر کیا۔ دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں امت محمدیہ کے اولیاء نہ پہنچے ہوں۔

برصغیر پاک و ہند کی سرزمین کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہاں مختلف وقتوں میں اولیائے کرام آ کر اسلام کی جوت جگاتے رہے۔ لاکھوں ہندوؤں اور سکھوں نے ان کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا۔ اور یوں نسل در نسل اسلام پھیلتا گیا۔ اور آج برصغیر کی دھرتی پر آباد کلمہ پڑھنے والوں کی تعداد سینکڑوں، ہزاروں میں نہیں، لاکھوں میں نہیں، کروڑوں میں ہے۔

Marfat.com

ہمارا ملک پاکستان جس کی فضاؤں میں پانچ وقت آذانیں گونجتی ہیں۔ اور جس کی دھرتی سجدوں کے نور سے جگمگا رہی ہے۔ یہ محض ان اللہ کے برگزیدہ بندوں کی محنتوں کا حاصل ہے۔ جن کی نگاہیں کیمیا گر تھیں، جن کے بول پیار کے منتر تھے۔ اور جن کی توجہ مقناطیس کا اثر رکھتی تھی۔ جن کے شبستانوں میں حق اور ھو کے نعرے گونجتے تھے۔ یہ وہ گلزار ہے جس میں کہیں علی ہجویری کے سانسوں کی خوشبو مہک رہی ہے، کہیں عبداللطیف بھٹائی کی تعلیمات کا چراغ جل رہا ہے۔

برصغیر پاک و ہند کو جن اولیاء اللہ کے قدم چومنے کا اعزاز حاصل ہے، ان کی فہرست بے حد طویل ہے۔ تاہم چیدہ چیدہ ہستیوں کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

1۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ
2۔ خواجہ عثمان ہارونیؒ
3۔ بابا بلھے شاہؒ
4۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ
5۔ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ
6۔ شاہ شمس سبزواریؒ
7۔ حضرت خواجہ غلام فریدؒ
8۔ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ
9۔ حضرت مادھولال حسینؒ
10۔ امیر خسروؒ
11۔ میاں محمد بخشؒ

Marfat.com

12۔ حضرت شہباز قلندرؒ
13۔ بوعلی قلندرؒ
14۔ شاہ رکن عالمؒ
15۔ عبداللہ شاہ غازیؒ
16۔ حضرت کرم الٰہی المعروف کانواں والی سرکارؒ
17۔ حضرت بی بی پاکدامنؒ
18۔ نظام الدین اولیاؒ
19۔ قطب الدین بختیار کاکیؒ
20۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ
21۔ بابا فرید مسعود الدین گنج شکرؒ
22۔ حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیریؒ
23۔ خواجہ شمس الدین شمس الارض پانی پتیؒ
24۔ حضرت پیر مکی شریفؒ
25۔ حضرت میاں میرؒ
26۔ شہباز قلندرؒ
27۔ سخی سرورؒ
28۔ شاہ شمس تبریزؒ
29۔ سید لطیف قادری المعروف امام بری سرکارؒ

بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے بھانجے، مرید اور خلیفہ سلطان الاولیاء قطب عالم، اغیاث ہند، حضرت مخدوم علی احمد صابرؒ کلیری کی جلالت مآب شخصیت ہمیشہ میرے لئے

Marfat.com

آئیڈیل رہی ہے۔ اسی چشمہ فیض سے میری روح سیراب ہوئی ہے۔ اور اسی آفتاب ولایت کی کرنوں سے میرا آستانہ جگمگا رہا ہے انہی کا جلال میرے موئے قلم سے ٹپک رہا ہے میں نے ان کے متعلق بزرگوں سے سنا، مختلف کتابوں میں ان کے متعلق پڑھا۔ ایک عرصے سے میرے دل میں یہ خواہش انگڑائیاں لے رہی تھی کہ میں جناب مخدومؒ کی ذات گرامی کو صفحہ قرطاس کی زینت بناؤں، مگر گوناں گوں مصروفیات ہمیشہ اس خواہش کی تکمیل میں رکاوٹ بنتی رہیں۔ اب ذرا مصروفیات کی یلغار کم ہوئی تو وقت ضائع کیے بغیر اس عظیم منصوبے پر کام کا آغاز کر دیا۔ مختلف ذرائع سے مستند کتابیں اکٹھی کیں، اور ان کی شبانہ روز ورق گردانی سے حضرت مخدومؒ کی شخصیت کا جو خاکہ ابھرا، اس کے خدوخال سنوانے کے بعد یہ کتاب مرتب کی۔ میری اس حقیر کاوش کی نمایاں خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

الف (i) شمشیر قہاری کو دو جلدوں میں مرتب کیا گیا ہے۔ پہلی جلد میں شامل مضامین کی ترتیب اس طرح ہے۔

اسمائے الٰہی۔ اسمائے رسولؐ۔ حمد باری تعالیٰ۔ نعت رسولؐ۔ منقبت صحابہ کرامؓ۔ مدح امامین۔ التجائے مصنف وغیرہ کے بعد وجود باری تعالیٰ پر طویل مقالہ قلمبند کیا گیا ہے۔ اس کے بعد فریدالدین گنج شکرؒ کے حالات زندگی اور انکا کلام شامل کیا گیا ہے۔

(ii) سند خلافت چشتیہ مع اردو اور انگریزی ترجمہ بھی اس میں شامل ہے۔ مصنف کے حالات زندگی بھی اس جلد کے آخر میں دیے گئے ہیں۔

(iii) سند خلافت و چشتیہ کا عربی متن مع اردو اور انگریزی ترجمہ بھی جلد اول کی زینت ہے۔

(IV) دوسری جلد میں شامل مضامین کی تفصیل اس طرح ہے۔ اسمائے مولا علیؑ اور اسمائے مخدوم صابر پیاؒ مناقب مخدوم۔ لفظ اللہ پر مقالہ۔ مخدوم صابر پیاؒ کے حالات زندگی۔

Marfat.com

ختم صابریہ اوراوراد ووظائف۔ نیز سماع پر مقالہ شامل ہے۔

(ا) کتاب ہذا کی سبق بندی نہیں کی گئی۔ اسے مختلف ابواب میں تقسیم کرنے کی بجائے حالات اور واقعات ایک تسلسل کے ساتھ رقم کیے گئے ہیں۔

(ب) ہر واقعہ کی تفصیل یکجا کرنے میں اس قدر اہتمام سے کام لیا ہے کہ یقیناً قاری کو کہیں بھی تشنگی کا احساس نہیں ہوگا۔

(ج) مخدومؒ کی زندگی کے حالات اور ان کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو اس جامع انداز میں یکجا کر دیا گیا ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اور کوئی کتاب پڑھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس لحاظ سے یہ کاوش مخدومؒ کی زندگی پر ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس میں حالات و واقعات تمام شرح و بست کے ساتھ رقم کئے گئے ہیں۔

(د) سند خلافت چشتیہ، جو حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے حضرت مخدومؒ کو مرحمت فرمائی تھی اس کا مکمل عربی متن کتاب میں دیا گیا ہے۔ ناچیز نے ایک قدم آگے بڑھ کر ایک انوکھا کام کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس سند خلافت کا اردو اور انگریزی ترجمہ بھی شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے اور ایک ہزار برس کی مدت میں ان دو زبانوں میں سند خلافت کا ترجمہ پہلی بار ہوا ہے۔ اس سے پہلے اس سند خلافت کے ترجمے کے ساتھ شائع ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لہٰذا میں بجا طور پر اپنی اس حقیر کوشش کو اپنے لئے اعزاز سمجھتا ہوں۔

واضح رہے کہ سند خلافت چشتیہ کا اردو ترجمہ لاہور کے مایہ ناز عالم و فاضل اور عربی زبان کے ماہر قاری عبدالمجید خطیب بھاکری نقشبندی رئیس دارالترجمہ العربیہ والا نجلیسیہ نے کیا ہے۔ جب کہ اس متن کا انگریزی ترجمہ محمد وسیم ناصر صابری نے کیا ہے۔ جو اس وقت گورنمنٹ ایف سی کالج لاہور میں ایم اے انگلش سال دوم کے طالبعلم ہیں۔

Marfat.com

(۵) کتاب کا آغاز حمد، نعت، مناجات اور منقبت سے کیا گیا ہے۔ ناچیز کو چونکہ ترجمان حقیقت اور ولی کامل جناب میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ کے کلام سے ایک قدرتی لگاؤ ہے اس لئے اس بات کی پرواہ کئے بغیر کہ کتاب اردو زبان میں ہے، حمد، نعت اور مناجات کے لئے میاں محمد بخش صاحب کا پنجابی کلام منتخب کیا گیا ہے۔ امید ہے اہل ذوق میری اس جدت کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں گے انہیں گزارشات کے ساتھ میں اپنی اس کاوش کو جسے میں نے عمدہ سے عمدہ تر بنانے میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہیں کیا، اھل دانش کے سپرد کرتا ہوں جن کی گرانقدر آرا میرے لئے چراغ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

مخدوم ابرار احمد خان صابری المعروف ''ستاریاں والی سرکار''

Marfat.com

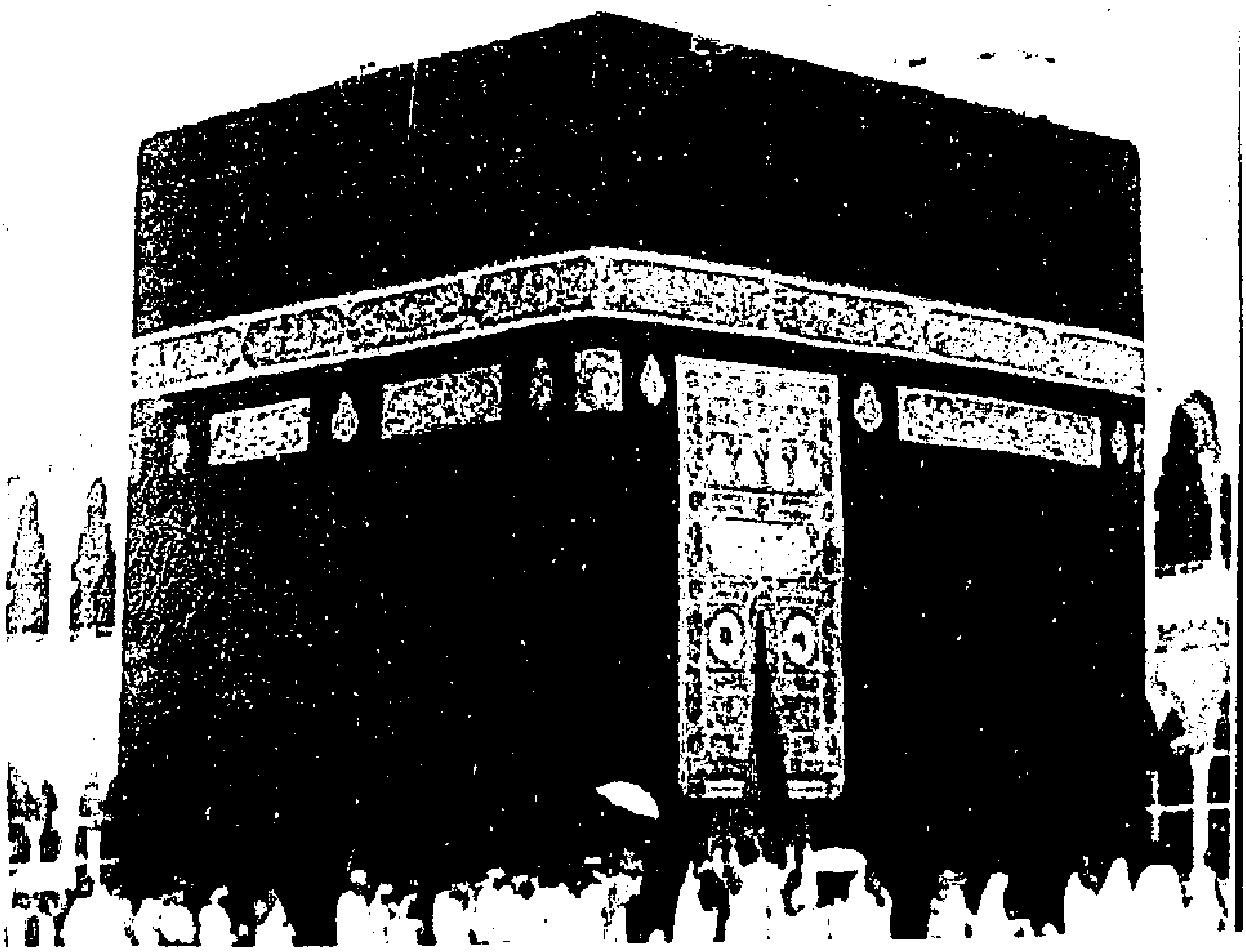

Marfat.com

اسمائے حسنٰی ذات باری تعالیٰ

الرحمٰن | الرحیم | الملک | القدوس | السلام | المؤمن | المھیمن

العزیز | الجبار | المتکبر | الخالق | البارئ | المصور | الغفار

القھار | الوھاب | الرزاق | الفتاح | العلیم | القابض | الباسط

الخافض | الرافع | المعز | المذل | السمیع | البصیر | الحکم

العدل | اللطیف | الخبیر | الحلیم | الغفور | الشکور | العلی

الکبیر | الحفیظ | المقیت | الحسیب | الجلیل | الکریم | الرقیب

المجیب | الواسع | الحکیم | الودود | المجید | الباعث

الشھید | الحق | الوکیل | القوی

اللہ جل جلالہٗ

المتین | الولی | الحمید | المحصی

المبدئ | المعید | المحی | الممیت | الحی | القیوم | الواجد

الماجد | الواحد | الاحد | الصمد | القادر | المقتدر | المقدم

المؤخر | الاول | الاٰخر | الظاھر | الوالی | المتعالی | البر

التواب | المنتقم | العفو | الرؤف | ذوالجلال والاکرام | المقسط | الجامع

الغنی | المغنی | المانع | الضار | النافع | النور | الھادی

البدیع | الباقی | الوارث | الرشید | الصبور | مالک الملک | ذوالجلال والاکرام

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

اول حمد ثنا الہی، جو مالک ہر ہر دا — اس دا نام چتارن والا، ہر میدان نہ ہردا
کام تمام میسر ہوندے، نام او بداچت دھریاں — رحموں سکے ساوے کردا، قہروں ساڑے ہریاں
قدرت تھیں جس باغ بنائے ، جگ سنسار تمامی — رنگ برنگے بوٹے لائے، کجھ خاصے کجھ عامی
اکناں دے پھل مٹھے کیتے، پت اوہناں دے کوڑے — اکناں دے پھل کاری آون، نقصے پھلاندے تھوڑے
ایس عجائب باغے اندر، آدم دا رکھ لایا — معرفت دا میوہ دے کے، واہ پھل دار بنایا
رحمت دا جد پانی لگا، تاں ہو یا ایہہ ہریا — ہر ہر ڈالی نیں پھل پایا ، سردھرتی جدھر یا
واہ واہ خالق سرجن ہارا! ملکاں جن، انساناں — اربعہ عناصر تھیں جس کیتا، گونا گون حیواناں
کنہ اوہدی نوں کوئی نہ پوہتا، عاقل، بالغ، داناں — در جس دے سر سجدے سٹے، لوح قلم اساناں
حکم اوہدے بن ککھ نہ ہلدا، واہ قدرت دے والی — جیا جون نگاہ اوہدی وچ، ہر پتر ، ہر ڈالی
آپ مکانوں خالی، اس تھیں کون مکان نہ خالی — ہر ویلے، ہر چیز محمد! رکھدانت سنبھالی
جون ہزار اٹھاراں اوس نے ، دنیا وچ بنائی — صورت سیرت تے خاصیت، وکھو وکھری پائی
جدا جدا ہر جونے جو گے جگ تے کیتے کھانے — انھے، لولے، ماڑے موٹے، ہرنوں نت پچھانے
جو جو رزق کسے دا کیتوس لکھیا کدے نہ ٹالے — لکھ کروڑ سکے برپائیاں ، پھر بھی اونویں پالے
آدم تھیں لے ایس دم توڑی، لکھ ہوئے ہر مٹی — صورت جدا جدا سبھس دی، علم اوہدے وچ مٹی
وکھو وکھرے لیکھ سبھنیں دے، لکھ چھڈیوس یک واری — جمن مرن نہ گھسن دیندا، ساعت اودھی ساری
کو فرش زمیں دا سارا، کو مینہ طراوت — بوٹے، رکھ زمیں پر جتنے، سبھناں وچ تفاوت
100 سے ناڑیں یک پتر اندر، جوڑ کئی وچ جوڑے — علم اوہدے وچ ککھ نہ بھلا، سبھ معلم بن لوڑے
صنعت دا کجھ انت نہ لبھدا، نظر کرو جس جائی — دھن اوہ قادر، سرجن ہارا، جس سبھ چیز بنائی
جے یک مچھر دا پر بھجے، توڑے جو، جگ لگے — ہرگز، راس نہ ہوندا مڑ کے ، جیون کر آہا آگے
اتنا کم نہیں کر سکدے دانش مندسیانے — حکمت پاک حکیم سچے دی، کون کوئی سبھ جانے
آپے دانا، آپے بینا، ہر کم کردا آپے — واحد لا شریک الٰہی صفتاں نال سہاپے
رب، جبار، قہار سندیا، خوف بھلا ایس بابوں — ہے ستار، غفار ہمیشہ، رحم امید جنابوں
بادشہاں تھیں بھیکھ منگا دے، تخت بہاوے گداہی — کجھ پرواہ نہیں گھر اوس دے، دائم بے پرواہی
ضُـــم بـــکُـــم رہن، فرشتے، کس طاقت دم مارے — در اس دے پر عاجز ہو کے، ڈھہندے بزرگ سارے
پر ڈھٹھے نوں ہتھ ہے دیندا، بخشن ہار خطائیاں — دتیوس سخن زباناں اندر، سخناں وچ صفائیاں
ہر ورتوں درکار ہوندا، جو اوس در تھیں مڑیا — اوسے دا اوس شان ودھایا، جو اوس پاسے اڑیا
بادشہاں دے شاہ اوس آگے مونہہ ملدے وچ خاکاں — اوگن ہار کہایا اوتھے، سچیاں ، صافاں، پاکاں
مغروراں نوں پکڑ نہ کردا، اودے وقت شتابی — معذوراں نوں چھکے ناہیں، کر کے قہر خرابی

Marfat.com

جے کرخفگی کرے اساں پر تک کے کماں بریاں
ماؤ پیو دی، بے فرمانی، جو بیٹا نت کردا
سجن، بھین بھرا نہ ہوون، راضی جس بھراؤں
دوست ،یار کسے دا بکدن، آدر بھاء نہ ہووے
نفر، غلام کسے داہووے ، خدمت اندر ڈھلا
میر، وزیر، مصاحب شاہ دے، حکموں باہر ہوون
واہ وا! صاحب بخشنہارا! تک تک ایڈ گناہاں
دوئے جہاں، اسماناں زمین،جو وافر بے اوڑے
کھانے پابھادیوس چوکی، ڈاہ زین دا پلا
نج اوہ قہر کماون لگدا، کون کوئی جو چھٹدا
بندگی دی پرواہ نہ اوس نوں، گھاٹا نہیں گناہوں
سدا سلامت راج اوسے دا، اس در سبھ سلامی
مان کریندیاں مان تروڑے مسکیناں دا ساتھی
لطف کریندا لطف کنندہ ہر دے کام سنوارے
سبھ وڈیائی اوس نوں لائق ، بے پرواہ ہمیشہ
عیب مرے پر پلا دیندا، ہنر کریندا ظاہر
ہر عاجز پر رحمت کردا،کرے قبول دعائیں
ہر کوئی محتاج اوسے دا، منگن ہارا در دا
دائم نیکو کاری کر، نیکی اوس نوں بھاوے
سورج، تارے، اوٹھ قطارے ،مشرق مغرب جاندے
دھرتی پوند ڈو لاندی آہی، ایدھر اودھر ہو کے
قطرے ہک منی دے تائیں، کیہ کجھ جوبن دیندا
او صورت وچ سیرت پاوے، اہل بصیرت تکدے
وٹے دے وچ لعل نکاندا، جانن قیمت پاندے
سپاں اندر موتی کردا، رکھ کے قطرہ پانی
اگا، پچھا، اوس نوں معلم، نہ چھپیا ہک ذرہ
کناں باجھوں سننے والا، تکدا بے بن نیناں
غالب امر مبارک اس دے،تاں ہویاں نوں کیتا
خاک ہویاں نوں دوجی واری، مڑ کے زندہ کرسی
سبھ جہان کو کیندا ایہو، ہے تحقیق الہی

بخشش کر کے مہریں آوے ، پھیر اوہدے در اڑیاں
فرزندی دا پیار نہ رہندا، کہن، کیوں ایہہ مردا
گھر آئے دا کرن نہ آور، کہن اوہدیاں داؤں
پھیرا وہ مکھ دکھاندا ناہیں، یاری تھیں ہتھ دھووے
خاوند نوں کد چنگا لگدا، جھڑ کے کر کر گلا
شاہ کھدیڑے غصہ کر کے، ہور وی نوکر روون
عزت، رزق نہ کھسے ساڈا، دیندا پھیر پناہاں
وچ سمندر علم اوہدے دے ہک قطرے تھیں تھوڑے
سجن، دشمن، چنگے، مندے، دیندا نہ دھرکلا
رحمت اوس دی جگ وسائے، ہر ہک نعمت لٹدا
زہد، عبادت تاہیں ہوندے، جاں کھلے درگاہوں
آدم ، جن ملائک، ہر شے، جیا جون تمامی
کوہ قافاں وچ روزی دیندا، سیمرغاں نوں ہاتھی
سبھ خلقت دا راکھا اوہو، بھیت چھپائے سارے
ہکناں تاج سعادت دیندا، ہکناں بد اندیشہ
جدوں کرم دا واڑا کردا، کوئی نہ رہندا باہر
بن منگے لکھ دان دوائے، محرم دل دا سائیں
ہرگز کیتی اوس دی اتے، انگل کوئی نہ دھردا
بدیاں بھی پھر بخش گزردا، جاں رحمت پر آوے
خاک زمیں دی ثابت رکھدا، پانی تے تھر باندے
حکمت نال لگائیوس محکم، کوہ قافاں دے کوکے
پانی اتے صورت لکھے ، حکمت عجب کریندا
انھے لوگ،احمر بھائی قدر پچھان نہ سکدے
ساوی شاخوں، دیکھ نکالے، پھل رنگ رنگاندے
شکماں وچوں باہر آنے، صورت بی بی رانی
دانا بینا، کشف قلوبی، حی قیوم، مقرہ
باجھ زبان کلام کریندا، نہ اوس بھائی بھیناں
ہویاں نوں نابود کریسی، آپ ہمیشہ جیتا
وچ میدان قیامت والے، ہر کوئی لیکھا بھرسی
لیکن کنہ مبارک اوس دی، کسے نہ لدھی آہی

Marfat.com

صفت اوہدی نوں فہم نہ پوہنا ذاتی وہم نہ پاندے
اس میدان نہ چلے گھوڑا،شینہ حیرت دا گجے
ہر جائے نہیں چلدی بھائی، جتھے دی چترائی
اس مجلس دا محرم ہو کے ، پھیر نہ مڑدا کوئی
اس خونی دریاؤں ڈردے، عقل فکر دے سائیں
جے کرتینوں طلب محمدؐ، ایس رستے ٹر اڑیا
نال ریاضت کریں صفائی، سان فکر دی گھس توں
پیر طلب دے کھڑسن اوتھے، اڈیں حب دے پابوں
ایہہ دریا موہانے باجھوں،لنگن مول نہ ہوندا
جنہاں ملاح منایا ناہیں، بیڑی چڑھے نہ اوس دی
رستہ چھوڑ نبیؐ دا اڑیاں، کوئی نہ منزل پگ دا
رستہ صاف نبیؐ دسے پچھے، ہور نہ جانو کوئی
اس ڈابے کئی بیڑے ڈوبے تختہ ہو یا نہ باندھے
خاص پہلے لا اھی کہہ کے اس دوڑوں کن رجے
کن ڈورے جتھ گونگی ہوندی، جاں کوئی جا گیرائی
جو ایہہ مست پیالہ پیندا، ہوش کھڑا ندا سوئی
کس دی بیڑی باہر آئی، پہنچ اجہیں جائیں
مڑآون دی رکھ نہ سکتی، ایتھوں کوئی نہ مڑیا
مست خوشبو عشق دی کرسی، طالب عہد الستوں
اگوں پکڑ یقین لنگھا سی، پڑدے پاڑ جنابوں
رڑھ مروایا ڈبدا جیہڑا،آپ ہکلا پوندا
راہوں پرت پے وچ باراں، مفت مکری مسدی
جے لکھ محنت ایویں کریئے۔ کلر کول نہ اگ دا
اوہو کرے شفاعت ساڈی، تائیں ملسی ڈھوئی

Marfat.com

نعت سید المرسلین رحمتہ اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم

واہ کریم امت دا والی ، مہر شفاعت کردا
اوہ محبوب حبیب ربانا، حامی روز حشر دا

سجے لکھ واری، عطر گلابوں، دھوئیے نت زباناں
نعت اوہناں دی لائق پاکی ، کداساں ناداناں

نال اشارت ٹکڑے کیتا، جس نے چن آسمانی
معجزیوں اوس بہت ودھائی، تھوڑی سی مہمانی

صدر نشین دیوان حشر دا، افسر وچ اماماں
دنیا تے جد ظاہر ہویا، کھریا دین دماماں

تخت چبارے، شاہی کنبے. ڈھٹھے کفر منارے
سبھو نور اوسے دے نوروں، اوس دا نور حضوروں

لولاک لما خلقت الکون، آیا سان اوہنادے
نور محمدؐ روشن آہا، آدم جدوں نہ ہویا

پاک جمال اوہدے نوں سکدے، روح نبیاں سندے
ولی جہاں دی امت سندے، نبیاں نال برابر

حسن بازار اوہدے سے یوسفؑ، بردے ہو و کاندے
عیسیٰؑ، خاک اوہناں دے در، دی، گھن تیمم کردا

حال غلامی اوس دی والا، لایا پاک خلیلے
موسیٰؑ، خضرؑ، نقیب اوہناں دے اگے بھجن راہی

دہ کی، 100 سد جہاں نوں ہویا، نیڑے آ پیارا
جبرائیل جیجے جس چاکر، نبیاں دا سرکردا

آپ یتیم، یتیماں تائیں، ہتھ سرے تے دھردا
نام اوہناں دے لائق ناہیں، کی قلمے دا کاناں

میں پلیت ندی وچ وڑیا، پاک کرے تن جاناں
سک روڑاں تھیں جس پڑھایا کلمہ ذکر زبانی

لشکر تسابجھ رجایا، بکے کاسے پانی
کل نبی محتاج اوہناں دے، نفراں وانگ غلاماں

کوہ قافاں نے سیس نمایا، کوٹ کفار تماماں
چھیک دتے قرآن اوہدے نیں، اگلے دفتر سارے

اوس نوں تخت عرش دا ملیا، موسیٰؑ نوں کوہ طوروں
جن، انسان ، غلام، فرشتے، دوئے جہان ایہناں دے

اول ، آخر، دوئے پاسے، اوہو ئل کھلویا
حوراں، ملک اوہناں، دی خاطر، خدمت کارن بندے

امت اوس دی نبیاں لوڑن مرسلؑ ہور اکابر
ذوالقرنین، سلیمان، جیسے، خدمت گار کہاندے

تائیں دست مبارک اس دا، شافی ہر ضرر دا
جانی نوں قربانی کیتا مہتر اسماعیلے

اوہ سلطان محمدؐ والی، مرسل ہور سپاہی
نعت اوہناں دی کیہ کجھ لکھے، شاعر اوگن ہارا

Marfat.com

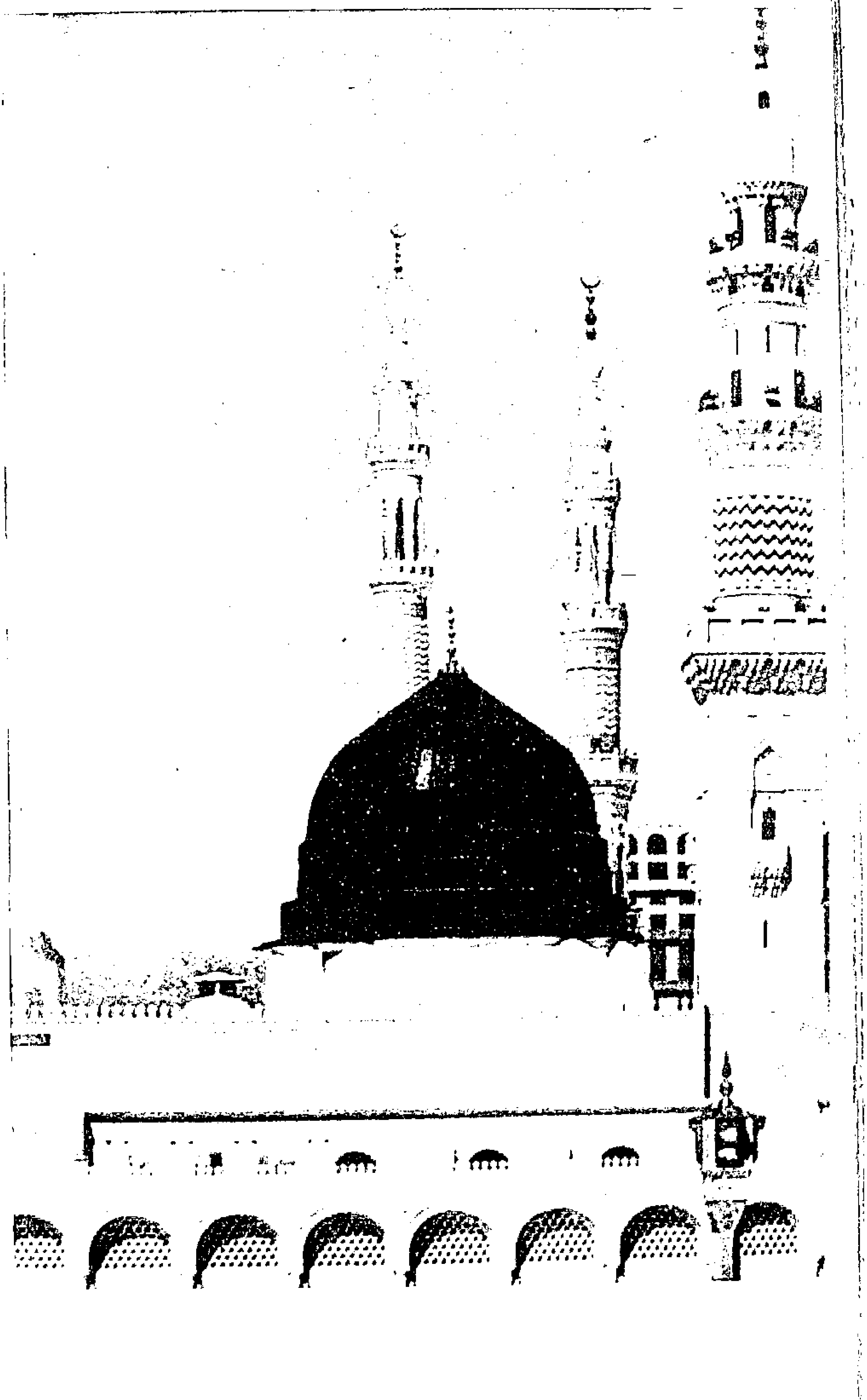

Marfat.com

اسمائے حسنہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مُحَمَّدٌ — اَحْمَدُ — مَحْمُوْدٌ — حَامِدٌ — قَاسِمٌ — فَاتِحٌ — عَاقِبٌ

شَاهِدٌ — مَاحٍ — حَاشِرٌ — دَاعٍ — سِرَاجٌ — رَشِيْدٌ — مُنِيْرٌ

بَشِيْرٌ — نَذِيْرٌ — هَادٍ — مَهْدٍ — رَسُوْلٌ — نَبِيٌّ — طٰهٰ

یٰسٓ — مُزَّمِّلٌ — مُدَّثِّرٌ — شَفِيْعٌ — خَلِيْلٌ — كَلِيْمٌ — حَبِيْبٌ

مُصْطَفٰى — مُرْتَضٰى — مُجْتَبٰى — مُخْتَارٌ — نَاصِرٌ — مَنْصُوْرٌ — قَائِمٌ

حَافِظٌ — شَهِيْدٌ — عَادِلٌ — حَكِيْمٌ — نُوْرٌ — حُجَّةٌ — بُرْهَانٌ

اَبْطَحِيٌّ — مُؤْمِنٌ — مُطِيْعٌ — مُذَكِّرٌ — وَاعِظٌ — اَمِيْنٌ

مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

مَدَنِيٌّ — عَرَبِيٌّ — قُرَيْشِيٌّ — عَزِيْزٌ — هَاشِمِيٌّ — تِهَامِيٌّ

حِجَازِيٌّ — نِزَارِيٌّ — مُضَرِيٌّ — اُمِّيٌّ

حَرِيْصٌ — رَؤُفٌ — رَحِيْمٌ — يَتِيْمٌ — غَنِيٌّ — جَوَّادٌ — فَتَّاحٌ

طَيِّبٌ — عَالِمٌ — طَاهِرٌ — مُطَهَّرٌ — خَطِيْبٌ — نَاهٍ — حَسِيْبٌ

كَرِيْمٌ — مُحَرِّمٌ — مُحَلِّلٌ — مُبَلِّغٌ — فَصِيْحٌ — شَافٍ — سَيِّدٌ

مُنَقِّيٌّ — مُقْتَصِدٌ — رَحْمَةٌ — حَقٌّ — مُبِيْنٌ — اَوَّلٌ — آخِرٌ

بَاطِنٌ — ظَاهِرٌ — اَوْلٰى — اِمَامٌ — اَكْرَمُ — صَادِقٌ — مُصَدِّقٌ

نَاطِقٌ — صَاحِبٌ — مَكِّيٌّ — شَكُوْرٌ — قَرِيْبٌ — طٰسٓ — مُنِيْبٌ

Marfat.com

مدح خلفاء راشدین

پیر مرید صدیق اکبر سن پہلے یار پیارے ‏ ‏ حق جہاں دے ثانی اثنین اذھما فی الغار
یار دوجا فاروق عمر سی عدل کیتا جس چھڑ کے ‏ ‏ ایہہ شیطان رجیم رولایا، پنجے اندر پھڑ کے
شب بیدار غنی سی تریجا، جامع جو قرآنی ‏ ‏ عثمان ذوالنورین پیارا، مہتر یوسف ثانی
چوتھا یار پیارا بھائی خاصہ دل دا جانی ‏ ‏ دلدل دا اسوار علی ہے، حیدر شیر حقانی
لحمک لحمی دمک دمی، شان جہاں دے آیا ‏ ‏ سخی بہادر، جگ وچ نادر، جس دا عالی پایا
ذوالفقار جہاں نوں اتری، خلعت فقر حضوروں ‏ ‏ جمل جہاں ہوئی روشنائی، شاہ مرداں دے نوروں
جم دیاں سن جس دے اگے، بتاں سیس نوائے ‏ ‏ خیبر کوٹ کفار گرائیوس، ڈنکے دین و جائے
ستر دو بہتر وارین ، راہ اللہ دے وکیا ‏ ‏ دوئے امام دتے راہ مولیٰ، پھیر صبر کر تکیا

Marfat.com

منقبت امامین

ربا اوہناں اماماں پچھے، جو گل لال نبی دے
ہکناں عشق ترے دے پیتے، بھر بھر زہر پیالے
ہوندی قوت زور نہ لایا، بیٹھے من رضائیں
عشق تیرے وچ گھائل ہوئے، مائل حسن ازل دے
پیر سخے ہوچ نیر عشق دے، بیڑا میرا تاریں
توڑے رد سوال کریسیں، توڑے عرض قبولے

پاک شہید پیارے تیرے افسر آل نبیؐ دے
خنجر جھاگ محبت والی، ہکناں بدن حلالے
پانی باجھ پیا سے چلے، دین دلی دے سائیں
سر دتے پر سی نہ کیتی، شادی کر کر چلے
میں عاجز مسکین بندے نوں، نال ایمانے ماریں
میں بھی دو ہیں جہانیں پھڑیا، دامن آل رسولے

Marfat.com

عرض داشت

یا نبی اللہ جے کجھ دتا قدر، تینوں رب والی
ذرے جتنا گھندا ناہیں، ہتھوں ہوندا عالی

اوگن ہار طفیل تو ساڈے، اسیں بخشے جایئے
رحمت اتے لقاء مہر دا پاک جنابوں پایئے

ہور کسے، کجھ نیکی ہوئی، توشہ خرچ قبر دا
مینوں ہکو نام تساڈا، گہنا روز حشر دا

تینوں قوت بخشی مولا، سبھ خلقت بخشاویں
ہوندے زور سوال نہ موڑیں، نبی کریم کہاویں

دوست، دشمن، چنگا، مندا، جے کوئی ہوے سوالی
کد کریماں دے در اتوں، مڑ آوے ہتھ خالی

رکھی جھول تو ساڈے اگے ، پاؤ خیر یتیماں
اوگن ہار، کجیں بھریا ، بخشیں نبی کریما

کیتی بے فرمانی تیری ، بھلا پھر یوں راہوں
نام اللہ دے بخش بے ادبی، نہ کر پکڑ گناہوں

سخن نہیں کوئی ہوندا میں تھیں، تیری شان قدر دا
طٰـــہٰ تے یٰسیــــن الٰھـــی، صفت تساڈی کردا

بوہت عزت لولا کی تینوں، کیہ میں صفت سناواں
آل، اصحاب، سمیت سلاماں ، ہور درود پوچاواں

آل اولاد تیری دا منگتا، میں کنگال زبانی
پاؤ خیر محمدؐ تائیں، صدقہ شاہ جیلانی

Marfat.com

دربار خداوندی میں مصنف کی التجا

رحمت دا مینہ پا خدایا باغ سکا کر ہریا
بوٹا آس امید میری دا کر دے میوے بھریا

مٹھا میوہ بخش اجیہا قدرت دی گھت شیری
جو کھاوے روگ اس دا جاوے دور ہووے دلگیری

سدا بہار دئیں اس باغے کدے خزاں نہ آوے
ہوون فیض ہزاراں تائیں ہر بھکھا پھل کھاوے

بال چراغ عشق دا میرا، روشن کر دے سیناں
دل دے دیوے دی روشنائی جاوے وچ زمیناں

نعمت اپنی دی کجھ مینوں بخش، شناساں پاواں
ہمت دے دلے نوں، تیرا شکر بجا لیاواں

لاہ ہنیرا جہل بُرے دا، چانن لا عقل دا
بخش ولایت شعر سخن دی، یمن رہے وچ رلدا

اول دے دل جس وچ ہوون، سچے سخن خزانے
لعل جواہر کڈھ کڈھ دیوے، قوت بخش زبانے

طبع مری دا نافہ کھولیں، ملکیں مشک دھمائیں
سن سن مغز معطر ہوون، بو عشق دی پائیں

سخن میرے دی شکروں ہوون، مٹھے مونہہ قلم دے
شعر مرے دے عطروں کاغذ لاوے خال رقم دے

بوہٹی نویں کتاب مری دی، جوبن بخش سنگاریں
پاک نظر دے ویکھن والے، ندی عشق دی تاریں

جے کوئی میلی اکھیں ویکھے، عیب دھگانے لاوے
اوہ بھی عدل ترے دے گھر تھیں، کجھ سزائیں پاوے

مر مر بک بناون شیشہ، مار وٹا ہک بھن دے
دنیا اتے تھوڑے رہندے، قدر شناس سخن دے

اول تے کجھ شوق کسے ناں، کون سخن اج سن دا
بے سنسی تے قصہ اتلا، کوئی نہ رمزاں چن دا

لد گئے اوہ یار پیارے، قدر شناس ہمارے
سخن شناس محمدؐ بخشا! لعلاں دے ونجارے

مجلس بہ بہ گئے سیانے، کر کر ہوش سنبھالے
ہک دوئے سنگ ورتی الفت، جیوں بھلیاں دے چالے

جس سر ہے دستار تساڈی، میں بھی اوس دے، در تے
خیر خیرایت بیٹھا کھانواں جے کجھ چھاندا در تے

آمین

Marfat.com

فقر کیا ہے؟

ہمارے ہادی وراہنما بانی اسلام حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا ہے "الفقر فخری والفقرمنی' (ترجمہ) فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ ہمارے حضور ﷺ نے یہ فرمان کس قدر بلند اور سب امور دینی سے بالاتر قسم کا بیان فرمایا ہے۔ کیونکہ فقر کو اپنا فخر فرمایا ہے اور یہی نہیں بلکہ فرمایا ہے کہ فقر مجھ سے ہے یعنی فقر کے بانی مبانی بھی ہم ہی ہیں۔ اس کا صاف اور بغیر کسی دلیل کے یہی مطلب نکلتا ہے کہ اگر ہم فقر کے طریق کار پر نہ چلیں تو دوسرے الفاظ میں گویا ہم حضور ﷺ کے پورے فرماں بردار نہ ہوں گے اور جس طریقہ پر آپ خود فخر فرماتے ہیں۔ آپ ہی سے اس کی ابتدا ہوئی ہے تو اس کو اگر ہم نے چھوڑ دیا یا اس کی پوری طرح پیروی نہ کی تو گویا ہم آپ کے سچے پیروکار نہ کہلا سکیں گے۔ اس لئے ہم پر فرض عائد ہوتا ہے کہ سب سے اول ہم فقر کو حاصل کریں اور کسی سچے اور کامل مرشد کی تلاش کر کے حضور ﷺ کے منشاء مبارک کی تکمیل کر کے آپ کے فرمان کو پورا کر کے حضور ﷺ کے سچے شیدائی بن جائیں اور جس امر پر آپ کو خود فخر ہے ہم بھی اس پر فخر کریں اور جیسا کہ آپ کا فرمان ہے کہ فقر مجھ سے ہے۔ ہم بھی ایسے بن جائیں کہ ہمارے بھی رگ وریشے سے فقر ہی فقر ظاہر ہو۔ فقر ہم پر فخر کرے اور ہم فقر کی گہرائیوں میں ڈوب کر ایسے مٹ جائیں کہ حضور ﷺ کے سوا کچھ باقی ہی نہ رہے۔

بقول حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ

فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ
فقر ہے میروں کا میر، فقر ہے شاہوں کا شاہ

علم کا مقصود ہے پاکی عقل و خرد
فقر کا مقصود ہے عفت قلب و نگاہ

علم فقیہہ و حکیم، فقر مسیح و کلیم
علم ہے جو یائے راہ فقر ہے دانائے راہ

Marfat.com

فقر مقام نظر، علم مقام خبر — فقر میں مستی ثواب علم میں مستی گناہ

علم کا موجود اور، فقر کا موجود اور — اشھد ان لا الہ. اشھد ان لا الہ

چڑھتی ہے جب فقر کی شان پر تیغ خودی — ایک سپاہی کی ضرب کرتی ہے کار سپاہ

دل اگر اس خاک میں زندہ و بیدار ہو

تیری نگاہ توڑ دے آئینہ مہر و ماہ

گذارش ہے کہ فقر دراصل عشق محمد ﷺ ہے اور یہ ایسا ناز ہے کہ انسان کے مٹھی بھر وجود خاکی میں وہی قدیمی امانت رکھتا ہے جو ازل سے اس کے لیئے ہی اسی کے وجود باطنی میں چھپ کر آئی تھی اور تمام جہان کے نظام پر حکومت کرنے کے لیئے اگر کوئی طاقت ہے اور ہو سکتی ہے اور وہ صرف فقر ہے۔ مگر وہ فقر جو عشق بن کر تجلیات حسن حقیقت پر چھا جائے جس طرح کہ ہمارے حضور سرور کائنات ﷺ اور آپ کے پیروکار اور جانشین ہمہ تن فقر کے فخر بن کر تمام عالم پر چھا گئے تھے اور یہ فقر کے ہی سربستہ راز تھے جس نے عشق بن کر باطل کے کروڑوں لشکروں کے مقابلے میں مٹھی بھر فوج لے کر وہ کامیابی حاصل کی جو رہتی دنیا تک کے لیے یادگار ہے باطل کے آگے سچے اور حقیقی فقر کے عشق نے کبھی سر نہ جھکایا اور وہ دن دور نہیں ہیں کہ فقر مجسم عشق بن کر پھر چمکے گا اور سب باطل مٹ کر ہی رہے گا۔ بقول

صدق خلیل بھی ہے عشق، صبر حسینؓ بھی ہے عشق

معرکہ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

توحید:

توحید کو بیان کرنا بڑا مشکل ہے مگر جب تک توحید کی تفصیل اور ایک ہونے کی سمجھ نہ آجائے دنیا جہان کی کسی شے کی ماہیت معلوم نہیں ہو سکتی۔ اس کی حقیقی وجہ یہ ہے کہ ہر

Marfat.com

چہار طرف اور نیچے اوپر بلکہ کل کائنات کے اندر باہر اگر کوئی ہستی ہے۔ تو وہ خدا ہے کیونکہ اسی کی طرف سے ہر شے آئی ہے اور پھر اسی کی طرف لوٹتی رہتی ہے تو گویا اللہ تعالیٰ ہی ایک مخفی خزانہ تھا جس میں یہ کل کائنات چھپی ہوئی تھی اور جب خدا نے چاہا تو تمام عالم جہان کو اپنے علم کے مخفی خزانہ سے برآمد کر دیا جس کی تائید خود اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک کے ذریعہ کر دی ہے۔ چنانچہ ہم اکثر کلام پاک کی اس آیت کو بطور ثبوت پیش کرتے رہتے ہیں۔ یعنی ہم میں سے اگر کوئی وفات پا جائے تو فوراً ہم کہیں گے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یعنی یہ بندہ جو وفات پا گیا ہے، اللہ ہی کی طرف سے آیا تھا اور پھر اللہ ہی کی طرف راستہ اختیار کر کے چلا گیا ہے۔

آیت توحید:

مندرجہ بالا آیت شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ذات تعالیٰ ایک ایسی مخفی اور خفیہ طاقت ہے جو خود بخود اپنے آپ میں سے اپنے گن اور ہر قسم کی علیحدہ صورتیں ظاہر کر کے کل کائنات اور ایجاد کرنیوالا ہے یعنی یہ کل کائنات تمام کی تمام اللہ تعالیٰ میں اس طرح مخفی تھی جس طرح کہ ایک بہت لمبا چوڑا درخت ایک چھوٹے سے بیج میں چھپا ہوتا ہے اور جس طرح بیج میں سے درخت نکل کر کئی طرح کی شکلیں اختیار کر لیتا ہے۔ یعنی جڑیں۔ تنا۔ شاخیں۔ پتے۔ پھول اور پھل وغیرہ نکل آتے ہیں۔ اسی طرح اگر ہم یہ کہہ دیں کہ درخت بیج ہے اور بیج درخت ہے تو اس میں تعجب کرنے کی کونسی بات ہے؟ بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ بیج کے مادے میں سے جو درخت برآمد ہوتا ہے وہ بیج کا گن ہے۔ یعنی بیج کی خصلت میں سے درخت بطور گن کے ظاہر ہو گیا ہے اور درخت اور بیج دونوں مل کر ایک ہی شے ہیں۔ کیونکہ بیج طاقت کا ایک مجسمہ ہے اور درخت اس مجسمہ کا گن یعنی صفت ہے۔ گن ہماری اپنی زبان کا لفظ ہے جس کو عربی میں صفت یا صفتیں کہا گیا ہے۔

Marfat.com

وجود مطلق:

یاد رکھیئے کہ اللہ تعالیٰ ایک طاقت کا مجسمہ ہے اور کل کائنات اللہ تعالیٰ کی طاقت کے مجسمہ سے برآمد ہوئی ہے۔ یہ تمام اللہ تعالیٰ کے گن یعنی صفات ہیں۔ اور یہ بات سوچنے کے قابل ہے کہ طاقت اور طاقت میں جو صفتیں ہوتی ہیں وہ آپس میں جب تک اکٹھی مل کر ایک جگہ نہ رہیں تو دونوں میں سے کسی ایک کی بھی پہچان نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ صفت سے طاقت کا پتہ چلتا ہے اور طاقت میں سے صفت ظاہر ہوتی ہے بلکہ کسی بھی طاقت کی پہچان کرنی ہو تو جب تک اس میں سے اس کی صفات ظاہر نہ ہوں اس طاقت کا نام نہیں رکھا جا سکتا۔ چنانچہ ذات باری تعالیٰ ایک طاقت ہے اور تمام جہان اس کے صفات ہیں اور صفات کی ہر شے کا جدا جدا نام ہے اور ان تینوں کو ملا کر ہم ایک وجود یعنی وجود مطلق کہیں گے اور صوفیوں کی اصطلاح میں اس کو وحدۃ الوجود کہا جاتا ہے۔

تین اجزاء:

اول ذات۔ دوم صفات۔ سوم اسم یا اسماء۔

ذات ایک ایسی طاقت ہے جس میں ہر ایک شے بنانے کی قدرت موجود ہے اور صفت ایک ایسا فعل ہے جو ذات طاقت کے منشاء کے مطابق ہر شے کو بنانے اور بنا کر ظاہرا طور پر سامنے دکھا سکتی ہے۔ اور اسم یا اسماء اس کو کہتے ہیں کہ جو شے ذات کے منشاء سے صفت کے فعل سے بنائی جائے گی تو اس شے کا نام اول ہی سے ذات کے علم میں رکھا ہوا موجود ہو گا۔ اور اسم کو نام کہتے ہیں۔ اور کل کائنات کی چیزوں کے ناموں کو اسماء کہیں گے۔

Marfat.com

تفصیل ذات:

اب غور کرنے والی بات یہ ہے کہ ذات تعالیٰ ایک ایسا مخفی خزانہ تھا۔ کہ کل کائنات یعنی جہان اللہ تعالیٰ کے علم میں مخفی تھا یعنی ہر قسم کی صفتیں لئے ہوئے ایک کاریگر کی طرح مکمل مجسمہ فطرت تھا اور جب اس نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو اس کے لیے ضروری ہوگیا کہ وہ اپنی اس خاص الخاص صفائی طاقت سے کام لے جس کے ذریعہ اور بل بوتے پر وہ کل کائنات کو بطور ظاہر کے بمعہ ان کے جسموں اور ناموں کے خلق کر سکے۔ تو سب سے اول وہ ذات تعالیٰ اپنی ذاتی طاقت سمیت اس اپنی صفاتی قوت کے ہمراہ ہو کر ایک تجلی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ چنانچہ اس تجلی ذاتی کو تمام مذاہب کے لوگوں نے اپنے اپنے عقلی خیال کے مطابق کسی نے اس کو مادۂ تخلیقی کہا ہے۔ کسی نے اوتار اور بھگوان کا نام دیا ہے اور بلکہ بعضوں نے تو اس تجلی ذاتی کو خدا کا بیٹا قرار دے دیا ہے اور خدا کو الگ تھلگ جان کر خدا کو کسی مکان میں اونچی جگہ رہنے والا تسلیم کیا ہوا ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ سب سے اول زمین پر انسانی قوم حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی ہے اور جب انسانوں کی کثرت ہوگئی اور زمین پر پھیل گئے تو ان کے رسم و رواج اور مذہب میں بھی تفرقہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ ان پر اسی تجلی ذاتی کی طرف سے کئی پیغمبر آتے رہے اور لوگوں کو ذات تعالیٰ کی توحید اور رسالت و نبوت کی طرف راغب کرتے چلے رہے۔ مختصر یہ ہے کہ پھر حضور ﷺ تشریف لائے اور خود بولتے ہوئے قرآن بن کر ذات تعالیٰ کے تمام غیبی اسراروں کو کھول کر لوگوں میں بیان کیا اور ان کو توحید و رسالت کے بھید سے آگاہ کر دیا جو توحید و رسالت کے انکاری ہیں۔

Marfat.com

ظہورِ تجلی:

جب ذاتِ تعالیٰ ایک تجلی کی صورت بن کر نمودار ہوئی تو وہ تجلی ایک نور تھا جس میں کہ کائناتِ عالم کو مجسم طور پر ظاہر کر دینے کی تمام صفتیں بمعہ قوتِ فعل موجود تھیں۔ چنانچہ اس نور کی قوت سے جس میں کہ اول ہی سے تمام کائنات کی شکلوں سمیت جن کے نام بھی رکھے ہوئے تھے۔ تو اس تجلی ذات کے نور سے برآمد ہو کر کائنات کی شکل میں ظاہر ہو گئے اور جہاں عالم میں ہر جگہ ہر سمت اور ہر صورت میں وہ ذات رچ بس گئی۔ اور اسی کے سہارے سے تمام صفات و اسماء قائم ہیں اور اپنے اپنے کام میں دن رات لگے ہوئے ہیں اور وہ ذاتِ تعالیٰ اس جہان عالم سے الگ کسی اونچی جگہ یا مکان میں محدود نہیں ہے بلکہ وہ اس جہان کی ہر شے کی زندگی کا باعث بن کر تمام خلق شدہ صورتوں میں موجود اور قائم ہے اور جب کہ اس بن کوئی اور ہے ہی نہیں اور جو بھی صورت ہے اسی کی اپنی صورت ہے تو یہ سب اکائیاں اس ایک کے ساتھ شامل ہو کر وہ ایک کہلائے گا۔ کیونکہ اسی میں سے آئی اور پھر لوٹ کر اس میں چلی جاتی ہے۔ اب اگر کوئی شے اس سے غیر سمجھی جائے تو ہو نہیں سکتی کیونکہ اسی سے تو سب شے برآمد ہوئی ہے اور اسی کے نور کی تجلی سے بنائی گئی تو غیر کا وجود تسلیم کرنا اور خدا کو الگ تھلگ سمجھا جانے لگے۔ شرک کے معنی شریک کے ہیں اور شریک ایک دوسرا خدا بنانا پڑے گا مگر دوسرے کا تو وجود ہی ندارد ہے کیونکہ ہر شے اسی سے آئی اور اس کی ہستی سے زندہ اور قائم ہے تو پھر اس کا شریک اور غیر کیا اور کون شے ہوئی؟

واحد، لاشریک:

لہٰذا مطابق آیت شریف کے جو اوپر بھی درج ہے یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون کہ اسی سے سب برآمد ہوا اور پھر اسی کا راستہ اختیار کر کے اسی میں لوٹ جاتا

Marfat.com

ہے۔تو اب غور فرمادیں اور سمجھیں کہ جب اس کے سوا تو کوئی ہے نہیں کیونکہ اس سے آ کر اسی میں ہر ایک واپس ہو رہا ہے اس لئے بموجب قل هو الله احد کہ نہ کوئی اس سے پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا بلکہ وہ احد یعنی خود ہی اس جہان سمیت ایک ہے۔ کیونکہ جہان اس سے برآمد ہوا اور وہ جہان میں ہر گہ موجود اور جہاں کی زندگی کا باعث ہے۔تو اس جہان سمیت وہ ایک وجود مطلق ہوا کیونکہ اگر جہان سے الگ اس کو سمجھا جائے تو یہ جہان زندہ نہیں رہ سکتا۔اور کسی الگ مقام بلند پر اس کو تسلیم کیا جائے تو جہان سے الگ وہ ایک حد میں محدود ہو جائے گا۔اور محدود ہوا تو وہ ہر جگہ ہر سمت رہنے والا نہ ہو گا۔اور جو ہر جگہ رہنے والا نہ ہو گا وہ خدا نہیں کہلا سکتا۔کیونکہ اسی کی ہستی سے تو سب کی ہستی ہے۔

لہٰذا جب تک اس تمام جہان عالم سمیت اس کو ایک وجود مطلق نہ سمجھا جائے گا۔ توحید قائم ہی نہیں رہ سکتی۔توحید کے تو معنی ہی ایک کے ہیں۔تو جب اس کے بغیر جہان عالم کو علیحدہ اور اس کو علیحدہ سمجھا جاوے تو سب سے اول جہان مردہ ہو کر رہ جانا ہوا تسلیم کرنا پڑے گا۔ کیونکہ جب جہان میں سے خدا کو نکلا ہوا سمجھ لیا جائے گا تو جہان کس شے سے زندگی لے گا؟ اس لئے توحید یہ ہے کہ اس ذات تعالیٰ سمیت جہان عالم ایک وجود ہے یعنی ”ذات، صفات اور نام مل کر وہ ایک ہے“

ذات کا مخفی بھید:

اب ہم عرض کریں گے کہ ذات تعالیٰ کیوں اور کس طرح چھپ کر رہ رہی ہے! موجود بھی ہے مگر دکھائی نہیں دیتی۔ ہماری شہ رگ میں بیٹھ کر کام کر رہی ہے مگر خود ہمارے اندر ہوتی ہوئی بھی ہم کو دکھائی نہیں دیتی۔اس کی صفتیں ہر وقت ہم میں سے ابھر کر کام کرتی ہیں مگر ہم بے خبر ہیں۔ یہ تمام بیان عرض کیا جاتا ہے اور مطابق آیات قرآنی دلائل کے عین حقیقی فطرت ذاتی کے مطابق سمجھو اور غور کرو۔

Marfat.com

مخفی بھید کی تفصیل:

فرض کیجئے کہ کاریگر کرسی بنانا چاہتا ہے تو سب سے اول وہ اپنی ذاتی طاقت کے خیال سے کرسی کا نقشہ اپنے اندر ہی تجویز کرے گا۔ پھر جب وہ کرسی بنانا چاہے گا تو اس کے جسم کے تمام حصے یعنی ہاتھ، آنکھیں، ٹانگیں، پر وغیرہ غرض یہ کہ تقریباً تمام جسم کے حصے حرکت میں آ کر کاریگر کی ذاتی طاقت کے حکم کے مطابق کام کرنے لگ جائیں گے اور کرسی بن جائے گی۔ اب سوچنے اور سمجھنے والی بات یہ ہے کہ جب کاریگر نے کرسی بنانے سے اول اپنی ذاتی طاقت کے خیال سے کرسی کا نقشہ اپنے اندر تجویز کیا تھا تو کیا کاریگر کی اندرونی ذات وطاقت کی ہم کوئی مثال پیش کر سکتے ہیں کہ وہ سفید، سرخ یا پہاڑ، پانی اور زمین وغیرہ کی شکل کی طرح ہے۔ نہیں۔ ایسے ہی ہمارے اندر بھی جو ہماری ذاتی طاقت ہم سے کام لیتی ہے ہم اس کی بھی کوئی مشکل مثال کے طور پر سمجھا کر بتا نہیں سکتے۔ تو یہ ایسا کیوں ہے؟

غور کیجئے کہ قانون قدرت کے مطابق طاقت ہمیشہ چھپ کر رہتی ہے اور جب وہ طاقت کوئی کام کرنا چاہے گی یا اس سے کوئی کام لیا جائے گا تو اس طاقت کی صفتیں ظاہر طور پر نمودار ہو کر دکھائی دیں گی اور طاقت کے ہی بل بوتے پر صفتوں میں حرکت وسکون پیدا ہو گا۔ بلکہ طاقت کے ذریعہ سے صفتیں فعل کر کے کئی طرح کی چیزیں بنا ڈالیں گی۔

فرض کریں کہ بجلی کی طاقت کو ہم نے استعمال کرنا ہو تو یہ ضروری ہو گا کہ بجلی کے لئے ایسا ٹھوس تار انجن سے لایا جائے اور پھر شیشے وغیرہ کا گولا تیار کر کے جس میں کہ بجلی جلائی جائے ہم تیار کریں گے اب غور کریں کہ دراصل طاقت ہمیشہ پردہ میں رہتی ہے اور بطور ظاہر کے دکھائی نہیں دے سکتی کیونکہ طاقت اگر خود دکھائی دیتی تو اس کی صفتیں دکھائی نہ دیتیں بلکہ گم ہو جاتیں بلکہ طاقت تو اپنی صفتوں کو ظاہر کرنے کے واسطے ہے۔ جس طرح ہم

Marfat.com

نے اوپر کی سطور میں مثال کے طور پر کرسی بنانے کی مثال دی ہے یعنی کاریگر کی خفیہ ذاتی طاقت کے فعل سے کاریگر میں سے صفتیں ظاہر ہوئیں تو کرسی بن گئی۔

تفصیل توحیدی:

چنانچہ سمجھنا چاہئے کہ کل کائنات کسی طاقت کے سہارے سے کھڑی اور قائم ہے جیسا کہ ہم نے اوپر کی سطور میں مثالیں دے کر عرض کر دیا ہے۔ یعنی ذات تعالیٰ کی طاقت میں بے تعداد قسم کے گن یعنی صفتیں ہیں اور اس تمام کائنات کے وجود کا مخفی خزانہ ذات تعالیٰ کی طاقت کے اندر اول ہی قدیم سے موجود تھا اور جب ذات تعالیٰ نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو اس نے اپنی ذاتی طاقت کے مخفی خزانہ سے سب سے اول ایک تجلی ظاہر فرمائی یعنی اپنا جلوہ اپنی ذاتی طاقت سمیت ظاہر کیا۔ لب لباب یہ ہے کہ وہ ذات تعالیٰ اپنی ذات کے ہمراہ اپنی صفائی قوت کو ظاہر کرنے کی اخاطر ایک تجلی یعنی نور کی صورت بن کر نمودار ہو گیا۔ اور اس نور میں چونکہ ہر قسم کے گن موجود تھے۔ لہٰذا جب ذات تعالیٰ نے نور کے ذریعہ سے فعل کیا تو اس اثر فعل سے تمام کائنات ایک وجود کی شکل میں ظاہر ہو گئی۔ اور چونکہ طاقت اور طاقت کی صفتیں جب تک اکٹھی ہو کر نہ رہیں تو نہ طاقت کی پہچان ہو گی اور نہ صفتیں ظاہری شکلوں میں نمودار ہو سکیں گی۔ اسی واسطے اگرچہ ذات تعالیٰ ہر وقت اور ہر دم کائنات کے جسم میں موجود تو ہے مگر دکھائی نہیں دے سکتی۔ کیونکہ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ طاقت مخفی خزانہ کی طرح موجود رہتی ہے اور اس کے گن صفات ظاہر ہو جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ تمام کائنات ذات اور صفات سے باہم مل کر بنی ہوئی ہے۔ اور ذات تعالیٰ ہر وقت اپنی صفات میں ہر جگہ اور ہر سمت پر موجود اور قائم ہے اور ذات اور صفات باہم مل کر ایک وجود مطلق کہلاتا ہے اور وجود مطلق کے معنی ہیں کہ جو خود بخود سب طاقتوں اور سب صفتوں

Marfat.com

سے مل کر ایک کہلاتا ہو اور کوئی اس کا دوسرا بنانے والا شریک نہ ہو۔ بلکہ ذات اور صفات باہم مل کر ایک صورت میں نمایاں ہوں۔ اور صوفیوں کی اصطلاح میں ذات اور صفات کو ایک ہی وجود تسلیم کر کے وجود مطلق یا وحدت الوجود کہتے ہیں۔

بھگت کبیر صاحب جو حضرت مولانا روم کے پیروکار اور ان کے روحی خلیفہ تھے۔ اپنی ہندی زبان میں مولانا روم کے ایک شعر کا شعر میں یوں ترجمہ کرتے ہیں۔

ایک کہوں تو ہے نہیں، دو کہوں تو گار
جیسا ہے تیسا رہے کہے کبیر وچار

ترجمہ اور مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو ایک کہا جائے گا تو اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ وہ کائنات سے الگ ہو کر ایک ہے یعنی کائنات سے اس کو باہم کوئی تعلق نہ رہا اور وہ کسی اونچی یا علیحدہ جگہ میں گھرا ہوا مقید ہے اور ہر جگہ اور ہر سمت رہنے والا نہ ہوا۔ اور ہم جب اس کی عبادت کرنے کو اس کو اللہ اللہ کہہ کر پکاریں گے تو اس کا یہی مطلب لے کر ہم اس کو کہیں دور خیال کریں گے۔ حالانکہ اس نے تو اپنے کلام مجید میں بھی ہمارا وہم مٹانے کو فرما دیا ہے کہ میں بندے کی شہ رگ سے بھی اس کے قریب تر اندر رہ رہا ہوں۔ اور اگر خود سے اس کو دور خیال کریں تو ایک تو کلام مجید کے خلاف ہو جائے گا۔ دوسرے کائنات کو سنبھالنے والا کوئی دوسرا شریک بنانا پڑے گا جو کہ شرک میں پھنسائے گا۔ لہٰذا بھگت کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ذت اور اس کی صفات اور ناموں کے ہمراہ وجود مطلق تصور کر کے ایک کہہ سکیں گے ورنہ نہیں۔ کیونکہ وہ اکیلا ایک ہو تو کائنات سے علیحدہ تصور ہو گا۔ اور یہی شرک ہے اور ابلیس فرشتہ ازل کے روز اسی واسطے راندۂ درگاہ ہوا کہ وہ اس پیرومرشد کی صورت کو سجدہ کرنے سے انکاری ہوا جس صورت میں ذات تعالیٰ اپنے نور صلعم سمیت روپوش ہو کر خود کو خلیفہ یعنی اپنا قائم مقام بنا کر سجدہ کا حکم دے رہا تھا۔ لہٰذا ابلیس نے شرک کیا اور آدم

Marfat.com

علیہ السلام کو نہ نبی مانا نہ پیر پرستی پر یقین کیا بلکہ علم ظاہری کے حجاب سے راندۂ درگاہ وا۔

لہٰذا وہ کائنات سے علیحدہ ہو کر آپس میں دو نہیں ہیں بلکہ اس قسم کا خیال کرنا گویا ذات تعالیٰ کی بے حرمتی ہو گی۔ شعر میں دو کہوں تو گار کہا گیا ہے۔ گار گالی کو کہتے ہیں۔ یعنی اگر اس کو علیحدہ کر کے کائنات اور ذات کو الگ الگ دو کہا جائے تو اس کی معاذ اللہ گالی دینے کے برابر ہو گا۔ کیونکہ توحید میں اگر رخنہ اندازی کی جائے تو یہ بت پرستی ہو گی۔ آگے بھگت کبیر صاحب فرماتے ہیں کہ " جیسا ہے تیسا رہے کہیں کبیر وچار"۔ مطلب یہ کہ ذات تعالیٰ تو جیسا ہے ویسا ہی رہے گا اور رہ رہا ہے۔ یعنی وہ ذات اپنی صفات سمیت ایک واحد اور لا شریک ہے۔ بھگت کبیر کے وچار یعنی خیال کرنے میں وہ جیسا ازل سے پہلے تھا یعنی ذات تعالیٰ بمعہ اپنی کل صفات اور ناموں کے جیسا اول تھا ویسا ہی اب موجود اور قائم ہے۔ اور یاد رکھیں کہ شریعت میں بطور ظاہر کے اس کو اللہ کہنا درست اور ضروری ہے۔ کیونکہ شریعت بطور الف، ب کے ہے۔ جب تک الف، ب نہ پڑھیں، کوئی علم سیکھا نہیں جا سکتا۔ مگر جب علم پڑھ کر کوئی عالم ہو جائے تو پھر وہ الف، ب نہیں پڑھا کرتا۔ لہٰذا شریعت ایک تنظیم اور عام قانون ہے اور طریقت شریعت کا ایک خفیہ طریقہ ہے جس سے ذات تعالیٰ کی پہچان کرائی جاتی ہے۔ شریعت کا ظاہری علم پڑھنے سے اللہ کو جاننا مقصود ہے اور طریقت سے اللہ کو پہچاننا مقصود اگر صرف ظاہر علم پڑھ کر اللہ کو پہچاننے کی کوشش کی گئی تو گویا یہی ظاہری علم تم کو گمراہ کر دے گا اور تم ظاہری علم کے حجاب سے وسوسوں اور وہم میں پڑ کر کہیں خدانخواستہ گمراہ نہ ہو جاؤ۔ اور یہ آج کل جو اسلام میں لاتعداد فرقہ بندی ہے یہ ظاہری علوم میں عقلی نقلی دلائل دینے سے ہے۔ اور اگر ذات تعالیٰ کی پہچان کرنے کے لئے کسی اہل اللہ۔ پیر کامل کے ذریعہ اور وسیلے سے تربیت حاصل کی جائے تو یہ تفرقہ بازی نہ رہے کیونکہ جب تک ہم کو اپنی ہی پہچان نہ ہو کہ ہم کہاں سے آئے اور کہاں کو چلے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی کیا پہچان ہو

Marfat.com

سکے گی بقول:

اپنی نہ کی تلاش بڑی چوک ہوئی برسوں رہا خراب تلاش خدا میں میں

ہم نے اوپر کی سطور میں عرض کیا ہے کہ ذات ایک حقیقی طاقت ہے۔اور یہ کل جہان عالم ذات تعالیٰ کے گن یعنی صفتیں ہیں۔اور جس قدر جہان عالم میں لاتعداد چیزیں ہیں جن کا شمار کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے تو ان تمام آسمانی زمینی چیزوں کے نام بھی اول ہی مقرر تھے اصطلاحی طور پر جہان عالم کی کل چیزوں کو اسماء کہتے ہیں۔اسماء اسم کی جمع ہے اور اسم کو نام کہتے ہیں اور تمام چیزوں کو اسماء کہتے ہیں۔

ذات کے تین اجزاء:

اب غور فرمایئے کہ اول ذات دوم صفات یا گن۔سوم اسماء یا نام۔ذات تعالیٰ ایک طاقت کا مخفی خزانہ تھا۔جس میں اس کی تمام صفتوں سمیت تمام اسماء موجود تھے۔چنانچہ جب تک ذات تعالیٰ نے اپنے آپ کو ظاہر نہیں فرمایا تھا یعنی کل کائنات مع اسماء کے ظاہر وجود میں نہیں آئے تھے تو اس وقت ذات تعالیٰ ذات، صفات، اسماء کو اپنے مجسمہ علم میں پوشیدہ رکھے ہوئے ذات، صفات، اسماء سمیت اللہ کہلاتا تھا یعنی اپنی ذاتی طاقت اپنی صفات اور ان کے ناموں یعنی اسماء سمیت اس کو ہم اللہ مانیں گے۔اور ان تین اجزاء کے بغیر وہ ذات تعالیٰ اللہ نہیں کہلا سکتا۔کیونکہ جس طاقت میں یہ قدرت نہ ہو کہ اپنی صفاتی طاقت سے وہ کوئی شے بنا سکے تو وہ کوئی ہستی ہی نہیں کہلا سکتی بلکہ اس کی پہچان تک نہیں کر سکتے اور نہ وہ خود ظاہر ہو کر ہم کو اپنا اظہار کرا سکتا ہے اور نہ ہی اپنے احکامات جاری کر سکتا تھا۔لہٰذا یہ اوپر کی تفصیل کھول کھول کر محض اس لئے بیان کی گئی ہے کہ آپ یہ سمجھ سکیں کہ اللہ کون اور کیا ہے؟ چنانچہ ذات، صفات اور اسماء کی کیفیت مل کر اور اکٹھی ہو کر اللہ کہلائے

Marfat.com

گی۔اور جب اس نے یہ کائنات ظاہر نہیں فرمائی تھی اس وقت بھی ان تینوں اجزاء سمیت وہ اللہ تھا۔اور اب جب کہ اس نے اس تمام کائنات کو ظاہر فرما کر خود وہ اس عالم جہان میں مخفی ہو کر رہ رہا ہے۔تو اب بھی وہ ہم اس کو اس ظاہری ثبوت سمیت اس کا ایک وجود مطلق مانیں گے یعنی جب تک اس نے کائنات کو ظاہر نہیں فرمایا تھا۔اس وقت بھی اور اب جب ظاہر فرما دیا ہے تو اب بھی وہ کارخانہ علم سمیت ایک واحد اور لاشریک ہستی ہے۔بلکہ جو صورت اس وقت موجود ہے اسی بے صورت کی صورت ہے۔ایک بزرگ نے ہندی زبان میں ایک معمے دار شعر فرمایا ہے۔

پرگھٹ جب کرتار تھا گھٹ میں تھا سنسار　　　اب پرگھٹ سنسار ہے گھٹ میں ہے کرتار

ترجمہ:

یعنی جب کرتار جس کو اللہ کہتے ہیں۔خود ہی پرگھٹ یعنی ظاہر تھا۔پرگھٹ کے معنی ظاہر ہونے کے ہیں۔یعنی اس نے سنسار جس کو کائنات کہتے ہیں جب ظاہر نہیں فرمائی تھی اور خود ہی پرگھٹ تھا یعنی خود بخود ہی تھا تو اس وقت یہ تمام کائنات، اس کے گھٹ کے اندر چھپی ہوئی موجود تھی۔گھٹ کے معنی مجسمہ ذاتی صفاتی کا خزانہ ہے۔یعنی اس کے اندر یہ کائنات تھی اب دوسرے مصرعے کا مطلب سمجھئے فرمایا ہے کہ اب پرگھٹ سنسار ہے یعنی اب کہ جس وقت اس نے دنیا کو ظاہر کر دیا ہے تو گھٹ میں ہے کرتا یعنی دنیا کو ظاہر کرنے کے بعد وہ ذات جس کو کرتار کہا گیا ہے اب دنیا کے گھٹ میں رچی بسی ہوتی ہے۔لب لباب یہ ہے کہ جب ذات تعالیٰ ہی صفات اور اسماء سمیت مخفی ہو کر موجود تھا۔تو یہ سب دنیا اس کے اندر موجود تھی یعنی دنیا مخفی تھی اور وہ عیاں تھا۔مگر جب اس نے دنیا کو ظاہر کرنا چاہا تو جس طرح پہلے ذات میں دنیا گم ہو کر رہ رہی تھی اب دنیا کے ظاہر ہونے پر وہ دنیا کو ظاہر اور عیاں کر کے خود دنیا میں مخفی ہو کر موجود اور قائم ہے۔

Marfat.com

اب آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اور تمام دنیائے عالم ہر وقت ہر دم۔ ہر لحظہ ہر گھڑی آپس میں اکٹھے ہو کر ہی رہ سکتے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی الگ نہیں رہ سکتا۔ اور نہ ہی یہ الگ ہیں کیونکہ ذات اپنی صفات سے اگر الگ تصور کی جاوے تو صفات کس کے سہارے قائم رہیں گے بلکہ صفات کے سوا ذات خود کوئی اظہار نہیں کر سکتی اور جب تک ذات میں صفات موجود نہ ہوں خود ذات ہی کا پتہ لگنا محال ہے۔

ذات کس طرح ہے؟

ذات، صفات، اسماء یہ تینوں مراتب الٰہیہ قدیم ہیں۔ کیونکہ اسماء صفت میں اور صفت خود ذات میں شامل ہے گویا یہ تینوں ایک دوسرے کے غیر نہیں ہیں اور حضرت حق ان ہی کو کہتے ہیں اور اب یہ سمجھئے اور وہم کو دور کر کے غور کیجئے کہ ان تینوں کو حضرت حق کیوں کہا گیا ہے۔

اول غور فرمائیے کہ ذات ایک ایسی طاقت ہے جو بے مثل بے مثال ہے یعنی زمین آسمان پانی۔ پہاڑ وغیرہ کی طرح جسم نہیں رکھتی بلکہ جس طرح ہمارے جسم میں ہماری ذاتی طاقت موجود ہے مگر ہمیں خود نظر نہیں آتی اگرچہ اس کی ہستی سے ہم زندہ ہیں۔ اور اسی ذات کی طاقت کے ذریعہ ہم کام کاج کرنے میں مشغول رہتے ہیں اور کسی وقت بھی ہم ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ذات وہ طاقت ہے جو ہر شے کی زندگی کا باعث ہے مگر وہ ٹھوس قسم کے وجود جیسی نہیں ہے۔ کیونکہ ٹھوس ہو تو ایک جگہ پر ہی رہے گی اور ہر جگہ اور سمت اور ہر جسم میں رچ بس نہیں سکتی۔ یعنی اپنی لطافت کے سبب سے تمام طرف پھیل کر ہر شے پر محیط ہے۔

☆ دوم صفت پر غور کیجئے۔ صفت وہ گن ہیں جو کہ ذات کی قدرت کے اندر قوت بن

GIFT BOOK ~~G-677~~ 65767

Marfat.com

کر ہر وقت موجود رہتے ہیں۔یعنی جب تک ذات اور اس کی قوت صفت کوئی شے بنانے کا فعل نہ کرے صفات بھی مخفی رہیں گے۔جس طرح انسان میں اس کی ذاتی طاقت جب کوئی کرسی وغیرہ بنائی جائے گی تو ذاتی طاقت کے ماتحت ہو کر صفت کرسی کا وجود بنانے کے لئے خیال ہی میں کرسی کا نقشہ بنا کر قائم کرے گی۔یعنی صفت اور جو بھی گن کسی طاقت میں ہوں گے وہ طاقت کے ساتھ ہی مخفی رہیں گے یعنی ذات کی خصلت۔خو اور عادت میں خصوصیات کے طور پر چیزیں بنانے کی جو قدرت موجود ہے اس کو ہم صفت صفات یا گن کہتے ہیں اس لئے صفت کا بھی ٹھوس کوئی علیحدہ جسم نہیں ہے اور آگے!

☆ سوئم درجے پر اسماء یعنی کل کائنات کی چیزوں کے نام ہیں۔غور فرمائیے کہ نام بھی ذات صفات کے علم میں ہی موجود ہیں جس طرح کاریگر کرسی بنانے سے پیشتر ہی کرسی کے وجود کا نام کرسی اپنے خیال میں رکھ لیتا ہے۔

ذات کے چھ مراتب:

امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ ذات۔صفات۔اسما تینوں ذات تعالیٰ کے علمی خزانہ میں ہی خیال کی طرح موجود اور قائم تھے۔اور ان تینوں اجزاء سے مل کر اللہ کی ہستی بنی ہوئی تھی۔اس واسطے جب تک اس ذات صفات اسماء کے مجسمہ معلم نے اپنے آپ کو کائنات کی صورت بنا کر ظاہر نہیں کیا تھا۔تو یہ تینوں اجزاء حضرت حق کہلاتے تھے اور صرف سمجھنے کو تین اجزاء لکھے گئے ہیں ورنہ یہ ایک ہی ذات کی کرشمہ سازی ہے۔اب ہم آپ کی خدمت میں عرض کریں گے کہ یہ کائنات عالم ان اوپر کے تین اجزاؤں سے کس طرح ٹھوس اور جسم والی بن گئی۔

عرض ہے کہ جب ذات تعالیٰ نے خود کو ظاہر فرمانا چاہا تو سب سے اول ذات

Marfat.com

سے جو تجلی یعنی نور ظاہر ہوا تو اس نور سے روح پیدا ہوگئی۔ اس لئے روح کو کلام مجید میں امر رب کہا گیا ہے کیونکہ امر حکم کو کہتے اور طاقت ہمیشہ امر اور حکم ہی کیا کرتی ہے۔ تو روح امر رب اور ذات کے منشاء سے خود ذات تعالیٰ نے اپنی ذات طاقت کی تجلی سے پیدا کر دی۔ چنانچہ روح حادث ہے۔ حادث کے معنی ہیں کہ خواہ وہ لطیف کیوں نہ ہو مگر جگہ گھیرنے والی ہو۔ چنانچہ انسان میں روح مقید ہو کر حادث ہے۔ پھر ان تینوں اجزاء میں سے دوسرا جزو صفت تھا۔ چنانچہ صفت کا اثر ہمیشہ کوئی شے تیار کر کے ظاہر کے مرتبہ میں دکھانا ہوگا۔ اس واسطے صفات کی تجلی سے صورت مثالی بن گئی۔ کیونکہ پہلے ہی سے ذات کے علم میں تمام مثالی ہو کر حادث ہونے والی صورتیں موجود تھیں اور جب تمام کائنات کو ظاہر کرنا چاہا تو تمام اسماء کے ناموس کے مطابق ہر ایک شے اپنے اپنے وجود کے مطابق ہر جگہ پر ہر سمت ظاہر ہو کر حادث ہو گئیں۔ کلام مجید میں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے چھ دن میں زمین اور آسمان پیدا کئے دراصل چھ (٦) مرتبے تھے جو اوپر تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔ اور اب ان مراتب کی کچھ تفصیل بیان کی جاتی ہے اور چھ دن عام لوگوں کے سمجھانے کو بتائے گئے ہیں۔ چونکہ دنیا کے بننے کے بعد دن ہو سکتے تھے۔ اول ہی دن کہاں سے نمودار ہوتے؟

تشریح توحید:

اب آپ توحید پر غور فرمائیے کہ یہ کائنات اور اس میں کی تمام چیزیں ذات تعالیٰ ہی سے وابستہ ہیں۔ ذات سے برآمد ہو کر ذات ہی خود ان میں رچی بسی ہوئی ہے۔ نہ کائنات کوئی علیحدہ شے ہے اور نہ ذات اس سے جدا ہے۔ بلکہ سب کچھ مل کر ہی زندہ اور قائم ہے۔ اسی واسطے اس دنیا کے عالم کو ذات تعالیٰ کا اپنا وجود کہا گیا ہے اور وجود مطلق کو

Marfat.com

واحدۃ الوجود کہا جاتا ہے۔ کیونکہ کوئی غیر از ذات شے جبکہ ہے ہی نہیں تو اب ہم اگر وہم کریں تو سوائے سرک میں پڑنے کے اور کیا ہوگا۔ حضرت جناب بابا فریدے نے ہندی زبان میں ایک شعر ایسا معمہ دار فرمایا ہے کہ سمندر کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ فرمان ہے

خالق وسے خلق میں خلق وسے سب ما ہہ — مندا کس نوں آکھیئے جو تس بن کوئی نا نہہ

ترجمہ:

خالق تو مخلوق میں رچ بچ کر رہ رہا ہے اور مخلوق تمام کائنات سمیت اپنے اللہ سے گھل کر رہ رہی ہے تو اب ہم کائنات کی کسی شے کو بھی کس طرح برا کہہ سکتے ہیں۔ جبکہ تیری ہی ہستی سے ہر شے برآمد ہو کر تیرے سوا کوئی موجود ہی نہیں ہے یعنی تیری حقیقت سے ہی سب موجودات موجود ہے اور تو ہی سب میں عیاں ہے اور یہ سب تیرا ہی کنبہ ہے۔

مراتب کے نام:

ہم نے اوپر کی سطور میں عرض کیا ہے کہ ان چھ مراتب کی کچھ تفصیل بیان کی جائے گی چنانچہ اب غور فرمائیں کہ:

ذات۔ صفات۔ اسماء۔ روح۔ صورت مثالی۔ کائنت یہ چھ اجزا ہیں۔ ان کے اصطلاحی نام جو حضور ﷺ نے اپنے جانشین اولیائے عظام کو تعلیم فرمائے ہیں وہ یہ ہیں۔

ذات۔ صفات۔ اسماء۔ جبروت۔ ملکوت۔ ناسوت نیز ان چھ مراتب کے نام یوں بھی ہیں۔

ہاموت۔ باہوت۔ لاہوت۔ جبروت۔ ملکوت۔ انسوت۔ اگرچہ تفصیلی طور پر ہم نے اوپر کی سطور میں کافی طور پر تشریح کر دی ہے کہ یہ کائنات ذات تعالیٰ کے صفات ہیں اور اس تمام عالم جہان میں ذات اپنی ہستی کی طاقت سے ہر جگہ۔ ہر سمت۔ اوپر نیچے ہر

Marfat.com

طرف محیط ہے۔اور اس کی ہستی سے سب کی ہستی اور زندگی موجود اور قائم ہے مگر ہم اوپر بھی بیان کر چکے ہیں کہ ذات تعالیٰ کائنات کو ظاہر کرنے سے پہلے ایک مخفی خزانہ تھا۔اور جب ذات تعالیٰ نے خود کو اپنی صفت حقیقی سمیت شامل ہو کر ظہور کرنا چاہا۔تو مندرجہ ذیل مرتبوں میں خود کو تبدیل کرتا ہوا چھ درجے یعنی مرتبے طے فرما کر آخیر مرتبہ اتم یعنی جہان تمام مرتبے تمام ہو کر مرتبہ انسان میں آ کر اس کی شہ رگ میں قیام کر کے خلیفہ اور پیرو مرشد کی صورت اختیار کی اور اسی لئے اس مرتبے میں کل کائنات سے خود کو سجدہ کروایا۔

مراتب ستہ میں ذات کا تبدیل ہونا:

اول مرتبہ ذات کو جب ذات تعالیٰ اپنی ذات صفات اسماء سمیت ایک مخفی خزانہ کی طرح تھا اور اس کی حقیقت بے علمی کی صورت میں ایک غیب الغیوبی اور محض پوشیدہ طور پر گم تھی۔اور سب بھید مخفی تھے تو اس رتبہ یعنی مرتبہ میں وہ محض ذات کہلاتا تھا۔کیونکہ اگر چہ اس کی ہستی کے علم میں سب شے موجود تو تھی مگر مرتبہ بے علمی کی وجہ سے وہ ایک ایسا خفیہ اور خالص منظر تھا کہ جب تک اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے اس کی حقیقی ہستی کا پتہ لگنا محال تھا۔ چنانچہ اس رتبہ میں وہ ذات کا مرتبہ رکھتا تھا۔

دوم مرتبہ یعنی رتبہ صفات۔مرتبہ علم یعنی اس مرتبہ میں اس نے اپنے آپ کو اور کس طرح عیاں کیا یاد رکھیئے کہ ہر ہستی جو چھپ کر رہ رہی ہوتی ہے تو جب وہ ظاہر ہونا چاہے تو ضرور کسی وجہ یا مقصد کے زیر تحت وہ ظاہر ہوا کرتی ہے مگر یہ بات مانی ہوئی ہے کہ عشق ایسی آگ ہے کہ جب کسی کو لگ جائے تو خواہ ہزاروں پردوں میں بھی ہو تو چھپ کر نہیں رہ سکتی۔چنانچہ جب ذات تعالیٰ کو علم ہوا کہ مجھ میں ایک نہایت شاندار اور حسین تجلی موجود ہے جس میں لاکھوں گن موجود ہیں تو ذات نے اپنے علم کے معنوں میں غور سے جھانکا اور عشق

Marfat.com

کی خواہش تیز تر ہوتی گئی۔ آپ اس بات کو غور سے سوچئے کہ اگر عشق کے معنی کئے جائیں اور معنی میں معنی کا جواب حاصل کریں۔ تو حسن کے سوا دیگر کوئی جواب دستیاب نہ ہو سکے گا۔ اسی واسطے بزرگوں نے فرما دیا ہے کہ ہر وہ شے جس کی آپ خواہش اپنے دل میں بڑی شدت سے اگر کریں تو اس شے کی تصویر ضرور آپ کی آنکھوں میں پھرتی ہوئی دکھائی دے گی۔ اسی طرح جب ذات تعالیٰ نے خواہش عشق کے معنی میں غور کیا تو مطلوب کی تجلی کو اپنے آپ میں دیکھ کر اس پر عاشق و شیدا ہو کر۔ اس کے حسن میں مٹ کر ایسا محو ہوا کہ اپنے تمام کمالات سمیت اپنی ذاتی تجلی کا مظہر اس کو بنا کر اس نور حسن کا نام حقیقت محمدیہ صلعم رکھا۔ یعنی ذات تعالیٰ اپنی نوری تجلی میں خود ہی محو ہو کر ایسا گم ہوا کہ اپنے معنوں یعنی علم کو نور محمد ﷺ کی صورت بنا کر اس کو ہی تمام ظہور کا مرکز بنا دیا اور اس مرتبہ کو صفات قرار دیا۔ یاد رکھیئے کہ صفات حسن میں ہی ہوا کرتی ہیں اور حسن ہی تمام صفتوں کا خزانہ ہوتا ہے۔ بلکہ لفظ ''صفت'' حسن کے سوا اور کسی شے کے لئے موزوں نہیں ہوا کرتا اور اگر ہو گیا بھی تو حسن سے کم درجہ رکھے گی۔ چنانچہ وہ ذات جب اپنے معنی کے علم میں گم ہوئی تو صفات حسن ﷺ ظاہر ہو گئے۔

سوم مرتبہ اسماء کہلاتا ہے یعنی اس مرتبہ میں آ کر ذات نے صفات سمیت اپنا نام مرشد رکھا یعنی اپنے حسن صفات کی خاطر اپنی الوہیت یعنی پروردگاری کی صورت کو سجدہ کرانے کے لیے مرتبہ مسجودیت عامہ میں آیا۔ تا کہ خود کو صفات حسن صلعم کی صورت میں لا کر سجدہ کرائے اور خود بھی بمعہ اپنے نوری مخلوق کے درود سلام میں مشغول رہ کر حسن کی کرشمہ سازیوں میں مٹ کر لذت حسن کے دیدار میں اس کے برزخ میں مٹ جائے۔ اور توحید شہودی میں مشغول ہونے کے لیے لا الہ الا اللہ کی وادی کو بھی طے کرتا ہوا اور عشق میں درود و سلام پڑھتا ہوا اور اپنی نفی کر کے یعنی اپنی ہستی کو لا میں فنا کر کے اپنی تجلی ذات کے نور کو

Marfat.com

محمد رسول الله کے روپ میں ظاہر کر دیا۔اور یہی وہ نوری تجلی تھی جو مرشد کہلائی اور اس واسطے اس نے مسجودیت عامہ کا مرتبہ حاصل کیا یعنی خود وہ ذات تعالیٰ جب تک کہ عشق بن کر اپنی ذاتی نوری تجلی کو حسن بنا کر اس کے برزخ میں محو نہیں ہو گیا تو اس کی پہچان نہیں ہو سکی۔اور یاد رکھیں کہ جس ہستی نے بھی اپنی پہچان کرانی ہو تو جب تک وہ سر عام آ کر خود کو کسی بھی روپ میں ظاہر اور عیاں نہیں کرے گا اس کو کوئی پہچان نہیں سکے گا۔اسی واسطے ازل کے دن صورت مرشد کو سجدہ ہوا۔اگر آپ کو یہ وہم ہو کہ اللہ نے خود کو سجدہ کیوں نہیں کرایا تو جیسا کہ اوپر کی سطور میں تفصیل سے بیان ہوا ہے کہ کیونکہ وہ ذات صورت صفات میں آ کر ہی ظاہر و عیاں ہو سکتی تھی۔اس لئے اس نے اپنی ذاتی تجلی کو معنی و صورت کے اجزاء سے باہم ایک ہو کر خود کو خود ہی سجدہ کرایا ہے۔بقول:

پردۂ دہر کچھ نہیں اک ادائے شوخ ہے　　خاک اٹھا کے ڈال دی دیدۂ امتیاز میں

چہارم مرتبہ جبروت ہے۔اس کے لئے اول یہ سمجھ لیجئے کہ ذات تعالیٰ نے جب اپنی تجلی ذات سے صفات محمدیہ صلعم میں جلوہ فرمایا پھر اس صفت کا نام مرشد رکھا تو پھر اس کے لئے واجب ہو گیا کہ مرشد کی صورت ظاہری بنا کر اپنی مثال آپ ہو کر حادث ہو جائے۔لہٰذا مرتبہ جبروت کو فعل وجوبیہ کہتے ہیں یعنی جب ذات تعالیٰ کے لیے واجب ہو گیا کہ صورت صفاتی مثالی بنوں تو خود کو عیاں کرنے کے لئے اس کی صفات ذاتی میں حرکت اور جنبش کے کردار سے آپ ہی اپنے نغمے سے سرشت ہو کر اس نے قل الروح من امر ربی کا سرور بجایا۔ (ترجمہ تمام روحیں اللہ کے اپنے امر یعنی منشاء میں سے برآمد ہو کر ظاہر ہو گئیں) یعنی اپنی مرضی سے روحانیات میں آنے کے لئے امر کی پابندی سے روح کو اپنے جیسا لطیف جسم بنا کر اپنے میں سے برآمد کر دیا۔تاکہ روحانیات کے ذریعے سے اپنے نور صلعم کے برزخ کو سامنے رکھ کر اس کی پرستش کر سکوں یعنی درود و سلام میں محو ہوں۔اس کو

Marfat.com

توحید شہودی بھی کہتے ہیں۔ یعنی حادث ہو کر اس احد کا روح کی مثال بن جانا۔

پنجم مرتبہ ملکوت:

مرتبہ ملکوت اس کو توحید وجودی کہتے ہیں یعنی صورت مرشد کی ثناء ستائش یعنی پرستش کے لیے روحی وجود میں عیاں ہونا۔ ملکوت فرشتوں کی دنیا کو کہتے ہیں جنہوں نے مرشد کو آدم کی صورت میں سجدہ کیا اور آدم جس نور صلعم کو اپنے وجود میں پوشیدہ رکھ کر مرشد کا مرتبہ حاصل کئے ہوئے تھا اسی صورت کو روحانیات یعنی فرشتوں نے اپنے روحی وجود سے سجدہ کیا بلکہ اسی دن سے یہ اس صفات نور صلعم پر درود وسلام میں مشغول ہو رہے ہیں۔ چنانچہ مرتبہ ملکوت ذات تعالیٰ کے صفات روحی کے کردار فعل کے اثر سے ظاہر ہوا جس سے روحی فرشتوں کا وجود ظاہر ہو گیا اسی واسطے اس کو توحید وجودی کہا گیا ہے۔ اور وجودی توحید اسی لئے اس کو کہتے ہیں کہ وہ احد اور واحد ہی پر ایک مرتبہ میں خود ظاہر اور عیاں ہے جیسا کہ اوپر کے بیان میں تحریر ہو چکا ہے۔

ششم مرتبہ ناسوت:

ناسوت دنیائے عالم اور کل کائنات کے وجود کو کہتے ہیں۔ یعنی جب ذات تعالیٰ نے اوپر کے پانچوں مرتبے طے کر چکنے کے بعد چاہا کہ اپنی جس نوری تجلی کو ہم نے ظاہر فرما دیا ہے اور خود ہر مرتبہ کے ذریعے سے جلوہ فرما کر دیاں ہو گئے ہیں۔ تو اب ہم پر ممکن ہو گیا ہے کہ اپنی صورت حسن کو مس کرنے یعنی چھونے کے لیے ذوق شوق کا مزہ چکھائیں تو مرتبہ ناسوت یعنی تمام کائنات کو اس نور اولین صلعم کے حسن صفات سے ظاہر کر کے خود اس میں رچ بچ گیا۔ یعنی عالم جہان کو عیاں کر کے ہر جگہ ہر سمت سے اس پر محیط ہو گیا تا کہ توحید قائم رہے۔ اب یہاں پر ایک اور ضروری بات ہے جو سمجھنے کے لائق ہے کہ سب سے اول وہ مخفی ذات اپنی نوری تجلی کے ذریعے صفات کے مرتبہ میں ظاہر ہوئی۔ پھر اپنی صفت سے ہدایت

Marfat.com

کرانے کے لئے مرشد کا رتبہ بخشا۔ تاکہ میری پہچان کے لئے یہ وسیلہ ہو جائے۔ پھر مرشد یعنی صورت آدمی میں اپنی ذاتی نوری تجلی کو روح کی شکل میں تبدیل کر کے جسد آدم یعنی آدم کے جسم میں رکھ دیا اور اس روحی وجود کی دنیا یعنی فرشتوں سے اپنے قائم مقام یعنی اپنے خلیفہ عالم کے سامنے سب کو جھکوایا یعنی سجدہ کرایا۔ اور خود اپنے خلیفہ کے وجود میں اس کی شہ رگ کے قریب تر ڈیرہ لگا دیا تاکہ ہر وقت۔ ہر گھڑی۔ ہر لمحہ اپنے نور حسن صفائی صلعم کے دیدار سے مشرف ہو کر اس پر درود سلام کے گوہر نچھاور کرتا رہے۔ یاد رکھئے کہ انسان اللہ کی ذاتی تجلی کا مظہر ہے۔ کیونکہ اول روز آدم کے مجسمہ میں ذات تعالیٰ نے اپنے صفائی نور ﷺ کا نور داخل کر کے آدم کو سجدہ کرایا تھا۔ حضرت مولانا روم فرماتے ہیں اور کیسا معمہ حل فرمایا ہے۔

گر بنو دے ذات حق اندر وجود آب و گل را کے ملک کر دے سجود

ترجمہ:

اگر آدم علیہ السلام کے وجود کے مجسمہ میں ذات تعالیٰ کے نور صلعم کا جلوہ نمایاں طور پر نہ ہوتا تو بھلا مٹی پانی سے بنے ہوئے بت کے پتلے کو فرشتے جو کہ خود روحی وجود رکھتے تھے بھلا کسی طرح سجدہ کرنے کے لئے جھک جاتے۔ کیونکہ حقیقت مرشد کی الوہیت کی شان رکھتی ہے۔ یعنی مرشد الوہیت یا الہام جو اللہ کی طرف سے ہوتا ہے وہ مرتبہ رکھتا ہے اور یہ مرتبہ مرشد کو حضور ﷺ کے نور کی کیفیت سے ملا ہوا ہے۔ اس لئے ہم دوبارہ پھر وہی مندرجہ بالا چھ مراتب کی مختصر تفصیل پھر دہراتے ہیں اور اپنے ہادی مطلق کے فرمان کے مطابق عرض کرتے ہیں۔

عرض ہے کہ اس سلطان ملک لایزال یعنی ذات تعالیٰ نے جب چاہا کہ خلوت خانہ غیب سے کائنات کے بازار ظہور میں آ کر اپنی نوری حضوری ذاتی تجلی کا تماشہ دیکھوں

Marfat.com

اور اپنے آپ پر آپ کو شیدا کروں تو اس نے اپنے عشق کے معنوں میں ڈوب کر جب حسن کو روبرو اور ساری کائنات کو موجود اور ظاہر کرنے والا پالیا تو اس ذات تعالیٰ نے خود کو برزخ، احدیت ہیں روپوش کر کے یعنی اپنے آپ کو نور ﷺ میں مٹا کر اپنا نام احمد صلعم رکھا اور پھر اسی روپ یعنی صورت سے ظہور کر کے مرشد اور ہادی برحق کہا یا۔ اس کے بعد جنبش عشق کی حرکت و جذبہ سے عالم جبروت میں اپنے آپ امر ربی کا حکم چلا کر عالم ملکوت میں روحانی جسم اختیار کر کے خود ہی اپنے نور صلعم کی ثناء و ستائش کے لئے سب سے سجدہ کرایا اور خودی درود و سلام میں مشغول ہو گیا۔ اور جب چاہا کہ اپنے آپ کو اپنے نور صلعم کی تجلی ملمسی۔ حسی۔ ذوقی۔ خلقی کا مزہ چکھاؤں یعنی اپنے حبیب صلعم کے ظاہری جسم کا نمونہ بنا کر اس میں محو ہونے کے لئے اس کو چھونے والی صورت کی طرح بنا کر اپنی کیفیت محسوس جس سے وہ نورانی صورت کو محسوس کر کے اس صورت کو اپنا برزخ بنا کر عالم ناسوت یعنی دنیا کے بازار میں آ گیا۔ اور چونکہ جہان عالم مقام غفلت ہے یعنی یہاں اس نے کثرت میں آ کر کئی طرح کے روپ بنانے تھے چنانچہ کسی قالب میں آ کر دہ وعدے جو الست کے روز کئے تھے عشق کی مستی میں بھول بیٹھا اور کسی قالب میں اپنی کھوئی ہوئی منزل کو یاد کر کے اپنی صفت ہدایت کا پھر طالب ہوا اور کعبہ واسطے اہل تکبیر کے یعنی مسلمانوں کے لئے اپنی کیفیت جمالی سے بنایا۔ اور بت خانہ واسطے اہل تکفیر کے یعنی کافروں کے لئے اپنی کیفیت جلالی سے بنایا اور جیسا کہ اوپر تحریر ہوا ہے کہ جب ذات تعالیٰ نے چاہا کہ وحدت سے کثرت میں آ ؤں تو کئی طرح کے بہروپ بن کر نمودار ہوا اور جب کثرت سے وحدت کی منزل کو پھر سے دیکھنا چاہا تو طریقہ پیری مریدی یعنی مستر اور مسترشدی کا ظاہر فرمایا۔ کیونکہ سوائے اس ذریعہ اور وسیلہ کے اور کوئی ذریعہ ایسا نہ تھا کہ اپنی کھوئی ہوئی منزل کو پھر جا کر دیکھتا کثرت سے وحدت اور وحدت سے کثرت میں ان کی ایک منزل تھی ورنہ نور صلعم کو معراج ظہور کا مرتبہ ایسا حاصل

Marfat.com

ہے کہ خود ذات تعالیٰ بمعہ اپنے نوری وجود یعنی فرشتگان کے ہر وقت نور صلعم کے برزخ میں مٹ کر درود و سلام میں مشغول ہو کر اپنے حبیب صلعم کے معراج سے ہی فرصت نہیں پاتا۔ بقول:

سنتے تھے کہ اس یار کا گھر عرش بریں ہے
دیکھا جو وہاں جا کے مکاں ہے، نہ مکیں ہے
تم خود سے گذر جائیں تو طے ہو گئی منزل
وہ چرخ بریں پر ہے نہ وہ زیر زمیں ہے
بازار تیرا ہم نے کیا گرم مکاں پر
بے سود ہے سودا جو خریدار نہیں ہے
پوچھی خبر یار جو دل سے تو کہا ہاں!
تم ہی تو ہو وہ تم کو خبر کچھ بھی نہیں ہے

وہ ذات تعالیٰ اپنی یکتائی میں یکتا۔ اپنی کثرت میں ہر ہر جگہ ہر سمت ہر جگہ ہے اسی کے نور صلعم کے جلوے نظر آ رہے ہیں۔ اور جو اس کو مکان میں ڈھونڈتے ہیں وہ خود ہی تو مکیں ہیں جو اس کو اسی میں ڈھونڈتے ہیں۔ وہ گمراہ ہیں۔ کیونکہ اگر وہ اپنے آپ میں ہی ہوتا تو درود و سلام کیوں پڑھتا وہ سیرت بن کر خود صورت ہے اس کو پوجنے والے بت پرست کہلائیں گے کیونکہ وہ تو خود کسی کی پوجا میں لگا ہوا ہے۔ تو ایسے کی پوجا کرنی کیا بیکار نہیں؟ اگر بیکار نہیں تو وہ سامنے کیوں نہیں آتا تاکہ ہم اس کی پوجا کریں مگر وہ تو چھپ کر کسی اور سے یارانہ کئے ہوئے ہے۔ تو پھر ہم ایسے غیر کی کیا خاک تلاش کریں؟ بلکہ ہم خود بھی بھولے ہوئے ہیں کیونکہ جس دن وہ اپنے آپ کو گم کر کے عشق میں غلطاں ہو کر اپنے محبوب کی صورت کو سامنے رکھ کر اس کے برزخ تصور پر درود و سلام میں لگا ہے تو ساتھ ہی ہم کو بھی راہ حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے یہ پیغام دے کر چھپ گیا تھا کہ اے مومنو تم بھی برزخ تصور میں اسی پر درود و سلام پڑھتے رہو۔ بقول

جب یار میں نہاں ہوئے تو یاد نہ رہی
پروانہ وار جائے تو فریاد نہ رہی
ہجر و فراق کس کو ہو جب خود کو کھو دیا
تسبیح نماز کوئی بھی نا بندگی رہی

Marfat.com

حسن صنم میں اپنی نہ کچھ سوجھ ہی رہی ۔ خود آپ یار ہو گئے جب یار میں مٹے

لہٰذا جب تک آپ ایک میں ایک ہو کر مٹ نہیں جائیں گے آپ نہ توحید کو سمجھیں گے اور نہ احد و احمد صلعم کے راز کو بوجھ سکیں گے اور نہ ہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معنوں میں گم ہو کر اپنی نفی اور نور مرشد کا اثبات کر سکیں گے اور یاد رکھئے یہ بندۂ ہادی پیر ابرار احمد صابری گیلانی اعلاناً عرض کرتا ہے کہ اگر پیر و مرشد کی پرستش اور اس کا برزخ تصور جائز اور حقیقت کی راہ دکھانے والا نہ ہوتا تو مجھے کوئی یہ تو سمجھا دے کہ قرآن شریف میں یہ آیات کیوں نازل ہوتیں کہ اور تو اور خود ذات تعالیٰ ہی کیوں اپنے فرشتوں سمیت اپنے نور صلعم پر اس کے رو برو ہو کر اور اس کے برزخ تصور میں مٹ کر درود وسلام پڑھتا ہے اور پھر یہی نہیں بلکہ کلام مجید میں یہ بھی صاف طور پر واضح کر دیا گیا ہے کہ میرے حبیب صلعم کے جانشینان یعنی اولیائے عظام جو نور صلعم میں مٹ کر فنا فی الرسول کا مرتبہ حاصل کئے ہوئے ہوں تو ان کے برزخ تصور میں مٹ کر ہی تم ''فنافی الشیخ۔ فنافی الرسوؐ اور فنا فی اللہ کا مقام حاصل کر سکو گے۔ چنانچہ صاف آیت شریف ہے ''فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی'' داخل ہو جاؤ میرے (الوہیت) کے بندوں میں تو پھر تم داخل ہو جاؤ گے جنت میں۔ اب یہاں ذرا سی سوچنے والی بات یہ ہے کہ کلام مجید میں اس کے بندوں یعنی اولیاؤں میں داخل ہونے کا لفظ آیا ہے مگر شامل ہونے کا لفظ نہیں ہے تو داخل ہونا کسی میں مٹ جانا کہلاتا ہے۔ بلکہ داخل ہونا مٹ جانے سے بھی زیادہ واضح ہے۔ تو اب اس سے واضح طور پر اور کیا کلام ہو سکتا ہے۔ الہٰذا اولیائے عظام نے اور خصوصاً ظاہری کتابوں مثلاً مثنوی حضرت مولانا روم میں تمام بیان جو حضور صلعم کے جانشینان علیہم السلام نے سینہ بسینہ حاصل فرما کر ظاہر طور پر اشاروں میں ظاہر کر دیا ہے۔ تو اب اگر کوئی ان باتوں کو نہ سمجھے تو فضل باری سے محروم رہے گا اور توحید تو یہی ہے کہ بس ایک کے ہو جاؤ۔

Marfat.com

توحید کے معنی ایک ہونے کے ہیں اور جب تک ذات تعالیٰ کو کل کائنات سمیت ایک خیال نہ کیا جائے توحید قائم نہیں رہ سکتی جس کی بابت ہم نے اوپر کی تحریر میں مکمل تفصیل بیان کردی ہے۔ ہاں اگر دوسرا کوئی اوراس کائنات کو بناتا اور بنا کر علیحدہ ہوجاتا تو گویا خدا سے اس کی مخالفت ہوتی رہتی۔ کیونکہ زب مارنے لگتا تو وہ مارنے نہ دیتا غرض یہ کہ وہ وجود ہوکر شریک یعنی شرکت اورشرک ہوجاتا۔ چنانچہ خود ذات سمیت کل کائنات کا ایک ہونا اور توحید کا ثبوت ہمارا وہم مٹانے کے لئے اسی واسطے ذات تعالیٰ نے اپنے حبیب صلعم کی زبان مبارک کے وسیلہ اپنے کلام پاک میں فیصلہ کن الفاظ میں دے دیا ہے اوروہ یہ ہے اللہ ''نور اسمٰوات فی الارض'' یعنی اللہ تعالیٰ کے نور صلعم کی روشنی سے آسمان اورزمین بنا کر موجود اور قائم کیا گیا ہے۔ تو اب غور کرنا چاہیے کہ تخلیق کائنات جب کہ محض ذات اور صفات صلعم کے ملنے سے بنی اور قائم ہے تو اس کائنات سمیت جب تک اللہ احد۔ واحد کو لا شریک خیال نہ کیا تو توحید یعنی اس کے وجود مطلق کو سمجھ نہ سکیں گے۔ اور جب جان لیا کہ اس کل کائنات میں وہی رچا اور بسا ہوا ہے اور اسی کی ہستی کے ذریعے اور آسرے سے یہ جہان عالم قائم اور موجود ہے اور اسی کے معنی کی یہ صورتیں ہیں تو بس یہی توحید ہے۔

توحید وجودی اور صفات:

کنت کنز مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق؟

ترجمہ: (میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ اور جب میں نے چاہا کہ اپنے آپ کو ظاہر کروں اور میری پہچان ہو تو اپنی محبت سے ہی میں نے مخلوق کو خلق کیا)

یعنی تمام کائنات کو ظاہر کرنے سے پیشتر ذات تعالیٰ ایک مخفی خزانہ تھی اور یہ تمام کائنات ذات تعالیٰ کے علم میں قدیم سے پوشیدہ تھی اور جس طرح ایک بڑے بھاری لمبے

Marfat.com

چوڑے درخت کا وجود ایک چھوٹے سے بیج میں گم ہو کر رہا ہوتا ہے پس اسی طرح تمام کائنات ذات تعالیٰ میں پوشیدہ اور گم تھی۔ اب غور کرنا چاہیے کہ بیج اور درخت کا مادہ کیا آپس میں ایک ہی شے ہے یا بیج اور درخت کوئی دو مادوں کے تو ہوتے ہی نہیں اور پھر ہمارا وہم دور کرنے کو قدرت کے کافی ثبوت موجود ہیں۔ اور ہمیشہ گندم کے بیج سے گندم ہی پیدا ہوا کرتی ہے۔ کبھی بھی ایسا نہیں ہوتا کہ گندم بونے سے بڑ کا درخت یا ٹیم کا درخت نمودار ہو جائے۔ نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ بیج کے اندر جس قسم کا درخت چھپا ہوا معلوم ہوگا اسی کا ظہور ہو سکے گا۔ اور بیج اور درخت دونوں ایک ہی شے اور ان کا ایک وجود ہے۔ اور جب زمین میں بیج بونے کے بعد درخت نکلتا ہے تو حقیقت میں بیج ہی کے مادے سے درخت بن کر نکلتا ہے۔ کیونکہ جب درخت باہر آتا ہے تو بیج خود گم ہو جاتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ بیج اور درخت آپس میں ایک ہیں وران میں کوئی دوئی نہیں ہو سکتی بلکہ دوئی کا امکان تک نہیں۔ کیونکہ درخت ظاہر ہو جائے تو بیج اس میں گم ہوتا ہے اور بیج ہو تو درخت اس میں گم رہتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مخلوق کی پیدائش سے قبل خزانہ غیب تھا۔ لیکن جب اس نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں اور اپنے آپ کو ظاہر کروں تو اس نے مخلوق پیدا کی۔ کیونکہ جو کچھ اس کے خزانہ غیب میں چھپا ہوا تھا۔ اور جس صورت کے ظہور کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان کروانی تھی اسی کو اس نے ظاہر فرمایا۔ قاعدہ ہے کہ بغیر کسی مقصد۔ لگاؤ یا محبت کے کوئی کام سرانجام پا نہیں سکتا۔ لہٰذا ذات تعالیٰ میں جب شوق کی لہر اٹھی اور وہ شوق ایک جنبش علمی تھی جس نے آپنے آپ میں سے ایک نور ظاہر فرمایا۔ اور نور چونکہ ایک دلکش۔ پیاری اور حسین شے ہوتی ہے اس لئے اپنے نور پر خود ہی والا وشیدا ہو کر اس کے نظارے میں اس قدر محو ہوا کہ ظہور کے وقت سے لے کر ہمیشہ کے لئے اور اس سے پیشتر بھی پھر اس کے دیدار میں ہمہ تن مصروف ہو کر خود اپنی ہستی کو اس نور میں گم کر دیا اور اپنی صورت کے عکس

Marfat.com

سے جلا دے کر اپنی تمام صفات ذات سمیت بتصرف اس نور صلی اللہ علیہ وسلم میں جلوہ فرمایا اور فرشتگان سمیت درود وسلام پڑھنے میں مشغول ہے اور اپنی تمام مخلوق بری۔ کبری۔ سادی کو تاکیداً حکم دیا کہ تم بھی میرے حبیب ﷺ پر درود وسلام بھیجتے رہو۔ کیونکہ اس کے نور ﷺ کا دیدار گویا اسی واحد الوجود کا دیدار ہے۔ اس واسطے بالکل فاش الفاظ میں اپنے عشق ومحبت کا اظہار کرتے ہوئے جوش میں آ کر کہنا پڑا کہ میرا نور میرا محبوب ﷺ میری ہی ذات کا جمال ہے اور مجھ میں اور میرے محبوب ﷺ میں کوئی دوئی نہیں۔ اور چونکہ میں خود اپنے محبوب ﷺ کے دیدار میں محو ہو گیا ہوں۔ اس لئے میری الگ پہچان کرنی بالکل بے سود اور ایک وہم ہے جب تک کہ میرے محبوب ﷺ کی اول پہچان نہ کرو گے اور میرے محبوب ﷺ کا وسیلہ پکڑو گے تو پھر میری پہچان نہ ہوگی۔ کیونکہ میں تو خود اس کے دیدار میں گم ہو کر درود وسلام بھیج رہا ہوں اور تم کو جو وہم پڑا ہوا ہے کہ میری کوئی الگ ہستی ہے یہ بالکل غلط ہے اور اگر تم مجھ کو اور میرے محبوب ﷺ کو مجھ سے الگ خیال کرو گے تو راہ سے بے راہ ہو جاؤ گے۔ کیونکہ روز اول جب میں نے اپنے محبوب ﷺ کے نور کو آدم کے پتلے میں سجا کر ظاہر کیا اور اس کو اپنا نائب یعنی خلیفہ بنا کر حکم دیا کہ اس کو سجدہ کرو تو سب نے میرے نور ﷺ کو علیحدہ خیال کیا تو کیا ہم نے اس کو راندۂ درگاہ کیا تھا یا نہیں؟ بلکہ ہم نے اعلان کر دیا کہ یہ شیطان راندۂ درگاہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ ابلیس نے شرک کیا تھا اور میری ہستی کو میرے حبیب ﷺ سے علیحدہ خیال کیا اور یہی وہ وہم اور شرک ہے جو بندے کو اللہ تعالیٰ سے ملنے نہیں دیتا۔ اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی زبان مبارک پر خود بولتا ہے اور قرآن مجید سارے کا سارا حضور ﷺ کا حال ہے۔ کیونکہ آپ کی زبان مبارک پر سے تمام علم غیب کا بیان ہوا لہٰذا یہ حال ہے قال نہیں ہے۔

سمجھنا اور غور کرنا چاہیے کہ جب کہ خود خاص طور پر کلام مجید میں حکم اور فرمان

Marfat.com

موجود ہے کہ "اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم" ترجمہ: اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور ان کی اطاعت کرو جو اولی الامر ہیں یعنی جو حضور ﷺ کی آل پاک وصحابہ رضوان اللہ علیہ اجمعین۔ یہی اولی الامر ہیں۔ اولی الامر کے معنی ہیں وہ اولیاء اللہ علیہم السلام جو حضور ﷺ میں مٹ چکے ہیں اور فنافی الرسول ﷺ ہوکر حضور کے جانشین کہلائے ہیں اور صاحب امر کے ہو چکے ہیں۔ صاحب امر کے معنی ہیں کہ وہ بھی حضور ﷺ کی جگہ اطاعت کرنے کے لائق ہیں۔ اسی واسطے قرآن مجید میں یہ ایت بڑے صاف الفاظ میں نازل فرمائی گئی ہے اور اس کا یہی مطلب ہے کہ جب تک نبیوں ولیوں کا وسیلہ تلاش نہیں کرو گے اور ان کی اطاعت نہ کرو گے تو میری ذات جو تمہاری شہ رگ سے بھی قریب تر ہے اس کی تم کو پہچان نہ ہو سکے گی۔ ان کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔ کہ:

گر جدا بینی ز حق ایں خواجہ را گم کنی ہم متن و ہم دیباچہ را

ترجمہ:

اگر تم نے حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے جدا خیال کیا تو شروع اور آخر دونوں تباہ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ میں اپنی ہستی کو گم کرنے اور محو رہنے کا ثبوت صاف الفاظ میں اس آیت شریف کے ذریعے دیا ہے۔

"ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما"

ترجمہ: پس تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہر وقت درود وسلام پڑھتے ہیں اور پر جناب حضور ﷺ کے۔ پس اے مومنو تم بھی درود وسلام پڑھتے رہو۔ یعنی جس طرح خود ذات دیدار میں محو ہے تم بھی حضرت صلعم کے دیدار میں محو ہونے کا وسیلہ تلاش کرو جبکہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ خود بنفس نفیس ہر وقت بمعہ فرشتگان اپنے محبوب حضورﷺ کے دیدار کرنے اور درود پڑھنے میں مشغول ہے تو ہم کو بھی اللہ تعالیٰ کی تائید میں لازم ہو گیا کہ ہم بھی درود سلام پڑھیں اور اولیاء اللہ کے وسیلہ سے ایسی عبادت باطنی میں گم ہوں کہ ہم کو بھی حضورﷺ کا دیدار نصیب ہوتا کہ ہم بھی حضورﷺ کو سامنے حاضر ناظر کر کے درود و سلام میں محو ہو کر محو دیدار ہو جائیں۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ آپؐ کو حاضر ناظر کر کے درود و سلام میں محو ہے۔

سمجھو اور غور کرو کہ سوائے استاد یعنی پیر و مرشد کے وسیلہ کے کسی کو آگاہی اور اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر ہو سکتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس علم لدنی یعنی غیب کا علم سیکھنے کے واسطے نہ بھیجا جاتا۔ حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے تھے۔ مگر کوئی علم چونکہ ہم جنس اپنے کے سوا نہ کبھی آیا ہے اور نہ آتا ہے۔ اس لئے ایک جلیل القدر پیغمبر کو حضرت خضر علیہ السلام کا مرید ہونے اور ان کو پیر و مرشد پکڑنے کو بھیجا تو پھر علم غیب پر دسترس حاصل ہوئی۔ کیونکہ جب تک کوئی شے آنکھوں سے دیکھی نہ جائے اس پر یقین آنا دشوار ہوتا ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے احکام بھیجتے ہوتے تو نبی...... ولی کیوں آتے؟ ان کا مقصد ہی یہی تھا اور ہم کو یقین دلانے کے لئے ہے اور جو ہماری شہ رگ کے قریب ہے اس کی پہچان کرانے کو ہی تو نبی ولی ہمارے لئے آتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا جانشین اور خلیفہ کا لقب دیا ہے۔ اور ہم کو پوری طرح ان کے سپرد کر دیا ہے۔ تاکہ ہم اپنی شہ رگ کے مقام میں ان کے نورﷺ کا معائنہ کر کے ہی پر پورا یقین کر سکیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تو کوئی صورت ہی نہیں جیسا کہ اس نے اول ہی کلام پاک میں فرمایا دیا ہے کہ میں کسی بھی شے کے مثل نہیں ہوں۔

Marfat.com

صفات کی تفصیل:

بہ ظاہر صورت سے ہم اس کو صفات ہی میں معائنہ کر سکتے ہیں اور ہماری شہ رگ کے قریب اس ذات تعالیٰ کا ہونا اسی لئے ہے کہ وہ صفت کے درجے میں ہمارے ہی پاس رہتا ہے مگر اس کا یقین تب ہی ہم کو آئے گا جب کہ ہم اس کے جانشینوں کے وسیلے سے اس کو اپنے اندر معائنہ کر کے دیکھ لیں گے اور دیکھے بغیر نہ تو ہم کو یقین ہی آ سکتا ہے اور نہ ہی ہم کو کسی قسم کا اس کے احکام کا ڈر ہو گا۔ اسی واسطے اکثر تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی نہیں کرتے کیونکہ انہوں نے سنا ہوا تو ہے مگر دیکھا کبھی نہیں اس لئے ان کو اس کی پرواہ نہیں۔ حالانکہ کسی گناہ کے سرزد ہونے پر ہم کو انسانوں سے جو ہم پر ظاہری حکومت کرتے ہیں بہت ڈر لگتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ظاہری حکام سے مخلوق خوف زدہ رہتی ہے اس کی محض وجہ یہ ہے کہ ان کو ہم دیکھ کر یقین کئے ہوئے ہیں کہ اگر کوئی غلطی ہوئی تو یہ پکڑ کر سزا دیں گے۔

یقین کے درجات:

کسی شے کو دیکھے بغیر یقین نہیں ہو سکتا۔ بزرگان دین نے یقین کے تین درجے مقرر فرمائے ہیں۔ علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین۔

علم الیقین کے معنی ہیں کسی سے سن کر یقین کرنا۔ جس کو شریعت کہتے ہیں۔ یعنی ماں باپ یا علماء وغیرہ سے سن کر کہ اللہ تعالیٰ ہے یقین کرنا اور شریعت کی تقلید شروع رکھنا دوسرے عین الیقین یعنی کتابوں کا علم حاصل کر کے اس کے ذریعہ یقین کرنا۔ مگر ان دونوں درجوں میں یقین کامل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان دونوں طریقوں سے سوائے سطحی علم کے اور کسی شے کا پتہ نہیں لگ سکتا اور بھٹکنے کا کافی امکان ہے۔ کیونکہ اگر کم پڑھے ہوئے شخص کو زیادہ

Marfat.com

پڑھا لکھا علمی دلائل دے کر قائل کر لے تو بس تھوڑے علم والا بھٹک کر رہ جائے گا۔ اور مسلمانوں میں اتنے فرقے جو پیدا ہو گئے ہیں اس کا صرف یہی سبب ہے اور علاوہ اس کے لالچ اور علم کے پردے میں اپنی ذاتی اغراض پوری کرنے کو اگر علم دان من گھڑت فتویٰ دے دیں تو بس سب کا سب مقصد دین برباد ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس وقت فرقہ بازی نے اس قدر اندھیر مچایا ہوا ہے کہ کئی ملک خدا پر ہی یقین نہیں کرتے کہ خدا کا وجود ہی نہیں ہے اور پھر اور غضب کر دیا کہ کئی جھوٹے نبی بن بیٹھے ہیں بلکہ قرآن مجید کی آیات کو اپنے پر نازل ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ تو ان تمام امور کی بنا کیا ہے؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ لوگ اپنی پست ہمتی اور لالچ سے دنیا و دولت کی خاطر اپنے سابقہ بزرگان دین کے طریقے چھوڑ کر یہاں تک ذلیل ہوئے کہ دیگر قوموں کے غلام بن کر رہ گئے اور ہر طرح سے ذلیل وخوار ہوئے عیش وعشرت اور دولت کے لالچ نے ان کو یہاں تک پہنچا دیا کہ اس وقت مسلمان ہی وہ قوم ہے کہ سب سے ہیٹی اور کمزور ہو چکی ہے۔ قران شریف کو سجا کر صرف الماریوں کی زینت بنا دیا گیا ہے مگر اس پر عمل مفقود ہو چکا ہے۔ بلکہ ہمارے بعض آزاد نوجوان جن کو اپنے دین کا بالکل علم نہیں اور نہ ہی عمل کرنا آتا ہے۔ وہ تو یہاں تک کہہ گزرتے ہیں کہ قران پرانی کتاب ہے اب اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ان لوگوں اور نوجوانوں کی بدقسمتی ہے کہ اس طریقہ سے اور بھی ذلالت ان پر مسلط ہوتی جائے گی۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو قیامت سے پہلے قیامت برپا کر کے خود بھی مٹ جائیں گے اور باقی بچے کچھے ہوئے لوگوں کو بھی ڈبو دیں گے مگر بزرگان دین کے فیض کرم کے صدقے سے اب بھی بعض ایسے ہیں کہ اپنی عاقبت سنوار لیتے ہیں، اور انشاء اللہ تعالیٰ ایسے زمانے میں جبکہ ہر طرف شیطانی جال بچھے ہوئے ہیں۔ مگر یقین کے بیڑے پار ہو جایا کرتے ہیں۔ اور بزرگان دین پر یقین اور بھروسہ ہی ان مجبور اور یقین کے پختہ کاروں کو سلامتی سے انجام پر پہنچا دے گا''

Marfat.com

حق الیقین:

یہ تیسرا درجہ ہے یعنی ہر شے کو اپنی آنکھ سے دیکھ لینا۔ پہچان لینا۔ جس طرح ایک شخص نے ہوائی جہاز نہ دیکھا ہو تو اس کے تصور میں وہ نہ آ سکے گا۔ اور اگر کسی نے سمجھا بھی دیا تو ایک آدھ دن یا ہفتہ کے بعد وہ بھول جائے گا۔ لیکن جس نے دیکھا ہو اور اس پر سیر کی ہو اس کا یقین پختہ اور مکمل ہو جائے گا اور یہی حق الیقین کہلاتا ہے۔ یعنی جب تک وہم و گمان بندے کا درست نہ ہو جائے اور وہ اپنی آنکھوں سے خود معائنہ نہ کر لے تو اس میں اشیاء کا ہو بہو عکس یعنی تصور پیدا نہیں ہو سکتا اور سب سے زیادہ ہمارے لئے ضروری بات یہ ہے کہ ہم ذات کے فکر سے ہٹ کر صفات کی تلاش میں لگ جائیں کیونکہ ''یاد اور فکر'' دو لفظ اصطلاحی ہیں۔ یاد کو اصطلاح میں ذکر کہتے ہیں اور ذکر کے معنی صحیح تصور ہے۔ جب قلب میں کسی شے کا صحیح تصور حاصل ہوتا ہے تو اس کے بعد فکر اپنا کام کرتا ہے فکر کے معنی باطل سے ہٹ کر حق کی طرف رجوع کرنا ہے۔ اور جب تک ہم کو دکھائی نہ دے گا نہ تو یاد کر سکتے ہیں نہ اس میں فکر کر سکیں گے کیونکہ یاد۔ ذکر۔ فکر اسی وقت میسر آ سکتا ہے۔ جبکہ صحیح تصور ہماری آنکھوں کے سامنے رہا ہو۔ یعنی ہم نے اول معائنہ صفات کا کر لیا ہو۔

حضور ﷺ نے ایک حدیث شریف بیان فرمائی جو صفاتی تصورات کا مکمل ثبوت اور ہماری تعلیم کے لیے ایک پختہ دلیل ہے

''لا تفکر فی الذات بل تکفر فی الصفات''

یعنی ذات میں فکر نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ صفات کے ذریعے سالک کا فکر ذات تک پہنچا دیتا ہے اور ذات میں فکر کرنا عبث کام ہے آج تک کوئی فلسفی اس عقدہ کو حل نہیں کر سکا بقول:

Marfat.com

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا اور نقطہ دروں سے کھل نہ سکا

وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

حضور علیہ ﷺ کی حدیث شریف کی تفصیل کے لئے جناب حضرت مولا علی علیہ السلام کی حدیث شریف عرض کی جاتی ہے یعنی حضور علیہ ﷺ نے فرمایا کہ

("لاتفکرو فی الذات بل تفکر فی الصفات")

اس کا ترجمہ ہم عرض کر چکے ہیں یعنی اے خدا کے طالب ذات کی ہستی کا فکر یعنی خیال اور تصور دل میں نہ کر بلکہ اس کی صفات میں غور وفکر کر کیونکہ ذات میں غور وفکر کرنا عبث ہے کہ ذات دکھائی نہیں دے سکتی اور اس کی صفت میں اس کو دیکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ ذات صفات میں گم ہو کر مرشد کی صورت میں جلوہ نما ہے۔ ذات چونکہ تمام کائنات میں پھیلی ہوئی ہے۔ ہر جگہ ہر سمت میں موجود ہے اس لئے ذات کو دل کے تصور میں لانا مشکل ہے۔ اور خیال کرنے سے ذات دکھائی بھی نہیں دے سکتی اور نہ ہی خیال کے تصور میں آ سکتی ہے لہٰذا ذات تعالیٰ کا تصور کرنا سخت غلطی اور رائیگاں وقت گنوانا ہے۔ اور اگر ذات خود دکھائی دیتی تو صورت آدم کو کیوں سجدہ کرایا جاتا پھر ذات خود کو سجدہ کراتی۔ دوسرے آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنانے کا تکلف کیوں کیا گیا تھا۔ اور یہ نبی ولی اور دیگر ہدایات کلام مجید میں کیوں بھیجی گئیں بلکہ کوئی بھی حکم بذریعہ صفات کے نہیں آیا۔ یعنی کوئی حکم اللہ تعالیٰ کا حضور نبی کریم ﷺ کے وسیلے کے سوا آیا ہی نہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ جب ذات تعالیٰ خود صفات میں ظاہر ہو کر اپنی ہستی کو ہی صفات میں گم کئے ہوئے ہے تو پھر غیب ہونے والے کا تصور کس طرح جمایا جا سکتا ہے جبکہ اس کی مثل ہی گم ہو چکی ہو تو پھر ذات کی مثل کی تلاش محض بت پرستی کے سوا کیا ہو سکتی ہے اور خود کلام اللہ کا دعویٰ ہے "اللہ نور السموات و الارض" یعنی اللہ ہی کے نور صلعم سے تمام آسمان و زمین کی روشنی ہے تو اب غور فرمایئے کہ جب اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

نور ﷺ سے سب کائنات منور و روشن ہے اور وہ نور ہی جب آدم علیہ السلام کی صورت میں اس کی شہ رگ کے بھی نزدیک رکھ دیا گیا ہے تو پھر جس چیز میں وہ نور صفت کے مرتبے میں آیا ہے وہاں ہی اس کی تلاش اور وہاں ہی اس کا تصور ہوا کرے گا نہ کہ اس کو کائنات سے الگ خیال کر کے محدود خیال کیا جائے۔

اب حضرت علی کرم اللہ وجہہ علیہ السلام کی حدیث جو مندرجہ بالا ہر دو اقوال کی تشریح کرتی ہے ملاحظہ ہو۔

"التوحید ان لا تتوھمہ والعدل کی لا تتعمہ"

ترجمہ: توحید یہ ہے کہ تو اپنے وہم سے اللہ کا تصور نہ کرے اور عدل و انصاف یہ ہے کہ تو پاک ذات کو کسی بات میں متہم نہ کرے

یعنی اس پر تہمت نہ لگا۔ کیونکہ تصور سے جس شے کا تصور و خیال کیا جائے گا وہ محدود نظر آئے گی اور محدود سے حادث ہوگئی۔ تو یہ بات عدل کے خلاف ہو کر تہمت بن جائے گی۔ کہ اللہ محدود ہو گیا اور ہر ہر جگہ موجود ہونے والا نہ رہا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا تصور اصولاً نہیں ہو سکتا اور نہ ہونا چاہیے۔ لیس کمثلہ شیء (وہ بے مثل بے مثال ہے) کیونکہ ذات کی مثال تو صفت سے ہی دی جا سکتی ہے۔ یعنی جس صفت نے اس کو سجدہ ہوا تھا۔ اور اگر ذات صفات آدم سے کہیں علیحدہ ہوتی تو پھر اس کو علیحدہ جگہ سجدہ ہوتا۔ اور اگر ذات کو صفات سے علیحدہ خیال کریں تو کلام مجید کے خلاف ہو جاتا ہے یعنی کلام پاک میں ہے کہ اللہ ہی کے نور صلعم سے زمین و آسمان کی روشنی ہے۔ مثلاً سمندر کئی کروڑ ہا قطروں سے مل کر بنا ہوا ہے تو اگر ہم تمام قطروں کو الگ الگ کر کے سمندر کی ماہیت معلوم کرنا چاہیں تو نا ممکن ہو جائے گا کیونکہ سمندر کے پانی کا ہم جنس ایک قطرہ بھی ہے اور کئی قطرے بھی۔ اور اگر مان لیا جائے کہ قطرہ میں سمندر کی ماہیت موجود ہونے کے سبب سے قطرہ میں بھی سمندر

Marfat.com

موجود ہے۔تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے کیونکہ ہم جنس ہوتے ہوئے ایک قطرے کو سمندر سے وہی نسبت ہے جو نسبت تمام قطروں کو سمندر سے ہے۔اسی واسطے نور صلعم کو آدم کے مجسمہ میں رکھ کر سجدہ کرایا گیا ہے۔ کیونکہ آدم نور صلعم کا ہم جنس ہے۔اور جو صفات نور میں تھے وہی آدم میں موجود ہوئے۔اگر آدم نور کا ہم جنس نہ ہوتا تو نہ وہ خلیفہ ہوسکتا تھا ور نہ ہی اس کو سجدہ کرایا جاتا۔اور جس طرح سمندر کے ایک قطرے سے سمندر کی حقیقت معلوم ہوسکتی ہے اسی طرح ذات کی حقیقت ایک ہستی آدم یعنی پیرومرشد کے نور مجسم سے بھی ہوسکتی ہے اور یہی وجہ آدم کو سجدہ کرانے اور خلیفہ بنانے کی تھی۔

صفائی قلب:

مطلب یہ ہے کہ قلب کو صاف کرو اور صفات کا جلوہ دیکھو۔ کیونکہ ہر ایک شے کا صحیح پتہ آپس میں مقابلہ کرنے سے لگتا ہے یعنی اشیاء میں امتیاز کرنا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے تو اس کا پتہ اضداد سے لگے گا۔اضداد کے معنی ہیں دو چیزوں کی آپس میں ضد اور ضد کا مطلب یہاں جھگڑا یا فساد نہیں بلکہ حق و باطل کا آپس میں فرق کرنا ضد کہلاتا ہے مثلاً نور کی ضد ظلمت یعنی اندھیرا ہے نیک کے مقابل بد ہے۔گناہ کے مقابل ثواب ہے اسی طرح دنیائے صفات میں لاتعداد اضداد ہیں جو قلب کی صفائی میں حائل ہوتے رہتے ہیں اور قلب کی صفائی کا مطلب اور ہے یہ مطلب نہیں کہ قلب کو کسی شے سے رگڑ کر صاف کیا جاتا ہوگا۔نہیں بلکہ یقین کامل ہونا تمام اضداد کا مقابلہ کر کے حق و باطل میں امتیاز کرنا۔اور ان سب سے ضروری قلب کی صفائی کے لئے یہ بات ہے کہ کسی شے کا تجربہ کر کے عملی طور پر اس کا نتیجہ خود اپنی ظاہری اور باطنی آنکھوں سے دیکھ کر اس شے کی مکمل حقیقت معلوم کر لینا اور اس کو دل کی یا قلب کی صفائی کہا جاتا ہے۔کیونکہ جب تک دیکھا نہ جائے دل کا وہم دور

Marfat.com

نہ ہو سکے گا خواہ تم کتنی کتابیں اور علم کے دفتر اپنے قلب میں بھرلو۔ آپ صاحبان کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایک عاشق معشوق کو نظر بھر کر جب دیکھتا ہے تو اس کے قلب میں معشوق کے حسن کا ایک یقین اس طرح جذب ہو کر پیوست ہو جاتا ہے کہ پھر اس کو لاکھ نصیحت کرو کہ یہ کام برا ہے۔ مگر جتنا بھی تم اس کے معشوق کی برائیاں کر کے عاشق کو اس طرف سے ہٹانے کی کوشش کرو گے وہ اتنا ہی زیادہ مائل ہو کر سوائے معشوق کے اور کسی طرف راغب نہ ہو گا۔ اس کا مطلب آپ نے سمجھ لیا ہو گا۔ یعنی عاشق نے اپنے محبوب کے سراپا کا نقشہ اپنی ظاہری آنکھوں سے بھی دیکھ لیا اور قلب کی کھڑکیاں چونکہ ظاہری آنکھیں ہیں جن کے ذریعے سے ہر اقسام کے صفات قلب میں آ کر بطور تصور بیٹھ جاتے ہیں اور قلب ان کو اخذ کر کے اپنے اندر ایک تصویر کھینچ لیتا ہے جس طرح کہ ایک شیشے میں تصویر اتار لیتا ہے اسی طرح عاشق اپنے محبوب کی تصور یقین کی آنکھوں سے قلب میں جب محبوب کے تصورات کے عکس سے جما لیتا ہے تو سوتے جاگتے، چلتے پھرتے غرض یہ کہ ظاہری صورت میں عاشق کوئی کام بھی کرتا ہے مگر تصویر یار کی یاد سے وہ کبھی غافل نہیں رہ سکے گا۔ کیونکہ سوائے محبوب کے طالب کے قلب میں کوئی دوسری شے حائل نہ ہو سکے گی اور یقین کی پختگی سے عاشق حق الیقین کے درجے کو پہنچ چکا ہوتا ہے اور عاشق کا قلب چونکہ دیگر کل اضداد سے علیحدہ ہو چکا ہوتا ہے اس لئے تصور مرشد جو صفات نور صلعم اور توحید کا دروازہ ہے سامنے ہوتا ہے اور اسی سے صفائی قلب ہوتی ہے۔

خیال:

اب سمجھنا چاہیے کہ خیال ایک ایسی زبردست طاقت ہے جس کے مقابلے میں دنیائے عالم کی سب طاقتیں فانی اور عارضی ہیں کیونکہ خیال سے ہی اول کل کائنات کی تخلیق

Marfat.com

ہوئی ہے۔اگر خیال نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا اور دنیائے عالم کے تمام علم و ہنر ظاہری باطنی اشیاء کا تمام علم دماغ کی وسعتوں میں ہر شے کا علم اور ان کی تصویریں قائم کرنا اور ان کو بطور خزانہ کے محفوظ رکھنا غرض یہ کہ کل اشیاء کے صفات کی ماہیت صفائی اور ذاتی خیال کے سمندر میں تیرتی رہتی ہیں، نہ تو ان کی چوری ہوسکتی ہے اور نہ ان کو مٹا کر کوئی دور کر سکتا ہے اس لئے اگر خیال کو اللہ تعالیٰ کی ذات طاقت کا عکس کہہ دیا جاوے تو نہایت موزوں اور صحیح ہو گا۔ کیونکہ خیال کی طاقت ہی کل کائنات کا وجود ہے۔ ہم خیال سے مسلمان ہیں اور خیال سے ہی ہندو سکھ۔ عیسائی۔ پارسی بنتے ہیں غرض یہ کہ جس قدر مذاہب دنیا میں موجود ہیں سب خیال کے تحت ہی بنے ہیں۔ خیال سے غور کرنا چاہیے کہ انسان قسم اور نسل کے اعتبار سے سب ایک ہیں۔ یہ نہیں کہ مسلمان کے دو ہاتھ ہیں تو ہندو کے چار ہیں نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ مگر پھر مسلمان ہندو وغیرہ غرض یہ کہ جو بھی اختلاف ہے وہ خیال ہی کا ہے۔ لہٰذا خیال ہی سب کچھ ہے۔ اس لئے خیال کو پختہ کرنے ہی سے ہم کو معرفت حاصل ہو سکے گی اور ہم جس قسم کا خیال کریں گے ویسے ہی ہو جائیں گے کیونکہ خیال میں اس قدر بلندیاں اور پستیاں موجود ہیں کہ جس قسم کا کوئی خیال کرے گا ویسا ہی ہو جائے گا۔

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ صفات میں خوب فکر کرنے سے ذات کا پتہ لگتا ہے کیونکہ ذات صفات میں گم ہے۔ بلکہ ذات کی کوئی صورت ہم خیال سے بھی بنا نہیں سکتے اور نہ ہی اس کا تصور کر سکتے ہیں اول خود قرآن مجید میں صفات علی اللہ نے ہمیں آگاہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مثال نہ تو بیان ہوسکتی ہے اور نہ ہی اس کا تصور ہماری آنکھوں میں آ سکتا ہے۔ کیونکہ ذات کی بابت فیصلہ کن آیت موجود ہے کہ ''لیس کمثله شی'' یعنی ذات تعالیٰ کسی بھی مثال سے نہ تو بتائی جاسکتی ہے اور نہ ہی اس کی تصویر کھینچی جا سکتی ہے۔ ہاں صفات کے درجے اور مرتبے میں جو صورت ہے وہی اس بے صورت کی صورت ہے یعنی اگر

Marfat.com

ہمارے سامنے کسی شے کی شکل موجود نہ ہو تو ہم کو کسی شے کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔ معرفت پہچان کو کہتے ہیں اور پہچان دیکھنے سے یعنی مشاہدہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور مشاہدہ کے بغیر کوئی شے خیال کے تصور میں نہیں آ سکتی اور صفات ذات کی ضد ہے کیونکہ ذات الٰہی اشیاء کی مثل ہرگز نہیں ہے اور جب مماثل یعنی مثل یا مانند ہی موجود نہیں تو ذات کی معرفت ناممکن ہے۔ یعنی ذات کو دیکھ نہیں سکتے۔ اشیاء عدم محض ہیں یعنی نیست ہونے والی ہیں۔ اور خیال کے تحت کھڑی ہیں اور ذات تعالیٰ وجود مطلق ہے یعنی آزاد۔ بے قید۔ رواں دواں جس کے تحت یعنی جس کے آسرے سے سب اشیاء ساکن یا متحرک اپنا اپنا کام کر رہی ہیں۔ لہٰذا اگر غور کر کے سوچو تو تمام اشیاء اس کی طرف سے آئی ہیں اور اسی کی طرف جا رہی ہیں۔ اگر یہ امتیاز نہ ہوتا تو ہمیں کچھ بھی ہستی مطلق کا علم نہ ہو سکتا تھا۔ اسی واسطے حضور ﷺ نے ہستی مطلق اور اس کی صفات کے چھ درجے مقرر فرمائے ہیں۔

تاکہ ہم سطحی طور پر سمجھ کر پھر صفات پیر و مرشد کے تصور میں منہمک ہو کر ہستی مطلق کو صفات میں معائنہ کریں اور جس طرح ذات صفات کے مرتبوں میں سے گزر کر ہماری شہ رگ تک کے قریب رہتی ہے ہم بھی صفات میں سے گذر کر حضور ﷺ کے نور کا معائنہ کر کے ذات مطلق کے بھید سے آگاہ ہو جائیں

مگر جب تک خیال صفات مرشد برحق کی یاد میں اس کے رویت جمال کے ذکر میں فکر سے کامیاب نہ ہوگا۔ تو نور محمدی ﷺ سے آشنا ہونا ممکن نہیں۔ جیسا کہ اوپر کی سطور میں بیان ہوا۔ دراصل خیال ہی اللہ تعالیٰ کی اپنی شکل و صورت ہے۔ چونکہ ذات تعالیٰ نے جو صورت بھی خلق فرمائی ہے وہ اپنے خیال کے زیر تحت بنائی ہے۔ فرض کریں کہ ایک ماہر فن بجلی کا انجن بناتا ہے تو بجلی کے انجن کی صورت بجلی ہی کی صورت ہے۔ کیونکہ بجلی نہ ہوتی تو انجن بھی ظاہر نہ ہوتا۔ یعنی بجلی کو دکھانے استعمال کرنے کے خیال ہی سے تو بجلی کی صورت

Marfat.com

انجن سے نمودار ہوگی۔ گویا خیال کے تصور میں سے انجن اور بجلی بنے لہٰذا بالفاظ دیگر خیال ہی کی صورت و شکل بجلی اور بجلی کا انجن ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے خود کلام مجید میں اپنی صورت کے لیے نور کا لفظ استعمال فرمایا ہے کیونکہ ذات تعالیٰ کی تو شکل نہیں جیسا کہ خود ہی اس نے "لیس کمثلہ شئی" فرمایا ہے یعنی میری ذات کی خود تو اپنی کوئی صورت نہیں مگر میرے نور کی شکل وصورت میرے خیال کے علم کے مطابق ظاہر ہو کر میری ہی ذات کی شکل وصورت ہے کیونکہ میرے نور نے ہی کل کائنات کو جو کہ میرے خیال میں پوشیدہ ہو کر قائم اور دائم تھی۔ ظاہر ہو کر روشن اور منور کیا ہوا ہے۔ جس کے ثبوت میں خود ذات تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں بذریعہ اپنے نور پاک ﷺ فرمایا ہے "اللہ نور السموات و الارض" یعنی اللہ ہی کے نور صلعم سے کل زمین و آسمان روشن و منور ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ کلام پاک ہی فرماتا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ کی کوئی شکل نہیں اور خود ہی فرمایا ہے کہ میرے ہی نور سے زمین و آسمان کی روشنی ہے۔ یہ تفاوت غلطی نہیں ہے بلکہ خود ذات تعالیٰ ذات کے مرتبے سے جب صفت کے مرتبہ میں برآمد ہو کر اپنی تجلی ذاتی سے خود کو کھو کر نور میں تبدیل ہوا تو اپنی بے صورت کو صورت نور ﷺ میں ظاہر فرما کر اس نور کی صفت اولین بنا کر اسے اپنے نور سے زمین و آسمان کو روشن کر کے ظاہر کر دیا۔ اسی واسطے اپنی ذات کی بابت فرمایا کہ میں بے مثل اور بے مانند ہوں۔ مگر زمین و آسمان کی روشنی میرے نور ﷺ کے وجود پر نور کے دم سے ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ دکھائی نہیں دیتا کیونکہ ذات تو صفات میں محو اور گم ہو کر کائنات کی ہستی میں موجود ہے اور ہر جگہ اور ہر سمت کو اپنے نور کے ذریعے گھیرے ہوئے ہے تو پھر وہ دکھائی کس طرح دے سکتا ہے۔ لہٰذا ذات کی بجائے صفت میں ہی وہ نظر آ سکتا ہے۔ کیونکہ ذات صفت میں گم ہو کر رہ رہی ہے۔

Marfat.com

خیال کرنا چاہیے کہ کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کے اپنے نور ﷺ سے خلق کی گئی ہے۔ اور اس نور کی روشنی کی وجہ سے سب کچھ دکھائی دیتا ہے۔ اور یہی وہ نور ہے جو ذات سے برآمد ہو کر ذات کے خیال کے علم کی شکل وصورت بن کر موجود اور قائم ہے۔ اسی واسطے اسی کی طرف سے سب کچھ آتا اور پھر اسی کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ یہی وجہ اور بنا ہے کہ خیال خود اللہ تعالیٰ کی اپنی ہی صورت وشکل ہے کیونکہ ذات کے علم کے تحت جو بھی ذات کے خیال میں موجود اور پوشیدہ تھا۔ اسی کا اظہار ہو سکتا تھا اور نور ہی وہ وسیلہ ہے جس کو ذات نے اپنی مثل کے اظہار کی خاطر اپنی صورت پر بنایا۔ اسی واسطے صورت آدمی کے لیے کلام پاک میں بھی احسن تقویم کا لفظ آیا ہے۔ یعنی ذات نے آدم کی صورت کو بہترین ساخت کا بنایا ہے۔ اس لیے مجسمہ صورت آدم ہی اللہ کا گھر ہو سکتا ہے کیونکہ خود ذات تعالیٰ اس گھر میں رہتا ہے یعنی انسان کی شہ رگ میں قیام کیے ہوئے ہے۔ لہٰذا اس بے صورت کی اگر کوئی صورت ہے یا شکل ہے تو یہی انسان کی صورت ہے اس واسطے اول روز اسی صورت آدمی کو سجدہ ہوا تھا۔ کیونکہ یہی وہ صورت تھی جو ذات کے اپنے نور سے مزین و مرصع تھی اور جہان عالم میں خود وہ نور قدیم شکل احمد ﷺ کی صورت میں روپوش ہو کر نمودار ہے۔ اور جو بھی صورت جہان عالم میں دکھائی دیتی ہے وہ اسی بے صورت کی صورت ہے اور وہی ہر جگہ موجود اور ہر جسم کا اسم۔ ہر صورت کی سیرت اور ہر ظاہر کا باطن اور ہر اول کا آخر ہے۔ اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ کل کائنات حضور ﷺ کے نور سے منور ہو کر آپ کے نوری چہرہ مبارک کا پرتو ہے اور ذات کو وجہ اللہ ﷺ ہی میں دیکھ سکتے ہیں۔ اور ذات کو اگر کائنات سے علیحدہ غیب الغیوب جانا جائے تو اسی کو شرک کہتے ہیں۔ کیونکہ ذات اگر غیب ہے تو اپنے نور میں غیب ہے۔ شیطان کو کیوں راندۂ درگاہ کیا گیا تھا؟ یہی تو وجہ تھی کہ وہ ذات کو علیحدہ جہت میں یعنی کسی پوشیدہ جگہ میں کائنات سے دور خیال کرتا تھا۔ حالانکہ ذات نور میں تبدیل

Marfat.com

ہوکر ذات سے صفات میں نمودار ہو چکی تھی اور پیشانی آدم میں وجہ اللہ ﷺ بن کر چمک رہی تھی۔ لہٰذا سب نے اسے سجدہ کیا۔ اسی واسطے ذات ملائکہ سمیت اپنے نور پر درود و سلام کرنے میں محو اور گم ہے اور آدم میں اپنے نور صلعم کے وسیلہ سے نسبت واسطہ و رابطہ اور لگاؤ میں گم گشتہ ہو کر اس کی شہ رگ میں مقیم ہو کر ڈیرا ڈالے ہوئے ہے۔ اور مرشد یعنی آدم نو ﷺ کا خود ایک مکمل آئینہ ہے۔ اس واسطے آئینہ مرشد کے تصور عکس میں جھانکنے سے سوائے ذات کے اور کیا دکھائی دے سکتا ہے۔

جنہیں ڈھونڈا کئے دیر و حرم میں دل نشیں تھے وہ
سمجھتے تھے جنہیں ہم دور تر ہم سے قریں تھے وہ

جہاں کی خاک چھانی عشق میں جن کے یہیں تھے وہ
ہوا اے فیض معلوم ایک مدت میں ہمیں تھے وہ

نہ دلبر تھا نہ دل بر میں نہ سجدہ نہ عبادت تھی
مگر دل میں تیری تصویر لٹکائے ہمیں تھے وہ

تو خود برپا نگاہوں پر حسینوں میں تیری صورت
تو خود عاشق بھی اور معشوق بھی سب کچھ تمہیں تھے وہ

خیال کی بلندیاں اور پستیاں اگر عملی طور سے سمجھی اور دیکھی جائیں تو کائنات کے ظاہری اور باطنی طلاطم خیز نشیب و فراز اور عشق کے طوفان کے بگولے تمہیں ایسے محل کی طرف لے جائیں گے جہاں کا ہر ذرہ صورت لیلیٰ نظر آنے لگے گا۔ جس خیال نے خود ذات تک کو محو نظارہ کر کے مٹا دیا بھلا اب وہ کس طرح نظر آئے۔ لوگ کثرت میں آنے کی وجہ سے اپنی وحدت کو بھول بیٹھے ہیں، قاعدہ ہے کہ بجھے ہوئے چراغ سے جلاتے ہیں اور عشق کو حسن سے جب تک رابطہ نہ دیا جائے وصل جاناں اور دیدار کے پر بہار مزے دل

Marfat.com

نشین ہو کر اپنے مرکز پر پہنچ نہیں سکتے اور جو لوگ غیب میں ذات کو ڈھونڈتے ہیں ان کے خیال و جسم کی کثافت ان کے حواس خمسہ پر اور حواس کی کدورت ان کے قلب پر اور قلب کی تاریکی ان کے روح پر حجاب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ دیدار جاناں کے سوا حسن کی عبادت نہیں ہو سکتی اور حسن میں ہی شباہت ذاتی ہے۔ کیونکہ حقیقت نور حسن ہی میں ہے۔ اگر ایسا نہیں تو خود ذات تعالیٰ کیوں اپنے محبوب ﷺ کے دیدار میں محو ہو کر درود و سلام میں مشغول ہے۔ ذرا خیال کی وسعتوں میں غور و فکر کو دور تک لے جایئے کہ جس کی تم خیر میں تلاش کرتے ہو وہ تو خود تمہاری ہی شہ رگ بن کر نور کو دیکھنے کے لیے وحدت سے کثرت میں آ چکا ہے تو پھر بھی تم بھٹکے ہوئے راہی کی طرف غیب میں اس کو تلاش کیے جا رہے ہو۔ اسی واسطے حضور صلعم کی حدیث صاف اور واضح ہے کہ ذات میں فکر نہیں کرنا چاہیے بلکہ صفات کے ذریعہ سالک کا فکر ذات تک پہنچا دیتا ہے اور ذات میں خیالی گھوڑے دوڑانا عبث اور شرک ہے اور اگر وہ غیب گاہ میں ہوتا تو شیطان راندۂ درگاہ نہ ہوتا۔ کیونکہ ابلیس بھی تو اللہ کو غیب گاہ میں تلاش کرنے والوں میں سے تھا۔ اور اگرچہ فرشتوں کا استاد تھا مگر علم کے حجاب میں خود ہی محجوب ہو گیا۔

کلمہ شریف:

آپ صاحبان نے کلمہ طیبہ شریف کی ترکیب پر غور فرمایا ہوگا۔ اس کو اصطلاح میں نفی اثبات کہتے ہیں۔ یعنی حصہ اول لا الہ الا اللہ کو نفی کہتے ہیں محمد رسول اللہ کو اثبات کہتے ہیں نفی کے معنی ہیں کسی میں مٹ کر گم ہو جانا اور اثبات کہتے ہیں اسی گم گشتہ کا مٹ کر کسی روپ میں اپنا آپ کسی کی صورت و شکل میں نمودار کر کے دکھا دینا۔

اب ذرا خیال کو غور و فکر میں گم کر کے دیکھیے۔ کہ عاشق جب اپنے معشوق کے

Marfat.com

دیدار سے مشرف ہوتا ہے تو محبوب کے حسن کے سراپا میں اس درجہ تک مٹ کر گم ہو جاتا ہے کہ اس کو اپنی ہستی کی یاد نہیں رہتی اور اپنے دلدار کے روپ کی محویت میں اس قدر اس سے نزدیک تر ہو جاتا ہے۔ کہ گویا محبوب سے ہمکنار ہو رہا ہے۔ کیونکہ خیال میں ایسی زبردست ذاتی طاقت موجود ہے کہ درجوں کو ایک کر کے دکھا دیتا ہے۔ دراصل یہ ایک معمہ دار راز ہے جس کو سوائے عارفان حق کے کوئی نہیں جانتا۔ اور اگرچہ تمام لوگ اس راز کو سمجھے بغیر خود بخود اس میں الجھے ہوئے ہیں۔ مگر امانت عشق وارث کے حوالے کرنے سے قاصر ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ روح کو امر رب کہا گیا ہے یعنی روح امر یا حکم کے تابع ہے تو امر اور حکم کے معنی آنے جانے والی شے کے ہوئے۔ یعنی حکم اس کو دیا جاتا ہے جو جاندار اور سمجھ بوجھ والا ہو۔ بے جان پتھر وغیرہ حکم سے آ جا نہیں سکتے بلکہ ہاتھ سے اٹھانے پڑتے ہیں۔ جس طرح انسان سے جب روح نکلتی ہے تو جسم بے جان ہو کر پتھر وغیرہ کی طرح رہ جاتا ہے۔ اس کا صاف بے دلیل یہی مطلب ہوا کہ روح میں ہی ذات کے کلی صفات موجود اور قائم ہیں۔ اور روح ہی تجلی ذاتی سے برآمد ہو کر شہ رگ کا بھید بن گئی ہے۔ اس لئے عاشق و معشوق یا عشق و حسن۔ مغلوب و غالب۔ پروانہ و شمع۔ الفاظ و معانی۔ ذات و صفات۔ یہ سب اگرچہ ایک ہی ہستی سے آئے اور ایک ہی ہستی میں جذب ہوتے رہتے ہیں اور صرف سمجھنے کو تفصیل بیان کی گئی ہے۔ ورنہ ذات تعالیٰ اور اس کا نور صلعم ایک ہی حقیقت رکھتے ہیں۔ کیونکہ ذات سے نور برآمد ہو کر اگر نمودار ہو گیا ہے تو ذات کے گم ہونے سے ہی نور میں چمک ہے۔ اگر نور میں ذات کی چاشنی اور جاذبیت نہ ہو تو نور کس طرح ظاہر ہو سکتا تھا۔ اسی طرح جب تک ذات اپنی نفی کر کے نور کا اثبات نہ کرتی تو نہ نور ہی کا وجود نظر آتا اور نہ ہی ذات کی پہچان ہو سکتی۔ اس واسطے جب تک روح سے روح کا لگاؤ نہیں ہوتا وصل جاناں میسر نہیں آ سکتا۔ عاشق جب معشوق کو دیکھتا ہے تو گویا اپنی روح کو معشوق کی روح سے متاثر

Marfat.com

کرتا ہے کیونکہ تمام بھید روح میں ہوتے ہیں جس کو روح کا حامل اٹھا کر اپنے میں پوشیدہ اور ظاہر طور پر بھی رکھتا ہے۔ اس لئے عشق جب آنکھوں کی کھڑکیوں سے حسن کو دیکھتا ہے تو ہم جنس سے ہم جنس کھڑکیوں کی راہ سے دل کی نظروں سے بوسیلہ روح ایک دوسرے کو پہچان جاتے ہیں اور عشق اپنی نفی کر کے حسن میں جذب ہو کر اور مٹ کر گم ہو رہتا ہے اور اگر چہ دو جسم بظاہر معلوم ہوتے ہیں۔ مگر روح کے میل سے ایک قالب ہو کر رہتے ہیں

حسن کا جلوہ تجلی زاد ہے
عشق کا شعلہ نیاز آباد ہے

حسن کا ہر بزم ہر دم ناز ہے
آہ و نالہ عشق کا دمساز ہے

عشق بلبل کو ملا میثاق سے
حسن گل کو عالم اطلاق سے

حسن ہے شان جمال ایزدی
عشق ہے شان جلال سرمدی

حسن و عشق آپس میں دونوں یار ہیں
معنی و صورت کے دو سردار ہیں

حسن کیا ہے جلوہ تشبیہ ہے
عشق کیا ہے شعلہ تنزیہہ ہے

عشق ڈھونڈ و حسن کی سرکار میں
حسن دیکھو عشق کے انبار میں

عشق کی ہر بات ہے سوز و گداز
حسن کی ہر گھات ہے انداز و ناز

عشق وہ ہے عاشقوں کی صبح و شام
حسن کے جلوے دکھاتا ہے تمام

عشق سے آدم مقام خاک سے
اڑ گیا بالا کئی افلاک سے

نور و دہریت کا ثبوت:

اول اس بات کو سمجھنا ضروری ہے جیسا کہ ہم اوپر کی سطور میں بیان کر چکے ہیں کہ حضور ﷺ خود ذات مطلق کے نور ہیں۔ اور پھر اس نور سے کل کائنات صفات نور سے وجود میں آئی۔ چونکہ ذات مطلق سے ایک نور کی لہر اٹھی جس نوری لہر نے صفات ﷺ کو موجود

Marfat.com

اور قائم کر دیا اور پھر اس نور سے کل کائنات اپنی اپنی صورتوں میں درجے بدرجے ظاہر ہو گی۔

سورۃ مائدہ میں فرمان حق تعالیٰ ہے

"قد جائکم من اللہ نور و کتاب مبین.

"یعنی تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا نور آیا ہے اور روشن کتاب آئی ہے۔"

اس آیت شریف میں جو نور فرمایا گیا ہے وہ حضور ﷺ کو فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کا نور نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے اور کس کو نور کہا ہے۔ اور کتاب قرآن شریف کو فرمایا ہے اور اس آیت شریف کے باطنی معنی جو بزرگان دین علیہ الرحمہ نے حضور ﷺ کی زبان مبارک سے سنے۔ اور فنافی الرسولؐ ہو کر حاصل کیے وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود نور صلعم کی صورت میں تبدیل ہو کر پھر اپنے تمام احکام سنانے کے لیے بولتا ہوا قرآن بن کر آیا ہے۔ غور کرنا چاہیے کہ نور اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ میں سے ظاہر کرنا تھا یا کسی اور شے میں سے برآمد کرنا تھا۔ کیونکہ نور ایسی روشن ہستی ہے جو کہ ذات تعالیٰ کی ہستی کے سوا کسی غیر وجود سے باہر آ ہی نہیں سکتی۔ اور نہ ہی ذات تعالیٰ کے خزانہ غیب میں نور کے سوا کوئی پونجی تھی۔ یعنی اللہ کے پاس نور کے سوا کچھ نہ تھا اور یہی ذاتی صفات کا منبع تھا۔ اسی میں تمام کائنات جس طرح درخت بیج میں پوشیدہ ہو کر رہتا ہے بند پڑی تھی۔ اور نور صفات ذاتی کی ظاہر و عیاں صورت و شکل تھی۔ لہٰذا جب ذات تعالیٰ نے اپنی پہچان کرانے کا ارادہ کیا تو سب سے اول اپنے نور کو ظاہر کر کے اس کے وسیلے سے تمام جہان روشن کر دیا۔ اور مذکورہ بالا آیت شریف اس بات کا مکمل ثبوت ہے کہ جب ذات تعالیٰ نے اپنی بے صورت کو صورت میں لانا چاہا تو اپنے آپ کو نور ﷺ میں تبدیل کر کے اپنے نور کا مظاہرہ کر لیا چنانچہ عالم جہان میں جو بھی صورت ہے اللہ کی صفاتی صورت ہے۔ اور جب بطور ظاہر بھی قران مجید کے فرمان سے تصدیق ہو

Marfat.com

گیا کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کا نور قدیم ہیں۔ اور تمام کائنات اس نور سے خلق ہوئی ہے۔ لہٰذا اس کی بھی کلام مجید نے تصدیق فرمادی ہے کہ "اللہ نور السموات والارض" یعنی اللہ ہی کے نور صلعم سے زمین وآسمان کی روشنی ہے اس لئے جو بھی صورت ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نور صلعم کی صورت ہے اور ذات تعالیٰ ہر وقت۔ ہر لمحہ اپنے نور ہی کے دیدار میں محو ہو کر اپنے نور میں خود کو مٹا کر درود وسلام میں مشغول ہے۔ درود وسلام کے باطنی معنی یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ قدیم سے اپنے نور میں محو ہو کر اس کی پرستش میں مشغول ہے، یعنی عاشق ہے۔

سموات والارض۔ کائنات کہلاتے ہیں۔ اصطلاح میں اس کو عالم یعنی جہان کہتے ہیں۔ عالم جہان کو اللہ تعالیٰ سے وہی نسبت ہے جو کسی شخص کے سایہ کو اس شخص کے جسم سے ہے۔ اسی طرح عالم جہان ظل خدا ہے۔ ظل وہ تاریکی ہے جو طلوع آفتاب سے پیشتر دنیا پر چھائی ہوتی ہے۔ یعنی خام جہان جب کہ ظاہر نہیں ہوا تھا تو انسان سایہ کی طرح تاریکی میں تھا یعنی پوشیدہ اور چھپا ہوا تھا۔ اور اگر یہ تاریکی ہمیشہ رہتی اور آفتاب کی روشنی کا ہمیں علم نہ ہوتا۔ یعنی یہ ظل اگر ہمیشہ ساکن رہتی تو ہمیں کسی چیز کی معرفت یعنی پہچان حاصل نہ ہوتی ظل کے معنی سایہ اور تاریکی کے ہیں اور تاریکی کا مطلب یہاں پر یہ بتاتا ہے کہ ایسا سایہ جو اللہ تعالیٰ کے سایہ عافیت میں چھپا ہوا تھا یعنی خزانہ غیب میں محفوظ تھا۔ جس میں کل کائنات بڑے پیار اور محبت سے رکھی ہوئی تھی۔ کیونکہ خزانہ میں وہی چیز احتیاط اور حفاظت سے رکھی جاتی ہے جس کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اور انتہائی خواہش کو پورا کرنے کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔ اور یہ انتہائی خواہش بھی محبت وعشق کہلاتی ہے۔ چنانچہ یہ ظل جس میں نور ﷺ پوشیدہ اور ہر شے کو ظاہر اور منور کرنے کے لیے پیشتر سے ہی موجود تھا۔ اور خزانہ غیب میں اسی واسطے محفوظ کیا گیا تھا کہ ذات مطلق کی صفات کو ظاہر کرنے کے لئے اس کے سوا اور کوئی وسیلہ نہ تھا۔ یعنی ذات مطلق نے اپنا بھید ظاہر کرنے کے لیے اسی نور ﷺ کو

Marfat.com

وسلسلہ بنانے کی خاطر اول سے تیاری کر رکھی تھی۔ کیونکہ آخر کسی نہ کسی شکل میں اس ذات مطلق نے ظاہر تو ہونا ہی تھا۔ نور کی تعریف یہ ہے کہ جو خود ظاہر ہو کر دوسری چیزوں کو ظاہر کرے۔ یعنی بغیر روشنی کے جس طرح اندھیرے میں کوئی شے نظر نہیں آتی اگرچہ تمام چیزیں موجود ہوتی ہیں۔ مگر جب ان پر روشنی ڈالی جائے تو روشنی کی چمک سے وہ تمام کی تمام روشن ہو کر دکھائی دینے لگ جاتی ہیں۔ کیونکہ روشنی میں یہ خاصیت موجود ہوتی ہے کہ جب خود چمکتی ہے تو روشنی کے عکس سے تمام اشیاء خود بخود چمک اٹھتی ہیں گویا نور وجود مطلق کی صفت ذاتی ہے یعنی ذات تعالیٰ کی شکل وصورت اگر کوئی ہو سکتی ہے تو وہ صرف نور ہی کہلائی جائے گی اور جبکہ نور حضور ﷺ ہیں تو اس ذات مطلق کی پوری شباہت جس کو اصطلاحات میں تشبیہ وشبیہ وغیرہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ تو سمجھنا اور غور سے یقین کرنا چاہیے کہ ذات مطلق کی صفت اولین جس سے کل کائنات ظہور میں آئی ہے یعنی جس کاریگر نے اپنے نور کی چمک سے کل جہان عالم کو روشن کر دیا۔ وہ صفت اولین خود حضور ﷺ ہیں یا منطقی وفلسفی جس شے کو مادہ کہہ کر پکارتے ہیں کہ ایک مادے سے کل کائنات کا ظہور ہوا۔ لیکن وہ بھی اپنے بیان میں سچے ہیں۔ کیونکہ حقیقت کا انکشاف تو وہ اپنے اندر پیدا کر نہیں سکے۔ اور جب تک وہ کسی نبی۔ ولی کی زیر ہدایت علم توحید کی پہچان آنکھوں سے دیکھ کر کر نہ لیتے تو وہ بھلا اس تمام جہان کی تخلیق کو اس کے سوا اور کیا کہتے کہ جہان عالم مادے سے بنا ہے۔ مگر بات کی حقیقت کبھی چھپی نہیں رہتی۔ کیونکہ آخر ان کو ماننا تو پڑ ہی گیا کہ جہان عالم ضرور کسی صانع کی صنعت ہے۔ اور ان ایسے بے خبر اور عقل کے اندھوں کے لئے ہی حضور ﷺ نے قران مجید کو بطور سند اور ثبوت کے اللہ کی طرف سے پیش فرمایا ہے تا کہ بے سمجھ اور وہم میں پڑے ہوئے لوگ یہ نہ کہہ دیں کہ یہ تو بندے نے خود بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تو یہ کلام نہیں اور اس لیے ہم اس کو کس طرح تسلیم کریں۔ لیکن حقیقت کی ان کو کوئی خبر نہیں اور اتنا نہیں

Marfat.com

سوچتے۔ حالانکہ علم ظاہر کے یہ لوگ پورے فاضل اجل ہیں اور قرآن مجید کو خود ہی اللہ کا کلام بھی کہہ دیتے ہیں اور خود ہی یہ بھی مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بے مثل، بے مانند اور بے صورت ہے اور جب اللہ تعالیٰ وحی جبرائیل سے کلام کرتا ہوگا یا آواز دیتا ہوگا تو وہ آواز دینے والا بن جائے گا۔ اور آواز دینے والا ہوا تو اس کی مثل قائم ہوگئی کہ وہ آواز کی طرح ہے۔ اور آواز کی طرح اگر اس کو تسلیم کیا تو پھر اس کا منہ بھی ماننا پڑے گا۔ کیونکہ منہ کے سوا آواز پیدا نہیں ہوتی۔ اور منہ ہوا تو جسم بھی ماننا پڑے گا۔ اور جسم ماننا پڑا تو اللہ تعالیٰ محدود ہو گیا اور محدود ہوا تو ہر جگہ اس کا ہونا غلط ثابت ہو جائے گا۔

حقیقت نور:

اب سمجھو اور گوش ہوش سے سنو کہ نور کی تعریف یہ ہے کہ خود ظاہر ہو کر دوسری اشیاء کو ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ نور مطلق وجود کی صفت ذاتی ہے اور نور سے ظلمت شب کافور ہو جاتی ہے یعنی جہان عالم نور ﷺ سے روشن ہے۔ نور اور تاریکی کے مشاہدے سے ہم نے یہ سمجھ لیا کہ تاریکی عدم ہے مگر یہ بھی حق ہے کہ اگر تاریکی ہمارے حواس میں نہ ہوتی تو ہمیں روشنی کا بھی علم نہ ہوتا۔ نور اور ظلمت دو نقش مخالف ہیں۔ اور اس مخالفت یا ضد کی وجہ سے ان میں امتیاز پیدا ہوا یعنی عدم اور وجود کے امتزاج نے یعنی دونوں کے باہم ملنے نے نقش مخالف یعنی مختلف صورتیں پیدا کر دیں۔ نور اصل میں علم ہے کیونکہ اسی کی روشنی میں ہم اپنے اور دیگر اشیاء کو جانتے ہیں۔ اسی علم کی بدولت زمین و آسمان روشن ہیں۔ اگر یہ علم نہ ہوتا تو تاریکی ہوتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب اپنے علم میں غور کرو کہ ہم اپنے علم کا اظہار دوسرے شخصوں پر اشارات میں کرتے ہیں کیونکہ علم ہمارے قلب میں ہے اور دوسروں کو محسوس نہیں ہو سکتا۔ مگر ہم اشارات سے جس کو اصطلاح میں کلام کہتے ہیں اپنے مطلب اور

Marfat.com

دل کے بھید کا اظہار کرتے ہیں۔گویا ہمارا کلام ہمارے علم کی صورت ہے جس کو محسوس کر کے مخاطب ہمارے علم سے یا ہمارے بھید سے مطلع ہوتا ہے۔اسی طرح عالم جہان اور کل کائنات حق تعالیٰ کے کے علم کی صورت ہے یعنی جو کچھ اس کے علم میں پوشیدہ تھا اور خزانہ غیب کی طرح اس کے ظل قدرت میں مخفی تھا اسی صورت میں اس کے علم یعنی نور ﷺ سے اظہار ہو رہا ہے گویا عالم جہان ایسی صورت ہے جس کو دیکھ کر ہمیں حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے یعنی اس صنعت اور کاریگری سے ہی صانع حقیقی کو پہچان سکتے ہیں اور تمام ظہور جس کو اصطلاح میں شہود کہتے ہیں تمام کا تمام صفت اولین یعنی نور ﷺ کے نور سے ظلم ہوا اور عالم جہان حق تعالیٰ کے نور کا عکس ہے اور جب یہ عکس ہمارے قلب ونظر پر پڑتا ہے تو ہمیں نور کی طرف کھینچتا ہے جس طرح کہ ظل کے مشاہدہ سے یعنی تاریکی کو دیکھ کر نور آفتاب کا علم ہو جاتا ہے۔

صفات:

حیات۔علم۔ارادت (یا ارادہ)۔قدرت۔سماعت۔بصارت۔کلام

حیات۔ (زندگی ہے)

علم۔ (بھیدوں کا خزانہ)

ارادت۔ (ارادہ کرنا)

قدرت۔ (طاقت۔قوت)

سماعت۔ (کانوں کے ذریعہ سننا)

بصارت۔ (آنکھوں سے دیکھنا)

کلام۔ (زبان سے بولنا)

Marfat.com

یہ سات صفات ہیں جو علم حقیقت یا ظاہری باطنی بھیدوں اور ہر قسم کے ادراک کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی ہماری ہر حاجت دل ان کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے۔ اور انجام پر جا پہنچتی ہے۔ اور یہ ساتوں صفات خود اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتی صفت کے عکس سے ہم میں قائم کر دیئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی اگر کوئی مثالی اور صفاتی صورت بنائی جائے تو یہی اس وجود مطلق یعنی اللہ تعالیٰ کی ذاتی صورت ہو سکتی ہے۔ اور یہ تمام اوصاف اگر جمع کر کے ایک ڈھانچہ میں رکھ دیئے جائیں تو وہ چھوٹا سا خدا کا گھر بن جائے گا۔ اور اگر خود خدا آ کے اس ڈھانچہ میں اپنا نور ذاتی رکھ دے تو اس کی ہم پوجا اور پرستش اور اس کو سجدہ سجود کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر کوئی ابلیس نما شخص پڑھا لکھا اور عالم فاضل ہوتے ہوئے ایسے ڈھانچہ کو سجدہ کرنے سے انکار کرے تو کیا تم اس پر لعنت ونفرین کرو گے یا نہیں؟

لہٰذا غور کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ

"خلق آدم علی صورته"

یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنا ہم صورت بنایا ہے۔

تو اب اس میں شک وشبہ کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو علی صورته فرمایا ہے یہ نہایت پیار کا لفظ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس صورت پر پیدا کیا جو علم الٰہی میں کنز مخفی تھی۔ یعنی اس کے خزانہ غیب میں پوشیدہ طور پر چھپی ہوئی تھی۔ اور یہ وہ صورت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی کوئی صورت ہے تو وہ یہی ہوتی ہے جس کی کسی قدر تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سات صفات جوامع الصفات قدیمہ کہلاتی ہیں اور اوپر ہم نے بیان کی ہیں یعنی۔

حیات۔ علم۔ ارادت۔ قدرت۔ سماعت۔ بصارت۔ کلام۔ اور اگر اللہ کی کوئی فرضی صورت بنائی جائے جس میں یہ ساتوں صفات موجود ہوں تو یہی صورت انسان کی ہو

Marfat.com

سکتی ہے اور یہی صفات ذات تعالیٰ سے منتقل ہو کر انسان میں آئی ہیں اور سوائے انسان کے اور کسی کو یہ شرف حاصل نہیں ہے۔ اور انسان ہی کی صورت ہے جو اس شرف اور تقدس سے مشرف ہونے کے قابل ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی طرف منسوب ہے۔ یعنی صورت انانی ہی ایسی ہستی ہے جو ذات تعالیٰ سے نسبت قریب حاصل کرسکتی ہے اور بلکہ کئے ہوئے ہے جیسا کہ کلام مجید میں صاف اور واضح ہے کہ ہم انسان کی شہ رگ سے بھی اس کے قریب تر ہیں اور پھر انسانی ڈھانچہ کی بابت بھی کلام مجید فرماتا ہے کہ

"لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم"

یعنی ہم نے انسان کو بہتر سے بہتر ساخت کا پیدا کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے جیسی صورت بنا کر اس میں اپنی روح ڈالی یعنی تجلی ذاتیہ سے مشرف فرمایا اور علم کثیر عطا فرمایا جس کے لئے یہ آیت موجود ہے

"وعلم آدم الاسماء کلھا"

اور آدم کو ہم نے کل چیزوں کے نام بتا دیئے یعنی کائنات کی کل ماہیت سے آگاہ کیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ انسان خلافت کے قابل ہے اور کلام مجید میں اسی لئے واضح طور پر حکم دیا گیا کہ ہم نے آدم کو خلیفہ یعنی اپنا جانشین بنا دیا ہے اور اسی واسطے انسان میں اپنی ساتوں صفات مذکورہ بالا منتقل ہوئی ہیں اور انسان میں جو ادراک ہے یہ سب سے زیادہ بالاتر بلندی پکڑنے والا ہے۔

عشق سے آدم مقام خاک سے اڑ گیا بالا کئی افلاک سے

انسان عبادت کے لیے پیدا ہوا ہے اور خصوصاً معرفت و عرفان کے لئے اسی وجہ سے اس کو ادراک فیض اقدس تعالیٰ سے مرحمت ہوا ہے اور خلافت دی گئی ہے۔ خلیفہ مالک کا پردہ ہوتا ہے اور تمام کمال و صفات مالک سے موصوف ہوتا ہے۔ یعنی مالک کا جو اختیار

Marfat.com

ہوتا ہے وہ مالک اپنے خلیفہ کو سونپ دیتا ہے۔ کیونکہ خلیفہ اپنے مالک کا جانشین ہوتا ہے اس لئے خلیفہ اور مالک میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنی بجائے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرایا تھا تاکہ تمام رعایا پوری طرح اپنے مالک کے جانشین کو پہچان لے اور حکم عدولی نہ کرے۔ اسی لئے حکم کے انکاری کو یعنی ابلیس کو راندۂ درگاہ کیا گیا تھا۔

ہم اوپر بیان کر آئے کہ حضورﷺ کا نور ذات تعالیٰ سے گذر کر چھ مراتب یعنی درجوں میں منتقل ہو کر آیا ہے۔ یعنی ذات تعالیٰ نے اپنے حقیقت ثانیہ کو حقیقت صفاتیہ میں چھ مقام تک عبور کیا ہے اور قران مجید میں اسی واسطے فرمان ہے کہ ہم نے تمام کائنات کو چھ دن میں پیدا کیا اور یہ دن دراصل میں چھ درجے ہیں۔

مراتب پر تبصرہ:

ذات مطلق نے جب چاہا کہ اپنے گلستان پوشیدہ کو بازار ظہور میں لاؤں یعنی اپنے مخفی خزانہ کو جس میں کل کائنات چھپی ہوئی تھی اس کو ظاہر کروں تو ذات تعالیٰ کے علم میں ایک جنبش پیدا ہوئی جس کو اصطلاح میں جنبش علمی کہتے ہیں یعنی تمام کائنات کو ظاہر کرنے کا جس وقت ذات تعالیٰ کے علم میں ایک ولولہ پیدا ہوا کیونکہ ذات تعالیٰ خود ایک ظہور عشق کا مخفی خزانہ تھی۔ اور کل مخفی بھید پوشیدہ تھے۔ تو اپنی تجلی کا تماشا دیکھنے کے لئے ذات تعالیٰ نے سب سے اول اس اپنے نور ذتی کو ظاہر کیا جس کے لئے ذات تعالیٰ بے قرار تھی اور اس پوشیدہ نور کا دیدار کرنا چاہتی تھی۔ اور قاعدہ ہے کہ جب عاشق کو معشوق کا دیدار میسر آتا ہے تو عاشق معشوق کے دیدار میں اپنے آپ کو اس کے وصلی دیدار میں بھول جاتا ہے یعنی ولولہ شوق میں اپنی ہستی سے گذر کر اس کی ہستی میں محو ہو جاتا ہے۔ اس لئے جب ذات مطلق سے ایک لہر اٹھی تو اس میں سے ایک نوری نقطہ ظاہر ہوا اور نور نے اپنی روشنی سے تمام وکل

Marfat.com

اشیاء ظاہر کر دیں یعنی روشن کر دیں جو کہ اول ذات کے ظل تلے یعنی ذات کے سائے تلے اندھیرے میں پڑی تھیں۔ چنانچہ نور نے ظاہر ہو کر سب کو روشن کر دیا۔ ور یہ نور محمد ﷺ تھا۔ جس کی روشنی سے کل کائنات روشن ہو کر ظہور میں آ گئی۔ اسی واسطے حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ

"انا من نور الله و کل خلقهم من نوری"

"یعنی میں اللہ کا نور ہوں اور کل مخلوق میرے نور ہی سے وجود میں آئی ہے۔"

چنانچہ اپنے نور کی پوجا کرانے کے لئے ذات تعالیٰ نے اس نور ﷺ کا نام مرشد قرار دیا۔ اور اس نور کو وجود میں لانے کے لئے ایک بڑا ڈھانچہ بنا کر اور نور ﷺ سے سجا کر اس میں اپنی روح ڈالی اور پھر اس میں اپنی ذات کے تمام صفات جو اوپر مذکور ہوئے یعنی حیات۔ علم۔ ارادت۔ قدرت۔ سماعت۔ بصارت کلام اس کے وجود میں قائم اور پیوست کر کے اور اس صورت آدمی کو اپنی مثل کے لئے بنا دیا۔ اور اسی کو اپنا خلیفہ قرار دے کر اسی صورت کو سجدہ کرایا۔ کیونکہ ذات تعالیٰ نے خود اس ڈھانچہ میں اپنے لئے ڈیرا کیا ہوا ہے۔ اسی واسطے کلام مجید میں صاف طور سے واضح الفاظ میں فرمان موجود ہے کہ ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب تر ہیں۔ حافظ شیرازی علیہ الرحمتہ نے اسی آیت شریف کا ترجمہ اس شعر میں فرمایا ہے۔ بقول:

نظرے کرد کہ بنید بجان صورت خویش
خیمہ در آب گل مزرعہ آدم زد

اس عالم شہود یعنی تمام کائنات اور دنیائے جہان کو جب تک سمجھا نہ جائے کہ اس کی ابتداء وانتہا کیا ہے اور کس طرح یہ ظہور میں آئی ہے تب تک نہ تو انسان کو اپنی ہستی ہی کی پہچان ہو سکتی ہے اور نہ ہی وہ اپنے اللہ کو فہم و ادراک کے ذریعہ جان اور بوجھ سکتا ہے۔ کیونکہ کلام مجید میں صاف اور واضح طور پر حکم آیا ہے کہ جو شخص اس جہان میں اپنے اللہ کو

Marfat.com

دیکھنے سے اندھا رہا وہ اگلے جہان میں جا کر بھی اندھا ہی رہے گا اور چونکہ ہم سب یہاں چند عرصہ کے لئے آئے ہیں اور ہمیں واپس پھر اسی مقام پر لوٹ جانا ہوگا۔ لہٰذا یہاں آنے کی غرض و غائیت ہی یہی ہے کہ ہم اس کو جانیں اور پہچانیں اور اس کے دیدار سے جب تک ہم شناسا نہ ہوں گے یہاں اور وہاں دونوں جہان میں اندھے پن کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔ اس لئے بزرگان دین نے ہمیں سمجھانے اور اس پر عمل کرنے کے لئے اللہ اور ہمارے درمیان خود وسیلہ بن کر ہمیں اللہ تعالیٰ کی پہچان کرائی۔ نیز س راز کو معلوم کرنے کے لئے اپنی طریقت کی تعلیم باطنی سے جو کہ ان بزرگان دین کو حضور ﷺ سے سینہ بہ سینہ حاصل ہوئی ہے فیضیاب فرمایا اور نبیوںؑ ولیوں کی ضرورت اسی واسطے خود اللہ تعالیٰ نے مقدم اور اہم قرار دی ہے۔ کیونکہ بغیر کسی ہم جنس کے ہم کو علمی اور عملی طور پر کسی بات کی سمجھ نہیں آ سکتی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ ذات تعالیٰ خود غیب الغیوب کے مرتبے میں پوشیدہ ہے اگرچہ ہماری کل کائنات کی ہستی اسی ذات مطلق کے دم سے قائم ہے۔ اور اگر وہ ہم میں گم ہو کر نہ رہتا تو اس عالم شہود یعنی دنیا کا ظہور نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ وہ ہر ہر جگہ اور ہر ہر صورت میں نہاں ہو کر رہا ہے۔ اس لئے یہ تمام کائنات اسی ذات واحد کا وجود مطلق ہے اور اسی بے صورت کی یہ تمام صورتیں ہیں اور اس عالم ناسوت (دنیا) میں اس کا غیر موجود ہی نہیں۔ کیونکہ جو بھی صورت ہے اس میں وہ خود ہی پیوست ہو کر جلوہ نما ہے اور اس کے سوا کونین میں نہ کوئی ہے اور نہ کوئی ہو سکتا ہے اس رمز اور بھید کو بزرگان دین نے چونکہ خود علمی اور عملی طور پر جانا اور بوجھا ہے۔ لہٰذا ذیل میں آپ حضرات اہل طریقت کے لئے عرض کیا جاتا ہے۔ قبل اس کے کہ ہم اس بیان کو تفصیل سے تحریر کریں اول جناب حضرت بابا فرید گنج شکر فرد عالم کا شعر مبارک ہو کہ ہندی زبان میں جناب نے فرمایا ہے۔

خالق وسے خلق میں، خلق وسے رب مانہہ
مندا کیس نوں آکھیے جوتس بن کوئی نانہہ

Marfat.com

ترجمہ:

اللہ تعالیٰ کی ذات تو خود بہ نفس نفیس مخلوق میں گم ہو کر بس رہی ہے اور مخلوق خالق میں بستی ہے تو اب اور کونسی ظاہری و باطنی ہستی کو اس کائنات میں برا کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ ایسی صورت میں جب کہ اس کی ذات کے بغیر کوئی موجود ہی نہیں۔

غور کے لائق یہ امر ہے کہ جب حق تعالیٰ نے یہ کائنات ظاہر نہیں فرمائی تھی یعنی وہ بمعہ کل کائنات کے یک مخفی خزانہ تھا۔ جس طرح بیج کے اندر درخت کا کل کلاں وجود موجود ہو کر پوشیدہ ہوتا ہے تو گویا یہ تمام کثرت ہی کثرت مخفی تھی۔ اور اس وقت کی حالت کثرت فی الوحدت تھی یعنی یہ تمام جہان ظہور سے پیشتر خود ذات تعالیٰ کے نور میں غیب تھا۔ اور یہ کثرت (کل کائنات) قدیم سے ذات تعالیٰ کے سایہ تلے اسی میں بطور صفت کے قائم اور موجود تھی۔ کیونکہ اگر ذات میں صفات موجود نہ ہوتے تو اس کی پہچان ناممکن تھی بلکہ کسی شے کا بھی ظہور نہ ہوتا۔ کیونکہ یہ تمام ظہور ہی تو اس کی صفات ہیں۔ اور صفت نے ذات کی اور ذات نے صفات کی وجہ ہی سے آپس میں ایک دوسرے کو جانا پہچانا اور پایا ہے۔

اگر ذات میں صفات موجود نہ ہوتے تو اسی طرح ذات کی کون پہچان کرتا۔ صرف سمجھانے کی خاطر ذات۔ اور صفات کی الگ الگ تشریح کی گئی ہے ورنہ ذات اور صفات واسماء کے مجموعے ہی کو تو اللہ کہا جاتا ہے۔ اور صفت نہ ہوتی تو یہ کثرت جو صفت میں سے برآمد ہوئی ہے نہ ہوتی اور اس قدر لاتعداد اشیاء جو کہ موجود اور ظاہر کے مرتبے میں اکٹھی کر دی گئی ہیں۔ ان کو پہچاننے کے لئے ظاہرہ طور پر ہر ایک کا الگ الگ نام رکھ کر ان کو پکارتے ہیں۔ جس کو اصطلاح میں اسماء کہا گیا ہے (یعنی کائنات کی تمام چیزوں کے کل نام) اسی لئے قرآن مجید میں تصدیق کے لئے یہ آیت نازل فرمائی گئی ہے۔

Marfat.com

"وعلم آدم الاسماء کلھا"

ترجمہ: (اور ہم نے آدم کو کائنات کی کل چیزوں کے نام بتادیئے)

اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی چیزوں کے نام جو کہ زمین و آسمان میں موجود اور ظاہری باطنی جس قدر کہ ان کی تعداد تھی۔ جن کو کہ فرشتے بھی نہ جانتے تھے۔ اور جو بھی اللہ کے علم میں پوشیدہ تھے۔ یعنی کل کائنات میں جو آبی۔ خاکی۔ آسمانی۔ ساکن اور متحرک چیزیں تھیں سب کا بھید اور ان کی شکلیں تک آدم علیہ السلام کو بتائیں۔ بالفاظ دیگر کائنات کا کل علم غیب بتایا کیونکہ آدم علیہ السلام کے سر پر خلافت کا تاج رکھنا تھا۔ اور خلیفہ چونکہ اپنے مالک کا پردہ ہوتا ہے اور جو اختیار مالک کو ہوتے ہیں وہی خلیفہ کو سونپے جاتے ہیں۔ لہٰذا اگر دنیائے جہان کی حقیقت سے آدم علیہ السلام کو آگاہ نہ کیا تا تو وہ خلافت کے احکام بجا لانے کے کہاں قابل ہو سکتے تھے۔ اور یہ بے خبر اور ضدی لوگوں کی ہٹ دھرمی ہے کہ وہ معمولی باتوں میں مخالفت کرتے اور اللہ تعالیٰ کے قانونی فرمان کلام اللہ کو بھی جھٹلانے سے دریغ نہیں کرتے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو سجدۂ آدم علیہ السلام کے وقت جب کہ شیطان نے انکار کیا تو اس کو راندۂ درگاہ کر دیا گیا تھا۔ اور یہی غور طلب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ماننے اور صرف اسی حق تعالیٰ کو پوجنے اور سجدہ کرنے والا راندۂ درگاہ کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر اب اس وقت بھی اللہ کے سوا کسی کو مانا ہی نہ جائے اور اللہ ہی کو سجدہ کیا جائے تو کیا ایسا شخص راندۂ درگاہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ہمارا یہ مقصد معاذ اللہ نہیں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے بلکہ اس جہان سے جو اللہ تعالیٰ کی پہچان کئے بغیر جاتا ہے وہ اس اور اس جہان میں اندھا رہے گا۔ کیونکہ حکم تو یہ ہے کہ جب تک اس جہان میں اس کو پہچان کر نہیں جائیں گے اگلے جہان میں جہاں کو لوٹ کر جانے کے لئے ہم اس جگہ آئے ہیں تو وہاں بھی اندھے ہی رہو گے۔ اس لئے جب تک مرشد برحق کے وسیلے اور اس

Marfat.com

کی تعلیم باطنی پر عمل کر کے اپنے اللہ تعالیٰ کی پہچان نہیں کر پاتے اور یونہی غیب کو سجدے کئے جاؤ گے تو نہ تو اس کی پہچان ہو سکے گی اور نہ ہی انہیں جہان میں آنے کا مقصد پورا ہو گا بلکہ اندھے پن سے اگر وہاں گئے تو راندۂ درگاہ ہونے کے سوا اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اگر نبیوں ولیوں کے وسیلے بغیر اللہ تعالیٰ کی پہچان ہو سکتی تو پھر ان بزرگ ہستیوں کو ہماری ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیوں بھیجا کیونکہ اگر ان کی ضرورت نہیں ہوتی تو خود ذات تعالیٰ ظاہر ہو کر ہر ایک بندے کو پڑھاتا سکھاتا۔ مگر ایسا نہ کبھی ہوا اور نہ ہی ہو سکتا ہے اور یہ برگزیدہ بندے ہی حق تعالیٰ کے بھید اور راز آج تک بتاتے آئے اور بتاتے چلے جائیں گے۔ اور یاد رکھو کہ جس دن یہ نہ ہوں گے بیشک قیامت آ دے گی۔ خود قرآن مجید میں صاف اور بڑی تفصیل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم غیب بتانا چاہا تو حضرت خضر علیہ السلام کی شاگردی کرنے کو بھیجا اور ایسا کیوں کیا گیا تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ جبکہ خود ہم کلام ہوتا تھا۔ کیا اس وقت علم غیب بتایا نہیں جا سکتا تھا؟ مگر نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قدرتی قانون ہے۔ کہ اپنے ہم جنس کے سوا کسی کو بھی کوئی ہنر فن یا کسی قسم کی ظاہری باطنی تعلیم حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور ہم نے آپ صاحبان کی خاطر اپنے خلوص دل سے جو بھی تحریر کیا ہے سب کلام پاک کے حوالے سے تحریر کیا ہے کیونکہ جب تک شریعت کے مطابق بات نہ سمجھائی جائے حضور ﷺ کی اتباع اور سنت پر گامزن ہونا امر محال ہے۔ اس لئے ہماری یہی کوشش ہے اور اسی واسطے ہم نے امت محمدی (صلعم) کی آگاہی و فلاح کے واسطے قلم اٹھایا ہے ورنہ ہم کو کوئی لالچ کسی سے نہیں۔ کیونکہ ہم تو دنیا میں آئے ہی اسی واسطے ہیں کہ ہمارے مسلمان بھائیوں کی یہاں سے جاتے وقت عاقبت بخیر ہو۔ روپیہ پیسہ تو جو مقدار میں ہے ہر کوئی اپنا حصہ یہاں دنیا میں پیدا ہوتے ہی ساتھ وصول کرتا رہتا ہے۔ اور اگر سونے چاندی کے محلات بھی حاصل کر لے تو آخر یہاں ہی چھوڑنے ہوں گے مگر وہ چیز جو ساتھ جائے گی وہ صرف اللہ تعالیٰ کی پہچان

Marfat.com

ہے ورنہ وہاں جا کر اللہ تعالیٰ سے بے خبری رہے گی اور راندۂ درگاہ ہونے کا ڈر ہے اس لئے سب سے اول اللہ تعالیٰ کی پہچان کے لئے اس کے برگزیدہ بندوں کا وسیلہ تلاش کرو۔

ہم پھر اپنے مضمون کی طرف لوٹتے ہیں کہ جب ذات تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کے نام۔صورت وشکل بتادی بلکہ نور ﷺ کے پرتو میں سب کائنات موجود تھی اور قدیم سے ازلی ابدی ہر علم چونکہ آپ کے نور میں مستور تھا اور یہ نور کوئی الگ شے نہ تھی بلکہ وہ ذات خود بھیس بدل کر صورت صفات میں اپنی بے صورت کو چھوڑ کر عشق بن کر اپنے نور کے نوری حسن کو ظاہر کرنے کے شوق میں ایسا محو اور بے خود ہوا کہ اپنی ذات کے تمام صفات اور اسماء سمیت یعنی دنیائے عالم کے پوشیدہ اور ظاہری کائنات کی تمام شکلوں اور صورتوں کو اکٹھا کئے ہوئے اپنے نور ﷺ میں گم ہو گیا۔اور وہ نور چونکہ تمام کائنات کا باعث تھا اور دونوں جہان کی رحمت اور سب ارضی وسماوی مخلوق اسی نور سے خلق کی گئی تھی اس لئے سب کا سردار اور حاکم بنانے کی خاطر اس نور کو ایک ظاہری شکل میں لانے کے لئے کہ اس کی پرستش ہو اور اس کو مس کرنے کے لئے اپنی حس ذوقی سے اپنی تجلی خلقی کو مزہ چکھانے کی خاطر اپنے تمام ظاہری صفات یعنی حیات۔علم۔ارادت۔قدرت۔سماعت۔بصارت۔کلام اور تمام باطنی صفات یعنی حس مشترک۔خیال متفرقہ واہمہ، حافظہ اکٹھے کر کے اس نور کو شکل آدم میں سجا کر رکھ دیا۔اور جب فرشتوں نے کہا جیسا کہ کلام اللہ میں تحریر ہے کہ یا باری تعالیٰ یہ مٹی کا بت بھلا کیا جانتا ہے تو ذات حق سے ارشاد ہوا کہ جو یہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔چنانچہ جب فرشتوں نے آزمائش کی خاطر آدم علیہ السلام سے سوالات اہم اور مشکل سے مشکل ترین کئے تو آدم علیہ السلام نے کل کائنات کے نام بمعہ ان کی شکلوں اور صورتوں اور ان کی خاصیتوں سمیت جب بتائے تو وہ سب دنگ وحیران رہ گئے۔اس کے بعد جب انہوں نے شکل آدم میں نور ﷺ کے چمکارے ملاحظہ کئے تو سجدے میں گر کر اس نور کی حمد وثناء میں

Marfat.com

مشغول ہو گئے۔ اور آج تک درود وسلام میں محو ہیں۔ اور چونکہ شکل آدم نور ذاتی سے مذین تھی اس لئے اس صورت کو تمام بھید سے یعنی علم ظاہری۔ باطنی۔ اسراری۔ غیبی سے آگاہ کر کے اپنا جانشین بنایا اور اسی واسطے کلام پاک میں آیا ہے کہ ہم نے آدم کو اپنا خلیفہ بنایا۔ مگر جب کثرت ہوئی تو اس کثرت پر جس میں جنات بھی شامل تھے اس لئے ان سب پر حکومت کرنے کے لئے نبی ولی آتے رہے یعنی اس خلیفہ اولین سے ہر زمانہ مین اسی شان سے خلیفے آتے رہے اور مخلوق کو ہدایت کرتے رہے اور اگر ان خلفاء کو یعنی نبیوں ولیوں میں ذات تعالیٰ کا علم غیب موجود نہ ہوتا یعنی ان برگزیدہ ہستیوں کو ذات کی کل صفات ظاہری اور باطنی کا غیبی علم نہ ہوتا تو یہ معجزے کس طرح دکھا سکتے تھے؟

اب جبکہ اس کی صفات کا ظہور ہوا یعنی ذات نے اپنے مخفی خزانہ کو جو قدیم سے اس کے علم میں موجود تھا۔ اس کو ظاہر فرما دیا۔ تو خود ذات کو اس کائنات کے وجود میں گم ہو کر غائب ہونا پڑا اور اس کو اصطلاح میں ''وحدت فی الکثرت'' کہتے ہیں یعنی وہ احد۔ واحد اور اس وحدت کا نور اس کثرت میں یعنی کل کائنات میں موجود اور گم ہو کر رہا ہے اور کل اسماء موجودہ کی ہستی اسی ذات کی ہستی سے قائم ہے۔ اور یہ ایک راز ہے جس کو ہم کثرت میں آنے کی وجہ سے محسوس نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس کی ذات لاتعداد اور ان گنت صورتوں میں نمایاں ہے اور ہر ایک شے کو خود گھیرے ہوئے ہے اور اس کی ذات اگر کہیں علیحدہ کسی مقام یا مکان میں ہٹ کر رہتی تو تم خود ہی سوچ سکتے ہو۔ کہ اول تو وہ ذات خود محدود ہو کر رہ جاتی۔ دوسرے تمام کائنات کی جان اور روح میں وہ کیسے گم اور قائم رہ سکتا تھا اور اس تمام جہان ساکن اور متحرک کی چیزوں کو کون چلاتا اور اپنے کام میں لگا تار مشغول ہو کر درجہ بدرجہ اپنے اپنے مرتبے کے موافق تعمیل حکم کس طرح ہوتی؟ اور کائنات کی ہر شے اپنے اصلی مرکز کی طرف کیسے سفر کر سکتی تھی۔ جس کے کنارے کی انتہا ہی نہیں۔ اسی واسطے اس کی ذات صفات

Marfat.com

کے مرتبے میں ظاہر ہو کر وحدت فی الکثرت کہلاتی ہے۔ اور اس کے غائب ہو جانے ہی نے تو یہ ملک ناسوت یعنی دنیا آباد کر رکھی ہے۔ کیونکہ اگر حق تعالیٰ ظاہر کے مرتبے میں پہلے کی طرح ہو جائے تو یہ جہان نابود اور مخفی ہو جائے گا۔ اور اگر اپنی صفات کو ظاہر فرمائے یعنی کائنات کو ظاہر کر دے تو خود ذات کو اس میں گم ہو کر رہنا پڑے گا۔ چنانچہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ توحید میں وہ گم ہے اور قدرت میں آشکارا ہے۔ لہٰذا یہ کل کائنات اور اس کی اصلیت صرف طلسم چشم ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ کیونکہ اول و آخر اس دنیائے جہان کا وہی خالق ہے اور اسی کی ہستی سے یہ قائم ہے۔ اسی سے آئی اور اسی میں واپس چلی جا رہی ہے اور چلی جائے گی اور کلام مجید کی آیت انا للہ وانا الیہ راجعون. اسی کے واسطے آئی ہے تاکہ ہم سوچیں۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ باوجود ظاہرہ ہستی رکھتے ہوئے بھی یہ دنیا کے عالم قطعی نیست ہے۔ اور حق تعالیٰ خواہ غائب ہو یا ظاہر ہو وہی بہت ہے اور اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہر ایک مرتبے میں وہی وہ ہے اور اس کے ماسواء کا وجود ہی نہیں۔ کیونکہ اس کا اگر کوئی علیحدہ وجود ہوتا تو اس کا ماسواء فانی نہ ہوتا یعنی خدا علیحدہ ہو کر کسی کو نہ مار سکتا اور نہ خلق کر سکتا۔ اور لاتعلق ہو جاتا۔ اس لئے غور کا مقام اور اس راز کو سمجھنے والی یہی بات ہے اور کلام مجید تو اشاروں سے بھرا پڑا ہے۔ کیونکہ کلام مجید بھی ہم نے حضور ﷺ کی زبان مبارک ہی سے سنا ہے کہ جس کو مرتبہ عبدیت میں آ کر اس نے ارشاد فرمایا ہے۔ جیسا کہ مولانا روم نے اس آیت کا ترجمہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

گفتہ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ترجمہ:

حضور ﷺ نے جو قرآن مجید اپنی زبان مبارک سے بیان فرمایا ہے وہ حقیقت

Marfat.com

میں ایسے ہی ہے جیسے خود اللہ تعالیٰ آپ کی زبان پر بول رہا ہے اور یہ صحیح ہے کہ جو کچھ آپ کی زبان مبارک سے برآمد ہوا اگرچہ اللہ کا ارشاد تھا مگر ظاہر میں تو بندے کی شکل میں اس کے حلق سے نکل کر آیا ہے۔ یعنی وہ مرتبہ عبدیت میں بھی اپنی صفات کی زبان سے بولتا ہے اور احکام صادر فرماتا ہے۔

چونکہ ہر شے جو بھی ظاہر کے مرتبے میں ہے اس کی صفات کے سوا نہیں ہے۔

غور فرمایئے اور اللہ تعالیٰ کی ذات صفات اسماء کی حقیقت کو علمی طور پر ملاحظہ کیجئے۔ اور پھر بزرگان دین کے وسیلے سے اس پر عمل کرنا سیکھئے تاکہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ ہمارے پیراہن جسم میں کون چھپا ہوا ہے اور ہماری ہستی کس نور واحدت الوجود کے دم سے قائم اور زندہ ہے اور قرآن مجید حضور ﷺ کا حال ہے قال نہیں ہے۔

جیسے کہ ہم اول عرض کر چکے ہیں کہ جو کچھ بھی اس کائنات میں ظاہر اور پوشیدہ ہے وہ سب کا سب ذات تعالیٰ کے صفات میں اول سے پوشیدہ اور اس کے علم میں موجود تھا یعنی کائنات کی کل چیزیں اور ان کی تعداد اور تمام حدوں کے نام ذات کے علم میں معلوم ہو کر قدیم سے قائم تھیں۔ اور اپنے وقت تعین پر وہ ظاہر ہو کر عالم وجود میں ترتیب وار یعنی اپنے اپنے مرتبے کے موافق اس بازار شہود (دنیا) میں ذات تعالیٰ کی صفات کے اثر فعل سے نمودار ہو گئی ہیں۔ اور ہوتی جاتی ہیں۔

یہ یاد رکھیے کہ ذات تعالیٰ اور اس کی صفات اور صفات کی تعداد کے نام ایک ہی شے ہے یعنی ان میں دوئی نہیں ہو سکتی جس طرح ایک آدمی اور اس آدمی میں جو طاقت موجود ہے اور اس آدمی کی طاقتوں کے مختلف نام مثلاً حواس خمسہ وغیرہ جو آدمی میں موجود ہیں۔ ان تمام کا ایک جگہ اکٹھا ہونا آدمی کہلائے گا۔ پس اسی طرح ذات تعالیٰ اور اس کی کل صفات اور صفات کی کل تعداد کا نام ایک ہی شے ہے جس کو ہم اللہ کہہ کر پکارتے ہیں۔

Marfat.com

کیونکہ ان تمام تفصیلات کے علم کو اگر ایک جگہ اکٹھا کر کے دیکھا جائے تو اس میں نہ تو کوئی دوئی معلوم دیتی ہے اور نہ ہی کسی حد تک نور حادث یعنی (وجود) ٹھوس جسم والا معلوم دے گا۔ کیونکہ ذات خود ایک لامحدود ہستی ہے اور اس میں جو طاقت ہے یعنی صفت ہے۔ اس کا وجود بھی ٹھوس نہیں۔ یعنی وہ طاقت ذات کے ساتھ ہی ہے۔ علیحدہ نہیں ہے۔ پھر کل کائنات کے نام بھی ذات اور صفت کے ہمراہ ہی بولے جائیں گے اس واسطے یہ تینوں دراصل ایک ہی ہیں۔ کیونکہ ذات میں صفت موجود ہے اور صفت میں ذات گم ہے۔ اس لئے یہ تینوں ایک دوسرے کے غیر نہیں ہیں۔ صرف سمجھانے کے لئے تفصیل بیان کی گئی ہے ورنہ اس تفصیل کا مجموعہ ایک ہی شے ہے اور اسی کو ہم اللہ تعالیٰ کہیں گے۔ اور ان تینوں کی ظاہر میں کوئی شکل نہیں بنائی جا سکتی کیونکہ حادث نہیں ہیں یعنی ان میں ٹھوس پن نہیں ہے اور اس طرح ذات کے ترتیب وار تین درجے قرار دیئے گئے ہیں اور یہ صرف سمجھنے کے لئے بیان کئے جاتے ہیں اور ان تینوں درجوں کو اصطلاح میں ذات کے تین مراتب کہتے ہیں اور ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے کہ ان درجوں کو مراتب کیوں کہا جاتا ہے۔

مراتب جمع ہے مرتبے کی اور مرتبے کے معنی رتبے کے ہی ہیں۔ جس طرح ایک انسان کے جسم میں ہے سر کا علیحدہ رتبہ یا مرتبہ ہے۔ سینے اور پیٹ کا علیحدہ مرتبہ ہے۔ پیٹ سے نیچے کے اعضاء کا اور قسم کا مرتبہ ہے۔ مگر جب تک تینوں حصے موجود نہ ہوں انسان کا نمونہ نہیں بن سکتا اور سر والا حصہ چونکہ کل جسم کا بادشاہ ہے۔ کیونکہ سر یعنی دماغ کے حکم سے باقی تمام جسم کے حصے کام کرتے ہیں۔ مگر جب تک دماغ کے ساتھ بقایا نیچے کے دو حصے سینہ پیٹ وغیرہ موجود نہ ہوں تو اکیلا دماغ والا حصہ بیکار رہ جائے گا پس اسی طرح ذات تعالیٰ کی حقیقت کو سمجھانے کے لئے بزرگان دین نے ذات تعالیٰ سمیت کل کائنات کے چھ مرتبے قرار دیئے ہیں۔ یعنی کل کائنات کو چھ حصوں پر تقسیم کر کے ہر ایک حصے کو اللہ تعالیٰ کا صفاتی

Marfat.com

مرتبہ کہا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات نے خود اپنے آپ کو چھ مرتبوں میں تقسیم کر کے ہر ایک مرتبہ میں اپنی صفت کی تجلی سے اپنی چھ صفاتی صورتیں بنائی ہیں اور اپنی آخری صورت کو مکمل کر کے آدم کی صورت بن کر اس کی شہ رگ کے قریب تر مقام کر دیا ہے اور ذات تعالیٰ کے چھ صفاتی مرتبے اور کائنات کی ہر ایک شکل وصورت اسی بے صورت کی صفاتی شکل وصورت ہے۔ اسی لئے اس کائنات کو ہم وجود مطلق وحدۃ الوجود یعنی ایک واحد جسم یا وجود کہتے ہیں۔

مراتب ستہ کی ترتیب وار تفصیل:

مرتبہ اول ذات:

ذات کے معنی ہیں ایسا مخفی خزانہ جس میں تمام طاقتیں یعنی صفتیں موجود اور قدیم سے کل کائنات کا بھید پوشیدہ تھا اور دنیائے جہان کی تمام چیزیں ساکن ومتحرک جو بھی بری بحری۔ سماوی یعنی زمین سمندر اور آسمان وغیرہ میں خفیہ اور ظاہر ہیں ان چیزوں کے صفات اور تاثیریں اور جو نام کہ اس وقت ہر ایک شے کا پکارا جاتا ہے وہ بھی اول اور قدیم سے ذات تعالیٰ کے علم کو معلوم تھا اور یہ نہیں کہ چیزوں کو بنا بنا کر ان کے نام رکھے گئے ہیں بلکہ اول ہی سے نام رکھ کر ان کو ظاہر کیا گیا ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کن نہ کہا جاتا۔ کیونکہ کن مخاطب اور سامنے موجود کو چاہتا ہے۔ موجود ہونے پر اس کا نام ہم پکار سکتے ہیں۔ مثلاً ماں۔ باپ۔ بیٹا۔ بھائی وغیرہ کو نہ جان سکتے۔ اس لئے یہ تمام کائنات اور ان کے نام اور ان کی تاثیروں فعل وافعال وغیرہ کا علم رکھنے والی اور ان کو خلق کرنے کی طاقت رکھنے والی کل صفات کی مالک اور علیم وخبیر یعنی علم اور خبر رکھنے والی ہستی کو ہم ذات تعالیٰ کہتے ہیں۔ اور ذات وہ اور اس وقت تھی بلکہ اس نے اپنے اندر ہی سب کچھ چھپا رکھا تھا۔ اور جب کہ کل

Marfat.com

کائنات طاقت سمیت مخفی اور پوشیدہ تھی یعنی جس طرح بیج میں درخت چھپا ہوا ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فلاں نام کے درخت کا بیج ہے۔ کیونکہ ہر بیج اپنی شکل وصورت سے درخت کا نام بتاتا ہوا معلوم ہوتا ہے پس اس ایسے مخفی خزانے کو ذات کہتے ہیں۔ اس لئے مرتبہ اول ذات جس کو احدیث یا غیب الغیوب یا مرتبہ بے علمی بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جب تک اسی کی صفت ظاہر نہ ہوتی تھی بے علمی کے مرتبہ میں وہ ذات تھی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ کل کائنات کو ظاہر کرنے سے پہلے وہ ایک بے کنارہ اور بے انتہا اور بے مثال خزانہ تھا جس کا اول وآخر۔ ظاہر و باطن وہ خود ذات تعالیٰ ہی تھی اور سب کچھ اسی سے وجود میں آ کر پھر اسی طرف لوٹ جانے والا تھا۔ یہی ذات ہے۔

مرتبہ دوم صفات:

صفات کے معنی ہیں جو کسی چھپی ہوئی حقیقت کو ظاہر کر کے اس کے تمام راز ظاہر کرنے کی طاقت اور ہر ایک تاثیر فعل وافعال ماہیت غرض یہ کہ ہر پوشیدہ نقش و نگار کی خاصیت کو منظر عام پر لانے والی ایسی طاقت جو بظاہر دکھائی نہ دیتی ہو مگر اس میں ہر شے کو بنانے سنوارنے اور بنا کر قائم رکھنے کی قدرت ہو اس کو صفت کہتے ہیں مثلاً ایک بڑھئی صندوق بنانا شروع کرتا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں کام کرتے ہوئے تو دکھائی دیتے ہیں مگر اس کی ذاتی طاقت جس کے آسرے خیال وعلم سے بڑھئی کا تمام جسم متحرک ہو کر مشغول بکار ہو رہا ہوتا ہے اس ذات طاقت کی بظاہر کوئی شکل دکھائی نہیں دیتی حالانکہ وہی اندرونی اور مخفی بے مثل شے ہے جس سے بڑھئی کی ہستی وجود کام کرتی جاتی ہے اور یہی مخفی طاقت صفت ہے اور ذات تعالیٰ جس کو ہم اللہ کہتے ہیں اگر اس میں صفات کلی موجود نہ ہوتے اور ہر شے کو بنانے اور بنا کر پھر گم کر دینے کی قدرت نہ ہوتی تو یہ تمام کائنات بظاہر وجود میں نہ آتی اور نہ

Marfat.com

ہی اللہ کو کوئی جان اور پہچان سکتا۔ چنانچہ اصطلاح میں اس کو مرتبہ علم مرتبہ اعیان اول یعنی شہود اولیہ اور یہی حقیقت محمدیہ کہلائی گئی ہے۔ یعنی ذات نے اپنی کلی صفت کو ظاہر کر کے خود برزخ محمد ﷺ میں نور بن کر اپنی صفت قدیم کو ظاہر کر دیا اور صفت کے مرتبہ میں آ کر اپنے نور صلعم کو باعث تخلیق ہیژدہ ہزار عالم بنایا۔ اور لب لباب یہ ہے کہ ذات میں جو صفت تھی اس میں تمام کائنات کا بھید پوشیدہ تھا اور وہ صفت جب نور بن کر ظاہر ہوئی تو اس کا نام حقیقت محمدیہ ہوا۔ اور ذات ا ہستی کو صفت میں تبدیل کر کے خود اس میں روپوش ہوئی تا کہ اپنی ذاتی طاقت سے صفات کی نشو ونما میں مشغول ہو جائے۔ اسی واسطے ذات بے مثل بے مانند کہلاتی ہے اور صفت میں اس کو دیکھ کر پہچان سکتے ہیں کیونکہ صفت میں عکس اور پرتو ذات کا اظہار ہوا تھا اور یہی اس بے صورت کی صورت ہے۔

مرتبہ سوم اسماء:

اسماء اصطلاحی لفظ ہے۔ اسماء جمع اسم کی ہے اور اسم نام کو کہتے ہیں اسماء قرآن مجید میں بھی اشارہ سے سمجھائے گئے ہیں۔ فرمان ہے کہ ہم نے آدم کو کل چیزوں کے ناموں کا علم دیا۔ اب سمجھنا چاہیے کہ وہ کل نام کیا اور کون سے ہیں۔ اول ذات پھر صفات اور صفات میں کل کائنات کی علیحدہ علیحدہ ہر شے کے تجویز شدہ نام جو ذات کے علم میں قدیم سے موجود تھے یعنی اس جہان میں بے شمار چیزیں جن کی شکلیں اور وجود اس وقت موجود ہیں اور ہم کو دکھائی دیتی ہیں لیکن جس وقت یہ ظاہر کے مرتبے میں نہیں آئی تھیں اور ذات کے مخفی خزانے میں بمع ان کی شکل وصورت کے ذات کے علم میں تھیں۔ اور ذات کی صفت میں ان کی شکل کا خیال موجود تھا۔ اس واسطے اس کل کائنات کو بمعہ تعداد ناموں کا علم ہونا اسماء کہلاتا ہے ذات۔ صفات۔ اسماء کو جمع کر کے اللہ کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ تینوں حادث نہیں ہیں یعنی ٹھوس

Marfat.com

اور مثالی وجود نہیں رکھتے۔ ہاں ان تینوں میں ہر شے کا علم موجود ہے اور درخت کے بیج کی طرح سب علم پوشیدہ انہین کے اندر ہے اور سمجھانے کو تین مرتبوں کی تفصیل بتائی جاتی ہے ورنہ یہ ایک ہی شے ہے۔ کیونکہ ذات صفات اور ان کے ناموں کا علم ذات میں ہی تھا اور صفت ذات میں تھی۔ اور ذات صفت میں تھی اور صفات کے نام بھی ذات کے علم میں تھے اس واسطے ان تینوں کو ایک شے مان کر اللہ کہا جاتا ہے اور مرتبہ اسماء چونکہ نام والا مرتبہ ہے۔ لہٰذا اس مرتبہ میں اس نے اپنا نام مرشد رکھا یعنی مرتبہ معلوم مرتبہ الوہیت تاکہ اس نام کو سجدہ کرائے۔ اس لئے مرتبہ اسماء میں آ کر مرتبہ مسجودیت عامہ میں آیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ذات جب صفت میں گم ہو کر آشکارا ہوگئی تو بے مثل سے صفت کی مثل میں آئی۔ اور جب صفت میں مثل نظر آئی تو اس کا نام سجدہ کرانے کو مرشد رکھا جو قدیم سے ہی تھا۔ لہٰذا ذات کی چونکہ مثل صفت میں آ چکی تھی اور صفت کا نام بھی معلوم ہو کر ظاہر ہو گیا تھا۔ اس لئے سجدہ کے لیے دیدار کی موجودگی ضروری تھی اور اسماء کا مرتبہ حقیقت مرشد تھا۔ لہٰذا ذات کی بجائے صفت میں موجود ہو کر مرشد کی صورت کو سجدہ ہوا۔ کیونکہ ذات تو صفت میں گم ہو کر صورت آدم یعنی مرشد میں روپوش ہو چکی تھی۔ تو پھر غیب میں سجدہ کیسے ہوتا۔ کیونکہ جس صورت میں موجود تھا اسی کو سجدہ واجب تھا۔ اور شیطان اسی واسطے راندۂ درگاہ ہوا جیسا کہ کلام مجید میں فرمان موجود ہے اور شیطان اللہ کو غیب گاہ میں ڈھونڈتا تھا۔ مگر جب تک وہ مرشد یعنی آدم کا وسیلہ تلاش نہ کرتا۔ اللہ کی پہچان کیسے ہو سکتی تھی۔ کیونکہ ذات تو نور ﷺ میں گم ہو کر آدم کی شہ رگ میں مقیم تھی۔ اس واسطے سجدۂ آدم میں ہی ذات کی حقیقت کو پہچان سکتے ہیں۔ ورنہ اور راستے مسدود ہو چکے ہیں۔ صرف یہی ایک راستہ ہے جس کے وسیلہ سے اللہ کی پہچان ہو سکتی ہے ورنہ شیطان راندۂ درگاہ نہ ہوتا ٭ ذات صفات اور صفات کے نام کے مجموعے کو اللہ کہا گیا ہے۔

Marfat.com

مرتبہ چہارم جبروت:

یہ مرتبہ جبروت فعل وجوبیہ یعنی مرتبہ روح۔توحید شہودی کہلاتا ہے یعنی ذات نے صفت میں ظاہر ہوکر نام مرشد رکھوا کر سجدہ کرایا تو ممکن سے واجب ہوگیا اور اس صورت میں ذات نے اپنی تجلی ذاتی سے روح پیدا کی اور روح کو امر کیا کہ آدمؑ میں داخل ہوکر صورت مثالی میری کے لئے حادثات میں شامل ہو جا اور تمام روحیں ظاہر ہو گئیں۔اس کو مقام صدر صلعم بھی کہتے ہیں۔

مرتبہ پنجم ملکوت:

مرتبہ ملکوت وہ مرتبہ ہے کہ ذات صفت میں آ کر اسماء کو وجود میں لانے کے لئے اول جبروت میں روپوش ہوکر روح کے ذریعے حادث ہوئی۔پھر روحی وجود میں آ کر اپنی پرستش اور عبادت کے واسطے خود نوری ملکوتی جسم اختیار کیا۔یعنی فرشتوں کے بھیس میں آ کر اس نور صلعم پر درود وسلام میں مشغول ہوا۔اور اپنی نوری صورت پر عاشق وشیدا ہوکر اس میں گم ہوکر رہ گیا۔

مرتبہ ششم ناسوت:

مرتبہ ناسوت دنیائے جہان کو کہتے ہیں۔یعنی ذات گم ہوکر مرتبہ صفات میں آئی پھر اپنا نام مرشد قرار دے کر خود کو صورت میں روپوش کر کے سجدہ کرایا اور صورت مثالی میں آ کر حادث ہوا اور خطۂ ارواح میں امر کا پابند ہوا اور فرشتوں سمیت حمد وثناء یعنی درود وسلام میں مشغول ہوا۔پھر تمام اسماء کو ظاہر کرنے کے لیے اپنی صفت اولین یعنی نورﷺ کے نور حسن سے عالم ناسوت جو مرتبہ اسماء میں پوشیدہ تھا۔اس کو کائنات کی شکل میں ظاہر کر کے خود

Marfat.com

کائنات کا نگران بننے کے لیے لامحدود ہو کر کائنات کے ظاہر اور باطن میں بسیرا کر لیا۔ اور چونکہ ہر صورت صفات نور محمد ﷺ سے عالم وجود میں آئی اور ہر صورت وجہ اللہ صفت ہے اس لئے ہر طرف وہی بصورت صفاتی بن کر منتقل ہے۔

حقیقت انسان و مراتب روحی:

حضرت رب العزت سے لے کر اس ملک ناسوت تک ان گنت پردے ہیں لیکن سمجھنے سمجھانے کے لیے چھ مراتب قائم کئے گئے ہیں جن کی تفصیل واضح طور سے اوپر کی سطور میں بیان ہو چکی ہے مگر مزید تفصیل اور یہ کہ کس لطیف جسم سے ایک آدمی اپنے اللہ تک رسائی کر کے اپنے آپ کی پہچان کر سکتے ہیں۔ درج ذیل ہے:

اول ذات تعالیٰ کی حقیقت۔ دوم تعین اول حقیقت محمد صلعم۔ سوم حقیقت آدمؑ یعنی حقیقت جمیع انبیاء علیہم السلام یا حقیقت مرشد۔ اور دوسرے الفاظ میں مختصر یوں بھی ہے ذات صفت۔ اسماء اور یہ تینوں مراتب الٰہیہ قدیم ہیں۔ یعنی اسماء صفت میں اور صفت ذات میں شامل ہے گویا یہ تینوں ایک دوسرے کے غیر نہیں ہیں اور حضرت حق یعنی اللہ انہی کو کہتے ہیں۔ اب ان تینوں قدیمی مراتب کی تجلی سے تین مزید مراتب ممکنات میں قائم ہوئے وہ اس طرح سے کہ ذات کی تجلی سے روح پیدا ہوئی اس لیے اس کو امر رب کہا گیا ہے: صفات کی تجلی سے صورت مثالی قائم ہوئی: اور اسماء کے اقتضا یعنی خواہش سے ملک ناسوت ظاہر ہوا: اور آخری تینوں حادث ہیں۔ یعنی تین قدیمی امور تین جوان سے ظاہر ہوئے اور حادث کہلائے یہ مل کر چھ ہوئے ان چھ مراتب کے اصطلاحی نام یوں ہی ہیں۔

ہاہوت۔ یاہوت۔ لاہوت۔ جبروت۔ ملکوت۔ ناسوت۔ یعنی ان چھ میں اول تین قدیم غیر حادث ہین اور ان سے تین جو بعد میں ممکن ہو سکتے تھے وہ حادث ہیں۔ اس

Marfat.com

طرح اول الذکر تین مراتب کی تجلی سے آخر الذکر تین مراتب حادث ہوئے۔ اور ان چھ مراتب کے مجموعہ کا نام حضرت انسان ہوا کہ حضرت انسان کو جمع الجمع یا معجون مرکب بھی کہا جا سکتا ہے۔ عروجی حالت میں ملک ناسوت (یعنی دنیا) سے عروج کرتے کرتے ہاہوت تک اور نزولی حالت میں ہاہوت سے لے کر ناسوت تک انسان پہنچتا ہے۔ ناسوت سے یعنی دنیا سے عروج کرنے کو ''ولایت'' کہتے ہیں۔ اور ہاہوت یعنی ذات سے نزول کرنے کو ''نبوت'' یا رسالت کہتے ہیں۔ گویا انسان عروج کر کے سب کی نفی کرتا ہوا ذات تحت تک پہنچنے پر ''اولیائی تحت قبائی'' یعنی اولیاء اللہ میری قبا کے نیچے ہیں۔ یعنی حضور ﷺ کے نور کے تحت میں ہوتے ہیں۔ اور کل ماسوا کے فنا کا نام ''ولایت'' ہے اور ذات تعالیٰ سے نزول کرتے کرتے ملک ناسوت تک پہنچنے کا نام ''نبوت'' ہے۔ اور چونکہ نبوت کے لیے ولایت بھی لازمی ہے۔ اس لیے نبوت میں دو مرتبے ہوئے یعنی اول ولایت دوم نبوت اور چونکہ ذو مرتبے والا ایک مرتبے والے سے اونچا ضرور رہے گا یعنی افضل ہے۔ اس لئے نبی ﷺ کی قبا تلے کہلاتے ہیں۔ اور ولی کی جہاں انتہا ہوتی ہے نبوت وہاں سے شروع ہوتی ہے اسی واسطے فنافی الرسول کا مرتبہ ولی ہی کو نصیب ہوتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ میں خود بخود فنا ہوتی ہے۔ کیونکہ پہلے ہی نبوت اس ذات سے برآمد ہو کر آئی ہوئی ہوتی ہے۔ یعنی خود نبوت ذات کا نور ہے اور نور ہی سے ذات اور ذات کے اندر مخفی خزانے ظاہر ہوئے ہیں۔ اگر نور نہ ہوتا تو نہ تو ذات کا ظہور ہوتا یعنی ذات کی پہچان نہ ہوتی اور نہ ہی کائنات دکھائی دیتی۔ کیونکہ نور کی روشنی نے کائنات کی کل اشیاء اور اشیاء کے ناموں سمیت اور اشیاء کی تاثیروں کے ہمراہ اپنے نور سے روشن کل کر دیا۔ اور جو کچھ چھپا ہوا ظل الٰہی میں تھا وہ نور کی روشنی سے چمک کر کل کائنات کے اظہار کا باعث ہوا اسی واسطے ذات تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اے میرے حبیب ﷺ اگر تجھ کو پیدا نہ کرتا تو کائنات کو پیدا نہ کرتا۔ اسی واسطے حضور ﷺ ہی

Marfat.com

ایجاد جہان کے باعث ہوئے ہیں اور مرشد اولین شکل آدم میں روپوش ہو کر وہی نور قدیم جو نہاں تھا عیاں ہو کر اپنے آپ کو سجدہ کرانے کا باعث ہوا۔اور وہ نور قدیم مجسمۂ آدم میں اگر نہ ہوتا تو فرشتے مٹی پانی کے وجود کو کس طرح سجدہ کر سکتے تھے۔مولانا روم فرماتے ہیں

گر نہ بودے ذات حق اندر وجود
آب و گل را کے ملک کر دے سجود

ترجمہ:

اگر اللہ تعالیٰ کی ذات آدم کے وجود میں روپوش ہو کر نہ آتی تو مٹی اور پانی کے مجسمے کو فرشتے کیونکر سجدہ کر سکتے ہیں۔یعنی سجدہ تو اس نور کو ہوا جو قدیم سے سجدہ کے قابل تھا اور وہی مراتب ستہ طے کر کے اپنی پرستش کرانے کو آدمی کی صورت میں نمودار ہوا ہے۔

غور طلب بات ہے کہ ہر شے اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے یعنی ہر ہم جنس اپنے ہم جنس ہی کے ہمراہ رہنا پسند کرتا ہے۔اور ہم جنس ہی آپس میں ایک دوسرے کو پہچان کر آپس میں تعلق جوڑ سکتے ہیں۔جس طرح ہوا اگر کسی بھی مجسمہ مین بند کر کے رکھیں لیکن جب بھی وہ اس مجسمہ سے باہر آئے گی تو اپنے خطہ ہوائی میں شامل ہو کر مل جائے گی۔اسی طرح پانی پانی میں مٹی مٹی میں اور آگ سورج کی کرنوں میں پیوست ہو کر رہ جائے گی۔لہٰذا روح جو ذات کی تجلی سے برآمد ہو کر مجسمہ انسان میں چھپ کر رہتی ہے تو اس کو بھی جب امر ہوتا ہے تو اپنی ہم جنس عنصر کو پہچان کر جہاں سے آئی تھی لازماً وہاں میں واپس جائے گی اور چونکہ ذات کی تجلی سے روح پیدا ہوئی تھی اور ذات کی صفات سے صورت مثالی یعنی جس کی ظاہری صورت بن سکتی تھی وہ قائم ہوئی۔اور اسماء سے ایک شے اپنے اپنے ناموں کو پہچان کر ترتیب وار ظاہر کے وجود میں آ گئی۔ اور اسی طرح چونکہ ذات، صفات، اسماء جبروت۔ملکوت۔ناسوت کی مکمل حامل اور با اختیار ایک صورت ہے یعنی با الفاظ دیگر یہی

Marfat.com

اس بے صورت کی صورت ہے اور عروج ونزول کے قابل ہے اور اسی میں فنا و بقا کے تمام عنصر موجود ہیں۔اور یہی اس ذات تعالیٰ سے مشرف ہونے کے قابل ہے۔لہٰذا اپنی ہستی کی پہچان کرنے کے لئے انسان کو انہی چھ مراتب کے ذریعے ہی اپنی نفی کرنی ہوگی۔نفی کے معنی ہیں انہی مراتب کے ذریعہ گزر کر اپنے آپ میں جو شہ رگ کے قریب ہے اس کو اپنی ہستی میں معلوم کرنا اور آشنا ہونا ہوگا یعنی بقاء باللہ کو نفی کہتے ہیں۔اور چونکہ ذات تعالیٰ ہی سے کل کائنات برآمد ہو کر وجود میں آئی ہے اور ذات ہی کے پرتو نور سے سب کی ہستی ہے اس لئے ذات سمیت کل دنیائے جہان ایک وجود مطلق ہے اور ہمہ از وست کہلاتی ہے۔اور انسان چونکہ ظاہری باطنی طریق سے ذات تعالیٰ کا جانشین بنایا گیا تھا۔جس کو خلیفہ کا لقب دے کر سب سے سجدہ کرایا گیا ہے۔لہٰذا یہ انسان ہمہ اوست کہلانے کا مستحق ہے اور کثرت کیوجہ سے یہ اپنے آپ کو بھول بیٹھا ہے۔اسی واسطے اپنی پہچان کرانے کے لئے اس کے ہم جنس نبی۔ولی ذریعہ اور وسیلہ بن کر نمودار ہیں۔تاکہ اس کو ذات تعالیٰ سے آشنا کرائیں۔

روح کے سوا چونکہ باقی تمام عناصر فانی ہیں جیسا کہ اول تفصیل سے ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور روح ہی کو بقاء اور حیات ابدی حاصل ہے اور یہی ذات سے لگاؤ رکھتی اور زندگی قائم رہنے کی باعث ہے اس واسطے اولیائے عظام کے قدم بقدم چل کر ان کی تعلیم باطنی کے ذریعہ اور وسیلہ سے اول اپنے ہم جنس یعنی مرشد برحق سے لگاؤ اور رابطہ بذریعہ مرزخ قائم کر کے اہم کو اپنے نفس کی نفی کرنی ہوگی۔اور مرشد برحق کے روح سے تعلق جوڑ کر اپنے روح سے روحی نسبت قائم کرنی لازمی ہوگی۔اور جب روح کی پہچان ہوگی تو ہم جنس سے واقفیت اور دوستی ہو کر مقام بقا باللہ میں آنا جانا حاصل ہوگا۔اور اسی کو عروج ونزول کہتے ہیں اور چونکہ روح کے سوا کوئی عناصر ذات تعالیٰ سے مشرف ہونے کے قابل نہیں۔یعنی لطیف شے ہی اپنی لطافت کے سبب سے آپس میں میل جول اور وصل حاصل کر سکتی ہے۔اس لئے

Marfat.com

قانون قدرت کے مطابق جب تک نفس اور روح کو علیحدہ کر کے ایک دوسرے کا حاکم و محکوم نہ بنایا جائے۔ اپنی ہستی کی پہچان مشکل ترین کام ہے۔ اور تمہارا روحی جسم ذات سے تعلق جوڑ سکتا ہے۔ کیونکہ ذات تمہارے اندر ہے اور جو لوگ غیب میں ذات کو ڈھونڈا کرتے ہیں اور بغیر دیکھے اس کو سجدے کرے اور اس کی عبادت ناسمجھی سے کرتے رہتے ہیں وہ کبھی اس کی پہچان نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جب تک حجاب نفس کے پردے اٹھ نہ جائیں شاید تمنا کا دیدار کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ اور جس طرح موت کے بعد انسان تمام عناصر میں خود بخود مجبوراً مل جاتا ہے یعنی آگ۔ ہوا۔ پانی۔ مٹی اپنی اپنی جگہ میں واپس ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اور روح جہاں سے آئی تھی وہاں اسی مرتبہ و مقام میں داخل ہو کر قائم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ذات تعالیٰ کا بھید معلوم کرنے کے لئے جیسا کہ اس کا حکم ہے کہ جس نے مجھے اس جہان میں نہیں دیکھا اور میرے دیدار سے اندھا رہا وہ آگے جا کر یعنی موت کے بعد بھی اندھا رہے گا تو اس کا صاف اور بغیر دلیل اور کسی قسم کی تفصیل و تاویلات کرنے کی بجائے یہی مطلب نکلتا ہے کہ مرنے سے قبل یہاں اس کو دیکھا جائے اور اس کی پہچان کی جائے۔ اس کے سوا اگر کوئی دیگر آسرے بنائے جائیں تو وہ غلط اور بے معنی ہیں، کیونکہ یہ حکم اٹل ہے کہ یہاں سے اس کی پہچان کر کے جائیں اور ہم یہاں آئے ہی اسی مقصد کے لئے ہیں جس طرح ذات تعالیٰ چھ درجوں کو طے کر کے آئی ہے اور ان چھ مراتب کے مجموعہ کا نام انسان ہے۔ جس کا ثبوت قران مجید میں موجود ہے کہ میں انسان کی شہ رگ سے بھی قریب تر مقام کئے ہوئے ہوں اور یہ چھ مراتب خود انسان میں موجود ہیں۔ اسی واسطے یہ خلیفہ کہلاتا ہے اور اسی لئے اس کو سجدہ ہوا ہے۔ اور یہ ہی ذات کا ظہور ہے اور سرتاپا نور میں غرق ہے۔ کیونکہ خود نور سرور عالم ﷺ جب کہ اس میں رکھ کر اسی کو سجدہ کرایا تو نور کے سوا اور انسان میں کیا ہے؟ اور بنائے انسان ہی نور سے ہوئی ہے اس لئے یہ سرتاپا نور ہی نور رہی اور انسان ایک

Marfat.com

ایسا آفتاب ہے کہ تمام جہان سراب کی طرح اس میں دکھائی دیتا ہے اور ظاہری اور باطنی دونوں طرح دکھائی پڑتا ہے مثلاً تمہاری آنکھ کی پتلی میں تمام جہان دکھائی دیتا ہے اور تمہارے باطن میں نور ہے جو کہ تمام جہان کو روشن اور ظاہر کرنے کا باعث ہے اور ذات کی تمام صفات کو انسان میں اکٹھا کیا گیا ہے۔ تو وہ چھوٹا سا ایک اللہ کا گھر بن جاتا ہے اس لئے انسان ذات۔ صفات۔ اسماء مجموعہ ہے۔ اور ایسا پھول ہے کہ ذات کی کل روئیدگی کے تمام گلشن میں یہی وہ پھول کھلا ہوا ہے جس کے زیر تحت تمام چمن لہلہاتا ہے۔ اس واسطے یہی ہمہ اوست ہے۔ چونکہ دونوں جہان کا نور قدیم سے اسی میں مخفی اور ظاہر طور دونوں طرح موجود اور قائم ہے اس لئے غیب جگہ میں اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈنا دانشمندی کے سراسر خلاف ہے۔
اگر اللہ تعالیٰ کسی اور مقام یا جگہ میں ہوتا تو محدود کہلاتا مگر وہ تو ہر جگہ ہر سمت میں موجود ہے اس لئے حاضر و ناظر خدا کو غائب کہنا شرک ہو جاتا ہے۔ اور یہی وہ شرک ہے جس کا وجود ہی نہیں کیونکہ غیر کا وجود کہاں ہے اور یہ کل کائنات ہی تو وجود مطلق کہلاتی ہے کیونکہ وہ خود اس میں سمایا ہوا ہے۔ کائنات اسی سے برآمد ہو کر اسی کی ہستی کی صفت اور طاقت سے زندہ ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ کے راستے کا دروازہ یعنی آگاہی یافتہ انسان کے وسیلہ سے ہی وہ دروازہ پار ہو سکے گا۔ اور دروازہ و مکان اور خود اس میں رہائش رکھنے والا وہ نور ہی تو ہے کیونکہ سجدہ مسجود مجسمہ آدم میں بھی نور ہی کو ہوا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ انسان سے کہیں علیحدہ ہوتا تو شیطان راندۂ درگاہ کیوں ہوتا۔ کیونکہ اس نے اس کو انسان سے علیحدہ سمجھ کر سجدے سے انکار کیا تھا۔ اگر انسان سے علیحدہ کہیں ہوتا تو اس علیحدہ جگہ کو سجدہ ہوتا۔ مگر وہ خود کو خود سجدہ کرا رہا تھا۔ اسی واسطے کلام مجید اس کی گواہی دے رہا ہے کہ "الله نور السموات والارض" کہ میرے نور ﷺ کی روشنی سے تمام زمین و آسمان کی روشنی ہے اور اگر آدم پرستی یا مرشد پرستی شرک و کفر پرستی ہوتی تو اول روز یہ رسم خود خدا تعالیٰ نے کیوں جاری فرمائی تھی۔ لیکن

Marfat.com

جیسا کہ ہم نے اوپر کی سطور میں تفصیل سے عرض کر دیا ہے کہ اس رسم کی ادائیگی کا ثبوت خود کلام خدا میں نشر کیا گیا ہے۔ اس واسطے یاد رکھنا چاہیے کہ ہم آدم وغیرہ کو معاذ اللہ خدا تو بناتے ہی نہیں۔ مگر خدا کے دیدار کے لئے ضروری ہے کہ اس کے خلیفہ سے جب تک آشنائی نہ ہوگی ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہم جنس کے سوا آج تک کوئی کسی علم کی حقیقت کو معلوم نہیں کر سکا۔ اور نہ ہی کر سکتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے والا ایک بلند پایہ پیغمبر یعنی موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس علم غیب سیکھنے کے واسطے خود اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔

غور فرمائیے کہ کیا ہم کلامی کے وقت اللہ تعالیٰ سمجھا نہ سکتا تھا۔ مگر جب ایک اصول حقیقی میں باندھ دیا گیا ہو اور اس اصولکی پابندی خود اللہ تعالیٰ نے عملی طور پر ہم کو اعلان کر کے سمجھائی ہے تو اس میں کوتاہی کرنی ایک قسم کا انکار اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو سوائے ٹھکرانے کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم ہی سے ہم اس کشتی عمر رواں کو صرف مرشد یعنی اولیائے عظام کے وسیلے ہی سے پار کر سکتے ہیں۔ اور اس اصلی اور حقیقی کنارے تک یہی وہ کھیون ہار روحانی ہیں۔ جن کو اس ذات تبارک تعالیٰ نے اپنے کلی اختیار سونپ دیئے ہیں۔ اور اپنی مسند حقیقی پر اپنی جلوے سے مراتب شش جہات طے کرا کر کود بہ نفس نفیس نور بن کر شہنشاہی تاج کی پہن کر اور اپنی بے صورتی کو ایک مرصع صورت آدمی میں تبدیل کر کے خود جلوہ فرما ہے۔ بقول

ہم سے تم اور تم سے ہم جب ہم نہیں تو تم نہیں
برہمن ہوں تو صنم جب ہم نہیں تو تم نہیں

ہم اگر تم سے بنے پر تم بھی کچھ ہم سے ہوئے
بزم آرا ہم ہیں ہم جب ہم نہین تو تم نہیں

Marfat.com

صید ہو تو دام ہے ہم سے بنے ہیں تاب دار
کا کل پر پیچ و خم جب ہم نہیں تو تم نہیں

تم مسیحا بن کر رہ جاتے اگر ہوتا نہیں
یہ دل بیمارِ غم جب ہم نہیں تو تم نہیں

تم نے ہم میں خود کو دیکھا ہم نے ہم کو آپ میں
آئینے دونوں بہم جب ہم نہیں تو تم نہیں

جب ہم نہ محتاج تھے تم بھی نہ تھے حاجت روا
ہم سے ہے جود و کرم جب ہم نہیں تو تم نہیں

شان ستاری کہاں تھی، شان غفاری کہاں تھی
ہم سے ہے دونوں کا دم جب ہم نہیں تو تم نہیں

امتحان خلائق۔دل۔سر۔جان۔جسم۔نماز

بقول

ذات تعالیٰ نے جو شے بھی خلق کی ہے وہ اپنی صفت اولین کے نور ﷺ سے ہی برآمد ہوتی ہے جیسا کہ پہلے مندرجہ بالا بیانات میں درج ہوا۔ اب ہم دل۔سر یعنی بھید۔جان، جسم اور نماز ظاہری وغیرہ کی ماہیت عرض کرتے ہیں اور جیسا کہ اولیائے عظام نے ان باطنی امور کو ظاہر فرمایا ہے۔اس کی مختصر تفصیل تحریر کرتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ سب سے اول ذات تعالیٰ نے دل کو محبت کے واسطے بنایا اور اس میں انس رکھ دیا اور انس مین ایسا سر یعنی بھید پوشیدہ کیا کہ جو فضل کے اسرار سے بخوبی واقف کر ہو سکے۔ پھر جان کو اپنی ذات تجلی سے بنایا جس کو روح کہتے ہیں۔ اور جان کو محبت کے

Marfat.com

کلمات سنائے اور اپنے نور صلعم کے جمال کی تجلی سے ان سب کو روشن اور منور کر دیا۔ اور جب ان سب نے اپنے آپ پر نگاہ ڈالی تو کائنات میں اپنے آپ سے بڑھ کر کسی کو نہ پایا۔ کیونکہ ذات تعالیٰ نے ان کو اپنی مکمل صفات سے بھرپور کر کے خود آپ ان میں گم ہو کر محو ہو گیا ہے اور بلندی سے پستی میں آ کر درجہ انسان کی صورت میں روپوش ہوا۔ اور پھر جب اپنے مقام کا جویا ہوا یعنی اپنی تلاش اور اس کھوئی ہوئی ممنزل کو دیکھنے کا شعار بنایا اور اس کائنات کی کل صفات میں اپنی ہستی سمیت گم ہوا۔ تو ان تمام ذاتی وصفاتی منزلوں میں قیام کے لیے ایک ایسا قدرتی نظام تعمیر کیا گیا اور جس سے اپنی نور ﷺ کی حقیقت کا امتحان ہو کر عرفان حاصل ہو۔ کیونکہ جب کوئی شے ایجاد کی جاتی ہے تو اس کا امتحان ضرور کیا جاتا ہے اور اس کی خوبیوں اور خامیوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ تو اس امتحان کے لئے ایک نرالا ہی طریقہ اختیار کیا۔ سر یعنی بھید کو جان میں رکھ دیا اور جان کو دل میں جگہ دی پھر دل کو جسم میں ڈالا یعنی مجسمہ آدم میں سجایا اور یہ سب کچھ تعمیری کام سرانجام دے کر اس نے پوری کائنات جسمانی میں عقل کی ترتیب دے دی اور انبیا کو بھیج کر احکام سنائے تا کہ ہر شخص اپنے اصلی مقام کا جویا اور متلاشی ہو جائے اور بدن کے لیے یہ قانون باندھ دیا کہ جسم آدمی ظاہری نماز پڑھے اور دل محبت میں مشغول رہے اور جان کے لیے قربت یعنی نزدیک تر رہنا ضروری بنایا۔ اور ستر یعنی بھید نے تمام مرحلوں کو طے کرنے کے بعد وصل سے آرام حاصل کیا۔ لہٰذا ذات کی اسی واسطے مثل موجود نہیں رہی کیونکہ وہ ان مندرجہ بالا تمام مرحلے طے کر کے شکل انسانی اور مرشد کے روپ میں نزول کرتا ہوا چھ مرتبوں کے ذریعے خود ذات تعالیٰ مومنوں کے پاس ایک راز ہے اور جب تک صفت میں اس کو دیکھ کر سجدہ نہ کرو گے راز الٰہی کی انتہائی منزل اور حقیقت کو سمجھ نہ سکو گے۔ اور محبت میں اگر رضا یعنی منشائے محبوب تمہارا ایمان اور یقین نہ ہوگا تب تک تم اس کے بھید اور وصل سے کامیاب نہ ہو سکو گے۔ اور ابلیس اسی لئے

Marfat.com

مردود ہوا کہ اس کی آنکھ پر گنج (خزانہ) رکھا گیا اور مطلع کیا گیا کہ ہم نے گنج کو خاک میں رکھ دیا ہے۔ اگر خاک کے قدموں میں پامال ہوگا تو گنج مل جائے گا ورنہ نہیں کیونکہ آدم کی خاک جلوہ گاہ حسن ہے۔ مگر وہ مردود غیب میں تلاش کرنے کیوجہ سے کفر شرک میں پڑ کر راندۂ درگاہ ہوا۔

لب لباب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے دلوں کو جانوں سے پہلے پیدا کر کے باغ انس میں رکھا اور سر کو جان سے پہلے پیدا کر کے دجرہ وصل میں رکھا اور روزانہ تین سو ساٹھ بار کرامت کی نظر ڈالی اور جانوں کو کلمات محبت سنائے اور تین سو ساٹھ لطیفے اس کے دلوں پر ظاہر کئے اور تین سو ساٹھ بار تجلی جمال فرمائی۔ یہاں تک کہ عالم میں انہوں نے نگاہ کی تو اپنے آپ سے بڑھ کر کسی کو نہ پایا۔ تو حق تعالیٰ نے ان کا امتحان کیا اور سر کو جان میں اور جان کو دل میں اور پھر دل کو بدن میں محبوس کر دیا پھر ان میں عقل کی ترتیب دے دی۔ اور انبیاء کو بھیج کر احکام سنائے۔ تب ہر شخص اپنے مقام کا جویا ہوا۔ حق تعالیٰ نے نماز کا حکم دیا تو ان کے بدن نماز میں مشغول ہوئے اور دل محبت میں اور جان قربت تک پہنچی اور سر نے وصل سے آرام حاصل کیا اور خود ان کی شہ رگ میں قیام کیا اور روح کو قوت اور سرور میں رکھنے کے لیے اس کی غذا کے لیے راگ الستی سنایا اور جب روحوں نے نغمہ وساز سنا تو نشۂ الفت میں "قالو بلیٰ" کہتی ہوئیں سجدے میں گر گئیں۔ حق تعالیٰ نے جب تجلی ذات کے نور سے پردہ اٹھایا تو کل کائنات ظہور میں آ کر نمایاں ہوگئی۔ نور نے مجسمہ آدم میں ڈیرا کر کے سب کو سجدے کا حکم دیا اور آدم کو مرشد قرار دیا اور اپنا خلیفہ بنایا تا کہ ہر کوئی آدم کی صورت کے برزخ یعنی تصور سے حق تعالیٰ کے نور کی پہچان کر کے اپنی ہستی میں اپنی ہی ہست کو سجدہ کر کے اپنی اصلی حقیقت کو پہچانے اور مرشد کے ذریعہ توحید میں گم ہو جائے۔

Marfat.com

دیگر:

کروں کس کی محبت میں عبث فریاد وشیون میں
پھروں آوارہ ہو کر کس کی خاطر کوہ اور بن میں

ادب سے سامنے کس کے جھکاؤں اپنی گردن میں
کروں میں کس کی پوجا اور چڑھاؤں کس کو چندن میں

صنم میں، دیر میں بتخانہ میں، بت میں، برہمن میں
کیا کرتا ہوں گھر بیٹھے ہوئے اپ اپنے درشن میں

دیگر:

سوا اپنے نہیں ہم چشم اپنا کوئی بیگانہ
خدا کی شان اب تو جام جم ہے چشم مستانہ

جدھر دیکھوں نظر آتا ہے ہر سو روئے جانانہ
درو دیوار ہے نظروں میں میری آئینہ خانہ

نہ فکر دین و دنیا ہے، نہ کچھ اعمال سے مطلب
گذشتہ کا کوئی کھٹکا نہ استقبال سے مطلب

نہ حجت سے ہے دلچسپی نہ استدلال سے مطلب
نہ قیل وقال سے مطلب نہ شغل اشغال سے مطلب

محبت ہے تو اپنے سے عداوت ہے تو اپنے سے
ہوں اپنا دوست آپ ہی اور اپنا آپ دشمن میں

سنتے تھے کہ اس یار کا گھر عرش بریں ہے
دیکھا جو وہاں جا کے مکاں ہے نہ مکیں ہے

عشق راز ہے:

عرض ہے کہ عشق اللہ تعالیٰ کا راز ہے۔ راز میں بھی ایک راز چھپا ہوا ہوتا ہے جس کو کھول کر بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اسی واسطے عشق راز در راز ہے نہ یہ ساز ہے نہ آواز ہے مگر ایک ایسا آتش فشاں جذبہ ہے جو عاشق کو اندر ہی اندر جلا کر خاک کر دیتا ہے مگر یہ خاک جلوہ گاہ حسن ہے کیونکہ یہ حسن کی خوبرو چنگاری سے جلائی جاتی ہے۔

فرض کرو شمع بظاہر حسن کی ایک دیوی ہے مگر جب پروانہ بچاری بن کر اس کے

Marfat.com

درشنوں کے لیے آگے بڑھتا ہے اور اس کو مائل کرم سمجھ کر یقین کر بیٹھتا ہے کہ آج یہ ماہ جبین حجاب کے پردوں سے باہر آ کر صرف میرے ہی لئے بے نقاب ہوئی ہے تو جذبہ عشق میں آ کر وصل جاناں کا سودائی کعبہ حسن کے طواف کے لے جب احرام عشق باندھ کر عقیدت کی گہرائی میں ڈوب کر قدموں کو بوسہ دینا چاہتا ہے تو خوبرو چنگاری کی جوت ہمیشہ کے لیے اس کو فنا کر کے حشر تک کے لیے گہری نیند میں سو جاتا ہے اور بار بار ہجر کی تلخیوں سے نجات پا کر عشق کا منشاء بن کر اپنے محبوب میں مٹ جاتا ہے۔

عشق میں پرستش کے معنی:

بن دیکھے محض خدا پرستی بت پرستی ہے اور مرشد پرستی خدا پرستی ہے کیونکہ حسن کی شباہت یعنی حسن کو دیکھنے پر عشق آتا ہے۔ سنے سنائے حسن پر کبھی عشق نہیں ہوتا۔ صورت و شکل ہی مظہر عشق ہو سکتی ہے۔ کیونکہ حسن سے عشق ظاہر ہوا ہے۔ اگر حسن نہ ہوتا تو عشق کس پر ہوتا۔ بلکہ اگر صورت آدم حسن معشوق حقیقی سے مزین و مرصع نہ ہوتی تو آدم کو کون سجدہ کرتا؟ اسی واسطے ذات تعالیٰ کو سجدہ نہ ہوا۔ کیونکہ ذات کی صورت نہ تھی اور اگر تھی تو حسن میں تھی۔ دراصل حسن ہی نے ذات کا پتہ دیا ہے۔ کیونکہ نہ حسن ہوتا نہ عاشق پیدا ہوتا اور حسن میں خاصیت ہے کہ جہاں نمودار ہو کر بے نقاب ہوتا ہے عاشق پروانہ وار گرنے لگتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ اگر حسن نہ ہو تو عاشق کا وجود ندارد ہو جائے اور اسی طرح اگر عشق یعنی عاشق نہ ہوتا تو حسن کے جلوے بے کار ہو جاتے۔ لہٰذا حسن و عشق دونوں لازم و ملزوم کا حکم رکھتے ہیں۔ بقول حضور معشوق الٰہی علیہ الرحمتہ

حسن و عشق آپس میں دنوں یار ہیں
معنی و صورت کے دو سردار ہیں

Marfat.com

یعنی حسن کے اگر معنی بیان کئے جائیں تو عشق کے سوانہیں۔ کیونکہ حسن بمنزلہ حرف کے ہے اور حرف کو جب تک غور سے دیکھ کر اس کا ملاحظہ نہ کیا جائے اس کے معنی معلوم نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا حسن میں معنی کی طرح عشق چھپ کر رہتا ہے اس لئے جب تک حسن کو معبود نہ سمجھا جائے یعنی جب تک حسن کی عبادت نہ کی جائے عابد ہو جانا بالکل ناممکن ہو جاتا ہے اور خیال کیا جائے تو عابد و معبود ایک ہی ہیں کیونکہ اول معبود ہو گا پھر عابد ظاہر ہو کر عبادت کرے گا۔ یعنی حسن معبود بن کر موجود ہو گا۔ تو پھر عابد یعنی عشق اس کی عبادت کر سکے گا اور اسی واسطے کہا گیا ہے کہ ''یہ عشق اپنے اصل کی طرف توجہ کا نام ہے'' یعنی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ موجودات جس کو (زاہد خشک) باطل سمجھتا ہے بالکل حق ہے یعنی جو کچھ موجود و مشہور مشہود ہے یہی بس وجود مطلق ہے۔ اور تمام موجودات نکتہ اجسام و اعراض یعنی تمام کائنات کا جسم اور وجود جو ہمت سے خود قائم ہین اور حق تعالیٰ کے غیر نہیں ہیں کیونکہ حق ان میں چھپا ہوا ہے۔ اس چھپنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر حق بذات خود ان میں موجود ہو کر نہ رہے تو ان کا وجود ظاہر نہیں ہوسکتا۔ اور اگر ان کا وجود ظاہر نہ ہو تو حق تعالیٰ کی پہچان ناممکن ہو جائے گی۔ اس لیے جو کچھ موجود شاہد ہے یہی وجود مطلق ہے اور وہ ذات حسن میں مقید ہے جو اس موجود میں آنکھ کی طرح ہے اور اس کائنات کا انسان ہی چونکہ خلاصہ ہے۔ اس لئے انسان ہی ہمہ اوست ہے اور تمام کائنات چونکہ نور ﷺ سے تخلیق ہوئی ہے اور وہ نور آدمؑ کی پیشانی میں ہے۔ لہٰذا بقایا کل کائنات ہمہ از اوست ہے۔

وجدان:

صوفیائے محققین کا یہ عقیدہ ہے کہ ریاضت اور مجاہدہ، معرفت وجدانی کے ابتدائی مراحل ہیں۔ وجدان کے معنی گم شدہ کو پانا اور جاننا کہلاتا ہے۔ یعنی جب وجدان میں انا ہو

Marfat.com

گا۔تو بغیر دیدار کے حاصل نہیں ہو سکے گا۔ذکراور فکر سے حقیقی معرفت وجدانی حاصل ہوتی ہے۔ذکراور فکر عشق کو کہتے ہیں۔ذکر تو معشوق حقیقی کی یاد ہے جو اس کے حسن صورت پر فریفتہ ہو کر اٹھتے بیٹھتے اور پہلوؤں پر غرض یہ کہ وقت اور ہر حال میں رہتی ہے اور فکر اس کا خاص خیال ہے جو ہر وقت اور ہر حال میں لگا رہتا ہے اور کفر کی تعریف یہ ہے کہ باطل سے حق کی طرف جاتا ہے۔یعنی غیر سے قطع تعلق جب تک نہ ہوگا حق ظاہر نہ ہوگا۔یعنی حسن ے جب تک رسائی نہ ہوگی عشق کو وصل کس طرح نصیب ہوسکتا ہے۔اور سوائے ذکراور فکر کے ناممکن ہے۔اس لئے خدا پرستی بت پرستی کے برابر ہوگی جب تک کہ اس کا حسن حقیقی انکھوں میں بس کر حاضر و ناظر نہ رہے اور حاضر و ناظر سوائے حسن کے ملاحظہ کے ہو نہیں سکتا۔اسی واسطے قرآن مجید میں تاکید ہے

”من کان فی هذه اعمی فهو فی الاخرته اعمی“

یعنی جو اس جہان میں ذات تعالیٰ کو دیکھنے سے اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔

حکما:

حکماء جمع حکیم کی ہے۔حکماء کے اصطلاحی معنی ہیں وہ لوگ جو فلسفہ اور منطق کے ماہر ہو گزرے ہیں (یعنی عقل ظاہری کے ذریعے قیاس آرائی کر کے خدا اور قدرت خدا پر نیز مذاہب پر کتابیں تحریر کرتے رہے ہیں ان کو حکماء کہتے ہیں) چنانچہ حکماء کے کئی فرقے ہیں جن میں سے دہری۔طبیعی۔اور الٰہی مشہور ہیں۔اسلام کے ظہور سے پیشتر مصر۔یونان اور ہندوستان وغیرہ ممالک میں ان کا اور انکی تعلیم کا رواج رہا ہے اور فی زمانہ مہذب ممالک میں کسی قدر تغیر و تبدل کے بعد یہی عقائد رائج ہیں، ان لوگوں نے علم حقائق کا ذریعہ عقل

Marfat.com

انسانی کو سمجھا ہے۔ ان میں دہری تو بالکل صانع عالم کے منکر ہیں یعنی خدا تعالیٰ کو بالکل نہیں مانتے اور طبعی اور الٰہی صانع کا اقرار تو کرتے ہیں مگر ان کا خدا صفات سے معرا ہے۔ یعنی ان کے خدا میں کوئی صفت اور طاقت نہیں ہے اور ہندوستان کے حکماء حلول و اتحاد کے قائل رہے ہیں یعنی ان کا خدا کسی ایک صورت سے دوسری میں حلول کرتا اور جنم لیتا ہے اس لئے ہندوؤں میں دیوتاؤں اوتاروں کی پرستش عام ہے اور توحید کی تعلیم جیسے کہ اسلام نے دی وہ دیگر مذاہب سے بہت مختلف ہے۔ مگر اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ہر ایک مذہب خواہ وہ دہری یعنی دہریہ کیوں نہ ہو۔ وجود کا قائل ہے یعنی وجود ضرور کسی شے سے بنا ہے خواہ اس شے کو یہ مادہ وغیرہ کہتے ہیں۔ استدلال یعنی عقلی دلائل جس کا سرچشمہ عقل ہے اس کو معرفت حق تعالیٰ کی پہچان کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ یعنی یہ حکماء صرف عقل ہی سے اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کی دلیلیں دے کر رہ جاتے ہیں مگر روحانیت کا عمل بالکل نہیں جانتے اور صوفیائے کرام جو شروع سے آخر تک حضور ﷺ کے قدم بقدم چلتے آئے ہیں ان حکماء کے قائل نہیں ہیں۔ کیونکہ مذہب اسلام ہی ایسا طریقہ ہے جس نے تمام بگڑے ہوئے فرقوں کو مادہ پرستی کے غلط طریق کار سے نجات دلانے کے لیے توحید کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجا کر کروڑوں انسانوں کو تبلیغ حق کے نورانی اور روحانی طریقہ سے روشناس کیا اور ساتھ ہی حضور ﷺ نے ایک مکمل ضابطہ جس کو قرآن شریف کہتے ہیں اہل اسلام کے لیے عطا فرمایا جس کو آسمانی صحیفہ کہا جاتا ہے اور اس کے مقابلے میں دنیائے عالم کا کوئی فرقہ ایسا مکمل ضابطہ نہ پیش کرسکا اور نہ کرسکتا ہے اگرچہ انجیل۔ زبور وغیرہ ایسی کتابیں ہیں جو سابقہ پیغمبروں پر نازل ہوئی ہیں مگر ان میں ہزارہا اختلافات اور ردوبدل کر کے لوگوں نے ان کو اپنی من مانی طرز پر بنالیا ہے۔ لیکن قرآن شریف کا دعویٰ ہے کہ روز آخرت تک ایک لفظ کا فرق اس میں آنے نہ پائے گا۔ بلکہ اگر کوئی مخالف اس کے نسخوں کو تعصب سے تلف بھی کرادیوے تو خدا کے فضل

Marfat.com

سے ایسے لوگ اسلام میں موجود ہیں جن کے سینوں میں یہ نعمت قائم ہے اور ان کو مذہب اسلام میں حافظ کہتے ہیں۔لیکن اس کے مقابلے میں کوئی دیگر مذہب یا فرقہ اپنی کتابوں کو زبانی نہیں سنا سکتا۔اور یہ ایک معجزہ ہے جو صرف اسلام ہی میں باقی ہے اور ہمیں کہنا پڑے گا کہ عقل انسانی بذریعہ استدلال موجودات کی حقیقت کا علم حاصل نہیں کر سکتی۔اور اس لئے یہ معرفت کا بہترین وسیلہ نہیں ہے ورنہ یہ اختلاف جو حکماء کی تعلیم وعقائد میں موجود ہے اور آج تک رفع نہیں ہوا۔کبھی نہ ہوتا۔حافظ شیرازی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

جنگ ہفتا دو دو ملت ہمہ راعذرینہ

چوں نہ دید ند حقیقت رہ افسانہ نزرند

ترجمہ:

بہتر فرقوں کے جنگ کی نسبت یہ سمجھو کہ معذور ہیں ان کو حقیقت کا علم نہیں ہے۔ قصے اور کہانیاں بیان کرتے ہیں۔

طریق صوفیائے کرام:

صوفیائے کرام کے نزدیک وجدان (گم شدہ کو پانا) معرفت کا حقیقی ذریعہ ہے جو ابتدا میں مجاہدہ اور ریاضت سے حاصل ہوتی ہے۔اس سے تزکیہ نفس اور صفائی قلب پیدا ہوتی ہے اور بعد ازاں اس آئینہ میں نور حقیقت کا جلوہ ہوتا ہے جس کے مشاہدے سے عین الیقین (آنکھوں سے دیکھ کر) کے مرتبہ پر انسان پہنچ جاتا ہے۔صوفیہ کرام عقل کو معرفت الٰہی میں معطل نہیں سمجھتے بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ دیدۂ عقل میں وجدانی نور کی ضرورت ہے۔ یعنی حقیقی نور کو جب ظاہری آنکھ تک معائنہ کر لیتی ہے۔تو یقین کے لئے عقل ایک ایسا گواہ میسر آ جاتا ہے کہ عینی شہادت کی انتہا ہو جاتی ہے۔ورنہ عقل جیسی بے بصر کی شہادت کب

Marfat.com

قابل اعتبار سمجھی جاسکتی ہے؟ کیونکہ بغیر دیکھے دلائل دنیا صرف ایک وسوسہ اور وہم ہے۔ مقولہ ہے

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں۔

اس صورت میں استدلال صرف قیاسات عقلی پر مبنی ہوتا ہے اور بصورت دیگر یعنی جب آنکھ سے کسی چیز کو دیکھ کر پہچان لیا جاتا ہے بلکہ اس چیز سے مکمل آشنائی ہو جاتی ہے اور مشاہدہ کے بعد استدلال بھی یقینی امور کی بنا پر کیا جاسکتا ہے تو ان دونوں حالتوں میں نمایاں فرق معلوم ہونے لگتا ہے۔ اول الذکر میں غلطی کا احتمال ہر وقت موجود ہے یعنی عقلی دلائل میں غلطی ہونا یقینی ہے اور مؤخر الذکر میں آنکھوں دیکھے حال سے یقین کامل ہو کر مقصد کی تکمیل ہو جاتی ہے اور یہی عشق کی منزل کو طے کرنے کی سیڑھی ہے اس لیے صوفیائے شہودی کا مرتبہ استدلالیوں سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ شہادیوں کہ شہادت چشم دید ہے اور استدلالیوں کے قیاسات عقلی وجود سے اخذ کیے گئے ہوتے ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجاست

ترجمہ:

دیکھو راستے کا فرق کہاں سے کہاں تک ہو کر گمراہ کرتا ہے

جب حضرت عشق نے ازل میں حسن پر نگاہ ڈالی تو اس نور کو سجانے اور مجسمہ کی شکل بنا کر اس کی پوجا کرنے کے لیے نرالا ہی ڈھنگ نکالا تا کہ حسن کی قربت حاصل ہوتی رہے تو عشق کا میخانہ کھول کر شراب محبت سے مجسمہ کی مٹی کو گندھوایا گیا اور نور ﷺ کو اس مجسمہ میں رکھ دیا اور اس مجسمہ کا نام آدم رکھا۔ آدم کے ظہور سے پیشتر میخانہ عشق کا دروازہ بند تھا جو کہ ظل الٰہی کے سایہ میں پوشیدہ طور سے غائب تھا۔ یہ اس وقت کھلا ہے جب کہ وہ نور ﷺ کا نقطہ جس نے تمام بھید ازلی و ابدی اس خال کی طرح جو معشوق کے رخسار پر بنایا گیا ہو اور

Marfat.com

نقاب اٹھتے ہی تمام گوشہ نشینوں کے دل کو خون بنا دے ظاہر ہوا۔ اور جب آدم علیہ السلام کے ظہور کا وقت آیا اور اس نقطہ نور سے آدم کو مجسمہ اس معشوق کی طرح سجایا گیا کہ اگر عاشق اس کی زلف پریشان کو دیکھ پائے تو حشر تک اس جال میں پھنس کر رہائی نہ پائے۔ چنانچہ جب یہ نقطۂ نور پیشانی آدم میں چمکا تو عاشق حقیقی بھی خود سے بے خبر ہو کر اس کی قربت کے لئے اس مجسمہ کے رگ وریشہ میں سما گیا۔ بلکہ اس کی جان میں شہ رگ بن کر بیٹھا ہے تا کہ ہمیشہ کے لئے نظارہ سے عشق کی آتش سوزاں کو صبر وقرار ملے۔ اسی واسطے عشق آدم کی سرشت میں موجود ہے اور یہ عشق ہی آدم کے ظہور کا باعث بنا اور عشق ہی اس کی اصل ہے کیونکہ عاشق حقیقی جبکہ خود اس کی شہ رگ میں مقام کئے ہوئے ہے تا کہ نور ﷺ سے رابطہ و نسبت قائم رہے اس لیے آدم کے مجسمہ میں محبّ اور محبوب، عابد و معبود دونوں ایک ہو کر موجود ہیں۔

عالم ملکوت سے مراد عالم ارواح ہے یعنی جب آدم کی سرشت کو شراب عشق کی گھٹی دی گئی تو روح نے بھی ہمارا ساتھ دیا اور بادہ پیمائی میں شامل ہوگئی یعنی عشق میں روح نے بھی خاک کے پتلے کا ساتھ دیا۔ پہلے خاک کا پتلا تیار ہوا تو حضرت عشق کی بدولت جب اس میں روح پھونکی گئی تو یہ سمجھنا چاہیے کہ مجلس عشق گرم ہوگئی اور دو دوست مل کر بادہ پیمائی کرنے لگے۔ حالانکہ ان میں سے ایک ایسے مقام کا رہنے والا تھا جو بہت بلند اور مقدس مقام ہے اور دوسرا اسفل السافلین یعنی نیچے سے نیچے مقام کا سیاح ہے مگر سچ تو یہ ہے کہ حضرت عشق کے یہ سب کرشمے ہیں کہ اس میں چھوٹے بڑے کی تمیز نہیں ہوتی ہے۔ اور اوپر والا بھی نیچے آ گیا ہے۔

سنتے تھے کہ اس یار کا گھر عرش بریں ہے
دیکھا جو وہاں جا کے مکاں ہے نہ مکیں ہے

Marfat.com

عناصر کی تخلیق:

اگر بطور ظاہر کے دیکھا جائے تو روح اور جسم مین زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی وہم ہو جاتا ہے کہ یہ دونوں ہم جنس نہیں ہیں مگر عناصر کی تخلیق کا حال معلوم ہو تو عقدہ کشائی ہوگی۔ لہٰذا سمجھنا چاہیے کہ مٹی مین کون موجود ہے۔ قرآن مجید میں کئی جگہ عناصر پر اشارات کیئے گئے ہیں اور عناصر کی تخلیق یوں ہوئی ہے۔ ذات تعالیٰ شانہ نے فقط ہوا یعنی شوق سے اس سلسلہ کو مسلسل پیدا کیا۔ جب ذات کو شوق ہوا اور شوق کو ہوا تے ہیں تو پانے آپ کو ظاہر کرنے کے لیے عشق کی آگ جو اندر ہی اندر اپنے نور کو دیکھنے کے لئے بے قرار تھی بھڑک اٹھی۔ اوپر سے ہوا نے آ کر زور کیا تو ہوا کا کام چونکہ آگ کو تیز سے تیز تر کرنا ہوتا ہے اس لئے آگ اور ہوا کے فعل سے زیادہ توجہ پر عشق کی آگ ہوئی جو تجلی بن کر آرزوئے ہوس تلاش حسن میں جب دیوانگی کی حدود سے آگے بڑھنے لگی اور ہوا اور آگ نے مل کر جلال کی صورت پیدا کر دی اور اس حد کے کناروں تک پہنچنا چاہتی تھی کہ تمام اول و آخر اور ظاہر و باطن کے خزانے جلا کر نیست و نابود کر دے مگر نور ﷺ جس میں کہ رحمت حسن کا سمدر ٹھاٹھیں مار رہا تھا فوراً پانی کی صورت بن کر برسنے لگا جس نے خیر محض کر دی اور وہ رحمت جلال پر غالب آئی اور عشق کی پھیلی ہوئی آتش کو ٹھنڈا کر دیا۔ حتیٰ کہ تمام جلال جمال میں تبدیل ہو گیا۔ اور تمام کائنات کی تخلیق اور زندگی کا باعث پانی بنا۔ فرمان خدا ہے کہ

"کل شی حی من الماء"

ترجمہ "یعنی ہر چیز کی غایت پانی کی بدولت ہے"

ہوا۔ آگ۔ پانی کے امتزاج یعنی باہم ملنے سے کثافت پیدا ہوگئی۔ جو مٹی کہلائی۔ کثافت کو ٹھوس پن کہتے ہیں۔ پس ہوا آگ۔ پانی۔ مٹی سے ان چاروں عناصر کی

Marfat.com

تخلیق کی یہ وجہ تھی۔ چنانچہ زمین پرسری تھی کہ پانی سے گھری ہوئی تھی۔ اوپر ہوا تھی اور روشنی نہ تھی۔ لہٰذا آفتاب پیدا کیا گیا اور یہ عشق الٰہی کی آگ سے جل رہا ہے۔ پھر چاند بنایا کہ رات بھی نور سے خالی نہ رہے اور یہ تمام کائنات چونکہ ایک طلسم کی صورت ہے اور عقل سے اس کا پرکھنا ممکن نہیں کیونکہ جب تک طلسم حسن کے پردوں کے نقاب عشق کی صورت بن کر برزخ عکس تصور مرشد کے وسیلہ سے یعنی اس محبوب حقیقی اور نورہ حسن ذاتی اور مکمل نور الاولین صفاتی ﷺ اور آپ کے حسن میں مٹ کر جن کو زندگی میں ہی بقاء حاصل ہے انکی صورت میں اپنی صورت کو ظاہر و باطن سمیت بالکل ہمہ تن ہو کر محو کر دے تو پھر اس طلسم روحانی کی نقاب کشائی ہوتی ہے اور یہی وہ صورتیں ہیں جن کو قرآن شریف میں اولی الامر فرمایا گیا ہے یعنی ﷺ اور آپ کے جانشین ہی وہ ہستیاں ہیں جن کی صورت و سیرت میں محو ہو کر ہی اللہ تعالیٰ کی پہچان ہو سکتی ہے۔ اور ان کا دیدار ایسی کشش رکھتا ہے کہ ازل میں تمام فرشتوں نے اسی صورت آدمی کی کشش باطنی کو دیکھ کر سجدہ کر دیا تھا اور پھر ان کے وسیلہ ہی سے تمام جہان میں اسلام روشن ہوا (جس کو ہم آئندہ کے بیان میں تفصیل سے عرض کریں گے) اور عشق ذاتی تجربہ کا نام ہے کیونکہ فرشتوں نے جب تک آدم علیہ السلام کے وجود میں حسن حقیقی کا ملاحظہ نہ کر لیا نیز آدم علیہ السلام نے تمام اماء کا علم غیب ان کو بتا دیا تو جب ان کو یقین کامل ہوا اور اس کے بعد ان کو محبت پیدا ہوئی چنانچہ آج تک اس صورت پر درود و سلام میں اپنے اللہ سمیت مشغول ہیں۔ کیونکہ عشق ذتی کا تجربہ و مشاہدہ کر چکے ہیں اور کسی دیگر کور باطن سے کیا دریافت ہو سکتا ہے کہ حسن ازلی کیا ہوتا ہے یہ صرف پیر و مرشد کے تصور کی کسی اتصال اور نسبت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور نسبت اور خیال دونوں بڑی زبردست طاقتیں ہیں کہ ان کے سوا بھید نہیں کھلتا۔

Marfat.com

خاصیت برزخ وحواس:

جس طرح روشنی کی صفت ہے کہ جس چیز پر پڑتی ہے اس کو روشن کر دیتی ہے جس طرح گرمی سے بدن گرم اور سردی سے سرد ہو جاتا ہے۔ جس طرح راستہ چلنے سے راستہ کی کل ماہیت معلوم ہوتی ہے ورنہ گھر میں بیٹھ رہنے سے راستہ ختم نہیں ہوتا۔ جس طرح برے کی صحبت برا اور اچھے کی صحبت سے انسان اچھا ہو جاتا ہے۔ بس بالکل یہی لگاؤ جب کسی سے کیا جاتا ہے تو دوسرے کی صفت اپنے میں آ جاتی ہے۔ پس یہی وجہ ہے کہ بندہ جب کسی دوسرے بندے سے دوستی کرتا ہے تو ایک کو دوسرے سے محبت ہو جاتی ہے اس لیے اپنے خیال کو جس خیال میں لگاؤ گے ویسی صورت تمہاری بھی بن جائے گی۔ اس لیے پیر و مرشد کے تصور سے لگاؤ اور رابطہ پیدا کر کے تم اسی سیرت کے ہو سکتے ہو جس طرح محبوب کے رخسار کا تل جس کو خال کہتے ہیں۔ جب عاشق کے دل میں خوبصورت بن کر ایک جذبہ کشش پیدا کر دیتا ہے اسی طرح نقطہ عشق کا حال ہے کہ گوشہ نشین یعنی عاشق معشوق کے حسن صفات میں گم ہو کر اس میں محو ہو جاتے ہیں یہی عشق کہلاتا ہے۔ بہر حال یہ ایک راز ہے جو باتوں سے بمشکل حل ہوگا۔ بلکہ خود حضرت عشق ہی حل مشکلات ہیں۔ آگ وہ نہیں جو شمع کی لو میں ظاہر ہوتی ہے بلکہ آگ وہ ہے جو پروانہ کی سرشت میں ہے کہ وہ خود بخود شمع پر قربان ہوتا ہے۔ یہی عشق ہے اور برزخ سے اس کا بھید عیاں ہو جاتا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ انسان خدا پرست اس وقت ہو سکتا ہے کہ جب بت پرستی کا مرحلہ طے کر لے۔ بت پرستی سے مراد عشق مجازی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مجاز کی صفت میں خود تشریف فرما ہے یعنی اللہ بھی ہر وقت معہ فرشتگان اپنے حبیب پر درود پڑھنے میں مشغول ہے اور حقیقت مجاز میں اور مجاز حقیقت میں پوشیدہ ہو کر رہتے ہیں۔ مگر ایک

Marfat.com

دوسرے کے دیدار سے غافل نہیں ہیں۔اسی طرح فنافی الشیخ سے فنافی الرسولؐ کے درجات میں راز ہے کہ بندے کو اول پیر پرستی کر کے مجاز میں داخل ہونا پڑے گا۔یعنی فنافی الشیخ ہونا مجاز کہلاتا ہے۔جب اس سے آگے قدم رکھے گا تو چونکہ خود اللہ تعالیٰ نور بن کر حضورﷺ میں گم ہے اور وہ حقیقت اول ہی سے مجاز کی صورت صفت میں آ کر مقام کئے ہوئے ہے یعنی ذات پہلے ہی سے حقیقت محمدیؐ میں اپنی کل صفات سمیت گم ہے اور یہ تین درجے ہیں جو سمجھانے کو بیان کئے جاتے ہیں۔ورنہ یہ عالم شہود خود ہی وجود مطلق ہے۔

تین درجے برزخ کے:

سب سے اول ان تین درجات کے نام سمجھنے ضروری ہیں۔مادیت (ذات تعالیٰ ہے۔ وحدت حضورﷺ)واحدیت (پیرو مرشد کا نام ہے) یعنی احدیت۔ وحدت۔واحدیت کا آپس میں درجات کا نام ہے اور اس کی تشریح نسبتی یہ ہے۔کہ شغل برزخ یعنی تصور شیخ سے نسبت حضرت الوہیت پیدا ہوگی۔الوہیت کے معنی ہیں خدائی خزانہ رکھنے والا یعنی الوہیت پیرومرشد میں ہے کہ وہ بھید معرفت سے واقف کار رہے اور یہ مرتبہ کا نام اس کا رکھا گیا ہے واحدیت (مرشد) کیونکہ یہ وحدت صلعم کی تفصیل ہے یعنی واحدت ﷺ آدم علیہ السلام کے اندر نور بن کر روشن اور گم ہے۔س طرح سے حقیقت آدم یعنی صورت آدم وحدتﷺ کی تشریح وتفصیل ہے اور واحدت صلعم درمیانی مرتبہ ہے۔درمیان احدیت اور واحدیت کے یعنی اللہ اور مرشد کے۔تو جب تک واحدیت یعنی مرشد کی تفصیل سے آشنائی نہ ہوگی تو بندہ یعنی مرید وحدت صلعم سے آشنا نہیں ہوسکتا۔اسی طرح جب وحدت صلعم سے آشنائی ہوگی تو احدیت (خدا) کی تفصیل کل چونکہ وحدت صلعم میں روز اول سے موجود ہے۔لہٰذا مقام فنافی اللہ کی رویت خود بخود ہو جائے گی۔اس لئے اول آشنائی

Marfat.com

واحدیت (مرشد) سے ضروری ہے کیونکہ بغیر اس کے وحدت صلعم اور احدیت (خدا) سے آشنا ہونا ممکن نہیں۔

تصور مرشد و حواس:

برزخ یعنی عکس تصور مرشد فقر کے بھید کی کلید ہے اور ذات تمہاری شہ رگ کے قریب ہے۔ یعنی تمہاری جان جس سے تمہاری شہ رگ متحرک ہے اس میں ذات مقیم ہو کر تمہاری زندگی کا باعث ہے۔ لیکن کثرت اور غفلت کے باعث ہم ذات کو پہچان نہیں سکتے اور جس طرح جسم کے اندرونی پوشیدہ اعضا کو باہر سے ہم نہ تو دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی ان اعضاء کے مسلسل فعل کرنے کی حرکت کا ہمیں احساس ہوتا ہے کیونکہ یہ تمام اعضاء بمعہ بیرونی اعضاء کے یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ انہی اندرونی اعضاء کے اثر فعل کا نتیجہ ہے اور اس تمام انتظام کو جو جسم انسانی میں کارفرما کر رہا ہے وہ روح ہے اور روح میں تمام صفات پر قسم کے موجود ہیں جو حیات۔ علم۔ ارادت۔ قدرت۔ سماعت۔ بصارت۔ کلام کو محسوس کرانے والے ہیں اور جملہ حواس ظاہری و باطنی (ظاہری یہ ہیں جن کو حواس خمسہ کہا جاتا ہے) یعنی ذائقہ۔ باصرہ۔ سامعہ۔ شامہ۔ لامسہ (چکھنا۔ دیکھنا۔ سننا۔ سونگھنا۔ ٹٹولنا) یہ پانچ حواس تو ظاہری ہیں اور پانچ حواس باطنی ہیں یعنی حس مشترک۔ خیال۔ متفرقہ۔ واہمہ۔ حافظہ۔

حس مشترک (یہ ایک قوت ہے جس سے تمام صورتیں محسوسات کی بوسیلہ حواس خمسہ ظاہری۔ منقش ہوتی ہیں۔ گویا حس مشترک مثل حوض کے ہے اور حواس خمسہ باصرہ۔ سامعہ۔ شامہ۔ ذائقہ۔ لامسہ مثل نہروں کے ہیں)

خیال: (ایک صورت ہے جو بیداری میں تصور کرے یا خواب میں دیکھے)۔

متفرقہ: (جو ہر شے کا آپس میں فرق کرے۔ علیحدہ علیحدہ پہچان کرائے)

Marfat.com

واھمہ: (وہ قوت ہے جو جزویات تفصیل کو معلوم کرے۔ سچ اور جھوٹ کا خیال کرے مثلاً مردہ زندہ میں تمیز کرنا وغیرہ)

حافظہ:

(قوت یاد رکھنے والی ۔یادداشت)۔ چنانچہ یہ تمام صفات روح کی صفات ہیں۔یعنی حادث ہیں اور روح بھی حادث ہے کیونکہ وجود میں محدود اور مبعوث ہے۔یعنی مقید ہے۔اگر روح مقید نہ ہوتی تو حادث نہ کہلا سکتی تھی۔اور اگر حادث نہ ہوتی تو آدم کے صفات جو اللہ تعالیٰ کی مثال صورت کا ایک مجسمہ ہیں اور اس مجسمہ کو جو حضورﷺ کے نور سے سجایا گیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا جانشین اور خلیفہ نہ کہلا سکتا تھا۔کیونکہ آدم کو اللہ تعالیٰ کے جانشین ہونے کا فخر اس لیے حاصل ہے۔کہ اول تو اللہ تعالیٰ محدود نہیں رہ سکتا تھا کیونکہ تمام کائنات کی چیزیں اور ان چیزوں نے خلا میں جو جگہ گھیری ہوئی ہے اور خلا سے اوپر بھی کئی خلاء کے کائناتی جہان ہیں۔ان تمام کا انتظام قائم رکھنا کوئی معمولی بات نہیں اور ان کل اور تمام کائناتی وجود میں وہ ذات آسرے کی طرح موجود ہے اور اگر چہ یہ تمام کی تمام کائنات ایک وجود مطلق ہے یعنی ایک ہی وجود ہے کیونکہ کئی چیزوں کی کثرت ہے اور لاتعداد اور بے گنت اشیاء موجود ہیں مگر اس میں رہنے والا اور اس کو چلانے والا ایک ہے دوسرا کوئی نہیں ہے۔ اور اگر بظاہر کوئی دوسرا ہے بھی جو جزوی طور پر کام کراتا ہے تو وہ بھی اسی کلی ذات کا جزو ہے اور ذات ہی سے وابستہ ہے اور منبع ان کا ایک ہی ہے یعنی سرچشمہ ذات ہے۔اسی واسطے اس تمام کل کو جزویات سمیت وجود واحد واحدۃ الوجود یا وجود مطلق کہتے ہیں۔لیکن صفات کی وجہ سے چونکہ ذات تعالیٰ کی مکمل صفت حضورﷺ ہی ہیں۔اور صفات میں ظہور کا مادہ موجود ہوتا ہے۔اسی لئے کل کائنات کا ظہور خود حضورﷺ کے نور سے ہوا اور اس نور کے

Marfat.com

ذریعے اور وسیلہ ہی سے چونکہ کل کائنات کا انتظام کرانا تھا لہٰذا اس نور کی ایک صورت بنانی پڑی تاکہ وہ نور حکومت ظاہر اور باطنی کا بادشاہ۔ خلیفہ اور جانشین بنایا جائے۔ اور ذات تعالیٰ کی صورت کا خلاصہ یا نمونہ کہلایا جا سکے۔ لہٰذا صورت آدم جو تخلیق کائنات سے اول ہی ذات کے علم میں موجود تھی۔ اس میں اپنے نور کے کل صفات۔ اختیارات۔ حکومت۔ بادشاہت وغیرہ۔ غرض یہ کہ اپنا جانشین بنانے کے لئے اس کو بالکل اپنی صورت پر اپنے جیسا بنا کر کائنات کے متحرک اور ساکن نمائندوں کو آدم کی صورت کے سامنے جو اس کی اپنے ہی نور کی صورت تھی سجدہ میں گرا دیا۔ اور ایک مثال بھی موجود کی دی گئی کہ جو میری اس صورت کو جو کہ میرے جاناں کی صورت ہے اگر سجدہ نہ کرے گا اور میرا جانشین اس کو تصور نہ کرے گا تو وہ راندۂ درگاہ ہوگا۔ اور چونکہ یہ میری صوررت کا عکس ہی اور میں اس صورت میں ظاہری اور باطنی طور سے اس صورت کا ظاہر بھی اور باطن بھی ہوں۔ اس لیے مجھے پہچاننے کے لئے یہی بس ایک صورت ہے جس کے عکس تصور سے میری صورت نظر آئے گی۔ اسی واسطے اس میری طرح کی صورت کو سجدہ ہوا۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ ہادی اور مرشد ہے اور سجدہ ہی کی وجہ سے یہ معبود خلاق کے درجات رکھتا ہے کیونکہ خود میرا نور اس کے مجسمہ کا باعث ہے۔ اس واسطے اے میرے روحی عزیز وعکس تصور مرشد فقر کے بھید کی کلید ہے۔ کیونکہ ہم جنس کے بغیر کوئی ہنر یا فن سمجھ میں نہیں آ سکتا ہے اور ہم جنس میں ہم جنس کو اپنی بولی میں سمجھا بجھا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود بہ نفس نفیس نہ کسی کو دنیا میں آ کر اپنی زبان سے آج تک زبانی سمجھایا ہے اور نہ ہی کبھی ایسا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ سے کوہ طور پر جا کر کلام کرتے تھے اور بڑے بلند پایہ پیغمبر تھے مگر جب اللہ تعالیٰ نے ان کو علم غیب کی تعلیم سمجھانی چاہی تو آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس بطور مرید کے بھیجا اور تعلیم علم غیب ہم جنس کے ذریعہ مکمل ہوئی۔ اسی واسطے یہ قصہ قرآن مجید میں نازل ہوا ہے تا

Marfat.com

کہ ان باتوں کو سمجھ کر ان پر غور وفکر کیا جائے۔ اس قصہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک ہم جنس کی ظاہری اور باطنی صفت جب دوسرے ہم جنس میں اس کے دیدار اور کردار سے منتقل ہوتی ہے یعنی پیر اور مرید کی روح کا جس وقت برزخ کے ذریعہ سے آپس میں رابطہ ہوتا ہے اور وہ ایک دوسرے کو حقیقی طور سے پہچان لیتے ہیں تو مرید کو اس نور کی رویت ہو جاتی ہے جو ازل میں آدم یعنی مرشد کے مجسمہ میں سجایا گیا تھا۔

ہم نے اگر چہ بڑی تفصیل اور کوشش سے یہ معمہ تحریر کیا ہے کہ پیر و مرشد کے برزخ یعنی دیدار سے ہی اللہ تعالیٰ کے نور کی پہچان ہوتی ہے مگر یاد رکھو جب تک عمل نہ کیا جائے اس معمہ کو سمجھنا سخت درسخت کام ہے بلکہ ناممکن ہے

اشعار:

رابطہ روح جناب پیر سے ۔۔۔ رابطہ ہے حضرت تقدیر سے
یعنی ذات پاک سے ہے رابطہ ۔۔۔ حضرت لولاک سے ہے رابطہ
نسبت روحی سے جسمی جان لے ۔۔۔ اس قیاس رہنما کو پوچھ لے
ہاتھ اس کا ہاتھ ہے اللہ کا ۔۔۔ ہاتھ اس کا احمدؐ آگاہ کا
صورت مرشد صمد کا آئینہ ۔۔۔ یہ ہے شکل احمدؐ احد کا آئینہ
بوجھ مرشد کی خدا کی بوجھ ہے
بوجھ اس کی مصطفےٰؐ کی بوجھ ہے

دیدار مرشد دیدار حق ہے:

قرآن مجید تمام احکامات خداوندی کا ایک خزانہ ہے اور حضور ﷺ کے وسیلہ سے ہی ہم تک پہنچا ہے۔ اور آپ کی زبان مبارک نے جو کچھ بیان فرمایا ہے اس کو ایک جگہ

Marfat.com

کتاب کی صورت میں جمع کر لینے کا نام قرآن مجید ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے تمام علم غیب کا بیان حضور ﷺ نے اپنی زبان پاک سے کلام کے ذریعے ارشاد فرمایا ہے۔ کیونکہ خود کلام اللہ کا دعویٰ ہے کہ ہم نے کوئی ایسی بات بقایا نہیں رکھی جو کہ قرآن شریف میں بیان نہ کر دی گئی ہو۔ اس لیے پھر بقایا کونسا علم غیب ایسا رہ گیا ہے جس کا علم حضور ﷺ کو نہیں دیا گیا۔ بلکہ یہ کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تمام علم غیب حضور ﷺ میں پوشیدہ اور غیب ہے۔ اور چونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے نور ہیں یعنی اخود اللہ تعالیٰ آپ کے دیدار میں محو ہے اور ہر وقت بمعہ ملائکہ درود شریف میں منہمک رہتا ہے جس کا اصلی مطلب یہ ہے کہ ذات تعالیٰ صفات صلعم میں گم ہو کر بشکل نور تمام کائنات میں چمک رہا ہے اور حضور ﷺ ذات تعالیٰ کا ایسا آئینہ ہیں کہ اگر اس آئینہ میں جھانک کر دیکھا جائے تو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کیا نظر آ سکتا ہے۔

رخ مصطفےٰ ہے وہ آئنہ کہ اب اور دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزم خیال میں نہ دوکان آئینہ ساز میں

اس لئے اگر اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ہو تو جس صورت وشکل میں اللہ تعالیٰ نے اپنا نور سجا کر رکھا تھا اور اس صورت کی شہ رگ میں مقام کر کے اس کو سب سے اول سجدہ کرایا تھا تو اس مرشد اول میں اور اس کے جانشینوں میں معائنہ کر سکو گے۔ کیونکہ یہی صورت خلیفہ بن کر آئی اور تمام خدائی بھید کا یہی صورت آدمی خزانہ قرار دی گئی ہے۔ اور اگر صورت مرشد میں تمام کمالات خدائی نہ ہوتے تو نہ یہ خلیفہ بن سکتا اور نہ اس کو سجدہ ہوتا۔ اور نہ ہی اس کی شہ رگ میں ذات ڈیرا لگاتی۔ آیت شریف ہے

"ونحن اقرب الیه من حبل الورید"

"حافظ شیرازی علیہ الرحمتہ نے اس آیت شریف کا ترجمہ کیا پیارے انداز میں کیا ہے

Marfat.com

نظرے کرد کہ بیند جہاں صورت خویش
خیمہ در آب و گل مزرعۂ آدم ذرا!

ترجمہ:

خالق نے جب چاہا کہ جہاں کو اپنی شکل بنا کر دیکھوں تو مٹی اور پانی کے بت کو خیمہ بنا کر اس میں ڈیرا جمالیا تاہ اپنے نور کے عشق میں مبتلا ہو کر اس کا دیدار کرتا رہوں۔ یعنی خود کو کھو کر صورت آدمی میں آ کر ظاہر ہو گیا۔ اس لئے ظاہر اور باطن میں سوائے دیدار مرشد کے کامیابی مشکل ہے اور سوائے اپنی ہستی کی پہچان کے اللہ تعالیٰ کی پہچان ناممکن ہے کیونکہ جس صورت میں ذات تعالیٰ نے ڈیرا کیا ہوا ہے وہ وہاں ہی دستیاب ہو سکتا ہے۔ اور اگر غیب میں تلاش کرو گے یعنی اس کو غیب میں بنا دیکھے سجدہ کرو گے تو عبث ہے اور دانشمندی کے بھی خلاف ہے سوچنا چاہیے کہ حاضر کو اگر غیب جگہ تلاش کیا جائے تو ناکامی کے سوا کیا ہاتھ آ سکتا ہے۔ کیونکہ حاضر کو چھوڑ کر غیب کے پیچھے جانا خود ہی بھٹکنا اور بھولنا ہوگا۔ دیکھو ہم کو آگاہ کرنے کے لیے خود کلام اللہ گواہی دے رہا ہے۔ اور ہم کو باطل سے ہٹا کر صحیح راستے کا پتہ دے رہا ہے۔ رکوع نمبر 15 سورۃ کہف۔

"وصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعدمینک عنھم"

ترجمہ: "یعنی جذب کر اور ضبط کر اور مانوس رکھ اپنے نفس کو یعنی اپنی جان اور زندگی کو ان لوگوں کے ساتھ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔"

یعنی اس کی یاد میں لگے ہوئے ہیں (اور مراتب فنا میں گرے ہیں یعنی جن اولیاؤں کو فنا اور آگاہی نصیب ہے) اور اس کی رضا چاہتے ہیں (تو اے لوگوں یعنی مردو) ان ایسے اولیاؤں کے چہروں سے اپنی آنکھیں کسی صورت میں مت ہٹاؤ۔

اے میرے عزیز بھائیو اور بزرگو! اب اس آیت شریف کے معنی پر غور کرو اور

Marfat.com

سوچو کہ قرآن مجید میں کس قدر کھلے اور صاف الفاظ میں برزخ یعنی تصور پیر و مرشد کے لئے تاکید فرمائی گئی ہے اور جو لوگ اس کے خلاف ہین وہ کس قدر ظالم اور جہالت کے راستہ پر چلے جا رہے ہیں۔ دیکھئے اس آیت شریف کے الفاظ کس قدر پے تلے ہیں اور کیسی تاکیدی عبارت ہے یعنی خود فرمان اللہ تعالیٰ ہے کہ اپنے جسم و جان سمیت اپنے آپ کو بزرگوں یعنی اولیاؤں کے ساتھ اپنی جان اور زندگی کو مانوس کرو۔ یعنی اپنی نظر کر کے اپنے پیر و مرشد میں اپنا اثبات کرو۔ کیونکہ تمہارے رہبر دن رات خود اپنے اللہ کے برزخ میں محو ہو کر خود اللہ تعالیٰ کی ہستی میں گم ہو رہے ہیں۔ دیکھو آگے کے الفاظ کس قدر زوردار اور تاکیدی ہین اور تصور پیر و مرشد پر کس طرح زور دیا گیا ہے اور وہ الفاظ یہ ہیں کہ اے مریدو اپنے پیر و مرشد کے چہرے سے اپنی آنکھیں کسی وقت بھی مت ہٹاؤ اور یہاں تک عمل کرو کہ انہیں چھوڑ کر تمہاری نظریں اور کسی بھی طرف نہ پڑیں۔ صاحبان غور فرمایئے کہ یہ الفاظ بالکل قرآن کریم کا لفظی ترجمہ ہے۔ اور کسی قسم کا بھی معنی میں ہیر پھیر نہیں کیا گیا بلکہ قرآن مجید کی اس آیت شریف کے الفاظ معنی کرنے سے اتنے کھولے نہیں جا سکتے جس قدر کہ خود عربی زبان کے لفظوں میں زور اور جذبہ ہے۔ اور لب لباب یہی ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان کرانے کے لیئے سخت تاکید فرمائی ہے کہ جب تک تم میرے اولیاؤں یعنی میرے محبوب ﷺ کے جانشینوں یعنی خلفاؤں میں اپنی ہستی کو مٹا نہ دو گے اور سوائے ان کے چہروں کے تصور کے دوسری کسی طرف بھی توجہ نہ دو گے اور عکس برزخ پیر و مرشد میں خود کو غرق نہ کر لو گے اور (عیسنک) یعنی اپنی آنکھیں بطور ٹکٹکی باندھ کر پیر و مرشد کے چہرے پر اس کو معشوق حقیقی خیال کر کے اس کے عشق میں محو نظارہ ہو کر اپنی روح کو اس کی روح سے ربط نہ دو گے تو مقام بقاء یعنی زندگی جاوید حاصل نہ کر سکو گے۔ حضرت معشوق الٰہی اس آیت شریف کے معنی کس قدر جذب عشق میں آ کر بیان فرماتے ہیں اور اس آیت شریف کی تفسیر کیسے بلند اور پائیدار الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ابیات:

رابطہ روح جناب پیر سے
رابطہ ہے حضرت تقدیر سے
یعنی ذت پاک سے ہے رابطہ
حضرت لولاک سے ہے رابطہ
نسبت جسمی سے روحی بوجھ لے
اس قیاس رہنما کو پوچھ لے
ہاتھ اس کا ہاتھ ہے اللہ کا
ہاتھ اس کا احمدؐ آگاہ کا
بات میری نقطہ ابہام ہے
بات میری بادۂ بے جام ہے
ہر کسی کی کب سمجھ میں آئے ہے
خام اس کو کب یقیں میں لائے ہے
اے فقیر وہوش سے بیزار ہو
اس شراب ناب سے سرشار ہو
تم نہ کہہ بیٹھو اسے بادہ کہیں
جذبہ سالک ہے یہ بادہ نہیں
سالکوں کے اسطے با آب و تاب
عہد احمدؐ میں کھچی ہے یہ شراب
صورت مرشد صمد کا آئینہ
ہے یہ شکل احمدؐ احد کا آئینہ
شغل برزخ رات دن کرتے رہو
نام مرشد ہر گھڑی پڑھتے رہو
نام پیرو مرشد آگاہ کا
اے فقیر ونام ہے اللہ کا
بوجھ مرشد کی خدا کی بوجھ ہے
بوجھ اس کی مصطفٰےؐ کی بوجھ ہے
بوجھ ہے قرآن میں اس کی مگر
چاہیے اس بوجھ کو کامل بشر
مرشد کامل خدا کی داد ہے
یہ رسول پاکؐ کی امداد ہے
مرشد کامل فنا فی اللہ ہے
مرشد کامل بقاء باللہ ہے
ہے یہ نائب احمدؐ آگاہ کا
ہاتھ اس کا ہاتھ ہے اللہ کا
شیخ پی باصفا کا نام ہے
شیخ حضر راہ نما کا نام ہے

Marfat.com

شیخ وہ جو راہی اسلام ہے
شیخ وہ جس کا شریعت کام ہے
شیخ کامل میں فنا حاصل کرو
شیخ کامل میں بقا حاصل کرو
شیخ کامل معنی مستور ہے
شیخ کامل صورت پر نور ہے
شیخ کیا ہے شیخ ہے نور خدا
شیخ کیا ہے شیخ ہے طور خدا
شیخ کی صورت ہے نور مصطفیٰ
شیخ کا معنے ہے سر کبریا
شیخ کی صورت سے آنکھیں پھیرنا
ہے احد احمدؐ سے آنکھیں پھیرنا
صاف آیت آئی ہے قرآن میں
خوب سمجھائی ہے خود فرقان نے
شیخ کے چہرے پر ہر دم دھیان ہو
ہے یہ وجہ اللہ سے تم مان لو
شیخ کو بوجھ اگر کچھ بوجھ ہے
شیخ کو پوجو اگر کچھ سوجھ ہے

اے میرے پیارے عزیزان و برادران روحی سمجھو اور غور کرو کہ مولا تعالیٰ نے کس قدر کھلے الفاظ میں کلام پاک میں اپنے نبی ﷺ کے وسیلے سے کئی قسم کے الفاظ میں فرمان نازل فرمائے ہیں کہ لوگوں میرے سچے جانشینوں اور خلفاء کا وسیلہ تلاش کرو۔

ان کے علم میں اپنی تمام توجہ کو جذب کرو یعنی ان کے نور معرفت کی تلاش میں خود کو اتنا محو کرو کہ تم کو خود تمہارا جسم ان کا جسم دکھائی دیوے اور تمہاری روح ان کی روح میں داخل ہو جائے۔ یعنی تم اپنے مٹی پانی کے جسم کو اس درجہ فراموش کر دو کہ تمہاری روح عاشقوں کی طرح اپنے معشوق حقیقی یعنی پیر و مرشد کی صورت کا طواف کرتی نظر آئے اور اپنے آپ کو ماننے کا منشا اور مقصد ہی یہی ہی کہ تم خود کو اپنے پیر و مرشد کے تصور میں ایسے گم اور داخل کرو کہ تم کو معبود حقیقی یعنی مولا تعالیٰ کی اپنے آپ میں پہچان ہونے شہ رگ میں قیام کرنے والے کا پتہ جو چل جائے اور پھر تم بھی اللہ تعالیٰ کو ساتھ لے کر حضور ﷺ پر درود پڑھنے میں

Marfat.com

مشغول ہوسکو تا کہ اس دنیائے فانی میں آ کر پھر اسی طرف لوٹ جانے کا مقصد منشا اور طالب ومطلوب کا بھید تم پر کھل جائے دیکھئے کلام مجید میں اپنے پیرومرشد ہادی مطلق میں داخل ہونے کا کیسا واضح فرمان موجود ہے

"فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی"

ترجمہ: "پس تو داخل ہو جا میرے بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں"

خیال کرنا چاہیے کہ آیت میں نیک لوگوں کے ہمراہ شامل ہونے کا مقصد صاف اور کھلے الفاظ میں اپنے پیرومرشد میں تصور کے ذریعہ داخل ہونے کے ہیں۔

فادخلی سے خود خدا فرما چکے — معنی برزخ ہمیں سمجھا چکے
ہم اگر اس کو نہ سمجھیں ہے خطا — یہ خطا تو بس بلا ہے بس بلا،
اس خودی کا بھول جانا یاد ہے — نقشہ ہستی مٹانا یاد ہے
ہو جسے منظور وصل کبریا — آپ کو وہ بھول جائے اے فتا
روضۂ جنت کا ہو جس کو خیال — شیخ کے برزخ سے ہو وہ مست حال
خوبی برزخ سے پیوند شجر — با زبان حال کرتا ہے نظر
بے وسیلے لفظ کے اے ہوش مند — کوئی معنی سے ہوا ہے بہرہ مند
لفظ کا جب تک نہ آویگا خیال — کوئی معنے سے نہ ہو گا شاد حال
عرش سے فرش اے صاحب شعور — جلوۂ مرشد کا ہے سارا ظہور

تصور مرشد پر سلسلہ فقر میں اس قدر تاکید کیوں کی جاتی ہے؟ یہ اس لئے کی جاتی ہے کہ خود کلام مجید میں تاکید فرمائی گئی ہے جیسا کہ ہم نے آپ صاحبان کے لئے آیات قرآنی تحریر کر کے ہر ایک پہلو پر تفصیل سے عرض کر دیا ہے۔ یاد رکھیے کہ تصور مرشد ہی ایک نزدیک تر راستہ ہے جو مولا تعالیٰ کی پہچان کرانے کا وسیلہ خود حق تعالیٰ نے قرار فرمایا ہے۔

Marfat.com

اور یہی طریقہ حضور ﷺ کا ہے۔ تصور کے ہی فیض سے مولا علی کرم اللہ وجہ لحمک لحمی کے مرتبہ پر پہنچے ہیں۔

اشعار توحیدی:

زمین میں آسماں میں عرش پر کعبہ میں مندر میں عبث تلاش تھی چھپ کر وہ بیٹھے تھے میرے گھر میں

حضرت بابا صاحب شکر گنج مسعود العالمین قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

من نہ ام واللہ یارا من نہ ام جان جانم عقل عقلم نہ ام
نور پاکم آمدہ درمشت خاک کور چشماں را ولے روشن نہ ام
من ولیم من علی ومن نبیؐ جم نہ ام رستم نہ ام بہمن نہ ام
نور من درتنگنائے تن محو آفتابم ذرۂ روزن نہ ام
نور نور م نور نورم نور نور من چراغ و پنبہ و روغن نہ ام
اوست اندر سر سن ظاہر شدہ
من نہ ام مسعود باللہ من نہ ام

ترجمہ:

میں نہیں ہوں۔ میں نہیں ہوں۔ اے یار و قسم ہے میں نہیں ہوں۔ میری جان میری جان ہی نہیں اور میری عقل نہیں۔ وہ نور پاک ہوں کہ اس مشت خاک میں ایا ہوا ہوں۔ لیکن جو کور چشم یعنی اندھے ہیں ان کو کس طرح دکھائی دے سکتا ہوں۔ ولی۔ علی۔ نبی سب میں ہی ہوں۔ کیونکہ ان کے نور سے میرا نور پیوست ہے۔ میں جم۔ رستم ور بہمن وغیرہ نہیں ہوں۔ یہ نہ سمجھ کر میرا نور تنگ و تاریک جسم میں ہے۔ نہیں میں تو آفتاب کی طرح ہوں روزن کے سوراخ سے ذروں کی مانند نہیں ہوں۔ میں نور و نور ہی ہوں چراغ و روئی کی بتی

Marfat.com

اور روغن نہیں ہوں اے مسعود اس کا بھید میرے ہی اندر ہے جو ظاہر ہو کر ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔ قسم ہی کہ میرے سوا کوئی نہیں ہے (کیونکہ مجھ کو ہی سجدہ ہوا تھا۔ اگر وہ مجھ میں نہ ہوتا۔ تو فرشتگان مٹی پانی سے بنے ہوئے تب کو کیوں سجدہ کرتے۔ مگر جب انہوں نے پہچانا تو سجدہ کیا)

مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گر نہ بودے ذات حق اندر وجود
آب و گل راکے ملک کر دے سجود

ترجمہ:

اگر ذات حق آدم کے وجود میں نہ ہوتی تو پانی مٹی کے بنے ہوئے پتلے کو کیسے سجدہ ہوتا۔ حضرت مولائے روم کے روحانی مرید علامہ ڈاکٹر اقبال علیہ الرحمتہ نے اپنے کلام میں صاف اور فاش طور سے نشر کیا ہے۔

یہ پیام دے گئی ہے مجھے باد صبحگاہی
کہ خودی کے عارفوں کا ہے مقام پادشاہی

اگر چہ زمانے کے ادیبوں نے خودی پر مقالے لکھ کر کتابیں بھر دی ہیں مگر جب تک علامہ ممدوح کو خود حضرت روم سے روحی نسبت قائم نہ ہوگئی تھی خودی اور بے خودی کی خبر نہ ہوسکی۔ عرض ہے کہ جب تک بے خود با خود نہ ہو جائے۔ جب تک بے خودی خود اپنی خودی نہ بن جائے اور خود کو خدا کی صفات نہ سمجھا جائے۔ نیز جب تک خود کو مٹا کر اس نور صلعم کا شناسا نہ ہو جائے اور فاد خلی کے مقام پر نہ پہنچ جائے خودی یعنی خود شناسی کے مفہوم کو سمجھنا دشوار گزار معاملہ ہے۔ خودی کے معنی خود شناسی کے ہیں۔ اور جب اپنی شہ رگ کے مقام کو شناخت کر لے گا تو اس کی بے خودی خود بخود خودی میں بدل جائے گی۔ علامہ ممدوح نے ایک

Marfat.com

منتہی معمہ بالکل ایک سادے لفظ میں ایسا بیان فرما دیا ہی کہ لوگ سمجھتے ہوئے بھی بے سمجھ دکھائی دیتے ہیں۔ کیونکہ بے خودی کی بے کو جب تک حسن محبوب واحدیث میں گم نہ کر دیا جائے خودی کا عارف اور بادشاہ نہیں ہوسکتا۔ پہلے عارف پھر معروف۔ یعنی جب تک عاشق نہ بنے گا اور حسنؐ میں مٹ نہ جائے گا تب تک محبوب سے شناسا نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ معشوق کی خودی عاشق کو اس کے وصل سے نصیب ہوتی ہے۔

خلافت آدم علیہ السلام:

کلام مجید میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ یعنی نائب بنایا۔ اور نائب اپنے مالک کا قائم مقام ہوتا ہے یعنی بادشاہ اور وزیر آپس کے ہر ایک معاملے میں ہمراز ہوتے ہیں۔ ہمراز ہونے کے لیے لازمی ہوتا ہے کہ ایک دوسرے سے اس قدر نزدیک ہوں کہ دو قالب ہوتے ہوئے ایک جان معلوم ہوں۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ دونوں کا کوئی پردہ یا حجاب آپس میں نہ رہا ہو۔

اللہ کی ذات ایسی زبردست طاقت ہے کہ جس نے اپنی جنبش علمی سے تمام کائنات کو اپنے نور سے پیدا کر دیا۔ اور پھر اس تمام عالم جہان کی نگرانی کے لئے بطور ظاہر اپنی طرف ایک خلیفہ مقرر کر کے خود اس خلیفے میں باطنی طور سے اس کی شہ رگ کے قریب تر مقام کر دیا تا کہ مالک اور خلیفہ میں کوئی پردہ نہ رہ جائے۔ اور ہر ایک حکم کا اظہار مالک یعنی ذات تعالیٰ کی مرضی اور منشاء کے مطابق ہوتا رہے۔ اب جاننا چاہیے کہ خلافت ظاہری مقرر کرنے میں بھید کیا تھا۔ اور اپنا نائب اور جانشین بنانے میں مصلحت کیا تھی؟ چنانچہ ہمارے حضور علیہ ﷺ نے یہ راز اپنے جانشینوں کو سینہ بہ سینہ سمجھایا ہے۔ اور رفتار زمانہ کو دیکھ کر ہم کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ ہم اپنے عزیزان روحی اور اہل طریقت اصحاب کی

Marfat.com

خدمت میں چند راز پیش کریں تا کہ آجکل کے ظاہری علماء کی فرقہ پرستیوں سے نجات حاصل ہو۔

عرض ہے کہ ذات تعالیٰ ایک ایسی حقیقت تھی کہ جس کے علم کے خزانے میں یہ کل کائنات بھید کی طرح پوشیدہ تھی جس طرح کہ ایک بیج میں درخت چھپا ہوتا ہے اور جس طرح کا بیج ہوگا ایسا ہی درخت اس میں سے ظاہر ہوگا۔ یعنی بڑھ کے درخت کے بیج سے بڑھ کا درخت ہی ظاہر ہوگا اور ہر ایک بیج میں اول سے ہی وہ درخت موجود ہوتا ہے بلکہ اس کا نام بھی پہلے ہی سے رکھا ہوا ہوتا ہے۔ پس بالکل اسی قانون کے تحت ذات تعالیٰ کے علمی خزانہ میں کائنات کی ہر ایک شے بمعہ اپنی اپنی شکلوں اور ناموں کے موجود تھی اور جو شے بھی کائنات میں اللہ تعالیٰ کے نور سے برآمد ہوئی تھی وہ موجود اور رکھی ہوئی تھی۔ جس طرح بیج میں درخت رکھا ہوا ہوتا ہے۔

غور فرمایئے کہ ہر شے خواہ وہ محرک ہو کہ ساکن نظر آتی ہو کہ نظروں سے گم ہو۔ غرض یہ کہ خود خدا تعالیٰ موجود ہوتے ہوئے بھی نظر نہیں آتا۔ مگر ہر شے زمین و آسمان میں جو بھی ہے وہ اسی ذات کی طرف سے آتی اور پھر اسی کی طرف لوٹ جانے والی ہے جیسا کہ خود کلام اللہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

"انا للہ و انا الیہ راجعون"

ترجمہ: "ہم اللہ کے لئے ہیں۔ اور پھر لوٹ کر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف جاتے ہیں۔"

اب اگر کوئی اللہ تعالیٰ کو اس کائنات سے کہیں دور خیال کرے تو خیال فرمایئے کہ ایسا شخص کیا قران مجید کا نافرمان ہے کہ نہیں اور جو شخص قران مجید کے خلاف ہوگا وہ خدا اور رسول صلعم کا بھی منکر ہوگا۔ اس مندرجہ بالا آیت سے صاف اور واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ اس کائنات میں جو بھی ہے وہ صفات خداوندی ہیں کیونکہ ہر شے اسی میں سے آئی اور اسی

Marfat.com

میں لوٹ جانے والی ہے۔اور جا رہی ہے۔غور فرمایئے کہ ہر شے خواہ وہ جاندار ہو کہ بے جان ساکن ہو کر متحرک اس میں تین جزو لازمی ہوں گے۔ایک اس شے کا وجود، دوم اس میں اوصاف یعنی گن۔سوم اس شے کا نام۔اور جس شے میں یہ تین جزو نہ ہوں وہ کوئی شے نہیں کہلائی جا سکتی۔بلکہ ایسی کوئی شے دنیا و جہان میں ہے ہی نہیں۔اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ میں یہ تینوں اوصاف نہ ہوتے تو وہ اللہ تعالیٰ نہ کہلا سکتا۔بلکہ اس کی پہچان ہی نہ ہو سکتی اور نہ کوئی اس میں سے آتا اور نہ پھر اس میں لوٹتا۔تو سمجھنا اور سوچنا پڑے گا کہ ذات تعالیٰ کو پہچاننے کے لیے بزرگان دین نے بموجب فرمان حضور ﷺ و کلام مجید و اصطلاحات کے ذریعہ ذات کی حقیقت علمی طور سے بھی بیان فرمائی ہے اور عملی طور پر خود سینہ بہ سینہ عمل کرا کر اللہ تعالیٰ کی ہستی سے شناسا کراتے ہیں۔

سب سے اول ذات تھی۔تو جب اس ذات نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو اس نے اپنے پوشیدہ خزنے میں سے نور یعنی اپنی صفت کو ظاہر فرمایا اور پھر اس نور سے کائنات تیار کر کے ہر شے کا نام ظاہر کر دیا۔ذات۔صفات۔اسم یہ تین جزو اگر چہ الگ نہیں اور آپس میں ایک ہی مانے جاتے ہیں۔مگر صرف سمجھانے کے لیے ان کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے تا کہ علمی طور سے حقیقت ذات کا علم ہو سکے۔

اول ذات۔

یہ ایسی طاقت ہے جو دکھائی نہیں دے سکتی اور خود کلام مجید گواہ ہے۔اور فرمان حق ہے کہ میں بے مثل ہوں۔جس طرح ایک آدمی کی اپنی اندرونی ذات طاقت جب کوئی کام کرنا چاہتی ہے تو اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ تو حرکت کرنے لگ جاتے ہیں مگر وہ طاقت جو جسم کے اندر سے ارادہ اور حکم کرتی ہے وہ بظاہر دکھائی نہیں دیتی پھر تمام جسم میں موجود

Marfat.com

ہوتے ہوئے بھی پوشیدہ رہ کر کام کرتی ہے۔اسی طرح ذات تعالیٰ کو خیال فرمائیے کہ وہ اس تمام کائنات میں موجود بھی ہے اور پوشیدہ بھی ہے۔مگر کائنات کے ہر ایک فعل کو وہ چلا رہی ہے۔غرض یہ کہ ذات تعالیٰ کی ذاتی طاقت ایک بادشاہ کی طرح ہے اور ہر کام جو بھی ہو رہا ہے وہ اس کے زیر اثر یعنی ذات کے ماتحت ہوتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ذات جو فعل بھی کرتی ہے وہ اپنی صفت ذات کے ذریعہ کرتی ہے۔

دوم صفات:

دوم صفات کو سمجھنا چاہیے۔صفات ذاتی طاقت کا ایک ایسا جزو ہے جس سے ذتی طاقت ظاہر اور نمایاں ہو کر دکھائی دینے لگ جاتی ہے۔مثلاً کائنات میں جو شے ہے وہ ذات تعالیٰ کے صفات سے برآمد ہو کر اس کے نور ذاتی کے ذریعہ سے موجود ہو کر دکھائی دے رہی ہے۔یعنی ذات خود ایک بادشاہ کی طرح ہے اور صفت اس کی نائب رہ کر کام کر رہی ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ذات بغیر اپنے نائب کے نہ تو کوئی حکم دیتی ہے اور نہ ہی کبھی ایسا ہوتا ہے کیونکہ ذات تو صفات میں گم رہ کر ہی اپنے ارادوں کی تکمیل کراتی ہے۔ لہٰذا سمجھنا چاہیے کہ ذات حاکم اور صفت یعنی جس کو نائب اور خلیفہ جو بھی کہہ لو درست ہے کیونکہ ذات نہ اپنے نائب کے بغیر کوئی کام کرتی ہے اور کر سکتی ہے، اور یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جس بھی طاقت میں کام کرنے کی صفت موجود نہ ہوگی تو وہ کوئی طاقت نہیں کہلائی جائے گی کیونکہ طاقت صفت کے ساتھ رہتی ہے اور صفت طاقت کے ماتحت ہوتی ہے اور کبھی بھی ایک دوسرے سے الگ ہو ہی نہیں سکتی۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے کہ ہر شے کے تین جزو ہوں گے یعنی ایک شے کا وجود یا ہستی دوسرا اس کی صفات یا گن۔تیسرا اس شے کا نام۔ لہٰذا غور فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو جو اپنا نائب یا خلیفہ بنایا ہے اس کا کیا

Marfat.com

مقصد ہے۔تو سمجھنا چاہیے کہ ذات نے اپنی طاقت میں سے صفت کو جب ظاہر کیا تو وہ ایک نور تھا۔تو اس نور کی صفت سے چاروں عناصر یعنی آگ۔ہوا۔مٹی۔پانی بنا کر اس کا ایک پتلا تیار کرا کے اس پتلے میں وہ نور رکھ دیا اور پھر اس پتلے یعنی آدمؑ کو سب نوریوں نے سجدہ کیا۔کیونکہ خود ذات تعالیٰ اس پتلے یعنی آدمؑ کی شہ رگ میں موجود اور چھپ کر رہ رہی ہے۔ اسی واسطے آدمؑ کو نائب یعنی خلیفہ مقرر کیا گیا ہے۔اور خلافت کا یہی مقصد ہے۔صفت نائب یا خلیفہ کہلاتی ہے اور اگر ذات اپنا خلیفہ نہ مقرر کرتی تو نہ ذات کی پہچان ہو سکتی ور نہ ہی ذات کا کسی کو پتہ لگ سکتا تھا۔اور اس طرح ذات انسان کی شہ رگ میں موجود ہے اسی طرح کل کائنات ذات کے سہارے اور آسرے سے قائم اور موجود ہے۔مگر اس کائنات کا ظاہری حاکم خلیفہ یعنی آدم ہی ہو سکتا تھا اور آدم ہی کی ہستی میں تمام صفات ذاتی یعنی نور علیہ وسلم ﷺ رکھ کر اس کو اپنا قائم مقام اور نائب یعنی خلیفہ مقرر کیا ہے اور اگر خلیفہ نہ ہو تو ذات کوئی حکم اپنے آپ نہیں دے سکتی۔کیونکہ ہر ایک طاقت کے ساتھ صفت کا ہونا ضروری ہوتا ہے اور ذات صفت کے ذریعے ہی اپنے ارادے کا اظہار کر سکتی ہے اسی واسطے خلیفہ کے ساتھ ذات ہر وقت اپنا لگاؤ اور قرب رکھتی ہے۔اور اس کی شہ رگ میں ڈیرا ڈالے ہوئے ہے تاکہ ذات کا ہر حکم اس کی صفت یعنی نائب کے ذریعہ ظاہر ہو کر اسکی تکمیل ہو سکے۔جیسا کہ صفت کی زبان سے صادر ہوا ہے۔

اس لیے یاد رکھئے اور اس بات کو یقین کے ساتھ دل میں جگہ دیجئے کہ تم اللہ تعالیٰ کی ذات کو کبھی بھی پہچان نہیں سکتے اور نہ ہی اپنی ہستی کے اندر اس کو اور اپنی ہستی کو جان سکتے ہو۔جب تک کہ اول حضور ﷺ کے جانشینوں یعنی نائبوں اور خلیفوں سے روحی تعلق نہ جوڑ دو گے۔اور ان جانشینوں یعنی اولیاؤں ہی کے چہروں اور ان کی صفات نوری ذاتی میں خود کو جب تک جذب نہ کرو گے تم کبھی خدا کو نہیں پا سکتے۔کیونکہ ذات کی جو صورت بھی ہو سکتی ہے

Marfat.com

وہ تو صفات میں موجود ہے اور صفات کے سوا ذات متجلی ہی نہیں ہو سکتی جس کی وجہ بیان کر دی گئی ہے کہ ذات سے تم کسی طرح کوئی تعلق نہیں جوڑ سکتے کیونکہ وہ دکھائی نہیں دے سکتی اور خود صفت میں گم ہو کر ہر جگہ موجود ہے۔ اور تم اس ہر جگہ رہنے والے کو ایک نظر میں کس طرح ایک جگہ دیکھو گے۔ چنانچہ اسی واسطے اگر تم نے ذات تعالیٰ کی پہچان کرنی ہے تو فقط حضور ﷺ کے جانشینوں کی پوجا کرو اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو ابلیس فرشتہ کی طرح راندۂ درگاہ ہو جاؤ گے کیونکہ اس نے بھی خلیفہ سے موڑ اور ذات تعالیٰ کو بن دیکھے ہی پوجنا چاہا تھا۔ اور اس کو یہ نہ سوجھا کہ ذات تو بے مثل بے مثال ہے اور ایسی طاقت ہے کہ موجود تو ہے مگر دکھائی نہیں دی جا سکتی کیونکہ وہ تو صفت یعنی خلیفہ کی شکل میں آئی ہوئی ہے تو جب خود خلیفہ اس کی اپنی صورت ہے تو خواہ مخواہ جہاں ذات دکھتی ہی نہیں اس کو کیوں تلاش کیا جاتا ہے؟ بلکہ جس مقام اور جس صورت میں وہ ذات گم ہو کر ڈیرا کیے ہوئے ہے وہاں اس کو ڈھونڈنا چاہیے اور اسی واسطے خدا کو دیکھنے اور پہچاننے کے لئے تصور مرشد کا قاعدہ خود ذات نے رائج کرایا۔

لب لباب اور خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی خود اس کائنات کا موجد اور خود ہی اس میں رہ کر پوشیدہ ہے اور اس تمام کائنات سمیت ایک وجود مطلق ہے اور جو بھی صورت اس کائنات میں ہے وہ اسی بے صورت کی صورت ہے اور اپنے نور ﷺ کے ذریعہ قدت میں آشکارا ہے۔ اور اگرچہ اللہ موجود ہے مگر اس کی ذات بے مثل بے مثال ہے۔ اس کی مثال اگر کوئی ہے تو وہ صفات وحقیقت محمدی صلعم ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے بلکہ یہ سب جو کچھ ہے اس کی ذات وصفات ہے۔ جو اول سے موجود اور اس کے ظل میں ازلی طور سے موجود تھی اور یہ سب کچھ اس کا علم وخیال ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ اسی کے خیال سے ہر شے آتی ہے اور پھر اسی میں واپس لوٹ جاتی ہے اور اس بات پر خوب

Marfat.com

دھیان دینا چاہیے کہ اس کی صفت چونکہ اس کے زیر تحت ہے اسی واسطے اس نے صفت کو ہی خلیفہ بنایا کیونکہ صفت اور لفظ خلیفہ میں کوئی فرق نہیں اور چونکہ صفت ماتحت ہو کر ذات کے چلتی ہے اس واسطے صفت کا نام قائم مقام خلیفہ رکھ دیا گیا ہے تا کہ سب کو سمجھنے اور پوجا کرتے وقت سمجھ میں آ جاوے کہ صورت خلیفہ کی صورت مرشد ہے لہٰذا مرشد پرستی ہی خدا پرستی ہے اور خدا پرستی بت پرستی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ذات شکل وصورت چنیں وچناں سے مبرا ہے اور جو ہے وہ صفت۔ نائب۔ خلیفہ یعنی مرشد کی صورت میں ہے۔ ذات تو صفت میں محو اور درود خود ہی پڑھتی ہے یعنی خود اپنے نور کی صورت کی پوجا میں مشغول ہے۔ مشغول کے معنی گم ہو جانے کو کہتے ہیں۔ اس لئے پوجا کے لائق صرف خلیفہ یعنی تصویر مرشد ہے۔ اس کے سوا اگر غیب میں اس کو ڈھونڈو گے تو شرک ہو جائے گا۔

برزخ مرشد:

غور فرمایئے کہ مرشد کے کیا معنی ہیں اور اس کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟ مرشد کے معنی ارشاد کرنے والے کے ہوتے ہیں۔ دراصل مرشد ایک ایسا معمہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے بھید کی گہرائیوں کا ظاہری اور باطنی خزانہ ہے۔ اور کسی کو شک ہے تو وہ غور کر کے دیکھے کہ ذات تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو کیوں سجدہ کروایا؟ اور سجدے کی وجہ ہی یہی تھی۔ کہ آدم قائم مقام اور خلیفہ خدا تھا یعنی خدا کا جانشین۔ خود خدا نے اس کو بنا کر اپنی جگہ پر اپنے خلیفہ کو سجدہ کرایا۔

سن۔ اے طالب خدا کے اور غور کر جیسا کہ اوپر کے اوراق میں تفصیلات اور تمثیلات کے ذریعہ سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ذات بیچون وبیچگون، بے مانند اور بے صورت ہے یعنی ہم اس کو آنکھوں کے ذریعے نہیں دیکھ سکتے اگرچہ قرآن مجید میں صاف

Marfat.com

فرمان موجود ہے۔ کہ ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہیں۔ تو خیال کیجئے کہ اس قدر نزدیک ہو کر بھی دکھائی نہ دیوے تو آخر اسکی کوئی وجہ تو ضرور ہو گی۔ اور یاد رکھئے کہ جب تک اس رمز کی سمجھ نہ آوے گی تب تک اللہ تعالیٰ کی بھی سمجھ نہیں آسکے گی۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کے خلیفے یعنی مرشد کا بھید کھل سکے گا۔ لہٰذا سب سے اول اس بات کو سمجھئے کہ اللہ کی صفت جب تک ظاہر نہ ہوئی تھی تب تک اللہ کا پتہ ہی نہ تھا کہ اللہ بھی کوئی ہستی ہے کہ نہیں۔ کیونکہ ادم نے ہی ظاہر ہو کر خود خدا کی جگہ خود کو سجدہ کرایا۔ بلکہ خدا کو سجدہ ہی اس وقت ہوا ہے جبکہ خدا آدم کی سکل میں نمودار ہوا ہے۔ اس لئے غور کیجئے کہ ذات تعالیٰ ایک مخفی طاقت ہے اور اس میں جو صفتیں تھیں وہ اس وقت ظاہر ہوئیں جب اس نے اپنی ذات میں سے نور ظاہر کیا۔ اور نور کو دکھانے اور اس کی پرستش کرانے کے لیے ضروری تھا۔ کہ نور کے لیے ایسا وجود تیار ہو کہ وہ سب کو دکھائی دے سکے لہٰذا آدم کا ڈھانچہ تیار کرا کر اپنے نور کو اس میں آویزاں کر کے خود نور میں رچ مچ کر اس ڈھانچہ آدم کی شہ رگ میں مقام کر لیا۔ یعنی ذات تعالیٰ میں جو صفات تھے وہ نور میں رکھے ہوئے تھے۔ جس طرح ایک بیج میں درخت چھپ کر بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے ذات کی شکل صفت کے ذریعہ ہی نمودار ہو سکتی ہے۔ ذات کبھی دکھائی نہیں دی جا سکتی اور صفت چونکہ ذات کی نائب ہے یعنی ذات کے زیر تحت رہتی ہے اور نظروں سے دیکھی جا سکتی ہے۔ مگر ذات دکھائی دینے والی شے ہی نہیں۔ کیونکہ ذات تو صفت میں محو اور گم ہے۔ بلکہ یہ حقیقت ہے کہ ذات سمیت صفت قائم ہو کر نمودار ہے۔ تو ہر حالت میں صفت ہی دکھائی دے گی۔ اس لیے ذات کی تلاش کرنا بالکل عبث اور بے معنی بات ہے کیونکہ صفت ہی تو ذات کی صورت ہے اور صفت کے ذریعہ ہی سب کاروبار بلند۔ ذات تو صفت میں مخفی ہو کر کام کرتی ہے اور صفت ہی مختار کل ہے۔ لب لباب یہ ہے کہ صفت جان ہے اور صفت جسم ہے۔ تو جس طرح جان کے واسطے جسم ضروری ہے اس طرح

Marfat.com

جسم جب تک ہو جان کا پتہ ہی لگ نہیں سکتا۔ لہٰذا ذات کا جسم اگر کوئی ہے تو وہ جسم آدم ہے۔ کیونکہ آدم کی شہ رگ میں اسی لیے ذات مقام کر کے اس کو خلفیہ بنائے ہوئے ہے کہ ذات نے صفت میں گم ہو کر ہی اپنی پوجا کرائی تھی۔ اس واسطے صفت کہ جس کو آدم یا خلیفہ کہا گیا ہے۔ اس کی پوجا ہو سکے گی۔ کیونکہ ذات کی شکل صفت میں ظاہر ہو کر آتی ہے اور صفت اگر نہ ہوتی تو ذات کا نظارہ ہی نہ ہو سکتا تھا اور مرشد چونکہ ذات کی ہستی کا ظاہری وجود ہے لہٰذا جب تک تم صفت یعنی نائب اور خلیفہ کے برزخ میں مٹ کر گم نہ ہو جاؤ گے ذات سے تعلق نہ جوڑ سکو گے۔ اس لئے ذات سے تمہارا کوئی تعلق یا واسطہ نہ ہونا چاہیے اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ذات جب کہ خود صفت کے بھیس میں آ کر خلیفہ اور مرشد کہلاتی ہے تو پھر ذات کی تلاش عبث ہے اور ناممکن بھی ہے۔ کیونکہ صورت امکان میں تو صفت روشن اور نمودار ہے ذات تو صفت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے اور جب ذات آدم کی صورت میں آئی تو اس وقت بھی صفت یعنی مرشد کو ہی سجدہ ہوا تھا ورنہ غیب کو غیب میں کیسے سجدہ ہوتا۔ غیب تک وجود میں نہ آتا سجدہ ہی نہ ہوتا تو سمجھو اور غور کرو کہ سجدہ کے لائق صفت یعنی نائب ہی ہے ذات سجدے کے لئے نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ہوتی تو اول روز سجدۂ آدم یعنی مرشد کو کیوں ہوتا۔ بلکہ اس بات کو پکا اور درست تسلیم کرانے کے لئے ہی تو شیطان کو راندۂ درگاہ کیا ہے تا کہ ہر کوئی دیکھ کر اور سن کر آگاہ رہے اور جب تک کہ ذات آدم کی صورت میں نہ آئی اس کو سجدہ ہی نہ ہو سکا۔ کیونکہ سجدہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں اپنے معبود کو اول ان نظروں سے دیکھنا پڑتا ہے اور جب وہ سامنے آ کر اپنے رخ انور کی حسین و جمل اداؤں اور ناز و انداز کی پر بہار جھلک دکھا کر آنکھوں کی کھڑکیوں کے راستے دل میں آ کر عابد یعنی عاشق کو اپنے حسن حقیقی پر مبتلا کر دیتا ہے تو اس وقت سوائے سجدوں کے اور ہاتھ جوڑ جوڑ کر التجا کرنے کے کچھ بن نہیں پڑتی اور جس قدر خلوص و یقین اور جان فدا کرنے کی پیش کش سینہ

Marfat.com

عاشق میں زیادہ ہوگی اسی قدر وہ اپنے محبوب میں مٹ کر مقصد حیات حاصل کرلے گا اور دیکھے بناں سجدہ ناممکن ہے۔

مگر یہ خوب یاد رکھیے کہ پروانہ اس وقت شمع پر اپنی جان دینے کو آتا ہے جب کہ شمع اپنے رخ روشن پر سے نقاب اٹھا کر جلوہ گر ہو جائے اور پروانے میں مر مٹنے کا جنون اس وقت تک پیدا ہی نہیں ہوتا جب تک شمع روشن ہو کر سامنے نہ آ جائے۔ اور بغیر دیدار رخ جاناں کے سجدہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی واسطے ازل کے دن ذات تعالیٰ نے اپنا نور جس پر کہ قدیم سے خود عاشق وشیدا تھا۔ جب اپنے خزانہ علمی سے باہر لایا اور اس کو ایک مرصع اور خوبصورت شکل وصورت میں رکھ کر دربار عالم کے تخت حکومت پر بٹھایا تو اس کے رعب جمال سے ملائکہ سمیت تمام کائنات نے اس کو سجدہ کیا بلکہ خود ذات تعالیٰ بھی اسی وقت سے اپنے بندے کی پوجا میں مشغول اور محو ہے، یعنی درود وسلام میں منہمک ہے اور درود وسلام پوجا نہیں تو اور کیا ہے؟ اور ذات تعالیٰ نے اپنے آپ میں سے اپنا نور ظاہر کر کے پھر اپنے خیال کے مطابق اپنی صورت پر اس کو بنایا۔ گویا اپنے نور میں خود محو اور مٹ کر پھر خود ہی اس پر درود میں محو ہو کر بندے کی صورت میں نمایاں ہے۔ اور اس واسطے آدم یعنی مرشد ہی کو سجدہ ہوا تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتوں صفاتً جو اوپر بیان ہوئے مرشد کی صورت سے عیاں تھے۔ اور اللہ تعالیٰ اگر کہیں الگ جگہ پر مقیم ہوتا تو پھر وہ اپنے آپ کو مرشد کی صورت میں ظاہر ہو کر سجدہ نہ کراتا۔ بلکہ یہ مظاہرہ کسی الگ جگہ ہوتا۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے اور تعریف مرشد میں کیسا معمہ بیان کیا ہے۔

گر نہ بودے ذات حق اندر وجود
آب و گل را کے ملک کر دے سجود

ترجمہ: اگر آدم یعنی مرشد کے وجود میں ذات حق تعالیٰ خود ڈیرا جما کر نہ رہتی تو مٹی اور

Marfat.com

پانی کے بنے ہوئے بت کو بھلا فرشتے کیوں کر سجدہ کرتے؟

غور فرمایئے کہ مرشد کی میم میں محمد ﷺ کے کل نوری صفات کی طرف اشارہ ہے اور م سے مظہر کی شان نکلتی ہے اور احد کی ذات میں سے جب نور ظاہر کرنے والا تھا اور مرشد کی شکل میں وہ نور ﷺ جائے ظہور قرار دیا گیا ہے۔ میم۔ رے۔ شین۔ دال مرشد بنا کر ان الفظ سے بھی اظہار خدا ٹپکتا ہے لہٰذا الفاظ میں بھی شان صفت ذاتی جھلکتی ہے اور احد کے لفظ میں میم لگایا تو احمد ﷺ بن جاتا ہے اس لئے الفاظ سے بھی مظہر یعنی اظہار ٹپک رہا ہے۔ نیز میم سے مرتبہ، مرشد کے مراتبات یعنی مقامات ثلاثہ میں فانی ہونے کی طرف اشارہ ہے اور مراتبات ثلاثہ۔ فنافی الشیخ۔ فنافی الرسولؐ اور فنافی اللہ کو کہتے ہیں اور فنائے ثلاثہ اس وقت حاصل ہوتی ہی جب طالب مطلوب میں شغل برزخ کبریٰ کے ذریعے مرشد برحق میں فانی ہوجائے۔ اب صرف رے کو لیجئے۔ یہ ربوبیت کی طرف اشارہ ہے۔ ربوبیت کے معنیٰ ہیں پروردگاری۔ خدائی۔ یعنی تمام خدائی بھید حاصل کرنے کے لئے صورت مرشد سے ربط آشنائی پیدا کرنا۔ صرف شین بتا رہا ہے۔ کہ جب نور ﷺ ظاہر ہوا تو تمام نور جو اول ذات اور صفات صلعم میں پوشیدہ تھا کائنات کی شکل بن کر نمودار ہو گیا۔ چنانچہ باعث شہود بھی صورت مرشد ہے۔ کیونکہ مرشد پاک مصطفیٰ ﷺ ہے جو کہ صفات آدم میں اول روز رکھا گیا تھا۔ اور یہی توحید شہودی ہے۔ کیونکہ تمام شہود صفات ذاتی کا وجود مطلق ہے۔ اس سے آگے صرف دال ہے اور دال سے دلالت یعنی دلیل اس بات کی ہے کہ راہبر رہنما وجہ ثبوت ہے اس بات کا کہ جب تک وجود ظاہری اور بھید باطنی مرشد میں غور وفکر نہ کریں۔ رویت نور اللہ نہیں ہوسکتی کیونکہ مرشد کے وجود میں ازل کے دن سے تمام صفات نوری۔ ملکوتی۔ شہودی پوشیدہ کر کے جمع کر دیئے گئے تھے اور مرشد کو جمع الجمع بھی کہتے ہیں یعنی تمام مجموعات کا ایک خلاصہ اور ذاتی صفات کا مجموعہ۔

Marfat.com

قرآن مجید نے مرشد کی ہستی کو اس طرح کھول کر بتایا ہے کہ اس سے انکار کرنے والے اگر مسلمان ہیں تو وہ فرمان خداوندی کے منکر تصور ہوں گے جس کے لئے کلام پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے اور پھر ایسے جلیل القدر پیغمبر کا بیان ہے جو کہ خود اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتے تھے۔ اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ کو درخواست کی کہ مجھے علم غیب پر دسترس حاصل ہو جائے تو حکم ہوا کہ میرا ایک بندہ ہے۔ اس کے وسیلے اور اس کی تعلیم باطنی کے مطابق عمل کر کے علم غیب حاصل ہوگا۔ چنانچہ قصہ مشہور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر آپ سے مرید ہو کر فیضیاب علم غیب کے ہوئے۔

یہاں پر ایک ضروری اور سمجھنے کے لائق بات ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت، خضر علیہ السلام کو اپنا مرشد اس لئے تسلیم کیا تھا کہ ان سے خدائی علم غیب حاصل کریں۔ اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کو علم بشریت کا ظاہری عالم سمجھتے تو ناکام رہ جاتے۔ کیونکہ جب حضرت خضر علیہ السلام نے خدا کے علم غیب کا بھید ظاہر کر دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل و دماغ پر سے حجاب کے پردے اٹھ گئے تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ اسلام نے حضرت خضر علیہ اسلام کو علم بشریت کی آنکھ سے نہیں جانا بلکہ حجاب اٹھتے ہی بشریت مرشد نظروں سے پنہاں ہو گئی اور حضرت خضر علیہ السلام کی شکل میں آپ کو خدا نظر آنے لگا۔ کیونکہ ماضی۔ حال اور مستقبل کے حالات کا کشف عمل اور کردار کے مرحلوں سے جب طے ہو چکا تو حجاب اکبر کے پردے ہٹ گئے اور جس نور ﷺ میں ازل سے ابد تک کا تمام غیبی علم پوشیدہ تھا وہ ذات اور صفات کے مناظر میں سے عیاں ہونے لگ گیا۔

حضرت سید احمد گیسو دراز چشتی نظامی اپنے ملفوظات میں تحریر فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

العلم حجاب الاکبر (علم حجاب اکبر ہے) اس کے معنی آپ نے یہ فرمائے ہیں کہ برزخ تصور مرشد کو علم بشریت کی رو سے مرشد جاننا حجاب اکبر ہے۔ کیونکہ جس وقت یہ حجاب اٹھ جاتا ہے تو حضرت شیخ کی بشریت نظر سے پنہاں ہو جاتی ہے اور اپنا پیرومرشد ہی رسولؐ بلکہ خدا نظر آنے لگتا ہے اور اسی وقت طالب کو حجاب اکبر سے نجات ملتی ہے۔ اور مریدوں کے آداب میں لکھا ہے کہ مرید کو سوائے اپنے شیخ کے اور کوئی چیز مطلوب اور محبوب نہ ہونی چاہیے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مرشد کی صورت میں متجلی ہو کر مرید کی صحیح رہنمائی کیا کرتا ہے۔ اسی واسطے حق تعالیٰ نے ثبوت دینے کی خاطر قرآن پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ لوگ غور کریں ورنہ اس ایسے قصے کے بیان کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اور قصہ بھی ایسے جلیل القدر پیغمبر کا بیان کیا ہے جو خود اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے میں مشہور ہوئے ہیں۔ اور اب بھی لوگ اگر اس بات کو نہ سمجھیں تو حجاب اکبر کے سوا کیا حاصل ہو سکے گا؟

یاد رکھیے کہ مرشد حضور صلعم کا جانشین یعنی خلیفہ ہوتا ہے۔ اور جو کوئی اس کو علوم ظاہر کا عالم سمجھ کر اس سے علم بشریت کی تفاصیل اور اس کی لفظی گہرائیوں کو سمجھنا چاہے وہ عقلی حجاب میں ڈوب جائے گا۔ کیونکہ عقل عاجز ہے اور عاجز کا ادراک بھی عاجز ہی رکھے گا۔ اس لئے جب تک روح مرشد سے بذریعہ تصور مرشد اپنی جسمانی عارضی نفس کو ترک کر کے اپنی روح کو اس کی روح میں جذبہ خیال عشق کی صورت بنا کر شامل نہ کر لے گا تب تک حجاب نفس حائل رہے گا۔ اور جب کہ جسم کو فانی کر کے روح مرشد رو برو ہو کر اپنا جمال دکھائے گی تو مرید کی روح جس طرح لوہے سے مقناطیس کا میل ہوتا ہے مل جاتی ہے۔ اور روح چونکہ صفات نور ﷺ سے وابستہ رہتی ہے لہٰذا اپنی اصل ہستی کو پہچان کر ہمیشہ زندہ رہنے والی ہستی میں محو ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

توحید صفاتی:

توحید کو بیان کرنا دراصل توحید میں فساد ڈالنا ہے۔ کیونکہ اگر یہ کہہ دیں کہ اللہ کی ایک واحد الگ ہستی ہے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ دنیائے جہان سے کہیں الگ رہائش رکھتا ہے مگر یہ بالکل غلط خیال ہے اور قیاس اور عقل کے بھی برعکس ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طاقت ہی وہ ہستی ہے جس سے تمام کائنات اور اس میں کی ہر متحرک وساکن اشیاء زندہ اور قائم ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ذات کائنات کے بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے ذرے تک میں رچی اور بسی ہوئی ہے۔ گویا کہ کائنات ذات تعالیٰ کی وجہ سے زندہ اور قائم ہے۔ اور ذات تعالیٰ تمام کائنات کی جان ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کائنات اور ذات تعالیٰ مل کر ایک وجود کہلاتے ہیں اس لئے کائنات سے ذات تعالیٰ کسی بھی وقت علیحدہ نہیں ہو سکتی کیونکہ ذات تعالیٰ کے آسرے اور سہارے سے کائنات کا وجود کھڑا ہے۔ اور سمجھنے اور سمجھانے کے لئے کائنات اور ذات تعالیٰ کو دو حصوں میں محسوس کرایا گیا ہے ورنہ یہ ایک ہی وجود ہے اسی واسطے کلام اللہ خود اس کی تصدیق کرتا ہے اور آیت ہے کہ

"اللہ نور السموات والارض"

ترجمہ: "اور اللہ ہی کے نور صلعم سے زمین و آسمان کی روشنی ہے"

اس سے یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ کائنات ذات تعالیٰ کی ذات طاقت اور نور صلعم کی روشنی کا نتیجہ ہے۔ یعنی ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہیں بلکہ کائنات کے قالب کی جان ہی ذات تعالیٰ کا نور صلعم ہے۔ اسی واسطے میں تمام کائنات کو وجود مطلق یا وحدۃ الوجود کہتے ہیں۔ یہ دونوں اصطلاحی الفاظ ہیں۔ ان سے یہی مفہوم لیا جاتا ہے کہ کائنات کا

Marfat.com

وجود خود ذات تعالیٰ ہی کا وجود ہے اور یہ ایک دوسرے کے غیر نہیں ہیں بلکہ غیر کا تو وجود ہی ندارد ہے اور نہ ہی غیر کا کوئی پتہ ہی لگ سکتا ہے۔ غیر تو اس وقت موجود ہوگا جب ذات تعالیٰ کو کائنات سے علیحدہ تصور کر کے اس کی ایک الگ شکل کھینچی جائے۔ یعنی اس کی مثال بنا کر خیال کیا جائے کہ وہ فلاں شے کی مانند ہے۔ اور جب مان لیا جائے گا کہ فلاں شے کی مانند ہے تو وہ خدا نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ شکل والی ہر شے صرف ایک ہی حد میں محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور ذات تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے۔ اس کا کوئی کنارہ ہی نہیں اور نہ اُس کی مثال ہی دی جا سکتی ہے مگر صفات میں جو صورت ہے۔ اسی بے صورت کی صورت ہے۔

یاد رکھئے کہ کوئی شے ایسی نہیں جو اکیلی ایک ہی ہو۔ بلکہ ہر ایک شے کے تین رتبے یا درجے ہوتے ہیں تب جا کر وہ ایک ہستی بنتی ہے۔ جس طرح ہم اللہ تعالیٰ کو ایک کہہ دیا کرتے ہیں۔ مگر جب تک دوسرا نہ ہو اس کو ایک کہنے والا کہاں سے آئے گا۔ اس واسطے اس ایک میں سے جب تک کثرت کے ظہور کا امکان نہ ہو وہ مکمل ایک نہیں بن سکتا مثلاً بظاہر سمندر ایک شے معلوم ہوتی ہے لیکن وہ کروڑہا بوندوں سے مل کر ایک بنتا ہے۔ اسی طرح ذات تعالیٰ ہے تو ایک لیکن جب تک اس کی تمام صفات ظاہر نہ ہوئے تھے اس کو کسی نے جانا پہچانا نہیں تھا، اور نہ ہی یہ معلوم ہوا تھا کہ اللہ بھی ہے۔

خیال فرمایئے کہ ذات کی حقیقت ایک بھی نہیں ہے۔ جو اسے ایک سمجھتے ہیں غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور جو اسے دو مانتے ہیں وہ اس کی توہین کرتے ہیں۔ کیونکہ جب دو ہوں گے تو ان میں سے کوئی بھی محیط کل اور ہمہ گیر نہ ہوگا۔ اس لئے ایک اور دو دونوں ہی بھرم یعنی وسواس ہے۔ اصل بات یہ ہے اور توحید اس وقت ثابت ہوتی ہے کہ جب ذات۔ صفات اور اسماء کو شامل کر کے آپس میں ایک وجود سمجھا جائے اور یہی حقیقت ذات تعالیٰ ہے اور ذات تعالیٰ کو پہچاننے کو انہی میں سے گذر کر پھر اس کی حقیقت کی سمجھ آ سکتی ہے۔

Marfat.com

ورنہ ناممکن ہے۔ یاد رکھیئے جیسا کہ پہلے بھی اوپر کے اوراق میں بیان ہو چکا ہے کہ ذات تعالیٰ ایک حقیقت تھی اس میں تمام صفات کئی قسم کے موجود تھے یعنی کل کائنات کی اشیا اور ان کے نام بھی پہلے ہی سے مقرر اور موجود تھے مگر سب کائنات ابھی تک پوشیدہ تھی جس طرح کہ بیج میں درخت چھپا ہوتا ہے تو اس وقت حقیقت محض تھی جس کو کوئی شخص نہ ہست کہہ سکتا ہے اور نہ نیست۔ ہستی۔ اور نیستی کا اقرار اور انکار تو اس وقت ممکن ہے کہ جب ایک سے دو ہوں۔ اور جہاں ایک دو کا وجود نہیں تو کون کس کا انکار کرے اور کون کس کا اقرار کرے چنانچہ اسی حقیقت کی دو صورتیں ملی جلی آپس میں تھیں جن کی سمجھ بعد میں آئی کہ ایک کو ذات کہا گیا اور دوسری کو صفت اور جب تک صفت سے ذات اور ذات سے صفت کا پتا معلوم نہ ہوا اور ذات تعالیٰ کے ذات صفات جب تک آپس میں ایک وجود کی طرح خیال و تصور میں نہ لائے جائیں تب تک ذات کو ایک کہنا غلطی اور کفر و شرک ہو جائے گا۔ اسی واسطے کلام مجید میں "وحدہ لا شریک" آیا ہے کہ ذات کو صفت سے الگ نہ مانو۔ اگر الگ سمجھو گے تو ذات کو مکان میں یا حدود میں محدود خیال کرنا پڑے گا بلکہ صفات کی شرکت سمیت جب اس کو وجود مطلق تصور کرو گے تو اس وقت وہ "لاشریک" کہلائے گا۔ خوب غور سے سمجھو اور خیال کرو کہ جس ذات میں صفت موجود نہ ہو کیا اس ایسی ذات کی پہچان ہو سکتی ہے؟ نہیں۔ ہرگز نہیں کیونکہ ذات تو بے مثل، بے مثال ہے۔ اس کو صفت میں شامل کر کے ہی اس کی صورت مثالی صفاتی کو ان نظروں سے دیکھ سکیں گے۔ مثلاً ایک بڑھئی کرسی بنانے لگتا ہے تو اس کے دماغ میں جو اس کی ذاتی طاقت ہے۔ جب وہ فعل کرتی ہے یعنی اس کے ہاتھ پاؤں میں سے صفتیں ظاہر کر کے کرسی کو بناتے جاتے ہیں۔ تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی ذاتی طاقت بڑھئی کے جسم اور دل و دماغ میں موجود ہے جو کام کرا رہی ہے۔ اور کرسی کو بنانے میں بڑھئی کی ذاتی طاقت سے ایسے صفات ظاہر ہو رہے ہیں جنہوں نے کرسی

Marfat.com

کو مکمل کر دیا ہے۔ مگر سوچنے اور غور کرنے کے لئے یہ بڑی ضروری بات ہے کہ باوجود کہ بڑھی کی ذات طاقت کام میں خوب مصروف ہو رہی ہے۔ مگر اس ذاتی طاقت کی ظاہر میں کوئی شکل وصورت دکھائی نہیں پڑتی اور اگرچہ طاقت موجود دکھائی بھی نہیں دیتی۔ لیکن ہم اس بات سے کسی طرح انکار نہیں کر سکتے کہ ذاتی طاقت الگ پھرتی رہے بلکہ ہم کو ماننا پڑے گا کہ جب تک ذت اور صفات آپس میں رچ مچ کر ایک نہ ہوں تب تک نہ ذات کا پتہ لگے گا اور نہ ذات اللہ کہلا سکے گی کیونکہ ذات اور صفات اور اسماء ہی تو مل کر اللہ بنے ہوئے ہیں اور ان کا آپس میں ایک ہو کر رہنا ہی تو لاشریک کہلاتا ہے لاشریک تو اس قت ہی وہ ذات کہلا سکے گی جبکہ کوئی بیرونی شے اس میں شامل نہ ہو۔ تو جب اسی سے ہر شے آتی اور اسی میں گم ہو جاتی ہے تو شریک اس کا کہاں ہوا۔ اور توحید تو اس وقت مانی جائے گی جبکہ کائنات سمیت اس کا ایک وجوہ تسلیم کیا جائے کیونکہ وحدت کی وجہ سے کثرت ہے اور کثرت میں وحدت ہر دم ہر وقت موجود ہے تو غیر شے کی شرکت کہاں رہی ہے لاشریک کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ کائنات کو اللہ سے علیحدہ نہ خیال کرو بلکہ اللہ ہی کو جب ہر شے میں شریک کر لیا۔ اور ذات وصفات کو بمع اسماء یعنی کائنات کے ایک وجود مطلق مان لیا۔ تو شرک سے تو خود بخود چھٹکارا ہو کر وہ صرف لاشریک ہی باقی رہ جاتا ہے۔

غور فرمایئے کہ یہ کل کائنات جب ظاہر نہ ہوئی تھی تو کہاں اور کس میں سمائی ہوئی تھی اور جب ظاہر ہوئی تو کس کے حکم سے یہ تمام ظاہر ہوگئی۔ لہٰذا سمجھنا چاہیے کہ ذات ہی ایک مخفی طاقت تھی اور یہ تمام کائنات اس کی صفتیں وجود کی شکل میں کثرت سے اسکے ظل یعنی سایہ کے نیچے قدیم سے بطور صفات کے تھیں یعنی یہ سب کچھ اس کی صفات کے کرشمے تھے جو اس کی ذات میں پوشیدہ تھے۔ اور ذات کے فعل اور نور ذاتی کے وسیلے سے یہ تمام کثرت نمودار ہوگئی اور وہ ذات کثرت میں سما کر ہر نشوونما ہر متحرک وساکن اشیاء کے لئے اس کی

Marfat.com

جان بن کر رہ رہی ہے۔ اسی واسطے اس کی مثال نہیں دی جا سکتی کیونکہ اس کی صفات کی کثرت اس قدر لاتعداد ہے کہ ہر شے اسی کی اپنی صفاتی شکل وصورت بن کر اس کی مثل آپ ہے یعنی کائنات کا ہر ایک وجود اس وقت ظاہر ہوا ہے جب وہ اس وجود میں آ کر نمودار ہو گیا ہے۔ بلکہ خدا کی خدائی جب تک ظاہر نہ ہوئی تھی خود خدا بھی ظاہر نہ ہو سکا تھا اور نہ ہی وہ ظاہر ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اول صفت نے ظاہر ہونا تھا تو پھر صفت کے وسیلے سے اس کا پتہ ہو سکتا تھا۔ اس کی وجہ خود بخود ظاہر ہے اور ذاتی طاقت کی شکل صفت میں دکھائی پڑے گی۔ کیونکہ صفت کے بغیر ذات کا ہونا ناممکن تھا۔ اگر وہم کے پردے ہٹا کر ذرا سا غور کر کے دیکھو تو سجدہ ہی اس کو اس وقت ہوا ہے جبکہ وہ انسان کی شکل بن کر سامنے آیا ہے۔ اس لئے ذات کو سجدہ کرنیوالے ذات کو بھی پہچان نہیں سکتے۔ کیونکہ جب تک کوئی صورت سامنے نہ ہو تو سجدہ کس کو کیا جائے اور یہی وجہ تھی کہ ذات نے اپنی صفت کو نائب یعنی خلیفہ بنا کر جب خود کو خود میں دیکھ لیا اور پہچان لیا تو سجدہ کرایا۔ ورنہ اس کو سجدہ ہی نہ ہو سکا اور نہ ہو سکتا تھا۔

بقول بعضے

جب حسن ازل پردۂ امکان میں آیا
ہر رنگ ہر اک روپ ہر اک شان میں آیا
حرمت سے ملائک نے اسے سجدہ کیا تھا
جس وقت کہ وہ صورت انسان میں آیا

بقول دیگر:

نہ یہ شیشہ نہ یہ ساغر نہ یہ پیمانہ بنے — جان میخانہ تری نرگس مستانہ بنے
کار فرما ہے فقط حسن کا نیرنگ کمال — چاہے وہ شمع بنے چاہے وہ پروانہ بنے
پرتو رخ کے کرشمے تھے سر راہ گزر — ذرے جو خاک سے اٹھے وہ صنم خانہ بنے

Marfat.com

وسیلہ:

یہ بات تحقیق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ بغیر وسیلہ کے کوئی کام سرانجام نہیں پاتا۔ اور دنیائے جہان کا ہر ایک کام محتاج وسیلہ ہے مثلاً بادل کے سوا بارش۔ سورج کے سوا روشنی۔ زمین کے سوا خوراک وغیرہ، ہوا اور پانی۔ روٹی وغیرہ کے سوا زندگی غرض یہ کہ وسیلہ پر کروڑ ہا مثالیں بھی دیں تو پھر بھی ختم ہونے میں نہیں آئیں گی بلکہ دنیائے جہان میں ہر شے ایک دوسرے کا وسیلہ ہیں۔ خود قران مجید میں فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کے لیے نبیوں ولیوں کا وسیلہ تلاش کرو۔ اور اگر کوئی ظاہری عالم اسکی تردید کرے تو اس کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے۔ کہ خود کلام پاک ہی میں اس کا ثبوت موجود ہے جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے علم غیب سیکھنے کی التجا کی تو آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کا وسیلہ تلاش کرنے کا حکم ہوا تو پھر علم غیب کی سمجھ آئی اور مثال بھی قران پاک میں ایسے پیغمبر کی دی گئی ہے جو حق تعالیٰ سے طور پر ہمیشہ ہمکلام ہوتے تھے۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے اور کلام اللہ شریف کے خلاف ڈھکو سلے بنائے نہ جائیں تو اتنا ہی کافی ہے کہ ایک پیغمبر کو بھی وسیلہ کی ضرورت ہوئی کہ خدا تعالیٰ کی بجائے ایک اپنے ہم جنس بندے نے وہ علم غیب اس کو سکھایا جس کی بابت نا سمجھ اور علمائے ظاہر اکثر جھگڑا کرتے ہیں کہ سوائے ذات تعالیٰ کے علم غیب پر کسی کو دسترس ہی نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ ذات تعالیٰ نے اپنی پہچان اور اپنے آپ کو سمجھانے کے لیے انسان کو خلق کیا ہے اب آپ خود ہی غور فرمائیں اور انصاف سے یقین کو دل میں جگہ دے دیں کہ جب کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور خاص تھے اور کلام پاک میں حکم موجود ہے کہ ہم نے اپنے نبی صلعم کو نور بنا کر تمام کائنات پر نازل کیا ہے تو اب ان ایسے وجوہات کی بنا پر یہ کس طرح مان لیا جائے کہ حضور صلعم کو علم

Marfat.com

غیب نہ تھا۔ بلکہ ہم کو یہاں تک کہنے کی جرائت ہوگئی ہے کہ خود اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی زبان کے وسیلہ سے کلام اور سب احکامات صادر فرماتا ہے۔ بلکہ ذات تعالیٰ نے کوئی امر ایسا باقی نہیں چھوڑا جس میں اپنے حبیب صلعم کو وسیلہ نہ بنایا ہو۔ بلکہ اپنی ہستی کے سوا اگر سجدہ بھی کرایا ہے تو اپنے نور ﷺ کو آدم کی صورت میں کرایا ہے تاکہ کل کو کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ محبوب صلعم کی بجائے اللہ تعالیٰ نے خود کو کیوں نہ سجدہ کرایا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے خو کو تو سامنے آنے ہی نہیں دیا بلکہ جو بھی اختیار تھا اپنے محبوب ﷺ کو سونپ دیا۔ اور خود اس کی شہ رگ میں ڈیرا لگا کر چھپ گیا ہے۔ اس لئے سمجھئے اور غور فرمائیے کہ حضور ﷺ خود ذات تعالیٰ کی صفت اولین قدیم ہیں۔ اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے کہ ذات صفات کے بغیر نہ کوئی شے قائم ہی رہ سکتی ہے اور نہ ہی پہچانی جا سکتی ہے کیونکہ ذات اور صفات ہمیشہ سے ازلی اور قدیمی طور سے ایک ہو کر رہتی ہیں۔ اور ان میں فرق کرنا یا ان کو دو آپس میں اگر خیال کیا جائے تو یہی کفر ہو جاتا ہے جیسا کہ اوپر کے اوراق میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اب ہم صرف وسیلہ پر کچھ تبصرہ کرنا چاہتے ہیں۔

یہ تو سب لوگ جانتے ہیں خواہ لوگ پڑھے لکھے ہوں یا ان پڑھ ہوں کہ سوائے سیڑھی کے مکان کی چھت پر چڑھنا دشوار ہے اسی طرح ذات تعالیٰ کی پہچان کے لئے بھی وسیلہ کی ضرورت لازمی ہے۔ کیونکہ جب ہم کو اپنی ہستی کا علم نہیں ہے تو ذات تعالیٰ کی ہستی کا علم کیا خاک حاصل کریں گے۔ لہٰذا بنی بنائی بات ہے اس میں غلطی کرنے سے کسی بات کی سمجھ نہیں آئے گی۔ یعنی پہلے ہم پھر ذات تعالیٰ۔ پہلے ہمارا جسم پیچھے ذات تعالیٰ کی شناخت کا علم ہوگا۔ پہلے ہماری آنکھ پھر سورج کی روشنی۔ تو اب اس بات کو سمجھنا ہے کہ خدا تعالیٰ کی پہچان کا وسیلہ کیا ہے۔ دراصل جب تک ہماری ظاہری آنکھ کوئی شے ملاحظہ نہ کرے ہم کو کسی شے کا علم نہیں ہوتا کیونکہ ظاہری آنکھیں ہمارے دل و دماغ کی کھڑکیاں ہیں اور ان

Marfat.com

دیکھی۔ سنی سنائی چیزوں کو جب تک ہماری آنکھ تصدیق نہ کر دیوے ہم کو یقین کامل حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی واسطے ہر شے کی دریافت کے لیے وسیلہ سب سے اول تلاش کرنا پڑے گا اور سوائے ہم جنس کے کوئی سمجھا بجھا نہیں سکتا۔ اس لئے ذات تعالیٰ کی پہچان کے لئے سب سے اول مرشد کا وسیلہ اختیار کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد جو طریقہ مرشد بتادے اس پر عمل کے ذریعے اختیار کر اور چھیڑ چھاڑ نہ کرے اور جو وہ تعلیم دیوے اس کو علم بشریت خیال نہ کرے بلکہ وہ خدائی علم ہوتا ہے کیونکہ خدا اور خدا کی پہچان کے لیے ہوگا۔ اور یہ علم اگرچہ تحریر و تقریر میں لانے سے سمجھنا دشوار کام ہے کیونکہ اس کا تعلق عمل سے ہے۔ جس طرح صرف ایک بڑھئی کا کام سیکھنا ہو تو سوائے بڑھئی کے وسیلہ کے نہیں آ سکتا۔ اور اگر کوئی کہے کہ بڑھئی سے سن کر کسی کتاب پر لکھ لینے سے آ جائے گا تو یہ ناممکن ہے کیونکہ جو بات عمل کے ذریعہ آتی ہے وہ تحریر میں لائی نہیں جا سکتی۔ اسی واسطے قرآن مجید ہمیں عمل کی ترغیب ہی دے گا۔ عمل کر کے دکھا نہیں سکتا۔ عمل تو کسی ہم جنس ہی کے وسیلہ سے سیکھنا پڑے گا۔

سب سے اول اس بات کو یاد رکھیے کہ اللہ تعالیٰ کی پہچان کے لئے صرف دو باتیں ضروری ہیں ایک شغل برزخ دوسرے تعلیم لسانی۔ شغل برزخ تصور شیخ کو کہتے ہیں۔ اور تعلیم لسانی یہ ہے کہ مرشد جو اپنی زبان مبارک سے تعلیم کریں۔ چنانچہ کلام مجید میں آیات بھری پڑی ہیں جو کہ تصور برزخ شیخ کی تصدیق کرتی ہیں اور وہ ہم نے اسی کتاب میں اول تحریر کر دی ہوئی ہیں۔ اور اگر تصور شیخ بت پرستی ہے تو پہلے روز خود خدا تعالیٰ نے بت پرستی کی ابتدا کیوں کی؟ دیکھئے علمائے ظاہر جو رات دن خدا پرستی پر زور دیتے ہیں اور غیر مذاہب کی بھی دل شکنی کرتے ہیں تو ان کی نادانی کی کوئی حد نہیں۔ خود ہی کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آدم کو اپنا قائم مقام اور نائب یعنی خلیفہ بنا کر سب کے سامنے پیش کر کے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو اور خود ہی آدم پرستی کے قانون کی مخالفت کرتے ہیں۔ کیا مٹی کا بنا ہوا آدم بت نہیں تھا اور کیا

Marfat.com

ہمارے دین اسلام کے موافق خدائے عظیم اس حقیقی بت پرستی یعنی آدم پرستی کا موجد نہیں ٹھہرتا۔ اصل میں آدم پرستی کا مطلب پیر پرستی ہے۔ اور پیر پرستی خدا پرستی ہے۔ اور خدا پرستی بت پرستی ہے۔ کیونکہ جب بن دیکھے خدا کی پرستش کی جاوے گی تو گویا خدا کو کسی علیحدہ مکان میں تصور کر کے غیب میں اس کی پرستش کریں گے۔ لہٰذا محدود خدا کو ان دیکھے سجدے کرنا بت پرستی نہیں تو اور کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو اسی واسطے شکل آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور اپنا نائب مقرر کر دیا ہوا ہے۔ کیونکہ ذات تعالیٰ تو بے مثل بے مثال ہے۔ اس کی شکل تصور میں لانی دشوار ہے کیونکہ وہ ہر جگہ پھیلا ہوا ہے۔ لہٰذا وہ صفات کی صورت ہی میں دکھائی دے سکتا ہے اسی واسطے اس نے آدم کو اپنا نائب بنا کر سجدے کا حکم دیا تھا۔ تا کہ تمام ہی میرے نور کی مثال اور شبیہ کو دیکھ سکیں ورنہ آدم کو سجدہ کرانے کا تکلف کیوں کیا گیا تھا؟ اس لئے سمجھئے اور جانئے اور قران مجید کے حکم پر عمل کیجئے اور اللہ تعالیٰ کی پہچان کے لیے پیر و مرشد کو اول وسیلہ بنا کر پوجیے پھر تم کو پیر کی شکل وصورت اور اس کے احکام کی پیروی کرنے سے خدا حاصل ہوگا ورنہ نہیں۔ تمام عمر خدا کی تلاش میں ٹکریں مارتے رہنا اور غیب کو غیب میں تلاش کرنا دانشمندی اور کلام مجید کیخلاف ہے اور اگر خدا تعالیٰ کی ہستی کو غیب تصور کر کے پرستش کرنی درست ہوئی تو شیطان راندۂ درگاہ نہ ہوتا۔ کیونکہ وہ بھی تو خدا کو ایک کہتا تھا اور علیحدہ جگہ اس کو سجدہ کرنا چاہتا تھا۔ تو پھر ایک ایسے موحد کو راندۂ درگاہ کیوں کر دیا؟ لہٰذا یاد رکھئے شیطان نے شرک کیا تھا اور ذات کو صفات سے علیحدہ جان کر کفر میں پڑ گیا۔ اسی واسطے مشرک کو راندۂ درگاہ کر کے پیر پرستوں کے لئے جواز پیدا کر دیا۔ اور کلام مجید میں پیر پرستی کا اعلان جاری فرما دیا۔ فرماتے ہیں کہ اگر تمام علوم کوئی حاصل کرے مگر اہل طریقت پیر و مرشد کی صحبت میں نہ رہے تو وہ ہرگز مردوں کے مراتب تک نہ پہنچے گا۔ نیز جس کو ادب کا حکم دیا جائے اور کوئی شخص ایسا نہ ہو جو اس کو خدمت وصحبت کا ادب سکھانے سے منع کرے

Marfat.com

آفات وعیوب اعمال سے اس کو آگاہ کرے۔ نفس کے مکر وحیلہ کی اس کو خبر دیوے اور ایسا نہ سیکھے گا تو سمجھو کہ وہ ناگہانی موت کا شکار ہوگا ور وہ شخص مشائخ کی صحبت اور برکات وانوار سب سے محروم رہے گا۔ جو کہ ان کے دل میں ہوتے ہیں۔ اور وہ کامیابی کے مدراج طے نہ کر سکے گا اور مرید وہ ہے جو اپنے لئے سوائے اس کے کچھ نہ چاہے جو اس کا پیر ومرشد اس کے لئے چاہے اور مرید کی ہم نشینی نااہل لوگوں کے ساتھ ایسی ہے جس طرح بدکار عورت کے ساتھ التفات کی باتیں۔

صوفی:

اور صوفی وہ ہے جس کا وجد اس کا وجود ہو اور اس کی اپنی صفات اس کا حجاب ہوں یعنی

"من عرف نفسہ فقد عرف ربہ"

"جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا"

یعنی جب تک اپنے وجود کو پہچان کر تم وجود کی تمام صفات کو بھول کر یا فراموش کر کے اس کی پہچان نہ کرو گے جس سے تمہاری اپنی ہستی وجود میں آئی ہے۔ تو تمہارا وجود موجود اور مسجود ساجد دونوں سے گزر کر اس نور ﷺ کے انوار میں جب تک ڈوب کر ابھرے گا نہیں تب تک یہ معلوم نہ کر سکو گے کہ خدا اور بندہ کیا ہے۔ اور بندے کا بندہ ہونا ہی خدا کا ہونا کہلاتا ہے۔ بقول شخصے

جب یہ وجود نہ تھا اس وقت بھی تھا بندہ
اس راز کو وہ سمجھے بندے کا ہو جو بندہ
نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

Marfat.com

سماع:

فرماتے ہیں سماع ایسی شے ہے جس کے سوا کوئی آواز غیر نہ سنائی دیوے اور وہ کیا سماع ہوا کہ اگر گانے والا چپ ہو جائے تو سماع بھی بند ہو جائے سماع ایسا ہونا چاہیے جو ہمیشہ کان سے متصل رہے اور کبھی منقطع نہ ہو اور فرمایا جو سماع کا دعویٰ کرے اور اس کے لئے جانوروں کی آواز درختوں کا ہلنا۔ ہوا کی حرکت اگر سماع نہ ہو تو وہ دعوۂ سماع میں جھوٹا ہے۔

توحید مثالی:

"کنت کنزا مخفیا فا حببت ان اعرف فخلقت الخلق"

ترجمہ: "میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ چاہتا تھا کہ پہچانا جاؤں لہٰذا میں نے مخلوق کو پیدا کیا"

ذات تعالیٰ مخلوق اور کل کائنات کی پیدائش سے قبل ایک خزانہ غیب یعنی پوشیدہ راز تھا۔ جب اس نے چاہا کہ اس پوشیدہ اور مخفی بھید کو ظاہر کرے تو کل کائنات سمیت مخلوق کو ظاہر کر دیا۔ اور مقصد یہ تھا کہ مجھ کو پہچانیں اور میری پرستش یعنی پوجا کریں۔ اسی واسطے محبت یعنی عشق سے مخلوق کی بنیاد قائم کر کے عشق و محبت الفت اور کشش کے ساتھ قدیمی طور سے جو اپنے اندر چھپایا ہوا تھا اس کو ظاہر کر دکھلایا اور جو کچھ ذات تعالیٰ کے علم میں موجود تھا وہی ظاہر ہونا تھا اور خزانہ غیب میں جو بھی اول اور قدیم سے اپنے ظل قدرت میں لئے ہوئے تھا اس کو خوب سجا کر بازار شہود میں اپنے اپنے مقام پر آویزاں کر دیا اور خود اس میں ملک ناسوت یعنی دنیا میں ہر شے کا نگران بن کر اسی میں گم یعنی غیب ہو کر رہ رہا ہے جس طرح کسی درخت کا بیج جب بویا جاتا ہے تو درخت کے ظہور پر بیج اپنے آپ کو کھو کر درخت کی نشو ونما کے لیے اس درخت میں غیب اور گم ہو کر درخت کی زندگی بن کر درخت ہی میں پوشیدہ ہو کر

رہ جاتا ہے۔

بس اسی طرح وہ ذات تعالیٰ اس کل کائنات کے ظہور کا باعث بن کر اس کل متحرک و ساکن اشیاء کے اندر موجود ہے اور ذات ہی کے سہارے اور آسرے سے یہ تمام ناسوت سے لے کر لاہوت تک یعنی دنیا سے لے کر تمام زیر و بالا جو بھی ہماری نظروں کے سامنے اور پوشیدہ ہے۔ اسی کے دم سے موجود اور قائم ہے اور وہی بیج اور وہی درخت بنا ہوا ہے۔

قدیم سے قاعدہ چلا آتا ہے کہ دنیا کے انتظام کے لیے خواہ وہ بری ہو کہ بحری یا آسمانی غرض یہ کہ کائناتی وجود پر ظاہرہ طور سے ہر شعبہ کے لیے حاکم یا سردار مقرر ہے اور اگر تمام نظم و نسق درہم برہم ہو کر رہ جائے اور خود ذات تعالیٰ نے حکام ظاہری باطنی مقرر فرمائے ہیں۔ جبکہ ثبوت کی لئے علمی عملی۔ تحریری۔ جسمی۔ مثالی یعنی ہر طرح انسان کی بہبودی کے لئے اور کائنات کو چلانے کے لیے ظاہر و باطن میں ہم کو آگاہ کر دیا گیا ہے اس کے علاوہ اس ذات تعالیٰ نے قانون قدرت ایسا مکمل اور ہماری فطرت کے عین مطابق بنایا ہوا ہے کہ خواہ ہم کتنا ہی چھپ چھا کر اس کی اور اسکے قانون قدرت سے روگردانی کیوں نہ کر لیں مگر اس کی پکڑ سے ہم کسی طرح بھی چھوٹ نہیں سکتے۔

سب سے اول قدرت نے خود ہمارے دل کے اندر ایک ضمیر رکھی ہوئی ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ خود خدا جبکہ ہماری شہ رگ بنا ہوا ہے تو ضمیر کے معنی دل کی خدائی آواز ہوئے آسمان کی بلندیوں زمین کے نشیبوں خلا کی وسعتوں بلکہ عروج و نزول کے شش جہات میں صفاتی مراتب جن کو مراتب ستہ کہا جاتا ہے۔ ان چھ مرتبوں کے ذریعہ نور ربانی ﷺ اپنی ذات کو کھو کر اپنے جلوے کی کرن کی آخری منزل طے کر کے ہمارے دل پر عکس فگن ہوتا ہے۔ جو ہمارے تاریک دل کے ڈھانچے کو اپنی روشنی سے منور کر دیتا ہے اور

Marfat.com

ہمارے اس گوشت کے ٹکڑے کو جسے ہم دل کہتے ہیں ایک خاموش زبان عطا کر دیتا ہے اسی کو ہم ضمیر کی آواز کہتے ہیں۔ جب ہم سے کوئی لغزش ہو جاتی ہے۔ جب ایک کمزور خیال ہمارے دماغ کے اعصاب پر چھا جاتا ہے اور ہمیں گناہ کے سمندر میں غرق کرنا چاہتا ہے تو ہمارا ضمیر کسی جھوٹے الفاظ کو دہرانا چاہتا ہے۔ جب ہمارے لب و دروغ گوئی کے لیے کھلتے ہیں تو ہمارا ضمیر ہم کو ہدایت کرتا ہے۔ اور جب ہمارا جھوٹ ظاہر ہو جاتا ہے اور ہمارا نفس ہم سے کہتا ہے کہ انکار کر دے یعنی جھوٹ کو چھپانے کی کوشش کر اور ہم مکر نے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمارا ضمیر ہمارے سینے میں بے چین ہو جاتا ہے اور اندر ہی اندر ہم کو کہتا ہے کہ گناہ کر کے پھر گناہ کو چھپانا یہ گناہ سے بھی بدتر گناہ ہے۔ اسی طرح قانون قدرت کے اور کئی حصے ہیں جن کی تفصیل کرنا غیر ممکن ہے مثلاً آگ فوراً جلا دے گی۔ گناہ کرتے کرتے انسان جسمی اور نفسیاتی طور سے بھی مٹ کر تباہ ہو جاتا ہے۔ غرض یہ کہ فطرت اور قانون قدرت کے خلاف اگر ایک گھونٹ پانی بھی مقدار سے زائد پی لیا جائے تو تکلیف اور بعض وقت سخت بیماری تک لے جاتا ہے۔ اسی واسطے اس ذات تعالیٰ نے ہماری ہدایت کے لئے نبی۔ ولی اور آسمانی کتابیں جو نبیوں ولیوں کی تصدیق کرتی ہیں سب ہماری بہبود اور نظام و فلاح کے لیے بھیجے۔ اسی لئے روز اول ہی آدم کو ہمارا ہم جنس بنا کر اس میں اپنے تمام ذاتی صفات رکھ کر پھر اس کو اپنی کائنات پر ظاہر و باطن سے حکمران کر دیا۔ بلکہ جس نے خدا کی ذات کو سجدہ کرنا چاہا۔ اس کو مشرک و لعین اور راندۂ درگاہ کر دیا۔ اور جنہوں نے آدم یعنی کل دنیائے جہان کے پیر و مرشد اور نبی کو سجدہ کیا وہ آگاہی یافتہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی بجائے آدم کو کیوں سجدہ کرایا تھا۔ اگر یہ شرک تھا۔ جیسا کہ اب بھی اکثر علمائے ظاہر فتوے لگاتے ہیں کہ اللہ کے سوا نہ تو کسی کو مانو اور نہ ہی کسی کا وسیلہ تلاش کرو اور نہ ہی کسی کو مددگار بناؤ۔ مگر یہ تمام باتیں قرآن شریف کے خلاف ہیں۔ جس کی تصدیق اور ثبوت کے لئے مندرجہ ذیل

Marfat.com

آیات قرانی ہماری راہنمائی کرتی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ اور غور کرنا چاہیے کہ سب سے اول کلام مجید میں بھی یہی حکم ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں کا راستہ اختیار کرو اور ان کے وسیلے ہی سے یہ دشوار گذار راستہ طے ہو سکے گا آیت الحمد شریف ہی میں یہ حکم دیا گیا ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ سب سے اول بزرگان دین کے بیعت ہو کر ان کو مان کر پھر کوئی قدم اٹھا سکو گے۔ بلکہ برگزیدہ بندوں کے حکم کے مطابق سب کام کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی پہچان ہو گی ورنہ غضب میں آ جاؤ گے۔

"اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب علهم و لا الضالين"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کے لئے اس کا اصلی راستہ اور سیدھا راہ تلاش کرنے کے لیے ان بزرگان دین کا وسیلہ پکڑو جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام و اکرام ہو چکا ہے۔ یعنی جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا جانشین بنایا ہے اور جن کے سپرد اس نے انتظام عالم کیا ہوا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے سخت تاکیدی الفاظ فرمائے ہیں کہ اگر تم برگزیدہ بندوں کو اپنا راہنما اور پیرو پیشوا نہ بناؤ گے تو غضب میں آ جاؤ گے یعنی راندۂ درگاہ ہو جاؤ گے (جس طرح کہ سجدۂ آدم کا انکاری ابلیس راندۂ درگاہ ہوا۔ کیونکہ اس نے بھی آدم علیہ السلام کو نبی ولی پیر پیشوا تسلیم نہ کیا تھا۔ حالانکہ وہ دنیا پر اللہ تعالیٰ کے جانشین اور خلیفہ تھے جیسا کہ کلام پاک میں خود اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے) اگرچہ اس آیت شریف کے ہوتے ہوئے کسی دیگر ثبوت کی ضرورت نہ تھی مگر ہم اور بھی ایک آیت پیش کرتے ہیں۔ سورۂ نساء میں آیت شریف بڑی واضح اور مفصل موجود ہے۔

"انعم الله عليهم من النبين و الصديقين و الذهد او و الصالحين وحسن اليک رفيقا"؟

Marfat.com

ترجمہ وتفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی۔ ولی۔ شہید اور صالح یہ چار شخص یعنی اللہ کے برگزیدہ اور اللہ کے جانشین یعنی اللہ کے بعد تمام قسم کا اختیار رکھنے والے یہی وہ ہستیاں ہیں جن پر اللہ نے فخر کیا ہے اور جن کو رفیق کے الفاظ سے یاد فرمایا ہے کیونکہ رفیق کا درجہ دوست سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور رفیق وہ ہوتا ہے جو خاص ہمراہی کہلاتا ہے۔ نبیؐ وہ جو صاحب نبوت ہو۔ صدیق وہ جو سچے راستے پر چلا اور دوستان ذات میں شمار ہوا۔ شہید وہ جو جہاد کفار میں جاں بحق ہو۔ شہادت بھی دو قسم کی ہے ایک اکبر اور ایک اصغر۔ اکبر یہ ہے کہ جس نے اپنے نفس شیطان کے ساتھ جنگ عظیم کر کے شہادت پائی یعنی پیر پیشوا کا وسیلہ پکڑ کر تعلیم باطنی کے ذریعے نفس کی سرکوبی کر کے درجہ ولایت حاصل کیا۔ یعنی حضورﷺ کا جانشین مقرر ہوا۔ اور امت محمد صلعم کا نگران اور بخشش کرانے والا ہوا۔ مثلاً صرف حضرت بابا فرید گنج شکر کا ہی رتبہ بیان نہیں ہو سکتا۔ کہ آپ کے دروازۂ مبارک سے گذرنے والا قطعی جنتی ہو جاتا ہے اور قیامت تک اسی طرح امت محمدی صلعم کے افراد جو معتقد ہوں گے ان پر دوزخ کی آنچ حرام ہو جائے گی۔ اب جہاد اصغر کا مطلب سمجھئے یہ وہ لوگ ہیں جو دشمنان اسلام کے ساتھ جنگ کر کے جہاد میں شہید ہوئے اور صالحین وہ ہیں جو فرمان اللہ اور رسولﷺ کے موافق اس صراط مستقیم پر رواں ہوئے جس پر چل کر اللہ تعالیٰ کی پہچان ہوتی ہے۔ اور یہ سب چاروں اللہ تعالیٰ کے سچے برگزیدہ اور دوست و رفیق کہلاتے ہیں۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں ان کی تعریف کر کے ہم کو مکمل طور پر ان کے سپرد فرمایا ہے اور انہی مکرم و معظم ہستیوں سے زمین و آسمان کی روشنی موجود اور قائم ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے جانشین اور کلی اختیار کے مالک اور نگران ہیں۔ جیسا کہ اوپر کی سطور میں ان کی شان بیان ہو چکی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی کوئی مثالی صورت ہے تو وہ یہی برگزیدہ اور ہر قسم کا اللہ کا غیبی علم رکھنے والی ہستیاں ہیں۔ اور اسی واسطے اللہ تعالیٰ خود غیب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے اپنی جگہ اپنی جا بجا اور اپنا جانشین جبکہ ان کو کر دیا تو پھر ہم کو کیا ضرورت ہے کہ ہم انکو چھوڑ کر غیر کی طرف توجہ کریں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے سوا اور کسی کو ماننے پر رکاوٹ کرنی ہوتی تو اول آدم علیہ السلام کو اپنی بجائے سجدہ نہ کروایا ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ ہمارے رو برو آیا کرتا۔ تیسری بات یہ ہے کہ مخلوق کی ہدایت کے لئے اپنے برگزیدہ بندے نہ بھیجتا بلکہ خود تمام احکام صادر فرماتا۔ اور اگر نبیوں ولیوں کو ماننا اور ان کی پیروی کرنا اور ان کے راستے پر چلنا اور خدا کی پہچان کے لئے ان کو اپنا راہنما اور اپنا قبلہ و کعبہ تسلیم کرنا کفر اور شرک ہوتا تو اول روز خود اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو اپنی جگہ نہ تو خلیفہ کرتا اور نہ ہی اپنا قائم مقام بنا کر خود اس صورت میں پوشیدہ اور مخفی ہو کر رہا ہوتا اسی واسطے "لیس کمثلہ شئی" فرمایا۔ یعنی فرمان ہے کہ اللہ کی کوئی اپنی علیحدہ صورت نہیں ہے بلکہ اس کی کوئی مثال ہی نہیں دی جا سکتی۔ ہاں اس کی صورت کی اگر کوئی مثال ہو سکتی ہے تو وہ آدم کی صورت ہو سکتی ہے۔ اور یہ اس لئے کہ خود اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں آدمی کی شہ رگ سے بھی نزدیک تر مقام کئے ہوئے ہوں۔ اتنی تفصیل اور احکامات قرآنی کے ہوتے ہوئے بھی اگر بزرگان دین علیہ الرحمتہ کو اللہ تعالیٰ کی بجائے راہنما تسلیم نہ کیا جائے تو کیا یہ نافرمانی نہ کہلائی جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی صریحاً گستاخی ہے کہ جبکہ اللہ تعالیٰ نے خود حکم فرمایا کہ مجھے سجدہ نہ کرو بلکہ جہاں میرا نور ﷺ سجا کر جس صورت میں رکھا گیا ہے اس کو یعنی صورت آدم کو سجدہ کرو۔ اور پھر جس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تو اس کو راندۂ درگاہ کر دیا۔

نہایت غور و فکر کا مقام ہے کہ ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ کو صرف سجدہ کرنا چاہتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا شرک ہے مگر ایسے کٹر توحید پرست کو جو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے آگے جھکنا مانتا ہی نہ تھا۔

Marfat.com

راندۂ درگاہ اور مشرک بنا دیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے اور ایسا کیوں کیا گیا۔ اور اگر ہم بھی اللہ تعالیٰ کو صرف سجدہ کریں تو کیا ہم راندۂ درگاہ ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اس واسطے بڑا ہی نازک مسئلہ بن جاتا ہے۔ اور اگرچہ بڑی سیدھی سادھی بات ہے مگر اعتقاد کو قائم رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنا چاہتا ہے وہ تو کافر لعین اور مشرک ہو کر راندۂ درگاہ بن جاتا ہے۔ اور جو اللہ کے سوا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرتے ہیں۔ وہ برگزیدہ بلند درجات پاتے ہیں۔ اس لئے اس بات کو سمجھنا نہایت ضروری ہو جاتا ہے کیونکہ یہی تو تمام بنائے مذہب ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہی کی صحیح طور پر سمجھ نہ آوے تو آگے چل کر کس کی پرستش اور پوجا کی جاوے گی۔ خود ہی کلام اللہ میں فرمان ہے

"لیس کمثله شیئی"

"کہ اس کی کوئی اپنی مثل یا شکل نہیں"

اور خود ہی یہ بھی حکم دیدیا گیا ہے اور آیت موجود ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو شخص دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے سے اندھا رہا وہ آخرت میں بھی یعنی اگلے جہان میں جا کر بھی اندھا ہی رہے گا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس جہان میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا لازمی ہو گیا ہے اگرچہ وہ شکل وصورت سے مبرا ہے اس کا یہ مطلب نہیں اور نہ ہی یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ ہے ہی نہیں لیکن یہ بھی سمجھنا اور جاننا ضروری ہے کہ دنیائے عالم میں جو بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ہستی سے وجود میں آیا ہے اور اسی کی ہستی سے زندہ اور قائم ہے۔ بلکہ کائنات تمام کی تمام اللہ تعالیٰ کے نور کا پرتو ہے اور جو بھی صورت ہے۔ اسی بے صورت کی صورت ہے اور جو کچھ ظہور میں آیا ہے اسی کو توحید مثالی کہتے ہیں۔

اگرچہ بغیر عمل کے اللہ تعالیٰ کی پہچان مشکل ہے کیونکہ اس دنیا میں اس کا دیکھنا لازمی ہو گیا ہے ورنہ اندھے پن کی مثل ہو گا۔ جیسا کہ کلام اللہ میں فرمان ہے۔ اس لئے

Marfat.com

ہم تحریری طور پر کچھ نہ کچھ سمجھانے کی کوشش کریں گے۔تا کہ اگر کسی کو شوق ہوتو وہ عملی طور پر بذریعہ تعلیم باطنی کے اللہ تعالیٰ کی پہچان کر لے اور اس جہان سے اندھے پن سے نہ جائے۔لہٰذا عرض ہے اور پہلے بھی تحریر کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک مخفی خزانہ تھا اور یہ تمام کائنات اس کے ظلِ علم میں موجود تھی جس طرح بیج میں درخت موجود رہتا ہے اور جب اس کو شوق ہوا اور اپنے آپ کو ظاہر ہوا۔اور وہ نورحسن کی صورت بن کر چمکا اور تمام جہان کی روشنی کا باعث بنا اور اس روشنی سے تمام مخفی خزانے جو ذات کے علم میں مخفی تھے ظاہر ہو گئے اور خود ذات چونکہ اس نور میں منتقل ہو کر چھ مراتب طے کرتی ہوئی آخر مرتبہ ناسوتی میں آ کر محو ہو کر مکمل ہو گئی اور قائم ہو کر رہ گئی لہٰذا اس نے اپنی پرستش کرانے کے لئے اپنے نور ﷺ کو صورت آدمی میں اپنی تمام صفات سے تشبیہ دے کر منور کر کے اپنی بے صورت کی صورت قرر دے کر اپنی مثل قائم کر کے سجدے کا حکم دیا۔اور اپنے دیدار کا ذریعہ بنا کر اس کو اپنا جانشین یعنی خلیفہ کے لفظ سے پکارا۔تا کہ اس جہان میں اس کو دیکھنے سے کوئی اندھا نہ رہے۔اور اس کی پہچان اس صورت کے ذریعے سے ہو سکے۔کیونکہ ہم جنس کے بغیر بات کی سمجھ نہیں آتی ہے اور کعبہ واسطے اہل تکبیر اور بت خانہ واسطے اہل تکفیر کے اپنی شان جمال و جلال سے بنایا جمال اس کا حسن صورت تجلی جو کہ بہشت بریں کے مشابہ ہے اور جلال اس کا آتش غیرت دوزخ کے مشابہ ہے۔اور جس نے اس کے نور ﷺ کو صورت تمثیل میں سجدہ کیا وہ اس کی ذات کو اور اپنی ہستی کو پہچان گیا۔اور جو اس نور ﷺ کا منکر ہوا وہ ازلی اور ابدی طور پر راندۂ درگاہ ہوا۔کیونکہ جس نے اس کے نور کو اس سے جدا سمجھا وہ مشرک ہو کر شرک میں پڑ گیا اور یہاں اور وہاں اندھا رہا۔اور جس نے اس کے نور ﷺ میں اپنی ہستی کو محو کر کے فنائے اتم حاصل کی وہ بقاباللہ ہو کر اپنے اللہ کو پا گیا۔اور توحید مثالی کو سمجھ گیا۔

Marfat.com

حسن:

حسن خدا کے نور کا مظہر ہے یعنی خدا میں جو تجلیاں اور جلوے بھرے ہوئے تھے وہ اس قسم کے تھے کہ جب تک ان کو ظاہر نہ کیا جاتا تو خود خدا ہی کی ہستی کا پتہ لگنا محال اور ناممکن تھا۔ کیونکہ حسن کے مد مقابل عشق کے لئے ایک ایسا وجود بھی درکار تھا جو حسن کی صورت پر نثار ہو کر پھر اسی میں فنا ہو جائے اور جس طرح عشق کے لیے حسن کا ہونا ضروری ہے اسی طرح حسن کی دلربائیوں اور ناز و انداز پر مر مٹنے اور اس کو حاصل کرنے کے لئے جب تک عاشق خود نظارہ و شیدا ہونے کا جذبہ نہ رکھتا ہوتا حسن و عشق دنوں ظاہر نہ ہو سکتے تھے۔ دراصل یہ دنوں ایک دوسرے کے ازلی و ابدی قدیمی یار ہیں۔ اور ان میں سے ایک مخفی اور دوسرا ظاہر ہو کر عیاں رہتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ہی کام میں لگے رہتے ہیں اور دونوں کا مشرب و مذہب ایک ہے اور نہ کبھی ایک دوسرے سے جدا ہو سکتے ہیں اور نہ ازل سے ابد تک الگ تھے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر کی سطور میں عرض کیا ہے۔ کہ خدا نے اپنے آپ کو ظاہر کرنے کی خاطر حسن و عشق کا بہروپ اختیار کیا ہوا ہے اور جب تک عشق میں سوز و گداز اور حسن میں انداز و ناز نہ ہوتا دنیا کے عالم کی کوئی شے نشو و نما پا کر زندہ اور قائم نہ رہ سکتی تھی کیونکہ خواہش اور طلب سے ہر شے بگڑتی اور بنتی ہے اور یہ باتیں جو اوپر بیان کی گئی ہیں فطرت اور قانون قدرت ہے۔ فطرت حقیقی شے ہے اور قانون قدرت نے فطرت کو سنبھالا ہے۔ اور اس کو صحیح راستے پر چلانے آیا ہے۔ اس لئے حسن و عشق کے مخفی بھید جب تک کسی رہبر و استاد کامل کے وسیلہ سے عملی طور پر سیکھے نہ جائیں دنیائے عالم میں راہ مستقیم پر چلنا دشوار و ناممکن ہو جاتا ہے۔

غور فرمایئے کہ دنیائے عالم میں جو شے بھی آپ کے رو برو ہے سب حسن ہی

Marfat.com

حسن ہے کیونکہ عشق ذات تعالیٰ ہے اور حسن اس کی صفت ﷺ ہے۔صفت ہمیشہ ظاہر ہو کر رہتی ہے اور ذات کا کام مخفی ہو کر رہتا ہے اسی واسطے ذات تعالیٰ کی تمام تجلیاں اور جلوے اس کے حسن صفات ہی سے ظاہر ہو سکتے تھے۔اور جب تک ذات میں خواہش۔طلب۔رابطہ نہ ہوتا جس کو بالفاظ دیگر عشق کہتے ہیں۔تو خدا بھلا بغیر کسی سبب کے اپنے نور ﷺ کے وسیلے یعنی جس کو ہم صفت کہتے ہیں یعنی اپنے نور حسن صفاتی کے بغیر کس طرح کائنات کو ظاہر فرماتا۔اس لئے چونکہ اس کے نور کے پرتو حسن ﷺ سے ہی سب کچھ بنا ہے لہٰذا ہر شے حسن ﷺ سے تعبیر کی جائے گی کیونکہ اصل حقیقت ہر شے کی بنائے حسن لا الہ الا اللہ ہے اور اسی وسطے محمد رسول اللہ کے روپ میں وہ ظاہر ہو کر حسن کا سبب بنا ہے مولانا روم فرماتے ہیں۔

جملہ معشوق اند و عاشق مردۂ

حسن کی زندگی اور وقار۔رعب داب سب عشق کے لئے بنایا گیا ہے اور عشق ہی سے حسن اور حسن سے عشق ظاہر ہوا ہے۔عشق ایک شعلہ ہے اور حسن اس شعلہ کی شکل و صورت ہے۔شعلہ کو اگر کوئی روکنے والی شے نہ ہوتی تو وہ اپنے عشق میں خود ہی جل جاتا۔اور اگر ایسا ہوتا تو دنیائے عالم کی کوئی شے ظاہر نہ ہو سکتی تھی۔چنانچہ شعلہ عشق کو جذب کرنے کو حسن وصورت تشبیہ ذاتی صفات حسن میں آ کر ظاہر ہو گئی جس نے عشق کو وصل کا جام پلا کر اپنے میں محو کر لیا۔

اگر عشق نہ ہو تو حسن بے کار ہو جائے۔اسی طرح اگر حسن نہ ہوتا تو عشق کو پوچھتا ہی کون؟ دراصل عشق نے ہی سب سے اول حسن کو اپنے اندر پا کر تلاش کیا تھا۔غرض یہ کہ جس قسم کے بھی باتکلف لفظ پرستش اور پوجا اور عبادت کے لئے آپ بیان کر کے بناتے جائیں گے سب کا منشاء آخیر عشق پر ختم ہو گا۔اور یاد رکھئے کہ محبوب حقیقی کے حسن میں محو ہونے کے لئے

Marfat.com

صرف جنبش عشق ہی کا ولولہ ہے جو منزل مقصود تک پہنچائے گا۔ مگر جب تک حسنؐ نظر کے سامنے نہ ہو عشق اور عاشق ہونا ناممکن ہو جاتا ہے کیونکہ عشق کے مدمقابل حسن جب تک نہ ہو عاشق کس پر ہوں گے۔

صوفیائے کرام جو فنا فی الشیخ۔ فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کے مراتب طے کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس واسطے سب سے اول ہر طالب خدا کو تصور شیخ سے تمام سبق شروع کراتے ہیں کیونکہ مدمقابل جب تک حسن حقیقی ﷺ کا جانشین ولی کامل نہ ہوگا۔ لگاؤ۔ رابطہ اور عشق کس طرح ہو سکے گا۔ اور یہ بھید جو تمہاری شہ رگ میں رکھا گیا ہے اس وقت کھلے گا جب مدمقابل حسن کامل ہوگا۔ ورنہ غیب کو غیب میں ڈھونڈنا ایک تو دانشمندی کے خلاف ہے دوسرے نظر کے سامنے نہ آنے والی کوئی شے بھی یقین کے قابل نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے ذات تعالیٰ نے شکل آدم میں اپنے نور ﷺ کو حسن کی شبیہہ دے کر سجدہ کرایا تھا۔ کیونکہ ذات کی مثل حسن میں آ چکی تھی۔ ذات کا روپ حسن ﷺ ہے اور حسن کے اندر حقیقت ذات میں موجود ہیں۔ اس لئے عشق حسن کی سرکار میں ڈھونڈو تو ملے گا ورنہ ناممکن ہے۔

عام حسن اطمینان قلب ہے جسے صرف گناہ برباد کرتا ہے۔ اگر گناہ سے پرہیز کرو گے تو تم مرتے دم تم حسین رہو گے۔ دنیا کا کوئی انقلاب اطمینان کی جنت کو برباد نہ کر سکے گا۔ لیکن گناہ انسان کو خود اپنی ہی نظروں میں ذلیل کر کے منشائے قدرت سے دور پھینک دیتا ہے اور جو شخص اپنی نگاہ میں آپ ذلیل ہو جائے اسے اطمینان قلب کہاں میسر آ سکتا ہے۔ گناہ سے پرہیز حقیقی حسن میں شامل کر کے انسان کو اطمینان قلب حاصل کرا دیتا ہے کیونکہ فانی حسن کو ترک کر کے جب باقی حسن میں تم مٹ جاؤ گے تو خود بخود حسین ہو کر ہمیشہ کی زندگی اور دائمی حسن بن جاؤ گے اور اطمینان قلب کے یہ معنی ہیں کہ حسن حقیقی کو جب اپنی نظروں سے دیکھ لیا تو غیر کی جگہ دل میں نہ رہنے سے بخوبی اطمینان قلب ہو جاتا ہے ورنہ

Marfat.com

اطمینان قلب ہو ہی نہیں سکتا۔ اور جب تم اس ماہ جبین کو سرتا پا ملاحظہ کر لو گے تو تمہارا عشق قائم ہی نہیں رہتا بلکہ بڑھتا چلا جائے گا۔ عبادت دیدار سے شروع ہو کر دیدار میں ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے قولی عبادت پر اکتفا کرنا مناسب اور بہتر نہیں بلکہ عملی عبادت جو پرستش حسن حقیقی ہے اس میں محو ہونے سے ہوتی ہے۔ بلکہ جو وقت بچ رہے مخلوق کی خدمت میں صرف کرو۔ تو تم میں صفات خداوندی پیدا ہوں گے کیونکہ ذات تعالیٰ ہر وقت مخلوق کی فلاح و بہبود میں لگا رہتا ہے۔

حکمائے قدیم اور بزرگان دین نے حسن کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

حسن کی قسمیں:

اول: آنکھوں کی جھوتی اور نفسانی جنت جو عوام کا پسندیدہ حسن ہے۔

دوم: وہ حسن جس سے اپنے بدن کی دنیا مضبوط اور حسین ہو جائے اور جہاد کر سکے۔

سوئم: اطمینان قلب کے لئے حقیقی منظر یعنی اسم صفت ذات کا حسن ازلی۔

تشریح:

اول:

وہ حسن جو عوام کے دل کی ٹھنڈک ہے۔ غیر امتیازی چیز ہے۔ ایسے حسن کی تلاش عیاش اور ریاکار انسانوں کا شیوہ ہے جو حدود قانون قدرت یعنی شریعت عامہ سے تجاوز کر کے اپنے اور دوسروں کی دین و دنیا تباہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی حسن سیرت اور حسن صورت اسی جہان میں دوزخ کے ہمکنار ہو کر راہ عدم کو پہنچا دیتی ہے۔ یعنی وہ ایسی شے کو سب سے اول برباد کر چکتے ہیں جس کے بغیر دنیا و دین میں دلچسپی اور ہمت و استقلال سے

Marfat.com

کام نہیں کیا جا سکتا اور وہ تندرستی ہے۔تندرستی اور صحت جسمانی ایک ایسا حسن ہے جو اپنی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے کی کلید ہے اور یہ وہ شے ہے جس پر مذہب وملت کا انحصار ہے۔ ہمارے بزرگان دین اولیائے عظام جو سنت نبوی پر قدم بقدم چلتے آئے ہیں۔اور یہ حقیقت ہے کہ اگر وہ پاکبازی شجاعت اور مردانگی کے پیکر نہ ہوتے تو آج تمام دنیا کے ہر کونے میں اسلام نہ ہوتا۔اور پھر زمین پر تو کیا سمندروں کی لہروں اور تہ میں بھی بابا فرید شکر گنج علیہ السلام کے نعرے سنائی دے رہے ہیں اوراق تاریخ پلٹ کر دیکھئے تو معلوم ہو کہ حضرت حضورﷺ کے جانشینوں نے کس محبت و اخلاص اور مجاہدانہ کرامتوں سے دنیائے عالم کے چپہ چپہ پر اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں لیکن افسوس ہے کہ آج کل کے مسلمانوں اور خصوصاً نوجوانوں نے اپنی قوت حیدری کو نیست ونابود کر دیا ہے۔مجھے کوئی یہ تو بتائے کہ اگر آج جہاد کا حکم ہو جائے تو عوام میں کوئی چند جوان ایسے ہوں گے جو سینہ سپر ہو سکیں گے۔ورنہ شاید پچھتر فیصد بقایا ایسے ہیں کہ مستورات کے ہمراہ گھروں میں گھس کر جان دے دیں گے۔علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ اسی حال پر فرماتے ہیں۔

جلوۂ حسن کہ ہے جسے تمنا بے تاب   پالتا ہے جسے آغوش تخیل میں شباب
ابدی بنتا ہے یہ عالم فانی جس سے   ایک افسانہ رنگین ہے جوانی جس سے
جو سکھاتا ہے ہمیں سر بہ گریباں ہونا   منظر عالم حاضر سے گریزاں ہونا
دور ہو جاتی ہے ادراک کی خامی جس سے   عقل کرتی ہے تاثر کی غلامی جس سے

آہ موجود بھی وہ حسن کہیں ہے کہ نہیں
خاتم دہر میں یارب وہ نگیں ہے کہ نہیں

Marfat.com

دوم:

وہ حسن جو آنکھوں کے لیے جنت ہے زندگی بھر قائم رہ سکتا ہے بشرطیکہ علم و حکمت کے اصولوں پر اس کی نگہداشت کیجائے اور زندگی کو غفلت اور بے سمجھی سے نہ گزارا جائے جس کی کسی قدر تشریح یہ ہے کہ صبح سورج نکلنے سے پہلے اٹھو۔ اول نماز سے فارغ ہوکر سیر کو چلے جاؤ۔ اور کسی کھلی فضا کے باغیچے میں تھوڑی سیر کرو اور اپنے آپ کو اس لئے تیار اور طاقتور بناؤ کہ تم نے جہاد کرنا ہے اور زندگی جاوید کے لئے اپنے آپ کو السلام اور ہر باطل کے لئے پیش کرنا ہے۔ غذا ہمیشہ بھوک رکھ کر کھاؤ اور کھاتے وقت ہر ایک لقمہ کو خوب چبا چبا کر کھاؤ۔ سانس ہمیشہ آہستہ آہستہ لے کر سینے میں روکے رکھا جائے۔ صبح و شام کی سیر سے غفلت نہ کی جائے۔ پس اس کے علاوہ اپنی زندگی پاکیزہ اور مجاہدانہ بناؤ۔ اور اپنے وقار حسن کی ترقی میں لگے رہو۔ اپنی اولاد کو ہر آوارہ مزاج لڑکوں سے بچاؤ۔ اور شروع سے ان کو اعلیٰ تربیت دے کر ایک مجاہد کا نمونہ بناؤ۔

سوئم:

تیسری قسم حسن کے حقیقی منظر کو پہچاننا ہے یعنی اطمینان قلب اور اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور کی پہچان کے لئے وہ طریقے اختیار کرنے ہیں جس کے لئے ہم دنیا میں آئے ہیں۔ یعنی اس نور ﷺ میں اپنی ہستی کو اس درجہ تک محو کرنا چاہیے کہ ہماری شہ رگ میں رہنے والے کی ہمیں پہچان ہو جائے۔ اور جس حسن نور ﷺ سے ہم خلق کئے گئے ہیں اس کے حسین اور نورانی جلوؤں سے ربط آشنائی ہو جائے۔ اور اسم۔ صفت۔ ذات کے بھید سے آگاہ ہوکر اپنی ذات کو جانے اور پہچانے۔ جس کی تفصیل ہم نے اس سے پہلے کی ہے۔ مگر یہاں بھی عرض کرتے ہیں۔ تاکہ آپ کو اس حسن نور مجسم ﷺ کے سراپا کا علم ہو جائے۔

Marfat.com

ہم نے اوپر کے بیان میں اسم۔ صفت۔ ذات تین لفظ ایسے تحریر کئے ہیں جو کہ جہان عالم کے اصلی بھید کے اظہار کا باعث ہیں۔ یعنی انہی تین مراتب کو اللہ کہتے ہیں اور تین مزید انہی سے برآور ہو کر چھ مراتب ہوتے ہیں۔ اول تین مراتب کی ظاہر میں شکل و صورت نہ تھی اور مزید تین جو ان اولین سے نکلے ہیں وہ حادث ہیں یعنی صورت وشکل اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور یہ چھ مراتب مل کر تمام کائنات بن گئی ہے۔ انہی کو وجود مطلق یا وحدۃ الوجود کہتے ہیں۔ اور یہی بندہ بنا۔

حضور ﷺ جو باعث ایجاد عالم ہیں۔ آپ نے اپنے جانشینوں کو جو آپ میں محو ہو کر فنا ہو چکے ہیں اور فنافی الرسول کے مرتبے سے کلی طور پر آگاہ ہیں ہر ایک کو اس بھید سے آگاہ فرمایا ہے اور یہی علم توحید کہلاتا ہے جس کے عملی طور پر سمجھ لینے سے ہر طالب خدا اپنے مولا تعالیٰ کی پہچان کر لیتا ہے اور ذات تعالیٰ کے انوار حسن حضور ﷺ میں جذب ہو کر محبوب رب العزت میں جاملتا ہے۔

سمجھنا چاہیے کہ حق تعالیٰ جب خود ایک مخفی خزانے کی طرح پوشیدہ تھا اور تمام کائنات درخت کے بیج کی مانند اس میں مخفی تھی مگر جس طرح درخت کے بیج میں تمام درخت کا وجود اول سے موجود ہوتا ہے اسی طرح ذات تعالیٰ میں کل کائنات کا علمی وجود قدیم سے موجود تھا اور جب ذات تعالیٰ پر شوق غالب ہوا کہ اپنی پرستش کرانے کے لئے دربار عالم کو سجاؤں تو اس نے اپنے خزانے میں سے سب سے اول ایک ایسی شے کو ظاہر فرمایا جو علم ازل سے بھی اول ذات تعالیٰ کے جلوؤں سے ہم آغوش تھی اور وہ شے جلوۂ نور حسن صلعم تھا۔ یعنی حسن ذات جس کو صفت صلعم کہتے ہیں اور یاد رکھنا چاہیے کہ کوئی شے بھی جس کا وجود ظاہری دکھائی دیتا ہے وہ تین درجے یا مرتبے اپنے ہمراہ رکھتی ہے۔ ایک خود اس کا وجود۔ دوسری کوئی نہ کوئی صفت یعنی گن اس میں ہوگا۔ تیسری بات یہ کہ اس کا کوئی نام

Marfat.com

بھی ضرور ہوگا مثلاً معمولی ایک مٹی کا ڈلا آپ لے لیں اس میں بھی تینوں حیثیتیں موجود ہیں۔ یعنی ایک اس کا ظاہری وجود۔ دوم اس کے اوصاف کہ کس کس کام مٹی آ سکتی ہے۔ سوم اس کا نام مٹی کا ڈلا رکھا ہوا ہے اور چونکہ ہر شے میں مختلف قسم کے اوصاف ہوتے ہیں اس لئے جس قدر اعلیٰ اوصاف کسی شے میں ہوں گے اس کی اتنی ہی قدر اور قیمت ہوگی۔ چنانچہ ذات تعالیٰ بھی ان تینوں چیزوں سے مل کر ایک بنی ہوئی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ ذات کل جہان کو لئے ہوئے ایک خزانہ تھا۔ اس خزانے میں سب سے عمدہ شے اس کا نور تھا جس نور میں کل تمام کائنات خلق کرنے کے اوصاف تھے اور اس مخفی خزانے کو قائم رکھنے والے کا نام ذات تعالیٰ تھا اور وہ صفات کا خزانہ تھا۔

اب غور فرمایئے کہ اولیائے عظام نے ان تینوں مرتبوں کے اصطلاح نام مقرر فرما دیئے ہیں۔ یعنی اللہ کو ذات کہا گیا ہے۔ اوصاف کو گن جو اس میں تھے اس کو صفات کہا گیا ہے۔ اور تمام کائنات کی چیزوں کو ان کی شکلوں سمیت اسماء کہتے ہیں۔ یعنی تمام چیزوں کی شکلوں سمیت جو نام تھے اور جو علم ازل میں قدیم سے موجود تھے۔ اس کو اسماء کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اگر علیحدہ علیحدہ ہر چیز کا نام لیا جائے تو ختم ہی نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے اس کائنات کی زندہ اور ساکن ہر شے کو اسی واسطے اسماء کہہ دیا گیا ہے۔ لہٰذا سب سے اول جب ذات تعالیٰ سے نور ظاہر ہوا تو وہ اس قدر حسین اور جلوہ نما تھا کہ خود ذات کو اس کی انتہائی قدر و منزلت تھی بلکہ ذات خود اپنے ہی نور پر شیدا ہو کر عاشق ہوئی۔ اور نور چونکہ ذات کی اپنی ذاتی صفت تھی لہٰذا نور کے حسن نورانی سے سب چیزوں میں حسن نور ازلی کی چمک دمک سے ہر شے جو کائنات میں موجود ہے اپنے اپنے مرتبے سے روشن اور حسین نظر آتی ہے۔ اس واسطے دنیائے عالم میں کوئی جنس عشق سے خالی نہیں ہے۔

اسی واسطے جب تک حسن صلعم حقیقی کو سمجھانے والا کوئی مرشد کامل میسر نہ ہوگا

Marfat.com

انسان بھٹک جاتا ہے اور ظاہرہ فانی اور غیر اعتباری حسن کے چکر میں پھنس کر رہ جاتا ہے اور اس کو اطمینان قلب نصیب نہیں ہوتا۔ اطمینان قلب کے معنی بڑے گہرے اور پائیدار ہیں۔ قلب یعنی دل کی کھڑکیاں یہ ہماری ظاہری آنکھیں ہیں۔ آنکھوں کی راہ سے دل میں جو چیز پیوست ہوگی وہی اطمینان اور تسلی کے قابل ہو سکے گی۔ کیونکہ قلب کے سکون اور اطمینان کے لیے ظاہری آنکھیں دو گواہوں کا کام دیں گی۔ اور اسی طرح جب مرشد کامل کے وسلیہ سے انسان اس قدیمی نور حسن ﷺ سے روشناس کرایا جاتا ہے تو وہ ظاہری اور باطنی دونوں طریقوں سے جب حقیقی حسن کی حقیقت معلوم کرتا ہے تو اس کی شہ رگ کے حجاب اٹھ کر اس کو اپنی ہستی کا قدیمی حسن نظر آتا ہے جس کے خزانے سے خود انسان خلق شدہ ہو کر اس جہان عالم میں آیا تھا۔ تو اس وقت انسان کی حالت یہ ہوئی ہے کہ جس طرح ایک قطرہ سمندر سے الگ رہ کر پھر سمندر میں مل جایا کرتا ہے۔ تو اس وقت اطمینان قلب سے بھی اوپر کے مرتبوں پر انسان کو معراج حسن حقیقی ﷺ کی رویت ہو جاتی ہے اور وہ لا الـه الا اللـه سے ہوتا ہوا محمد رسول الله میں مٹ جاتا ہے۔ اس مرتبہ کو فنا و بقا اور فنائے ثلاثہ کہتے ہیں اور یہی حقیقت حسن ذاتی وصفاتی کہلاتا ہے۔ اس سے آگے تشریح بیان کرنے سے زبان وقلم قاصر ہیں۔ شاہ بھیک صابری چشتی فرماتے ہیں۔

بھیکا بات اگم کی کہن سنن میں نا
جو جانے سو نہ کہے جو کہے سو جانے نا

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ذات۔ صفات۔ اسم یہ تین مراتب الہیہ ہیں اور تین مزید مراتب جو ان اوپر کے تین مراتب الہیہ سے برآمد ہوئے ہیں وہ حادث ہیں یعنی شکل و صورت رکھتے ہیں اور صفات نور ﷺ سے برآمد ہوئے ہیں۔ اول کے تین مراتب کو جمع کریں تو اللہ بن جاتا ہے اور باقی کے تین جن کی تشریح ذیل میں آتی ہے حادث یعنی ظاہری

Marfat.com

کائنات کے اسباب ہیں اور ان چھ مراتب کو جمع کر کے ذت صفات مکمل انسان بن گئی۔

سب سے اول غور فرمایئے کہ ذات اور ذات میں جو صفت یعنی طاقت تھی اور جس کا نام اللہ رکھا گیا ہے یہ تینوں حادث نہیں ہیں یعنی ان کی کوئی صورت وشکل ظاہری وجود کی طرح نہیں ہے۔اس لئے انہی کو ملا کر اللہ کہتے ہیں۔حقیقت میں تو یہ ایک ہی شے ہے مگر سمجھنے کو یہ تین مراتب بیان کئے گئے ہیں۔اب سمجھئے کہ کائنات کس طرح برآمد وخلق ہوئی وہ یہ ہے کہ اول ذات کی تجلی سے روح پیدا ہوگئی اور روح حادث ہے کیونکہ جسم میں مقید ہے۔ اگر چہ روح خود حادث نہیں اور یہی وہ شے ہے جو اللہ میں مٹ سکتی اور فنا فی اللہ کا مقام حاصل کر سکتی ہے۔حادث اس لئے کہلاتی ہے کہ جسم میں موجود ہے اور یہی امر رب ہے اور ذات کی ہم جنس کہلاتی ہے۔جیسا کہ کلام مجید میں فرمان ہے کہ ہم نے خود انسان یعنی آدم میں اپنی روح پھونکی۔اسی واسطے روح انسانی ذات کے ہم جنس ہونے کا مرتبہ رکھتی ہے۔

دوم:

دوم مرتبہ صفات ہے۔صفات کی تجلی سے صورت مثالی پیدا ہوئی یعنی وہ نور ظاہر ہوا جس کے حسن کے پرتو سے صورت وشکل وتشبیہہ ذاتی عیاں ہوگئی جس کو تمام نوریوں نے سجدہ کیا تھا اور خلیفہ حق مانا گیا۔کیونکہ جب تک ذات میں سے صفت برآمد ہو کر آدم کی صورت میں عیاں نہ ہوئی اس کو سجدہ نہ ہو سکا اور نہ ہی ہو سکتا تھا۔کیونکہ سجدے کے لئے وجود کا ہونا ضروری ہے یعنی کس شے کو دیکھ کر سجدہ ہو سکتا ہے۔غیب کو سجدہ کرنا حقیقی بے یقینی ہے۔اسی واسطے آدم کو سجدہ کرایا تھا۔اور یہی وجہ تھی کہ اللہ نے اپنا قائم مقام اور خلیفہ آدم کو قرار دیا ہے ورنہ کسی اور شکل میں خود کو سجدہ کرایا ہوتا۔اور اگر اللہ تعالیٰ آدم کی شکل میں روپوش نہ ہوتا تو شیطان راندۂ درگاہ نہ ہوتا۔کیونکہ شیطان اللہ کو آدم سے الگ خیال کرتا تھا

Marfat.com

اوراس کوعلم کے حجاب نے راندۂ درگاہ کیا۔مولانا روم فرماتے ہیں۔

گر نہ بودے ذات حق اندر وجود
آب و گل را کے ملک کے دے سجود

ترجمہ: اگر ذات آدم کے وجود میں جلوہ گر نہ ہوتی تو مٹی پانی کو فرشتے کب سجدہ کر سکتے تھے۔

سوئم:

اسماء کے اقتضاء یعنی خواہش سے عالم ناسوت یعنی تمام کائنات ظاہر ہوگئی۔یعنی وہ ذات اپنے نور کے ظاہر ہونے سے جب اپنے نور میں خود سمایا اور اپنی تمام صفات کو صورت مثالی کے طریقہ ومرتبہ سے ظاہر اور عیاں کیا تو اسی نور میں جس میں تمام ذاتی صفات پوشیدہ تھے ذات سے تبدیل ہو کر صفت میں آیا اور صفت سے قدم اٹھا کر عالم ناسوت کو اپنی سیر گاہ بنا کر دنیائے عالم میں خود ہر جگہ موجود اور قائم ہے اسی واسطے دنیائے عالم میں جو صورت ہے وہ اسی بے صورت کی صورت ہے اور جو حسن وکرشمہ نازوانداز ہے وہ اسی صفت نور ﷺ کا ہے جس پر کہ خود ذات عاشق وشیدا ہو کر خود کو مٹا کر حضور ﷺ کی صورت میں نمودار ہے۔

لب لباب یہ ہے کہ ذات نے خود کو روح کی صورتمیں عیاں کر کے روح کی مثالی صورت بنانے کے واسطے آدم کی صورت میں پوشیدہ کیا۔جیسا کہ کلام مجید تصدیق کرتا ہے۔ جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔دوم صفت یا صفات یعنی زات سے جو نور ﷺ برآمد ہوا۔اس کے اندر تمام کائنات کا خزانہ موجود تھا جس طرح بیج میں درخت ہوتا ہے۔چنانچہ نور سے جو کہ خود صفت ذاتی تھی کل جہان عالم ظاہر ہوا۔

Marfat.com

چہارم:

چہارم اسم یعنی کل جہان عالم میں جس قدر بھی تعداد اشیاء کی تھی۔ یعنی حیوانات۔نباتات جمادات ان سب کے جس قدر نام اول سے رکھے ہوئے تھے تو جب نور سے صفت ظاہر ہوئی اور ہر ایک چیز کا نام بولا گیا تو وہ خود بخود نام بتانے کی خواہش کر کے بمعہ اپنے ناموں کے حاضر اور موجود ہو گئیں۔ اور اسی کو کن کہتے ہیں۔ کن کا لفظ مخاطب کو چاہتا ہے۔ یعنی جب کن کہا جائے گا تو وہ کسی چھپے ہوئے کے لئے یا کسی کو سامنے لانے کے لئے استعمال ہوگا۔ چنانچہ ذات سے نور صفت جب ظاہر ہوا تو جو صفات اپنے ناموں سمیت پوشیدہ تھے وہ صفت کی خواہش سے ظاہر ہو گئی اور خواہش ہی کا دوسرا نام کن ہے۔ کیونکہ کن خواہش کے زیر تحت ہے اور کن سے مخاطب کی طرف اشارہ ہوگا کہ اے وہ تمام چیزو جن کو ہم ظاہر کرنے کی خواہش رکھتے ہیں فوری ظاہر ہو جاؤ۔ کن ایک حکم بھی ہے جو خواہش کو ظاہر کر کے تمام اشیاء کو روبرو لانے کے لئے ہوتا ہے۔

چنانچہ ذات کی تجلی سے روح پیدا ہو گئی۔ جو جہان عالم کے بقا یعنی زندگی کا باعث بنی اور صفت یعنی نور سے ہر صورت مثال کے طور پر ظاہر ہوئی۔ اور اسم یا سماء کے مطابق ہر شے نے جو جو نام ازل سے ان کے رکھے ہوئے لوح محفوظ پر منقش تھے یعنی قدرت کے نور کی پیشانی حسن میں مستور تھے پوشیدہ تھے۔ صفت کی خواہش سے ظاہر ہو گئے لہٰذا یہ چھ ہو گئے یعنی تین قدیم تھے اور تین قدیم سے تین جدید ظاہر ہو گئے جن کے اصطلاحی نام حضور ﷺ نے اپنے جانشینوں کو سمجھانے کے لئے یوں رکھے ہیں۔ اگر چہ یہ چھ مرتبے ذات کے ہیں۔ یعنی ذات نے خود کو اپنی صفات کے کرشموں میں سے چھ درجوں میں تقسیم کر کے آخری درجہ صورت انسان کو قرار دے کر اس کو سجدہ کرایا ہے۔ اسی واسطے اس کو خلیفہ

Marfat.com

مرشد کا لقب دے دیا گیا تھا۔ کیونکہ آدم کی صورت ہی اس کی اپنی صورت ہے۔ اور اسی کو تمام اختیارات سونپے گئے ہیں۔ اور اس تمام کائنات کو وحدۃ الوجود اسی لئے کہا گیا ہے۔ کہ یہ چھ درجوں سمیت خود ہی ہر ہر درجے یعنی مرتبے میں موجود اور قائم ہے اور کوئی غیر موجود ہی نہیں۔ کیونکہ جو شے ہے اسی کی طرف سے خود اس کے ذاتی نور سے بن کر چھ درجوں میں قائم ہے۔ اور ہر درجے کی ہر شے اس کی ذاتی نوری صفاتی طاقت سے قائم اور ظاہر ہے۔ اگر وہ اس کائنات کو سنبھالے ہوئے نہ ہوتا تو کوئی شے زندہ اور قائم نہ رہ سکتی اسی واسطے ذات سمیت یہ کائنات تمام کی تمام ایک وجود مطلق یا وحدۃ الوجود کہلائی گئی ہے۔ یعنی یہ کل جہان اللہ کی طرف سے آیا اور اسی میں واپس ہوگا۔ تو پھر غیر کا وجود کہاں ثابت ہو سکتا ہے بلکہ کوئی غیر ہے ہی نہیں۔

لہٰذا چھ مرتبوں کے اصطلاحی نام یہ ہیں:

ذات۔ صفات۔ اسماء۔ جبروت۔ ملکوت۔ ناسوت۔ ذات کو اللہ۔ صفات کو نور ﷺ

اسماء کو جو اشیاء نور میں پوشیدہ ہو کر نام رکھائے ہوئے تھیں۔ جبروت کو فعل کہا گیا یعنی جب واجب ہوا کہ نور سے اظہار کر دیا جائے تا کہ ہر کوئی سجدہ کر سکے اور دیکھ کر سجدہ کرے۔ ملکوت کو عالم جسم روحی کہا گیا ہے جہاں آ کر خود کو سجدہ کرایا۔ ناسوت یعنی مکمل دنیائے جہان کی صورت میں آ کر ہر جگہ اور ہر سمت میں ڈیرا اپنا کر لیا۔ تو جب ذات کا منشاء پورا ہو گیا اور وہ ہر شے میں اور ہر شے اس میں پیوست ہو گئی تو اللہ سمیت یہ کل کائنات وجد حسن مطلق ہے۔ بقول حضرت بابا فرید گنج شکر فرد عالم

خالق وسے خلق میں، خلق وسے رب مانہہ
مندا کس نوں آکھیے جو تس بن کوئی نانہہ

Marfat.com

ترجمہ: حضور حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خالق یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق اور کل کائنات میں پیوست ہے یعنی بسا ہوا ہے اور اسی طرح مخلوق یعنی کل کائنات اپنے خالق حقیقی میں شامل ہو کر قائم ہے یعنی ذات صفت میں اور صفت ذات میں یکجان ہو کر رہے ہیں تو اب ہم کس شے کو برا کہہ سکتے ہیں یعنی کسی شے کو بھی حقارت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکہ کائنات کی ہر شے اسی کے دم سے آتی اور اسی کی ذاتی طاقت سے قائم ہے یعنی یہ تمام کائنات جبکہ اس ذات تعالیٰ کے اپنے ہی صفات کے گن ہیں تو برا یا بھلا کون ہوا۔

اب خیال فرمایئے کہ کائنات میں جو شے ہے اس میں طرح طرح کی خاصیتیں ہیں۔ کوئی ٹھنڈی۔ کوئی گرم ہے۔ کوئی اڑ رہی ہے جیسے ہوا۔ کوئی منجمد ہے جیسے مٹی وغیرہ۔ کوئی ان کو چلاتی اڑاتی ہے مثلاً روح سے متحرک و ساکن ہیں اور زندہ ہو کر قائم ہیں اور پھر روح سمت ایک نور ازلی سے روشن ہو کر اسی نوری خزانہ میں سے برآمد ہو کر آئی ہوئی ہیں۔ اور یہ نوری خزانہ اس ذات تعالیٰ یعنی گن ہیں اور ذات تعلاٰیٰ نے جب اپنے اپ کو کھولا یعنی ظاہر کیا تو اپنے نوری خزانہ یعنی نور علیہ ﷺ کے ذریعے اور وسیلے سے کل کائنات ظاہر فرما دی۔

لہٰذا عرض کیا جاتا ہے کہ اس خالق حقیقی نے جو شے بھی اس کائنات میں ظاہر فرمائی ہے۔ وہ خود ہی اس کی صفات ہیں۔ یعنی ذات تعالیٰ کے اپنے ہی گن ہیں۔ وہ اپنے گنوں کو آپ ہی سنبھالے ہوئے۔ آپ ہی ان گنوں میں بطور طاقت کے پوشیدہ ہے اور اسی کی ہستی سے ہر شے کی ہستی ہے اور ہر شے جب فنا ہوتی ہے یعنی اپنے فرائض انجام دے کر فارغ ہوتی ہے تو اپنے مرکز میں پھر کے واپس ہو جاتی ہے یعنی آگ میں آگ ہوا میں ہوا۔ پانی میں پانی اور مٹی میں مٹی اور روح میں روح اور کوئی شے ایسی نہیں جو اپنے مرکز سے

Marfat.com

کسی وقت بھی علیحدہ ہو سکے بقول

یہ حسن دوست ہی اور التجائے جان بازی
تجھے یہ وہم کہ یہ کائنات عالم ہے

چونکہ سب کا مرکز صفت نور ﷺ ہے جس میں یہ تمام کائناتی صفات موجود تھے اور طاقت وہ ذات تھی جس نے اپنے آپ میں تمام صفات یعنی کل کائنات کو ان کی شکلوں اور ناموں سمیت اپنی صفت صلعم میں قائم اور موجود رکھا ہوا تھا۔ یعنی ایسے علمی خزانے میں چھپایا ہوا تھا کہ بس کن کی دیر تھی۔ لیکن یاد رکھو کہ کن کا لفظ مخاطب کو چاہتا ہے۔ کیونکہ جب تک اشیاء اول سے موجود نہ ہوتیں تو خطاب کس سے کیا جا سکتا تھا؟ اب یہاں وہی معمہ حل طلب ہے۔ یعنی اگر ذات تعالیٰ کو کن کہنے والا تصور کیا جائے تو کلام مجید کے خلاف ہوگا کیونکہ لیس کمثلہ شیئی ''کہ میں کسی شے کے بھی مثل نہیں ہوں'' یعنی میری مثل وجود ظاہری کی طرح کبھی نہ ہو سکتی ہے اور نہ ہے۔ لہٰذا اگر وہ کہنے والا ہوگا تو اس کی زبان۔ منہ۔ چہرہ وغیرہ ماننا پڑے گا۔ کیونکہ آواز کے مرکز یہی ہو سکتے ہیں۔ ورنہ مثل بن جائے گی۔ اور یہ بھی ماننا ضروری ہے کہ کن کا لفظ کہا گیا بھی ہے۔ اس لئے غور فرمادیں کہ جس طرح ہر شے وسیلہ کے ذریعے کام کر رہی ہی اس طرح کن بھی وسیلہ ہی سے کہا گیا تھا۔ یعنی وہ نور صلعم جو ذات تعالیٰ کا وسیلہ حقیقی ہے اور اس نور صلعم یں کائنات خزانہ پوشیدہ تھا۔ کیونکہ اولین اور قدیمی صفات ذات نور صلعم میں پوشیدہ ہو کر رہتے تھے۔ چنانچہ نور مجسم ﷺ نے ذات تعالیٰ کی خواہش علمی کے ذریعے سے کن فرمایا تو کل کائنات جو اول سے تیار کھڑی تھی ظاہر ہو کر اپنے اپنے کام میں اپنے مرکز کے زیر تحت مشغول ہو گئی۔ آپ کو اگر یہ وہم ہو جائے کہ ذریعہ اور وسیلہ کس طرح ہوا تھا تو صرف اس بات کو سمجھ لیں کہ قرآن مجید کو ہم اللہ تعالیٰ کا کلام کہتے اور مانتے ہیں تو غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام کس منہ سے فرمایا

Marfat.com

ہے۔ آپ جس قدر چاہیں اعتراض کریں کہ وحی تھی وغیرہ وغیرہ مگر آخر ذات تعالیٰ کا کلام نکلتا کس منہ سے رہا ہے لہٰذا غور فرمائیے کہ کوئی شے جس کا وجود ظاہر خواہ وہ ہوا کی طرح ہے یا روشنی کی طرح یا آواز ہے۔ غرضیکہ ہر وہ شے جو کہ حادث ہو یعنی وجود والی ہو یا محسوس ہونے والی تو سب کا ذریعہ اور وسیلہ وہی نور ذاتی صلعم ہے اور اس کے سوا اگر کسی غیر از نور صلعم کو مانو گے تو کفر و شرک ہو جائے گا۔

کیونکہ ابلیس بھی ظاہری علم کے حجاب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ذات کو نہ پہچان سکا حالانکہ وہ ذات خود نور ﷺ میں روپوش ہو کر سجدے کا حکم فرما رہی تھی۔ چنانچہ وہ راندۂ درگاہ ہوا۔ اور توحید پرستی تو یہی ہے کہ اس کو نور ﷺ سمیت وجود مطلق یعنی وحدۃ الوجود تسلیم کرو ورنہ توحید کی سمجھ نہ آ سکے گی۔ کیونکہ توحید ایک ہونے کو کہتے ہیں یعنی وہ ایک ہے تو جب تک اس کو کائنات میں رچا اور بسا ہوا جان کر ایک تصور نہ کرو گے توحید قائم نہ ہو سکے گی۔ کیونکہ اگر اس کو علیحدہ تصور کرو گے اور غیب از کائنات خیال کرو گے تو وہ جہت میں چھپا ہوا سمجھا جائے گا یعنی کائنات سے الگ مقام پر رہنے والا ہو گا۔ اور اگر الگ ہو گیا تو جو علیحدہ اور حدود میں سمجھا جائے گا وہ خدا نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا تو ہر جگہ موجود ہے اس لئے فکر اور غور فرمائیے کہ توحید سمیت آشکارا ہے۔

بقول

روئے حقیقت جمال نور نظر نہ بن سکے
حسن مجاز اگر نہ ہو تو غازہ امتیاز ہو

چنانچہ مخاطب اور خطاب کرنے والی ہستی ذات اور صفات تھی۔ یعنی ذات تعالیٰ نے اپنے نور ذاتی صلعم کے وسیلے سے اور ذریعہ سے خطاب کیا چنانچہ مخاطب اور خطاب کرنے والا نور ﷺ تھا۔ جو کہ حسن حقیقی کی صفات یعنی گنوں کا خزانہ تھا اور یہ بات اصولی

Marfat.com

اور حقیقی ہے کہ کوئی کسی قسم کی بھی طاقت کیوں نہ ہوا تو سوائے اپنے گنوں کے وہ ظاہر نہ ہو سکے گی۔ مثلاً بجلی کی طاقت جب چمکے گی یا کڑکے گی تو معلوم ہو گا کہ اس میں چمکنے وغیرہ کی شے بجلی کی طاقت کے ذریعہ سے ہے، اس طرح دنیائے عالم میں کروڑوں مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں کہ طاقت اپنی صفت میں مخفی رہتی ہے اور صفت طاقت کے سہارے ہر وقت اس کے ہمراہ رہتی ہے۔ اور یہاں ہی سے حسن و عشق نکلے ہیں۔ غور فرمایئے کہ طاقت ایک ایسی خواہش ہے جو اپنی صفت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتی بلکہ کوئی طاقت مانی ہی نہیں جا سکتی۔ جب تک کہ اس میں سے اس کے گن یعنی اس کے صفات ظاہر نہ ہو جائیں تو دراصل طاقت ایک خواہش ہے یعنی خواہش میں چاہت چھپی ہوئی ہوتی ہے اور چاہت کو جب انتہائی درجہ نصیب ہوتا ہے تو چاہت عشق بن جاتی ہے اور طاقت کی خواہش چاہت سے عشق اس وقت بنتی ہے جبکہ طاقت اپنے آپ میں اپنی طاقت کے گن۔ صفت یعنی حسن طاقت ملاحظہ کر لے۔

غور فرمایئے کہ طاقت وہ اولین ذات تھی جس نے اپنے علم میں اپنی صفات کو محسوس کر کے دیکھا تو ایک شے ایسی نظر آئی کہ جس کے ذریعے اور وسیلہ سے تمام تماشہ گاہ عالم ظاہر ہو کر موجود ہو سکتا تھا۔ جیسا کہ اس کے علم حقیقی ازلی میں پوشیدہ تھا۔ چنانچہ ذات تعالیٰ کی خواہش کو چاہت میں آ کر جب عشق ہوا تو اس نے اپنے آپ میں سے نقطہ نور یعنی اپنی صفات کی کلید (کنجی) سے کائنات کے ہر ذرے کو ظاہر کر کے اس میں پوشیدہ ہو کر سما گیا۔ لہٰذا طاقت یعنی ذات کی خواہش و محبت اور عشق سے ہی طاقت کا گن یعنی حسن ظاہر ہو کر ایجاد عالم کا باعث بنا ہے۔ اور وحدت کثرت میں آ گئی ہے۔

اور کثرت میں بھی وحدت ہی وحدت موجود ہے۔ وحدت کو نور صلعم کہتے ہیں اور کثرت کو کائنات کہا جاتا ہے۔ اور یہ انسان اس تمام کثرت کے گلشن کا ایک پھول ہے۔

Marfat.com

یعنی کائنات پر حکومت کرنے کا ایک تاج ہے بلکہ وہ طرہ امتیاز ہے۔اگر غور کیا جاوے تو کائنات کا ہر ذرہ کیا انسان کے لئے ہے کہ نہیں اسی لئے اس کو خلیفہ کا لقب دیا گیا مگر کثرت میں آنے کی وجہ سے انسان کو اپنی حقیقت بھول گئی اور امتحان میں پڑ گیا اور امتحان کا نتیجہ یہی ہے کہ مرنے سے پہلے یہ اپنی حقیقت اور ہستی کو پہچانے تب یہ اپنے آپ کو پہچان کر اس حسن حقیقی سے زندہ اور قائم ہیں۔ ہماری تخلیق بھی حسن حقیقی سے ہوئی ہے۔یعنی وبانہ اور منبع ہمارا امہی ہے جس کا معنی اور منشاء ہم ہی ہیں۔تو جب تک ہم اپنی اصلیت کے شناسا نہ ہوں گے امتحان میں کامیاب نہ ہوسکیں گے۔

بھلا یہ تو سوچو کہ ذات تعالیٰ بمعہ اپنے نوری فرشتگان کے ہر دم اپنے حسن حقیقی صلعم پر درود وسلام میں مشغول اور محو ہے اس کی آخر کوئی وجہ بھی تو ہوگی یا یونہی ہم اسی اہم اور ضروری بات کو پس پشت ڈال دیں۔لہذا غور فرمایئے کہ یہ بات ہمارے امتحان کے لئے ایک تعلیم وتربیت کی حقیقی مثال ہے۔

اول یہ کہ جب تک ذات تعالیٰ نے خود کو محو کر کے یعنی مٹا کر نور صلعم کو اپنی صفت سے موصوف نہیں کیا تو کائنات کا ظہور نہیں ہوسکا۔

دوئم ۔ جب تک اپنے نور صلعم کو مجسمہ آدم میں آویزاں کر کے اور خلافت کا تاج پہنا کر اپنی بے صورت کی صورت میں نہیں لایا تب تک اس کو نہ تو کسی نے پہچانا اور نہ اس کو سجدہ ہوسکا۔

سوئم ۔ جب تک اپنے ہی حسن حقیقی صلعم میں محو دیدار رہ کر اس پر درود وسلام پڑھنے میں مشغول نہیں ہوا تو خود اللہ اپنی حقیقت کا شناسا نہیں ہوسکا۔ یہاں پر آپ کو ایک وہم ہوگا کہ کیا ذات کو بھی اپنی حقیقت کے شناسا ہونے کی ضرورت تھی جبکہ اس میں سب کچھ موجود تھا۔مگر سمجھنے اور غور کرنے سے معلوم ہوگا جیسا ہم نے اوپر کے بیان میں مفصل تشریح کردی ہے۔

Marfat.com

چند مفید اور یاد رکھنے والی باتیں بطور اعلان طریقت جو کہ کلید فقر میں ہیں:

اصحاب طریقت کے لیے اخیر پر درج کی جاتی ہیں:

حضور سرور کائنات فخر دو عالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس قدر بھی احکام۔ دعائیں ور عبادتیں بیان فرمائی ہیں ان سب کی کلید صرف ایک جملہ یعنی فقرہ ہے لہٰذا جب تک وہ جسم انسانی کے صندوق کو نہ لگایا جائے تو وہ راز باطن جو ازل سے انسان بطور امانت اپنی شہ رگ کے بھی نزدیک تر لے کے آیا ہے کھل نہ سکے گا ورنہ ہی کسی بھید سے آگاہی ہو سکے گی جس طرح ہر ظاہر کا باطن ہے اور جسم کا اسم ہے اور ہر صورت کی سیرت اس کے باطن میں موجود ہوتی ہے اسی طرح بندے میں وہ ہر شے موجود ہے جس کی پہچان کے لئے یہ انسان اگرچہ بظاہر بندہ ہے لیکن اپنی صورت کی سیرت میں ایسی شے لے کر آ گیا ہے جس کو دیکھ کر فرشتوں سمیت کل کائنات کی متحرک اور ساکن مخلوق نے اس کو سجدہ کر دیا تھا۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ صورت آدمی کو اپنا جانشین اور خلیفہ بنا دیا۔ تو اب سمجھنا چاہیے کہ وہ کونسی چیز شکل انسانی میں چھپی ہوئی ہے جس سے بندہ اور مولا دونوں کے صفات اپنے آپ میں موجود رکھتا ہے اور تمام کائنات کا حسن انتظام بھی اس کے ذریعے ہی سے حضور ﷺ نے چلا رکھا ہے اور خود وہ نور قدیم حضور ﷺ کی حقیقت میں نمودار ہو کر صورت آدم میں بطور برزخ ذاتی کے ظہور در بطون ہو کر رہ گیا ہے جس کے ثبوت میں خود ہی

"نحن اقرب الیه من حبل الورید."

ازل میں لوح محفوظ پر اول ہی منقش کر کے پھر اس کائنات کو ظہر کر کے اس میں بس رہا ہے حضور بابا فرید فرد عالم گنج شکر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

Marfat.com

خالق وسے خلق میں خلق وسے رب مانہہ
مندا کس نوں آکھیے جوتس بن کوئی نانہہ

خالق تو خود اپنی ہستی مٹا کر پوشیدہ طور سے مخلوق میں گم اور محو ہو کر بس رہا ہے۔ پھر اس کی کسی شئے کو ہم برا کہہ سکیں گے جبکہ تمام کائنات میں سوائے اس کے ذاتی پرتو کے اور کسی کا وجود ہی ثابت نہیں ہو سکتا۔

یہ بات یہاں ہی ختم نہیں ہوتی بلکہ ہم پر فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اس دنیا میں اس کی پہچان کر کے آگے جائیں ورنہ بموجب قرآن مجید کے (جو یہاں اس کو دیکھنے سے اندھا رہا وہ وہاں جا کر بھی اندھا رہے گا) تو کیسا اہم اور ضروری ہیکہ اس کی پہچان بغیر ہم اندھے رہ جائیں گے۔ ہم نے مندرجہ بالا سطور میں اس کے متعلق کافی تفصیل بیان کی ہے جس کے دہرانے کی اب ضرورت نہیں اب ہم نے صرف یہی عرض کرنا ہے کہ اس نے اپنی پہچان کرنے کرانے کے لئے کیا چھوٹا سا جملہ اپنے محبوب حقیقی ﷺ کے ذریعے سے ہم کو آگاہ کرنے کے لئے فرمایا۔ وہ یہ ہے

"من عرف نفسه فقد عرف ربه"

"جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا"

غور کرنا چاہیے کہ ہم نے اپنے آپ کی اگر پہچان پڑتال نگہبانی اور حقیقت اپنی کو سمجھ کر یقین کامل اور خیال کو پختہ کر لیا تو گویا ہم نے اپنے رب کو پہچان لیا یا پا لیا۔ کیونکہ ہم سے دور تو وہ ہے نہیں بلکہ شہ رگ بنا ہوا ہے۔

مگر اپنی ہستی میں جب کہ وہ موجود ہے تو جس طرح ایک اندھا چراغ دوسرے روشن چراغ سے جلایا جاتا ہے پس اسی طرح جس بزرگ ہستی نے اسے پہچانا ہوا ہے اسی روشنی اور پہچان والے کے پاس جا کر پہچان کا طریقہ سیکھنا ہوگا۔ پھر اس کی پہچان ہوگی۔ اور

Marfat.com

نبی ولی اسی واسطے جہان میں آئے ہیں کہ ہم کو اس کی پہچان کرائیں۔ اور نبیوں ولیوں نے ہی ہم کو اس کا پتہ دیا ہے ورنہ ہم کو کیا معلوم تھا کہ خدا کون ہے اور کس طرح ہے۔ یہ بیان بھی ہم اوپر کی سطور میں کافی عرض کر چکے ہیں۔

لہٰذا اب صرف طریقہ تعلیم باطنی عرض کیا جائے گا تا کہ ہر اہل طریقت اس پر زیر نگرانی کسی مرد کامل کے عمل کر کے اس کی پہچان کا طالب ہو جائے۔ اور تحریروں اور تقریروں کے ذریعے اگر اس کی پہچان کرنی چاہو تو ہرگز نہ ہو سکے گی اور نہ ہی پتہ ملے گا خواہ تمام عمر اس میں گزر جائے۔ کیونکہ یہ تو صرف تعلیم باطنی پر عمل کرنے سے آئے گا۔ اور جس کو شک ہو وہ سلسلہ میں داخل ہو کر دیکھ سکتا ہے اور قسمت والے کامیاب ہو جاتے ہیں۔ مگر اس راستے کے لیے یقین کامل اور پختہ خیالی اور تعلیم باطنی پر عمل کی ضرورت ہے۔ ہم تعلیم باطنی بیان کرتے ہیں جس کسی کا حصہ ہوگا مولا پاک عطا فرما دیں گے۔

سب سے اول اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ کوئی کام ادنیٰ ہو کہ اعلیٰ سوائے کسی استاد کے نہیں آ سکتا۔ دوسرے یہ کہ استاد کے زیر تحت عمل کر کے سیکھا جائے گا۔ تیسری یہ کہ جوں جوں عمل کرتا جائے گا استاد کا علم جو اس کے سینے میں پوشیدہ ہو کر موجود ہے وہ شاگرد یا مرید کے سینے میں عمل و علم کی مشق سے آتا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب تمام کام شاگرد یا مرید سیکھ لے گا تو اس وقت شاگرد یا مرید استاد یا پیر و مرشد کے قائم مقام یا ماہر فن ہو جاتا ہے لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ عمل کے سوا کچھ نہ آ سکے گا۔

اسی طرح فقر کی تعلیم کا قاعدہ یہ ہے کہ سب سے اول کسی پیر و مرشد کا دست گرفتہ بنے یعنی مرید ہو جائے اور وہ پیر و مرشد باشریعت اور حضور ﷺ کے قاعدہ کے مطابق تعلیم طریقت کا ماہر ہو۔ جس کے واسطے پیر و مرشد کا باسند ہونا ضروری ہوگا۔ سب سے اول مرید کو ہر وہ کام کرنا ہوگا۔ جو مرشد برحق بتائے۔ اور پوری اتباع کرنی لازمی ہوگی۔ اپنی مرضی یا

Marfat.com

اپنی عقل کے ذریعے مرید ہرگز دخل انداز نہ ہووے کیونکہ رستے کا واقف کار یعنی مرشد خود راستہ پر چلانے کا ڈھنگ جانتا ہے اور طالب ناواقف ہوتا ہے چنانچہ سب سے اول پابندی ترتیب نماز صابری ہوتی ہے اور ہر ایک عبادت میں شغل برزخ جس قسم کا بھی بتایا جائے مرید اس کے مطابق محو رہے اور شغل برزخ تین اقسام کا ہوتا ہے۔ خارجی، داخلی، ملمسی اور جس قدر مشق شغل برزخ کی ہوگی مرید اپنے آپ میں جذب ہونا شروع ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ مرشد اور مرید کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہے گا اور یہ مقام فنافی الشیخ کہلاتا ہے۔ جو کہ نفس انتقالی کے ذریعے کرایا جاتا ہے۔ اور نفس انتقالی پر عمل پیرا ہونے سے ہی نفس اور روح میں علیحدگی دکھائی پڑتی ہے۔ کیونکہ جب تک انسان کو اپنے روحی اور نفسانی جسم کا پتہ نہ چلے خیال میں پرواز کی طاقت پیدا نہیں ہو سکتی لہٰذا جب اپنے روحانی جسم کا طالب کو پتہ لگتا ہے تو اپنے نفس کو انسان پہچان کر اس سے سبکدوش ہو کر روحانی جسم کو جان لیتا ہے یعنی نور ﷺ کی حقیقت کی پہچان کر لیتا ہے۔ اور فنافی الرسول کی منزل کو جا پہنچتا ہے۔ اور جب نور ﷺ کی حقیقت معلوم ہوتی ہے تو طالب اپنے رب کی پہچان کر لیتا ہے اور مقام فنافی اللہ کی رویت ہو جاتی ہے۔ تو اس وقت طالب یعنی مرید کا یقین کامل ہو کر اس کے خیال میں پختگی اور منزل عروج ونزول اس کے زیر پا رہتی ہے۔ یعنی جب چاہتا ہے اپنی اصلی منزل کو جہاں سے کہ یہ آیا تھا پہچان لیتا ہے اور "موتو قبل انت موتو" ہو کر حیات ابدی نصیب ہو جاتی ہے۔

ہمارے آقائے نامدار حضرت پیرو مرشد رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قطب عالم صابر یہ علیہ السلام کی باطنی تعلیم بجنسہ بیان فرمائی ہے۔ جس کو ہم ناظرین کی آگاہی کے لیے درج ذیل کرتے ہیں مگر اس کی سمجھ مکمل عمل کر کے دیکھ لینے کے سوا نہیں آسکتی۔ کیونکہ ہر کام کا نتیجہ عمل سے برآمد ہوتا ہے۔ مثل مشہور ہے۔

Marfat.com

کپڑے رنگے تو کیا ہوا جوگی جگت جانے نہیں

اور وہ تعلیم باطنی یہ ہے جو بجنسہ تحریر کی دی گئی ہے۔ حضرت قطب عالم علیہ السلام موصوف نے تعلیم ترکیب اس کیفیت باطن کی اپنے مکتوب میں بعبارت عربی جس طرح کہ تحریر فرمائی ہے۔ ترجمہ اس تحریر کا ہے حضور علیہ الرحمتہ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

(تعلیم طریقہ حنفیہ علوی روح جذبیہ کی اگر کسی خدا دوست کو یقین نہ ہو اور اس کو غلط پائے تو فردائے قیامت عاصی کا دامن اور طالب کا ہاتھ ہووے۔ لیکن اس تعلیم میں سے کوئی دقیقہ فردگزاشت نہ کرے یعنی طریقہ حنفیہ علوی میں داخل ہو کر تعلیم باطنی سے مشرف ہو۔ حمان کے ہاتھ سے صورت اخذ کر کے اور معنی کو سلب جانے ہوئے معائنہ۔ معائنہ وحدت کا کر کے واحدیت میں صورت بقالا کے اور نفس مطمئنہ کو نفس لوامہ سے وصل کر کے ملہمہ سے ضرورت پیش لا کر نفس امارہ کو فنا سے بقا کی صورت بنا کر قائم کرے۔ جبکہ نفس انتقالی پیدا ہو جائے گا پھر روزہ طالب خدا کا نماز کعبہ میں جسم کے ساتھ ادا کرے گا۔ فقط)

طالبان خدا کو غور فرمانا چاہیے کہ حضرات علو العزمان شہنشاہان ولایت نے ا طرح کی صدہا تعلیمات باطن جو آج عنقا صفت زینت الکلام کے طور پر عالم فریبی کو مشہور ہیں۔ اور نہ صحیح ترکیب کا پتہ نہ طریقہ تعلیم کو جانتے ہیں بلکہ صرف تقریر اور کہانیاں سنا کر وقت گزارتے ہیں۔ خیر ہمیں تو کسی کو برا کہنا آتا ہی نہیں بلکہ ہم تو صحیح تعلیم کی تبلیغ بموجب حکم حصور بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء علیہ السلام کے حکم کی بجا آوری کے لئے کرتے ہیں۔ اور اس پر عمل کرانے کی خدمت کے لئے کوشاں ہیں تاکہ حضور ﷺ کی امت کے افراد اپنے اللہ تعالیٰ کی پہچان کر کے بام تجشش پر پہنچ جائیں۔ آمین بحق طہٰ و یٰسین

Marfat.com

عبادت باطنی کے لئے تقسیم اوقات:

مندرجہ ذیل بیان میں ہم ہر طالب سلسلہ صابر یہ چشتیہ عالیہ کے لیے عبادت کرنے کا طریقہ اور وقت اور اس کی پابندی کرنے کے لئے مختصر طور پر اظہار کرتے ہیں۔ ہر طالب صادق پر واجب ہے۔ کہ صبح سے شام تک خوب دنیا کا کام کرے اور اپنے ہاتھ سے کما کر کھائے اور کنبے کو کھلائے۔ شام کی نماز پڑھ کر پھر عشا کی نماز پوری ترکیب ترتیب صابری کے مطابق پڑھ کر سو جائے اور جب چارپائی پر لیٹے تو نفس انتقالی ادا کرتا ہوا سوئے۔ اسی کو کروٹوں پر عبادت کرنا کہتے ہیں جیسا کہ کلام مجید میں مذکور ہے۔ پچھلی شب وقت تہجد اٹھ کر اول صلوۃ العاشقین ادا کرے پھر بارہ تسبیح ذکر جہر ادا کرے پھر تمام ذکر و شغل بہت کم مقدار میں ادا کرے یعنی شغل حقی۔ شغل پخینبی۔ ذکر جاروب۔ شغل اسم ذات۔ شغل انت الہادی اور یہ ذکر شغل ۲۵ پچیس بار ادا کرو تا کہ دماغ پر بار نہ ہو۔ اس کے بعد ورد یومیہ ادا کر کے نماز صبح ادا کرے۔ پھر چند آیات قرآن مجید باترجمہ تلاوت کرے اور تمام شجرات سلامیہ پڑھے اور یہ تمام ذکر و اذکار برزخ ملمسی میں محو ہر ک ادا کرے۔ اس کے بعد پندرہ منٹ کے لئے چادر تان کر بیٹھ جائے اور برزخ ملمسی پورے طور سے محویت تامہ سے کر کے پھر اپنے کام کاج دنیاوی میں لگ جائے اور اس کے علاوہ کئی شغل اشغال اور ہیں جو طالب صادق کو وقتاً فوقتاً تعلیم کے لئے کئے جاتے ہیں۔ تاکہ طبیعت پر بار نہ پڑے۔ جب مشق ہو جاتی ہے تو پھر دن رات خود بخود طالب صادق اس میں محو رہتا ہے۔ اور اس کو بلکہ خود محویت ہو جاتی ہے۔ نیز ہر طالب پر فرض ہے کہ پنجوقتہ نماز ترتیب صابری کے مطابق ادا کیا کرے تاکہ سنت نبوی ﷺ ترک نہ ہو۔ بقول

Marfat.com

ابیات راز باطنی

کیست مرشد توچہ دانی اے فنا — ہست مرشد نور پاک مصطفیٰ
چوں احد در منزل وحدت رسید — واحدیت پردہ از رخ برکشید
نور وحدت چوں در آمد در مزید — واحدیت آمداز وحدت پدید
ہر یک از بہر دگر آئینہ ایست — نوریک بہر دگر ززینہ ایست
میم مرشد مظہر احمدؐ شناس — رائے ازرا از ربوبیت قیاس
شین گشتہ آئینہ دار شہود — دال بخشد فکر را راہ وجود
ایں معما کے رسد در فکر کس — ایں معما عارفاں دا نندو بس
من کہ نامم ازدو جز ترتیب یافت — ہر یکے زانہا چوہر کہ دمہ نیافت
از محمدؐ نور ۔ ت جا۔ داد — وز حسن ہم واحدیت در کشاد
راز مخفی بود آملہ برزبان — بہر فہمید کسان راز دان

ایں رسالہ چوں لفظ آمد تمام
از زبانم مرشد یہ یافت نام

نماز باطن:

اے میرے عزیزان روحی آ گاہ رہو کہ ظاہری نماز جو ہم پنجوقتہ ادا کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ کیونکہ اس ظاہری نماز میں جیسا کہ علمائے ظاہر بیان فرماتے رہتے ہیں کہ نماز میں خشوع وخضوع کرنا چاہیے حالانکہ ظاہری نماز میں بلکہ باجماعت میں تو اٹھنے بیٹھے اور امام کے آواز پر ہر وقت خیال کرنے کی زیادہ توجہ رہتی ہے تو غور کرو کہ خشوع اور خضوع کس طرح قائم رہ سکتا ہے جبکہ نماز کے ارکان۔ الفاظوں کی ادائیگی غرض یہ کہ

Marfat.com

''الصلوۃ معراج المومنین''

''نماز مومن کا معراج ہے''

تو اگر نماز میں مومن مسلمان کو معراج کی بجائے اس کے خیال ہی کو سکون نہیں ملتا تو معراج تو دور کی بات ہے اس لیے سمجھنا اور غور کرنا چاہیے۔ اور ہم خدانخواستہ نماز کی مخالفت کے بارے میں کوئی ثبوت پیش نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہم تو یہ ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ کس طرح نماز مومن کا معراج بن سکتی ہے اور یہ ظاہر کی نماز پر اس قدر توجہ کی ضرورت ہے اور تاکید کیوں کی جاتی ہے۔ جس کا بیان درج ذیل ہے۔

بزرگوں کا فرمان ہے کہ جب بچے کو مکتب میں بھیجا جاتا ہے تو اول اس کو الف بے پڑھاتے ہیں اور اگر الف بے کی بجائے یونہی فقرے زبانی پڑھاتے رہیں تو وہ علم کی ماہیت نہیں سمجھ سکتا۔ اس لیے ہر زبان پڑھنے کے لئے اول اس کی الف بے پڑھنی ضروری ہوتی ہے اسی طرح یہ ظاہر کی نماز باطنی نماز کی الف بے ہے اور جب تک ظاہر کی نماز کی رٹ نہ لگائی جائے باطن کی نماز جو بغیر جسم ظاہری کے پڑھی جاتی ہے ادا نہیں ہو سکتی۔ اور قرآن مجید میں جو فرمان ہے کہ کروٹوں پر اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگے رہو یہ اسی باطنی نماز کی طرف اشارہ ہے جو کہ نفس انتقالی کے ذریعے پڑھی جاتی ہے اور جب اس باطنی نماز کو روحی وجود سے پڑھا جاتا ہے تو ظاہری جسم ترک کرنا پڑتا ہے جس طرح سوتے میں انسان خواب دیکھتا ہے اور اپنے آپ کو کئی جگہ سیر کرتا ہوا پاتا ہے حالانکہ جسم چارپائی پہ پڑا ہوتا ہے۔ کیونکہ خواب میں جو وجود سیر کرتا اور کئی جگہ پر جاتا ہے وہ دراصل روحی وجود ہوتا ہے جو ظاہری وجود کو ترک کر کے روحی وجود کی سواری پر کام کرتا ہے۔ لہٰذا سمجھنا چاہیے کہ اسی طرح باطنی نماز روحی وجود سے پڑھی جاتی ہے۔ اور جب تک ظاہری نماز نہ آتی ہو باطنی نماز بھی ادا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ نماز کی ترکیب بمعہ ارکان و الفاظ کے جب تک یاد اور ذہن نشین نہ ہو

Marfat.com

باطنی نماز پڑھنا ناممکن ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ کہ بغیر الف بے پڑھنے کے کوئی علم سیکھا نہیں جا سکتا۔ چنانچہ ظاہر نماز باطنی نماز کی الف بے کہلاتی ہے۔ اور اگر تمام عمر الف بے میں ہی کوئی لگا رہے تو باطنی علم کب حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ باطنی اور روحانی علم کے بغیر نہ تو معراج ہی حاصل ہو سکتا ہے اور نہ ہی اپنے آپ کی سمجھ آ سکتی ہے کہ میں کون اور کیا ہوں اور میرے وجود میں کس کی ہستی کام کر رہی ہے اور اس ہستی کو پہچاننے کے لیے روحانی علم روحانی معلم کے بغیر پڑھایا نہیں جا سکتا۔ اور جب تک کہ نفس مطمئنہ کو نفس کو اوارہ سے واصل نہ کرایا جائے مطمعنہ اور امارہ کا فرق معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی نفس انتقالی کی صورت معلوم ہو کر فنا سے بقا حاصل ہو گی۔ کیونکہ بغیر فنا کے بقا میں آنا ناممکن ہے اور یہی مومن کا معراج ہے اور اسی کو

"صلواۃ دائمون"

ہمیشہ کی نماز کہا جاتا ہے اور اس سے ظاہری وجود ترک کر کے روحی وجود کی سمجھ آ

کر

"من عرف نفسه فقد عرف ربه"

کی سمجھ آ کر اپنے اللہ کی پہچان ہوتی ہے

(یعنی جس نے اپنے نفس میں خود کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا)

حضرت بوعلی قلندر پانی پتی فرماتے ہیں

نماز عابداں سجدے سجودے نماز عاشقاں ترک وجود دے

ترجمہ:

(ظاہری زاہدوں علماؤں کی نماز سجدے سجود میں ہی وقت گذارنا ہوتا ہے مگر عاشقان خدا تعالیٰ کی نماز وجود کو ترک کر کے برزخ سے اپنے اللہ میں مٹ کر پڑھی جاتی ہے)

Marfat.com

ابیات عرفان مع تشریح

انسان چہ بودے کہ ظہوری از سر تاپاء غرق نوری
انسان چہ بودے کہ آفتابے در عالم او جہاں سرابے
انسان چہ بودے کہ صفائی بالذات و صفات عین ذاتی
انسان چہ بودے کہ گل حق روئیدہ نہ گلشن دل حق
انسان چہ بودے کہ یگانہ ہم دام خود ہست و صید دانہ
انسان چہ بودے کہ ہمہ او باذات و صفت بوجہ نیکو

لیتی دو جہاں دون انسان ست
یک نسخہ نا مہائے یزدان ست

ترجمہ اس کا کیا کیا جائے کیونکہ ان کے اگر چہ ہزار ترجمے تقریریں بیان کرتے اوران کو پڑھتے ہوئے ساری عمر کیوں نہ گزر جائے مگر جب تک پیرومرشد کی زیرنگرانی تربیت عمل سے اپنے میں مخفی خزانہ کا دیدار نہ ہوجائے منزل مقصود کا پتہ لگنا محال اور ناممکن ہے۔لیکن پھر بھی ہم اہل طریقت کے لئے مختصر لفظی تشریح بیان کردیتے ہیں تاکہ کلام کا پتہ تو لگے(ترجمہ نمبر ۱ انسان کیا ہے یہ اس کی تشبیہ ذاتی کا ایسا خفیہ ظہور ہے۔کہ از سر تاپا نور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی بنا تعمیر ہوئی اور یہ اس نور حقیقی میں غرق ہے مگر کثرت میں آکر دستگیری چاہتا ہے اگر چہ خود اس میں آفتاب کے کلی صفات موجود ہیں۔مگر اندھے چراغ کی طرح روشن چراغ سے جلائے بناں خود میں روشنی حاصل نہیں کرسکتا۔گو تمام عالم کے حقیقی موجد کی روشنی پرتو بن کر خود اس میں موجود اور قائم قدیم سے ہے اور اسی واسطے کل کائنات بھی مثل سراب کے اس میں دکھائی پڑتی ہے۔اور اس کے صفات عین صفات ذاتی ہیں۔کیونکہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کے صفات کی اگر کوئی فرضی صورت بنائی جائے تو ان کا مرقع یعنی یکجائی تصویر انسان ہی کی ہو سکتی ہے۔ گویا کہ خدائی چمنستان کی تمام روئیدگی کا انسان ہی پھول کہلا سکتا ہے اور انسان ایک ایسا یگانہ یعنی بے مثل شکاری ہے کہ اس میں دانہ و دام دونوں ہی موجود ہیں اور یہ خود سے خود کا شکار کر کے خود ہی اپنے آپ میں پھنس جاتا اور خود ہی آزاد اور فنا سے بقاء کی صورت بن کر بے نیاز ہو جاتا ہے اور جس کو ہمہ اوست کہتے ہیں وہ یہی ہے۔ کیونکہ جب کہ یہ انسان کل صفات ذاتی سے بھرپور ہے اور وہ صفات ذاتی نور علیہ ﷺ ہے جس کو صورت انسان میں رکھ کر سجدہ کرایا گیا تھا اور پھر اس نور سے یہ تمام ظہور کائنات خلق ہوا۔ لہٰذا انسان ہمہ اوست کہلائے گا اور باقی کے تمام ہمہ از اوست کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

چند مفید اور یاد رکھنے والی باتیں بطور اعلان طریقت جو کہ کلید فقر میں ہیں

اصحاب طریقت کے لیے آخیر پر درج کی جاتی ہیں:

حضور سرور کائنات فخر دو عالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس قدر بھی احکام۔ دعائیں ورعبادتیں بیان فرمائی ہیں ان سب کی کلید صرف ایک جملہ یعنی فقرہ ہے لہٰذا جب تک وہ جسم انسانی کے صندوق کو نہ لگایا جائے تو وہ راز باطن جو ازل سے انسان بطور امانت اپنی شہ رگ کے بھی نزدیک تر لے کے کر آیا ہے کھل نہ سکے گا ورنہ ہی کسی بھید سے آگاہی ہو سکے گی جس طرح ہر ظاہر کا باطن ہے اور جسم کا اسم ہے اور ہر صورت کی سیرت اس کے باطن میں موجود ہوتی ہے پس اسی طرح بندے میں وہ ہر شے موجود ہے جس کی پہچان کے لئے یہ انسان اگرچہ بظاہر بندہ ہے لیکن اپنی صورت کی سیرت میں ایسی شے لے کر آ گیا ہے جس کو دیکھ کر فرشتوں سمیت کل کائنات کی متحرک اور ساکن مخلوق نے اس کو سجدہ کر دیا

Marfat.com

تھا۔اور پھر یہی نہیں بلکہ صورت آدمی کواپنا جانشین اور خلیفہ بنا دیا۔تو اب سمجھنا چاہیے کہ وہ کونسی چیز شکل انسانی میں چھپی ہوئی ہے جس سے بندہ اور مولا دونوں کے صفات اپنے آپ میں موجود رکھتا ہے اور تمام کائنات کا حسن انتظام بھی اس کے ذریعے ہی سے حضور علیہ نے چلا رکھا ہے اور خود وہ نور قدیم حضور علیہ کی حقیقت میں نمودار ہو کر صورت آدم میں بطور برزخ ذاتی کے ظہور در بطون ہو کر رہ گیا ہے جس کے ثبوت میں خود ہی

"نحن اقرب الیه من حبل الورید."

ازل میں لوح محفوظ پر اول ہی منقش کر کے پھر اس کنات کو ظہر کر کے اس میں بس رہا ہے حضور بابا فرید فرد عالم گنج شکر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

خالق وسے خلق یں خلق وسے رب مانیہ

مندا کس نوں آکھیے جوتس بن کوئی نانہہ

خالق تو خود اپنی ہستی مٹا کر پوشیدہ طور سے مخلوق میں گم اور محو ہو کر بس رہا ہے۔ پھر اس کی کسی شی کو ہم برا کہہ سکیں گے جبکہ تمام کائنات میں سوائے اس کے ذاتی پر تو کے اور کسی کا وجود ہی ثابت نہیں ہوسکتا۔

یہ بات یہاں ہی ختم نہیں ہوتی بلکہ ہم پر فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اس دنای میں اس ی پہچان کر کے آگے جائین ورنہ بموجب قرآن مجید کے (جو یہاں اس کو دیکھنے سیا ندھار ہا وہ وہاں جا کر بھی اندھا رہے گا) تو کیسا اہم اور ضروری ہیکہ اس کی پہچان بغیر ہم اندھے رہ جائیں گے۔ہم نے مندرجہ بالا سطور میں اس کے متعلق کافی تفصیل بیان کی ہے جس کے دہرانے کی اب ضرورت نہیں اب ہم نے صرف یہی عرض کرنا ہے کہ اس نے اپنی پہچان کرنے کرانے کے لئے کیا چھوٹا سا جملہ اپنے محبوب حقیقی علیہ کے ذریعے سے ہم کو آگاہ کرنے کے لئے فرمایا۔وہ یہ ہے

Marfat.com

"من عرف نفسه فقد عرف ربه"

"جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا"

غور کرنا چاہیے کہ ہم نے اپنے آپ کی اگر پہچان پڑتال نگہبانی اور حقیقت اپنی کو سمجھ کر یقین کامل اور خیال کو پختہ کر یا تو گویا ہم نے اپنے رب کو پہچان لیا یا پالیا۔ کیونکہ ہم سے دور تو وہ ہے نہیں بلکہ شہ رگ بنا ہوا ہے۔

مگر اپنی ہستی میں جب کہ وہ موجود ہے تو جس طرح ایک اندھا چراغ دوسرے روشن چراغ سے جلایا جاتا ہے پس اسی طرح جس بزرگ ہستی نے اسے پہچانا ہوا ہے اسی روشنی اور پہچان والی کے پاس جر کر پہچان کا طریقہ سیکھنا ہوگا۔ پھر اس کی پہچان ہوگی۔ اور نبی ولی اسی واسطے جہان میں آئے ہیں کہ ہم کو اس کی پہچان کرائیں۔ اور نبیوں ولیوں نے ہی ہم کو اس کا پتہ دیا ہے ورنہ ہم کو کیا معلوم تھا کہ خدا کون ہے اور کس طرح ہے۔ یہ بیان بھی ہم اوپر کی سطور میں کافی عرض کر چکے ہیں۔

اب طریقہ تعلیم باطنی عرض کیا جاتا ہے تا کہ ہر اہل طریقت اس پر زیر نگرانی کسی مرد کامل کے عمل کر کے اس کی پہچان کا طالب ہو جائے۔ اور تحریروں اور تقریروں کے ذریعے اگر اس کی پہچان کرنی چاہو تو گرگز نہ ہو سکے گی اور نہ ہی پتہ ملیگا خواہ تمام عمر اس میں گزر جائے۔ کیونکہ یہ تو صرف تعلیم باطنی پر عمل کرنے سے آئے گا۔ اور جس کو شک ہو وہ سلسلہ میں داخل ہو کر دیکھ سکتا ہے اور قسمت والے کامیاب ہو جاتے ہیں۔ مگر اس راستے کے لیے یقین کامل اور پختہ خیالی اور تعلیم باطنی پر عمل کی ضرورت ہے۔ ہم تعلیم باطنی بیان کرتے ہیں جس کسی کا حصہ ہوگا مولا پاک عطا فرما دیں گے۔

سب سے اول اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ کوئی کام ادنیٰ ہو کہ اعلیٰ سوائے کسی استاد کے نہیں آ سکتا۔ دوسرے یہ کہ استاد کے زیر تحت عمل کر کے سیکھا جائے گا۔ تیسری یہ کہ

Marfat.com

جوں جوں عمل کرتا جائے گا استاد کا علم ہو اس کے سینے میں پوشیدہ ہو کر موجود ہے وہ شاگرد یا مرید کے سینے میں عمل و علم مشق سے آتا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب تمام کام شاگرد یا مرید سیکھ لے گا تو اس وقت شاگرد یا مرید استاد یا پیر و مرشد کے قائم مقام یا ماہر فن ہو جاتا ہے لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ عمل کے سوا کچھ نہ آ سکے گا۔

اسی طرح فقر کی تعلیم کا قاعدہ یہ ہے کہ سب سے اول کسی پیر و مرشد کا دست گرفتہ بنے یعنی مرید ہو جائے اور وہ پیر و مرشد باشریعت اور حضور ﷺ کے قاعدہ کے مطابق تعلیم طریقت کا ماہر ہو۔ جس کے واسطے پیر و مرشد کا باسند ہونا ضروری ہو گا۔ سب سے اول مرید کو ہر وہ کام کرنا ہو گا۔ جو مرشد برحق بتائے۔ اور پوری اتباع کرنی لازمی ہو گی۔ اپنی مرضی یا اپنی عقل کے ذریعے مرید ہرگز دخل اناز نہ ہووے کیونکہ رستے کا واقف کار یعنی مرشد خور داستہ پر چلانے کا ڈھنگ جانتا ہے اور طالب ناواقف ہوتا ہے چنانچہ سب سے اول پابندی ترتیب نماز صابری ہوتی ہے اور ہر ایک عبادت میں شغل برزخ جس قسم کا بھی بتیا جائے مرید اس کے مطابق محور ہے اور شغل برزخ تین اقسام کا ہوتا ہے۔ خارجی، داخلی، ملمسی اور جس قدر مشق شغل برزخ کی ہو گی مرید اپنے آپ میں جزب ہونا شروع ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ مرشد اور مرید کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہے گا اور یہ مقام فنا فی الشیخ کہلاتا ہے۔ جو کہ نفس انتقالی کے ذریعے کرایا جاتا ہے۔ اور نفس انتقالی پر عمل پیرا ہونے سے ہی نفس اور روح میں علیحدگی دکھائی پڑتی ہے۔ کیونکہ جب تک انسان کو اپنے روحی اور نفسانی جسم کا پتہ نہ چلے خیال میں پرواز کی طاقت پیدا نہیں ہو سکتی لہٰذا جب اپنے روحانی جسم کا طالب کو پتہ لگتا ہے تو اپنے نفس کو انسان پہچان کر اس سے سبکدوش ہو کر روحانی جسم کو جان لیتا ہے یعنی نور ﷺ کی حقیقت کی پہچان کر لیتا ہے۔ اور فنا فی الرسول کی منزل کو جا پہنچتا ہے۔ اور جب نور ﷺ کی حقیقت معلوم ہوتی ہے تو طالب اپنے رب کی پہچان کر لیتا

Marfat.com

ہے اور مقام فنافی اللہ کی رویت ہو جاتی ہے۔ تو اس وقت طالب یعنی مرید کا یقین کامل ہو کر اس کے خیال میں پختگی اور منزل عروج ونزول اس کے زیر پا رہتی ہے۔ یعنی جب چاہتا ہے اپنی اصلی منزل کو جہاں سے کہ یہ آیا تھا پہچان لیتا ہے اور "موتو قبل انت موتو" ہو کر حیات ابدی نصیب ہو جاتا ہے۔

عبادت باطنی کے لئے تقسیم اوقات

مندرجہ ذیل بیان میں ہم ہر طالب سلسلہ صابریہ چشتیہ عالیہ کے لیے عبادت کرنے کا طریقہ اور وقت اور اس کی پابندی کرنے کے لئے مختصر طور پر اظہار کرتے ہیں۔ ہر طالب صادق پر واجب ہے۔ کہ صبح سے شام تک خوب دنیا کا کام کرے اور اپنے ہاتھ سے کما کر کھائے اور کنبے کو کھلائے۔ شام کی نماز پڑھ کر پھر عشا کی نماز پوری ترکیب ترتیب صابری کے مطابق پڑھ کر سو جائے اور جب چارپائی پر لیٹے تو نفس انتقالی ادا کرتا ہوا سوئے۔ اسی کو کروٹوں پر عبادت کرنا کہتے ہیں جیسا کہ کلام مجید میں مذکور ہے۔ پچھلی شب وقت تہجد اٹھ کر اول صلوۃ العاشقین ادا کرے پھر بارہ تسبیح ذکر مہر ادا کرے پھر تمام ذکر و شغل بہت کم مقدار میں ادا کرے یعنی شغل حقی۔ شغل تخییی۔ ذکر جاروب۔ شغل اسم ذات۔ شغل انت الہادی اور یہ ذکر شغل ۲۵ پچیس بار ادا کرو تا کہ دماغ پر بار نہ ہو۔ اس کے بعد ورد یومیہ ادا کر کے نماز صبح ادا کرے۔ پھر چند آیات قرآن مجید باترجمہ تلاوت کرے اور تمام شجرات سلامیہ پڑھے اور یہ تمام ذکر و اذکار برزخ ملمسی میں محو ہو کر ادا کرے۔ اس کے بعد پندرہ منٹ کے لئے چادر تان کر بیٹھ جائے اور برزخ ملمسی پورے طور سے محویت تامہ سے کر کے پھر اپنے کام کاج دنیاوی میں لگ جائے اور اس کے علاوہ کئی شغل اشغال اور ہیں جو طالب صادق کو وقتاً فوقتاً تعلیم کے لئے کئے جاتے ہیں۔ تا کہ طبیعت پر بار نہ پڑے۔

Marfat.com

جب مشق ہو جاتی ہے تو پھر دن رات خود بخود طالب صادق اس میں محو رہتا ہے۔ اور اس کو بلکہ خود محویت ہو جاتی ہے۔ نیز ہر طالب پر فرض ہے کہ پنجوقتہ نماز ترتیب صابری کے مطابق ادا کیا کرے تا کہ سنت نبوی ﷺ ترک نہ ہو۔

ابیات راز باطنی

کیست مرشد تو چہ دانی اے فنا ‏ ‏ ہست مرشد نور پاک مصطفیٰ
چوں احد در منزل وحدت رسید ‏ ‏ واحدیت پردہ از رخ برکشید
نور وحدت چوں در آمد در مزید ‏ ‏ واحدیت آمد از وحدت پدید
ہر یک از بہر دگر آئینہ ایست ‏ ‏ نوریک بہر دگر ززینہ ایست
میم مرشد مظہر احمدؐ شناس ‏ ‏ رائے آنرا از ربوبیت قیاس
شین گشتہ آئینہ دار شہود ‏ ‏ دال بخشد فکر را راہ وجود
ایں معما کے رسد در فکر کس ‏ ‏ ایں معما عارفاں دانند و بس
من کہ نامم از دو جز ترتیب یافت ‏ ‏ ہر یکے زانہا چو ہر کہ دم نیافت
از محمدؐ نور وحدت جلوہ داد ‏ ‏ وز حسن ہم واحدیت در کشاد
راز مخفی بود آنکہ برزبان ‏ ‏ بہر فہمید کسان راز دان

ایں رسالہ چوں لفظ آمد تمام
از زبانم مرشد بہ یافت نام

نماز باطن:

اے میرے عزیزان روحی آگاہ رہو کہ ظاہری نماز جو ہم پنجوقتہ ادا کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ کیونکہ اس ظاہری نماز میں جیسا کہ علمائے ظاہر بیان فرماتے رہتے ہیں کہ

Marfat.com

نماز میں خشوع وخضوع کرنا چاہیے حالانکہ ظاہری نماز میں بلکہ باجماعت میں تو اٹھنے بیٹھے اور امام کے آواز پر ہر وقت خیال کرنے کی زیادہ توجہ رہتی ہے تو غور کرو کر خشوع اور خضوع کس طرح قائم رہ سکتا ہے جبکہ نماز کے ارکان۔ الفاظی ادائیگی غرض یہ کہ

"الصلوة معراج المومنین"

"نماز مومن کا معراج ہے"

تو اگر نماز میں مومن مسلمان کو معراج کی بجائے اس کے خیال ہی کو سکون نہیں ملتا تو معراج تو دور کی بات ہے اس لیے سمجھنا اور غور کرنا چاہیے۔ اور ہم خدانخواستہ نماز کی مخالفت کے بارے میں کوئی ثبوت پیش نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہم تو یہ ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ کس طرح نماز مومن کا معراج بن سکتی ہے اور یہ ظاہری نماز پر اس قدر توجہ کی ضرورت اور تاکید کیوں کی جاتی ہے۔ جس کا بیان درج ذیل ہے۔

بزرگوں کا فرمان ہے کہ جب بچے کو مکتب میں بھیجا جاتا ہے تو اول اس کو الف بے پڑھاتے ہیں اور اگر الف بے کی بجائے یونہی فقرے زبانی پڑھاتے رہیں تو وہ علم کی ماہیت نہیں سمجھ سکتا۔ اس لیے ہر زبان پڑھنے کے لئے اول اس کی الف بے پڑھنی ضروری ہوتی ہے اسی طرح یہ ظاہری نماز باطنی نماز کی الف بے ہے اور جب تک ظاہری نماز کی رٹ نہ لگائی جائے باطن کی نماز جو بغیر جسم ظاہری کے پڑھی جاتی ہے ادا نہیں ہو سکتی۔ اور قرآن مجید میں جو فرمان ہے کہ کروٹوں پر اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگے رہو یہ اسی باطنی نماز کی طرف اشارہ ہے جو کہ نفس انتقالی کے ذریعے پڑھی جاتی ہے اور جب اس باطنی نماز کو روحی وجود سے پڑھا جاتا ہے تو ظاہری جسم ترک کرنا پڑتا ہے جس طرح سوتے میں انسان خواب دیکھتا ہے اور اپنے آپ کو کئی جگہ سیر کرتا ہوا پاتا ہے حالانکہ جسم چارپائی پر پڑا ہوتا ہے۔ کیونکہ

Marfat.com

خواب میں جو وجود سیر کرتا اور کئی جگہ جاتا ہے وہ دراصل روحی وجود ہوتا ہے جو ظاہری وجود کو ترک کر کے روحی وجود کی سواری پر کام کرتا ہے۔ لہٰذا سمجھنا چاہیے کہ اسی طرح باطنی نماز روحی وجود سے پڑھی جاتی ہے۔ اور جب تک ظاہری نماز نہ آتی ہو باطنی نماز بھی ادا نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ نماز کی ترکیب بمعہ ارکان والفاظ کے جب تک یاد اور ذہن نشین نہ ہو باطنی نماز پڑھنا ناممکن ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ کہ بغیر الف بے پڑھنے کے کوئی علم سیکھا نہیں جا سکتا۔ چنانچہ ظاہر نماز باطنی نماز کی الف بے کہلاتی ہے۔ اور اگر تمام عمر علف بے میں ہی کوئی لگا رہے تو باطنی علم کب حاصل ہوسکتا ہے کیونکہ باطنی اور روحانی علم کے بغیر نہ تو معراج ہی حاصل ہوسکتا ہے اور نہ ہی اپنے آپ کی سمجھ آ سکتی ہے کہ میں کون اور کیا ہوں اور میرے وجود میں کس کی ہستی کام کر رہی ہے اور اس ہستی کو پہچان کے لیے روحانی علم روحانی معلم کے بغیر پڑھایا نہیں جا سکتا۔ اور جب تک کہ نفس مطمئنہ کو نفس لوامہ سے واصل نہ کرایا جائے مطمئنہ اور امارہ کا فرق معلوم نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ہی نفس انتقالی کی صورت معلوم ہو کر فنا سے بقا حاصل ہوگی۔ کیونکہ بغیر فنا کے بقا میں آنا ناممکن ہے اور یہی مومن کا معراج ہے اور اسی کو

"صلواۃ دائمون"

ہمیشہ کی نماز کہا جاتا ہے اور اس سے ظاہری وجود ترک کر کے روحی وجود کی سمجھ آ کر

"من عرف نفسه فقد عرف ربه"

کی سمجھ آ کر اپنے اللہ کی پہچان ہوتی ہے

(یعنی جس نے اپنے نفس میں خود کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا)

حضرت بوعلی قلندر پانی پتی فرماتے ہیں

نماز زاہداں سجدے سجودے نماز عاشقاں ترک وجودے

Marfat.com

ترجمہ:

(ظاہری زاہدوں علماؤں کی نماز سجدے سجود میں ہی وقت گذارنا ہوتا ہے مگر عاشقان خدا تعالیٰ کی نماز وجود کو ترک کر کے برزخ سے اپنے اللہ میں مٹ کر پڑھی جاتی ہے)

یہ انسان اللہ تعالیٰ کا برزخ ہے اور اسی واسطے آیت مذکورہ کلام پاک میں آئی ہے کہ میں انسان کی شہ رگ سے بھی نزدیک تر ہوں۔ گویا انسان میں ایسا مخفی خزانہ چھپا ہوا ہے کہ اس میں بندہ اور حق تعالیٰ کے تمام صفات موجود ہیں۔ اور انسان کے لئے یہی واجب ہے کہ اس مخفی خزانہ کو اپنے نفس میں پہچانے اور غیب سمجھ کر غیر کی تلاش میں بھٹکتا نہ پھرے۔

ابیات برزخ

غیر کا ہرگز پتہ لگتا نہیں اے دوستو! — ذکر غیر آشنا اچھا نہیں اے دوستو
غیب کسمیں ڈھونڈتے پھرتے ہو تم — راہ دانش سے بہت بہکے ہو تم
تم خدا حاضر کو غائب مت کہو — یہ حسن کہتا ہے تم دل سے سنو
شغل برزخ رات دن کرتے رہو — نام مرشد ہر گھڑی پڑھتے رہو
نام پیرو مرشد آگاہ کا — اے فقیر و! نام ہے اللہ کا
یہ مجائب شغل ہے اے دوستو — یہ معما ہے اسے تم بوجھ لو
بوجھ مرشد کی خدا کی بوجھ ہے — بوجھ اس کی مصطفیٰ کی بوجھ ہے

بوجھ اس کی ہے کتابوں میں مگر
چاہیے اس بوجھ کو کامل بشر

Marfat.com

ذات باری تعالیٰ نے کس طریقہ سے اپنی مخلوق کا تمام انتظام اہل اللہ کے وسیلے سے چلا رکھا ہے اور مختار فقراء کو کیا ہے

اس باب میں عرض کیا جاوے گا کہ کس طرح ذات باری تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق کا انتظام حضور ﷺ کے وسیلہ سے آپ کے حقیقی جانشینان اولیائے عظام کے سپرد فرما کر چلا رکھا ہے اور یہی وہ ہستیاں ہیں جو تمام کائنات کی وارث اور کلی طور پر مختار ہیں۔ اور دن رات مخلوق خدا کی فلاح و بہبود میں ہمہ تن مشغول رہتے ہیں۔ اور ہر خیر و شر کی پڑتال فرما کر انصاف وکرم فرماتے ہیں۔ سب سے اول ہم قران مجید کی سند پیش کرتے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ نے خود حضور ﷺ کی معرفت اولیائے عظام کی حقیقت کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔ سورۃ نور۔ پارہ ۱۸ رکوع نمبر ۶

"وعد الله الذی امنو منکم وعملو الصلحت یستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم"؟

ترجمہ:

"وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے کہ ایمان لائے تم میں سے کاور کام کئے اچھے تو اللہ تعالیٰ خلیفہ کرے گا ان کو بیچ زمین کے جیسا خلیفہ کیا تھا ان لوگوں کو کہ پہلے ان سے تھے"

اب غور کرنا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ یہ درجہ خلافت جو اعلیٰ درجہ اور اعلیٰ شان رکھتا ہے۔ اول آدم علیہ السلام کو ملا اور بعد اس کے تمام انبیاء اور ان کے پیرو کاروں اور

Marfat.com

تابعداران کو ملتا رہا۔ اب یہ بھی طفیل جناب سرور عالم ﷺ کے خود ذات پاک نے وعدہ فرمایا کہ اصحاب پاک رضوان اللہ علیہم اور آگے ان کے جانشیون یعنی اولیاؤں کو ہر زمانے میں ملتا رہے گا۔ قرآن مجید میں بزرگان دین کی پیروی کرنے کے بارے میں بڑی تاکید فرمائی گئی ہے اور تمام قرآن مجید ان احکامات سے بھرا پڑا ہے۔

اس تمام جہان کو جس کو عالم شہود کہا جاتا ہے اور شہود کے معنی ہیں حاضر ہونے والے گواہ۔ لہٰذا اگر غور و فکر کر کے دیکھا جائے تو تمام کائنات کے وجود میں از روئے باطن وہی ذات پوشیدہ ہو کر کام کر رہی ہے۔ اور اسی کی ہستی سے یہ عالم تشہید قائم ہے۔ اور اگر وہ ذات تعالیٰ اس وجود موجود میں قائم ہو کر نہ رہے تو یہ شہادت گاہ عالم نیست و نابود ہو کر رہ جائے اور اس کائنات کا اول بھی وہی اور آخر بھی وہی ہے۔ یعنی اس ذات کی ہستی سے ہی اول تمام ظہور ہوا پھر اسی میں آخر کو ہر ایک نے جانا ہوتا ہے۔ تو اس کا صاف طور پر یہی مطلب نکلتا ہے کہ اس عالم تشہید میں جو صورت ہے وہ اسی بے صورت کی صورت ہے۔ اور اس پر بموجب قرآن مجید کے ارشاد کے

"هو الاول والاخر و الظاهر والباطن" کافی شهادت هے

"یعنی اول بھی وہی آخر بھی وہی اور ظاہر بھی وہی اور باطن بھی وہی ہے۔"

اگرچہ ذات تعالیٰ بے مثل بے مانند ہے مگر جب اس نے اپنی صفت کو ظاہر فرمایا تو اس کی صفت اس کائنات عالم کا روپ بن کر شاہد و مشہود ہو گئی۔ شاہد کے معنی ہیں وہ معشوق جو ہر وقت حاضر و ناظر رہے اور مشہور میں حاضر کیئے گئے کو کہتے ہیں۔ اور جو کچھ بھی اس عالم شہادت گاہ میں جلوہ پیرا ہے وہ اسی حضرت وحدت الوجود ﷺ کا نور لایزالی ہے۔ اور نور چونکہ ذات تعالیٰ کی صفت اولین ہے کیونکہ جو کچھ ظاہر ہوا ہے وہ نور ﷺ کے پرتو سے ظاہر ہوا ہے اور نور ایک لم یزل شے یعنی ہمیشہ برقرار رہنے والی صفت ہے اور ذات تعالیٰ کو

Marfat.com

تمام کائنات ظاہر کرنے کے لیے کسی ایسی اپنی ذاتی طاقت کی ضرورت پیش آئی جس کے ذریعہ اس نے اپنے علم کا اظہار کرنا تھا۔ اور ذاتی طاقت ہی ہر شے کی اصل یعنی بانی مبانی ہوتی ہے اور اگر ذات تعالیٰ میں صفت موجود نہ ہوتی تو وہ کسی شے کا اظہار نہ کرسکتا۔ اور نہ کوئی اس کو پہچان سکتا۔ لہٰذا اس ذات تعالیٰ نے اپنی ذاتی صفت سے نور کا اظہار فرمایا اور یہی وہ نور کا اظہار فرمایا اور یہی وہ نور اولین تھا جس کا نام نور محمدی ﷺ رکھا گیا اور اس اپنے ذاتی نور صلعم سے کل کائنات کو خلق کیا۔ اسی نور کو آدمؑ کی ہستی میں پیوست کیا اور اسی نور کو سجدہ ہوا اور یہی نور مرشد برحق کہلایا۔ اور اسی نور کے وسیلے ہی سے تمام عالم شہود کا انتظام کرنے کے لئے اسی نور کو اپنا خلیفہ بنایا۔ یعنی اپنا قائم مقام کر کے کل اختیارات سونپ دیئے اور خود چھپ کر اس کی شہ رگ کے قریب مقام کرلیا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ آدم کی شہ رگ کے اندر مقام نہ کرتا تو آدم علیہ السلام خلیفہ کس طرح بن سکتے تھے۔ اول تو ذات کے بغیر زندہ رہنا ہی محال ہو جاتا پھر اندر سے تمام احکامات جو ہر موقع پر پیش آتے تھے تو کون ان کا علم دیتا۔ اسی واسطے اس نور اولین کو وحدۃ الوجود ﷺ کہا گیا ہے۔ یعنی یہ تمام عالم کائنات ایک واحد نور سے پیدا ہوا ہے۔ اس لئے تمام عالم کو وحدۃ الوجود ﷺ کا وجود تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور آخر کار اس ذات تعالیٰ نے کسی نہ کسی شکل میں آکر اپنے آپ کو تو ظاہر کرنا ہی تھا۔ لہٰذا حضور ﷺ نے حدیث قدسی بھی ہمارا وہم مٹانے کو خود زبان مبارک سے بیان فرمائی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

"انا من نور اللہ و الخلق کلھم من نوری"

"یعنی میں اللہ کا نور ہوں اور کل خلق (کائنات) میرے اپنے نور سے پیدا ہوئی ہے"

مگر چونکہ حضرت احدیت صرفہ نے (ذات تعالیٰ نے) واحدیت کے اظہار کیلئے

Marfat.com

''انی جاعل فی الارض خلیفة''

ارشاد فرمایا ہے

''یعنی میں نے اپنی جگہ اپنے قائم مقام کو زمین پر خلیفہ بنایا ہے''

(واحدیت پیرومرشد اور خلیفہ کو کہتے ہیں)

لہٰذا ضروری ہوا کہ آبادی دنیا جس کو ناسوت کہتے ہیں یعنی کل آبادی کے لئے ازروئے ظاہر یعنی مجازاً ہر سیرت کے لیے صورت اور ہر صورت کے لیے سیرت بنائی جاوے۔ یعنی ہر باطن کے لئے اس کا ظاہر اور ہر ظاہر کے لیے باطن۔ جس طرح انسان کے اندر کے تمام حصے (دل۔ معدہ۔ جگر۔ انتڑیاں۔ پھیپھڑے وغیرہ وغیرہ) غرض یہ کہ ان تمام باطنی اعضاء کے لیے باہر کا جسم بنایا گیا ہے تا کہ اندرونی حصوں کو بیرونی جسم سنبھال سکے اور بیرونی اعضاء کے نشو ونما کے لیے اندرونی اعضاء کام دیں۔ اسی طرح تمام کائنات کا حال ہے اور اسی واسطے ذات تعالیٰ اس تمام کائنات کے اندر پیوست ہو کر ہر جاندار اور بے جان اور ہر متحرک و ساکن کے اندر کام کر رہی ہے۔ اور اپنے نور ﷺ کے باطن میں رہ کر اس نور سے تمام کارخانہ عالم کو چلایا جا رہا ہے۔ اور ہر ایک جسم کے لیے اسم (نام) اور ہر اسم کے لئے جسم پیدا کئے ہیں۔ اور ہر حرف کے لئے ظرف اور ہر ظرف کے لئے حرف بنائے اور ہر شے کے لئے دلائل اور تشریحات بہم پہنچائیں۔

اسی طرح اس خالق نور اولین نے منتظم حقیقی علیہ ﷺ کی مخلوق کے انتظام کے لئے اہل خدمات باطنی کو پیدا کیا۔ اور ان کی مطابقت کے لئے حکام ظاہری بنائی۔ (یعنی ظاہری افسران کچہریوں وغیرہ میں لوگوں کے لیے مقرر ہوتے ہیں یہ تمام باطنی لوگوں کے زیر اثر اور زیر منشا کام کرتے ہیں) تا کہ صنعت کاری حقیقی حکومت ظاہری و باطنی میں

''هو الظاهر هو الباطن''

Marfat.com

صادق آ جائے اور اپنی اظہار کبرائی و یکتائی وحدانیت

"ھو الاول و ھو الاخر"

صادق آ جائے اور اپنی اظہار کبریائی و ملیاتیٔ وحدیت ہویدا ہو جائے۔ اور جو حاکم ظاہری اپنی خواہش نفسانی کو دخل دے اس کی سرکوبی کر دی جاتی ہے۔

اے میرے پیارے روحی عزیز و بھائیو اور بزرگو جاننا چاہیئے کہ اہل خدمات باطن اور انکی تقسیم تقرر کے حالات ایک عجیب اسرار الٰہیہ سے ہیں اور ان سے اُلفت و محبت رکھنا اور ان سے بیعت ہو کر حضور علیہ السلام کی تعلیم باطنی حاصل کرنا اور جمیع اور ظاہر و باطن میں مدد چاہنا خلق اللہ کے لیے نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔

جب آدم علیہ السلام کو دنیا میں بھیجنے کا حکم ہوا تو جبرئیل علیہ السلام نے آدم علیہ السلام کو اپنے پروں میں لپیٹ کر بآداب و احتیاط کے جزیرہ سراندیپ کے جبل رھون پر اتارا۔ چنانچہ قدم مبارک جناب آدم علیہ السلام کا نشان اب تک وہاں موجود ہے اور اس روز دسویں محرم تھی چنانچہ آپ محنت کے مقام پر آ کر کام میں مصروف ہو گئے۔ اور حکم ہوا کہ اگر کوئی مشکل پیش آوے تو یہ کلمہ پڑھنا۔

"لا اله الا الله محبوب احمد نور الله"

چنانچہ تین صد برس کی گریہ و زار کے بعد بہ طفیل نور علیہ السلام کے آپ کی توبہ قبول ہو کر حواس امکانی آپ کے جسم میں پیدا ہو کر احکام الٰہی آپ کی صورت مبارک سے ظاہر ہونے شروع ہوئے۔

جس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا پر اپنے آپ کو ظاہر فرمایا تو اس وقت قوم جنات تقریباً پچاس لاکھ سال پیشتر سے موجود تھی جن میں سے بہت سے تباہ ہو چکے تھے اور کئی آپس میں لڑ کر مارے گئے تھے اور ابلیس بھی بسبب انکار سجدہ آدم کے ان جنات کے

Marfat.com

ہمراہ ہی زمین پر اتارا گیا تھا اور مردود و ملعون ہو کر بحر محیط سمندر میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ اور یہاں بطور پرندوں کے انڈے دیا کرتا تھا جس سے ہزار ہا شیاطین پیدا ہو جاتے تھے جس کی تفصیل چھوڑ دی گئی ہے

جس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر ظہور فرمایا تو اس وقت قوم ابوالجان (یعنی جنات) زمین پر بستی تھی اور بادشاہ ان کا غشقارون تھا۔ چنانچہ ملائکہ کے ذریعے سے اس کو خبر ہو چکی تھی کہ آدم علیہ السلام زمین پر نزول فرمانے والے ہیں۔ اور اس نے اپنے بیٹے اور پوتے کے ذریعے انتظام کیا ہوا تھا۔ اور جس وقت حضرت آدم علیہ السلام زمین پر ظاہر ہوئے تو بادشاہ جنات غشقارون اور اس کا بیٹا شرقوطوش اور پوتا طرغوفون چنانچہ یہ تینوں اور ان کی عورتیں اور اولاد نے آکر دین آدم قبول کیا اور آدم علیہ السلام نے ان سب کو اپنا کلمہ لا الہ الا اللہ آدم صفی اللہ سکھایا لیکن جب اس بادشاہ کی قوم اور رعایا نے سنا کہ ہمارا بادشاہ آدم علیہ السلام کا دین قبول کر چکا ہے تو ان کو ناگوار ہوا اور بڑی بھاری آگ قاہرہ گھیر کر لائے کہ اپنے بادشاہ وغیرہ کو جلا دیں تو اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے فوراً اس آگ پر اپنی نظر ڈالی جس سے وہ آگ انگوروں اور انجیروں کا ایک نفیس باغ بن گئی۔ اسی روز سے زمین پر انگور اور انجیر لگنے شروع ہوئے ہیں۔ آپ نے بادشاہ جنات غشقارون کو حکم دیا کہ ہمارا کلمہ پڑھ کر نعرہ مارو۔ تو یہ سب جنات جو لکھو کھا کی تعداد میں ہیں مثل پانی کے بہہ جائیں گے اور جو باقی بچیں ان کو گرفتار کر لو چنانچہ ان میں سے کچھ تباہ ہوئے کچھ بھاگ گئے اور صرف تین لاکھ جن جو بادشاہ جنات غشقارون کے جدی ان کی قوم سے تھے آکر حضرآدم علیہ السلام کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور ببرکت کلمہ آدمی کے پہاڑوں سے چشمے اولاد آدم کے لئے جاری ہو گئے۔

المختصر حضور حوا علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام نے ظہور کیا تو حضرت آدم

Marfat.com

علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث کو اپنا ولی عہد مقرر کر کے تمام قوم جنات کو ان کے سپرد کیا اور احکام جاری کر دیئے۔ اور نقشہ اقطابیہ واغیاثیہ کے احکام پتھر کی سلون پر کندہ کرا کر حکم دیا کہ اس کے مطابق تو اولاد در اولاد اپنی سے تم بادشاہ مقرر ہوتے رہو گے اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے جو نبی ولی تم پر حاکم باطنی ہو اس کی اطاعت کرتے رہنا۔ اور اگر کسی نے ذرا بھی انحراف کیا تو جلا دیا جاوے گا۔ اور یہ احکام جن جنی زبان میں پتھر کی سلوں پر کندیدہ ہیں تم اور تمہاری اولاد میں سے جو بادشاہ قوم کا ہو جس وقت کوئی نبی مرسل آوے تو یہ نقشے اقطابیہ اغیاثیہ ان کے پیش کرتے رہنا اور جو حکم دیں اس کی تعمیل کرنا۔ الغرض جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت آیا تو بادشاہ جنات نے وہ احکام پتھر کی سلوں والے پیش کیے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت نبی آخر الزمان ﷺ کا زمانہ قریب ہے۔ جب آپ ظہور فرماویں تو یہ احکام کندہ آپ کے پیش کر دینا۔ فی الحال چند اجنہ کی نگرانی میں غار حرا میں دفن کرا دو۔ چنانچہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مجسم روح ہو کر آسمان پر اوج کر کے تشریف لے گئے تو اس وقت طفت فورش جن شہنشاہ انتظام باطنی پر جلوہ گر تھا۔

اور جب حضرت پیغمبر پیغمبران اور مرسل مرسلاں حضور ﷺ نے اس ویرانہ دنیا کو اپنے قدوم سعادت لزوم سے آباد کیا تو سب سے اول ایک ہوائی جن غشـقـوش بن فـفـجـورش نام یوم ولادت سے آپ کی خدمت گزاری پر معمور ہوا اور پھر دو بعد طفت غورش بادشاہ مذکور معہ اپنے فرزند قردی جوشش (ہوائی جن) تبوسط حضرت خضر علیہ السلام کے حضور ﷺ کے خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی غلامی میں معمور ہو گئے۔

جب چالیس برس کے بعد حضور ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو طفت غورس (بعجان الغرقان) یعنی شہنشاہ انتظام باطن نے بہ امر ربی وہ تمام احوال باطنی جو پتھر کی سلوں پر کندہ تھا اور آدم علیہ السلام کے زمانہ سے چلا آتا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے غار حرا

Marfat.com

میں رکھوا دیا تھا۔ لا کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا تو آنیان کو کوہ احد پر دفن کرا دیا اور ان تینوں اجنہ کو مشرف بہ اسلام فرما کر طفت غورش کا نام اذن شاہ اور قردی جوشش کا نام امانت شاہ اور غشقوش کا نام صباحت شاہ رکھا اور یہ تینوں اپنے اپنے عہدوں پر بدستور مقرر ہو گئے۔

بتاریخ ۵ ماہ رجب قبل پانچ سال ہجرت یوم جمعہ کو حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے کیفیت رجال الغیب کشف کونی و ذاتی وثبوتی کی خلافت عطا فرمائی اور تمام تعلیمات سے مستفیض فرمایا۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر سات سال جذب رہا۔

اس عرصہ میں جب کہ حضور ﷺ نے کعبہ شریف سے مدینہ شریف کو ہجرت فرمائی تو اس وقت سن مبارک حضور انور ﷺ کا شروع ۵۳ سال میں تھا۔ اور جب حضور انور صلعم نے مدینہ منورہ میں نزول رحمت فرمایا تو آٹھویں یا بارھویں ربیع الاول یوم دوشنبہ کا دن تھا تو تیسرے روز حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ بھی مدینہ شریف آ گئے اور بعد دو برس کے جب جذب سے افاقہ ہوا تو حضور سرور عالم ﷺ نے ہر سہ اجنہ مذکور سے وہ احوال کندیدہ پتھروں والا منگوا کر حکم دیا کہ میرے علی کرم اللہ وجہہ کے پیش کر دو اور جو وہ حکم دیں اس کی تعمیل کرو۔

اور جناب مولا علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ یا علی تم بہ امر ربی خاتم ولایت کیفیت رجال الغیب کشف کونی ذاتی وصنعاتی کے شہنشاہ ہوئے تم وہ احوال انتظام باطنی اجنہ سے لے کر اپنے پاس رکھو اور زبان جنی سے عربی میں ترجمہ کر کے احکام سروری جاری کر دو اور جو انتظام اول اجنہ میں چلا آتا ہے بدل دو۔ ان کو نیچے کے درجوں پر کر دو کیونکہ جن اپنی قوم کی رعایت اور میری امت پر ظلم کریں گے۔ اور آئندہ جن اور انسان مشترک ہوں اور قطب الکون سے لے کر قطب الاقطاب کے عہدوں تک میرے صحابہ کرام کو کر دو اور نیچے کے عہدوں پر جنات رہیں یعنی اصحابہ کرام کے ماتحت ہوں۔ اور قطب الکون سے لے کر

Marfat.com

قطب القطاب تک ہر دو بادشاہ سے رجوع رکھیں اور شہنشاہ جس طرح بوتراب حضرت آدم علیہ السلام سے رجوع کرتا تھا۔اب بجائے ان کے تم بوتراب ہو۔تم سے رجوع کیا کریں۔ اور تم اپنی حقیقت معنوی ذات وحدت (صلعم) میں رجوع کرو۔اور از اول تا آخر یہ عنوان حکام حاکمان حاکم باطنی کا قائم کرو۔

اور نیز حضرت شہنشاہ دو عالم سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یا علیؓ (علیہ السلام) مجھ سے پہلے حضرات انبیا علیہم السلام میں ایک حنیف حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہوئے ہیں اور مجھے خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت خاص سے یہ شرف عطا فرمایا جس پر کچھ فخر نہیں ہے کہ میرے بعد میرے اولیاء میں ایک تم حنیف پھر تم سے ایک حنیف پھر اس حنیف سے ایک حنیف ہوگا۔

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ اپنی مکتوب نطاب قوی القدرت میں تحریر فرماتے ہیں۔کہ ہجرت کا تیسرا سال تھا کہ مورخہ ۱۱ ماہ رجب روز دوشنبہ کو ہم نے حسب ارشاد جناب شہنشاہ دو عالم ﷺ ہرسہ اجنہ کو طلب کر کے وہ کندیدہ پتھر منگوا کر ان پر جو احوال زبان جنی میں کندیدہ تھا۔اس کو عربی میں ترجمہ کر کے حضور انور جناب ﷺ کے پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے اپنے کاتبوں سے اس احوال باطنی کی گیارہ نقلیں کرائیں۔اور ان کو اس طرح تقسیم و مرحمت فرمایا۔ایک نقل حضرت ابوبکر صدیقؓ کو۔دوسری نقل حضرت عمر فاروق علیہ السلام کو۔تیسری نقل حضرت عثمان غنیؓ کو۔چوتھی نقل اس غلام (حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کو) پانچویں نقل حضرت انس بن مالکؓ کو۔چھٹی نقل حضرت عبدالعزیز بن حارث مکیؓ کو۔ساتویں نقل حضرت ابوہریرہؓ کو۔آٹھویں نقل حضرت بلالؓ کو۔نویں نقل حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو۔دسویں نقل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو۔گیارھویں نقل حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو چنانچہ تمام حضرات نے اپنی اپنی مکتوب نطابوں میں اسی وقت نقل کر لیا۔

Marfat.com

اور حضرت بلالؓ چونکہ بظاہر آن پڑھ تھے۔ لہٰذا انہوں نے وہ نقل تعویذ کی طرح بنا کر گلے میں ڈال لی۔

جنوں کی استدعا

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ علیہ السلام جب فرمان حضرت حضور ﷺ کی تعمیل کر کے عہدہ داران باطنی کو اپنی اپنی جگہ مقرر فرما چکے تو جنات عہدہ داران تمام نے عرض کیا کہ یا مولیٰ علی ہم اپنی زبان جنی کی بجائے اب عربی بولنا چاہتے ہیں ہمیں اجازت دیجئے۔ اور انہوں نے اپنی جنی زبان میں یوں عرض حال کیا (اور زبان جنی میں جو انہوں عرض کیا ہم آپ صاحبان کی دلچسپی کی خاطر بہ زبان جنی بمعہ ترجمہ ذیل میں تحریر کرتے ہیں) مختصراً

چنانچہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے جناب حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں سفارش کی تو حضور ﷺ نے وفور شفقت سے جنی زبان ہی میں یوں فرمایا۔

"غعزغوا ضغویی خغومنا"

"کہ تم عربی زبان بولو"

بس حضور ﷺ نے جب یہ فرمایا تو تمام جنات بہت ہی خوش ہوئے اور عربی بولنے لگے اور پھولے نہ سماتے تھے۔

Marfat.com

سوانح حیات حضرت بابا گنج شکر فرد عالم مسعود العالمین رحمتہ اللہ علیہ

پیدائش:

۴ ماہ ذوالحجہ ۵۰۴ ہجری کو بروز چہارشنبہ بوقت مغرب کے قصہ کھوٹووال (علاقہ ملتان) میں آپ پیدا ہوئے۔ راوی آپ کے والد ماجد ہیں اور یہ حال مفصل تاریخ شعیبی میں درج ہے۔

خلافت:

تاریخ ۹ ذوالحجہ ۵۱۵ ہجری بروز جمعۃ المبارک بوقت مغرب کو مکہ معظّمہ میں حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت توبہ اور ارشاد بمعہ اجازت حرز مرتضوی قادری جو اسم اعظم جنیدیہ کی حاصل کی اور تاریخ ۱۱ ذوالحجہ سنہ مذکورہ بروز یک شنبہ وقت فجر حضرت خواجہ عبدالخالق مجدوانی رحمتہ اللہ علیہ سے مکہ معظّمہ میں خاندان طیفوریہ میں ارشاد و خلافت معہ اجازت حرز سیف اللہ طیفوریہ و اسم اعظم کے مستفیض ہوئے اور تاریخ ۵ محرم ۵۳۷ ہجری میں بروز جمعہ بوقت نصف شب جنابہ والدہ ماجدہ سے خاندان اویسیہ میں بیعت ارشاد و خلافت حاصل کی اور مورخہ ۱۷ ربیع الاخر ۵۸۰ ہجری میں بروز جمعہ حضرت خواجہ معین الدین شہنشاہ ہند الولی رحمتہ اللہ علیہ سے بوسیلہ والدہ صاحبہ رحمتہ اللہ علیہا بیعت روحی حاصل ہوئی۔ اور تاریخ یکم رمضان المبارک ۵۹۸ ہجری کو بروز جمعہ بوقت صبح دہلی میں رو برو حضرت خواجہ غریب نواز شہنشاہ ہند الولی رحمتہ اللہ علیہ کے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اولین الارواح رحمتہ اللہ علیہ سے خلافت و امامت کلی مجددی پائی۔

Marfat.com

روانگی برائے حج حضرت بابا فریدصاحب رحمتہ اللہ علیہ:

آپ کے والد بزرگوار کا اسم مبارک مولوی جمال الدین شاہ سلیمان صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہے اور جیسا کہ اوپر مرقوم ہوا آپ ۴ ذی الحجہ ۵۰۴ ہجری میں پیدا ہوئے۔ مقام پیدائش کھوتو والا علاقہ ملتان تھا۔ حضرت بابا صاحب اپنی مکتوب نطاب سرعبودتی میں تحریر فرماتے ہیں کہ بروز شنبہ نصف شب وقت تہجد ہماری والدہ صاحبہ کو خواب میں حکم باطنی ہوا کہ اے مریم خاتون اب کے سال حج اکبر ہوگا اور حضور ﷺ بھی جسم روحی سے حج فرمائیں گے۔ لہٰذا تم بھی بمعہ اپنے فرزند مسعود نام یعنی بابا کو ہمراہ لے کر حج پہ آ جاؤ۔ کیونکہ حضور ﷺ تمہارے لڑکے مسعود کو بیعت جبل (روحی) سے ممتاز فرمائیں گے اور حضرت پیران پیر دستگیر بھی نعمت عطا فرمائیں گے اس وقت عمر شریف حضرت بابا صاحب کی طرف گیارہ سال تھی اور کلام مجید حفظ کر چکے تھے اور کتاب ابو نافہ پڑھتے تھے۔ چنانچہ آپ کے دادا صاحب خواجہ شعیب۔ والد صاحب۔ والدہ صاحبہ اور آپ کے استاد جو آپ کو پڑھاتے تھے اور آپ خود یعنی کل پانچ افراد مورخہ ۱۳ جمادی الثانی ۵۱۵ ہجری بروز جمعتہ المبارک بعد از نماز جمعہ کوٹھوال سے حج کو روانہ ہوئے اور حضرت بابا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ہم کو خوب یاد ہے کہ مورخہ ۱۲ ذیقعد ہمارا جہاز جدہ میں داخل ہوا اور ہم ۱۳ ذیقعد کو جدہ سے کعبہ شریف کو روانہ ہوئے اور عرصہ صرف دو دن میں مکہ معظمہ پہنچ گئے غرض یہ کہ روز پنجشنبہ بعد نماز فجر کے میں اپنے والد صاحب بزرگوار کے ساتھ بازار گیا اور وہاں یہ شہر عام تھی کہ ایک بزرگ حضرت غوث پاک پیران پیر دستگیر بغداد شریف سے تشریف لائے ہوئے ہیں او کوہ ابوقیس قریب غار حرا پر قیام فرما ہیں اور ہر کس و ناکس کی زبان پر یہ کلمہ تھا کہ یــــا شیــــخ

Marfat.com

عبدالقادر جیلانی شی للہ مدد باذن اللہ ۔ میں نے (حضرت بابا صاحب نے) اپنے والد صاحب سے عرض کیا یہ کن حضرت کا اسم مبارک ہے جو ہر زن و مردو کی زبان پر جاری ہے۔ والد صاحب نے فرمایا کہ اے فرزند ارجمند یہ اسم مبارک حضرت غوث پاک قطب عالم کا ہے جو کہ سلسلہ جنیدیہ (قادریہ) میں مرقوع الاجازت

عطائے نعمت و حاضری مدینہ شریف اور واپسی:

حضرت بابا فرید مسعود العالمین گنج شکر قطب عالم اغیاث ہند اپنی مکتوب نطاب سر عبودیت میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد فراغت حج شریف کے مجھ کو معہ ہمارے تمام بزرگوں کے جناب حضرت پیران پیر دستگیر سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی نے معرفت میاں احمد شوقی اپنے ملازم کو کوہ ابوقبیس غار حرا پر بلوایا اور جب میں حضرت غوث پاک ممدوح کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے فرمایا کہ بیٹا کیا پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ حضور کتاب ابونافع پڑھتا ہوں۔ فرمایا کہ بس یہی نافع ہے اور اب اللہ تعالیٰ تجھ کو علم لدنی عطا کرے گا۔ بعد کو اپنے سینہ مبارک سے ایک پاس تک مس فرماتے رہے اور بیعت فرما کر تعلیم قادریہ جنیدیہ عالیہ سے سرفراز فرمایا اور میری پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور فرمایا ابھی سے شغل ذکر اذکار میں مشغول ہو جاؤ اور بہت سے سلاسل کی نعمت تم کو حاصل ہو گی۔ مگر شہنشاہی ولایت درجہ فردیت کا تم کو بھائی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اولین ارواح کے برزخ سے ۵۵۸ ہجری میں بمعہ خطاب زہد الانبیائی کے ملے گا۔ چنانچہ ایسا تصرف و توجہ حضور غوث پاک نے فرمایا کہ ہستی موہومہ سے یک بار خالی کر دیا اور اس وقت عمر شریف حضرت بابا صاحب کی گیارہ سال کی صرف تھی جیسا کہ اول بیان ہوا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ پیارے بیٹے فرید ہمارے پاس تمہاری امانت جو حضور ﷺ نے صرف تمہارے لیے سپرد کرنے کو فرمایا

Marfat.com

ہے پڑی ہوئی ہے وہ لے لو۔ چنانچہ آپ نے ایک آہنی صندوق منگوایا اس وقت آپ کے تین صد کے قریب مرید حاضر تھے اور حضرت سید عبدالخالق نجدوانی صاحب سلسلہ طیغوریہ عالیہ اور اولوالعزم والمرتبہ معہ اپنے مریدان وعوام الناس کے موجود تھے۔ صندوق کھول کر تمام تبرکات حضور ﷺ میرے سپرد فرمائے اشیاء تبرکات کی تفصیل یہ ہے۔

اول۔ دو عدد علم یعنی نشان جو بوقت جنگ پیش لشکر جناب حضور ﷺ کے ہوا کرتے تھے معہ دو پیراہن برنگ سبز (غلاف) دوم۔ ایک کاسہ (پیالہ) لکڑی زیتون کا کلاں جس میں حضور ﷺ خورونوش فرمایا کرتے تھے۔ سوم۔ دو عدد نعلین مبارک یعنی چپلیں حضور ﷺ کی چہارم۔ ایک عدد پٹکا یعنی سر پیچ برنگ زعفرانی زرد طول ۳ درعہ۔ مغربی عرض ۴ گرہ۔ پنجم ایک پارچہ الپکا برنگ سیاہ سادہ درعہ و عرض گیارہ گرہ گلوبند حضور ﷺ کا خاص تھا۔

ان سب اشیاء تبرکات کو معہ صندوق آہنی کے میرے سر پر رکھوا کر دف بجوایا اور عربی میں قصائد درشان حضور ﷺ پڑھوائے یعنی قوالی کرائی یہاں تک کہ حضرت غوث پاک کو وجد طاری ہو گیا اور کوہ ابوقبیس میں بھی حضرت غوث پاک کے وجد کرنے سے زلزلہ آ گیا۔ اور سب نے سات بار مرحبا مرحبا کا شور مچایا۔ پھر مغرب کے بعد حضرت غوث پاک نے وردحرز یمانی شریف قادری درود شریف صلواۃ تنجینا اسم اعظم جنیدیہ یعنی قادریہ اور تعلیم لسانی وقلبی سے سرفراز فرمایا۔ اور اسی وقت حضرت خواجہ عبدالخالق فجدانی عالیہ طیفوریہ نے بھی اسم اعظم طفویہ اور اجازت سلسلہ طیفوریہ مع اسم ذات ولطائف ستہ وغیرہ عطا فرما کر پیشانی سے پیشانی لگا کر توجہ کبرا فرمائی۔

بعد فراغت نماز عشاء حضرت غوث پاک۔ حضرت عبدالواحد صاحب۔ حضرت عبدالخالق فجدانی طیفوریہ۔ حضرت شیخ محمد شعیب علیہ الرحمتہ۔ حضرت جمال الدین شاہ سلیمان علیہ الرحمتہ اور مائی صاحبہ بی بی مریم خاتون اکبر صاحبہ۔ ان سب کے روبرو صندوق

Marfat.com

آہنی میں سے پٹکہ اونی برنگ زعفرانی نکال کر حضرت بابا صاحب علیہ رحمتہ کے سر پر باندھا اور نعلین مبارک سر پر رکھیں اسی وقت خوشبو مثل عنبر و مشک کے تمام حجرہ معطر ہو گیا اور آواز غیب سے آئی کہ اس مسعود کو (بابا صاحب علیہ الرحمتہ) تم شعیب صاحب مدینہ میں جلدی لاؤ کہ اسے سینہ باطن سے مالا مال کر دیں۔ اور پھر بعد کو ہندوستان کو واپس ہونا۔ اس وقت سوائے غوث پاک کے سب بے ہوش ہو گئے۔ قریب نصف شب ہوش ایا تو سب نے آواز کی بابت عرض کیا کہ کس کی تھی؟ حضرت غوث پاک نے تبسم فرمایا ور کہا کہ یہ آواز حضرت حضور ﷺ کی تھی۔ چنانچہ حضرت غوث پاک نے فرمایا کہ ابھی ہمارے پیارے بیٹے مسعود کو مدینہ شریف اکیلا ہی شب میں روانہ کر دو۔ مائی صاحبہ حضرت مریم خاتون نے عرض کیا کہ حضرت یہ ابھی بچہ ہے عمر صرف گیارہ سال ہی ہے۔ راستہ بھی دیکھا نہیں ہوا نصف شب کا وقت ہے۔ حضرت غوث پاک نے فرمایا کہ اسم اعظم جنید یہ پڑھتا ہوا چلا جائے گا اور صبح کی نماز مدینہ شریف میں ادا کرے گا اور تم سب بھی چلے جاؤ۔ ہم بھی تمہارے ہمراہ چلتے مگر ہم کو طائف میں بحکم الٰہی جانا ہے۔ غرض یہ کہ حضرت مسعود علیہ الرحمتہ کو مولا کے حوالے کر کے روانہ کیا اور ہم سب حضرت غوث پاک کے نشتر پر روانہ ہوئے کہ ببرکت حضور ﷺ زمین کی طناب کھچ گئی اور ہم سب چوتھے روز مدینہ شریف میں داخل ہو گئے۔ جا کر دیکھا کہ ہمارا بیٹا مسعود علیہ الرحمتہ سر بسجدہ روضہ مبارک حضور ﷺ کے پردوں کے روبرو پڑا ہے۔ خدام سے پوچھا کہ یہ بچہ ہمارا ہے حکم ہو تو اٹھا لیں مگر انہوں نے منع کیا کہ حکم بند ہے۔ چنانچہ ساتویں دن خود بخود مسعود العالمین علیہ الرحمتہ اٹھ کر ہمارے پاس آ گئے اور عصر کا وقت تھا۔ ہم کو کہا کہ ابھی ابھی جلد چلو کہ جہاز بمبئی سورت بندر کو تیار ہے۔ شام کو چل دیگا۔ اگر چہ راستہ کئی دنوں کا ہے مگر میں آپ کو ایک پاس کے لئے اسم اعظم جنید یہ کی اجازت دیتا ہوں تا کہ شام کو وہاں پہنچ جاؤ، چنانچہ ہم اسم مبارک پڑھتے ہوئے جب شام کو پہنچے تو کپتان جہاز کا آواز کر رہا

Marfat.com

تھا کہ کوئی ہندوستان جانے والا ہے تو آ جائے۔لڑ کے مسعود (علیہ الرحمتہ) نے آواز دی کہ ہم آ پہنچے۔اسی وقت کپتان روشنی لے کر آیا اور ہم سب کو سوار کرایا۔ہم نے کرایہ دینا چاہا مگر کپتان نے نہ لیا۔ہم نے اصرار کیا تو کپتان نے کہا کہ عرصہ تین روز کا ہوگا۔میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ "کپتان! تو جہاز ہند کو مت لے جانا کہ ڈوب جائے گا میں نے خواب ہی میں عرض کی کہ حضورؐ والا میں نے قرضہ لے کر اپنے لڑکے کی شادی کی ہے۔اب مال لے کر جانا ہے کوئی ایسی یاوری فرمایئے کہ میرا کام بن جائے۔" حضور ﷺ نے فرمایا "ایک طریقہ ہوسکتا ہے۔کہ تو ہمارے پیارے مسعود بابا علیہ ارحمتہ کو بمعہ ان کے ہمراہیوں کے بلا کرایہ لے جا کر بمبئی پہنچا دو تو جہاز تیرا سلامت پہنچے گا اور وہ آج سے تیسرے روز بوقت شب کو آوے گا۔" اس لئے میں حضور کرایہ نہ لوں گا۔چنانچہ ۲۱ ذی الحجہ ۵۱۵ ہجری وقت تہجد کے کپتان نے لنگر جہاز کے اٹھا دیئے اور حضرت بابا صاحب نے دعا فرمائی کہ یا مولا چالیس روز میں ہمارا جہاز منزل پر پہنچے۔غرض یہ کہ بمبئی کے بندر سورت پر پہنچے تو تاریخ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ آج ۱۰ ماہ صفر اور ۵۱۶ ہجری ہے۔یعنی جہاز چالیس روز میں پہنچ گیا ہے چنانچہ اسی دن شب کو بابا صاحب کی والدہ مکرمہ نے بابا صاحب کو دعائے عمری کی اجازت دی کہ جس کے پڑھنے سے سو سال سے زیادہ عمر تمہاری ہو جائے گی۔اس کے بعد ہم نے سورت میں (بمبئی) سات ماہ قیام کیا اور میرے دادا پاک اور والد صاحب علیہ الرحمتہ لوگوں کو وہاں عام طور تعلیم ارشاد و ہدایت فرماتے رہے غرض یہ کہ جب چاند رمضان المبارک کا دیکھا تو سب نے روزہ رکھا۔حضرت بابا صاحب کی عمر ایک سو ساٹھ سال کی ہوئی ہے۔

Marfat.com

حضرت خضر علیہ السلام کا بابا فرید پاک کو سمندروں کی سیر کرانا۔مخلوق آبی کا بیعت ہونا اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے نعمت و بیعت جبل حاصل کر کے واپس مائی صاحبہ مکرمہ کے پاس آنا

حضرت بابا فرید گنج شکر مسعود العالمین رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اول روزہ دوشنبہ کا تھا۔روزہ افطار کر چکنے کے بعد ہمارے مکان پر کسی فقیر نے آواز دی کہ بابا مسعود ہمارے واسطے بھی کھیر لاؤ۔میری والدہ مکرمہ نے فرمایا کہ دیکھو کون فقیر ہے پھر کھیر لے کر جانا۔تو جب میں باہر گیا فقیر نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ چلو میرے ہمراہ مین نے کہا کہ میں اول والدہ صاحبہ مکرمہ سے اجازت لے لوں مگر فقیر مذکور نے جو کمبل پوش تھا میرے منہ پر کمل ڈالا کہ میں بے ہوش ہو گیا۔کچھ عرصہ بعد کیا دیکھتا ہوں کہ تمام سمندر ہی سمندر ہے اور ایسا بحر محیط ہے کہ میں نے حیران ہو کر دعا کی کہ مولائے من یہ کیا طلسم ہے۔اور درگاہ الٰہی میں زاری کی۔تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حضرت خضر علیہ السلام جو مجھے یہاں لائے تھے سیاہ کمبل اوڑھے ہوئے میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا لڑکے تو کیوں پریشان ہے تجھکو میں حکم ربی سے یہاں لایا ہوں۔یہاں مشاہدہ قدرت الٰہی کا کرو اور تمام مخلوق آبی کو بیعت طریقت سے سرفراز فرماتا ہے۔واور کل ''ذوالجنان'' بادشاہ مخلوق آبی کا حاضر ہو گا۔اور وہ بمعہ اپنی تمام قوم کے بیعت ہو کر تعلیم چشتیہ قادریہ وغیرہ حاصل کریں گے اور یا بابا جس جگہ بھی سمندر میں جانا چاہو اس کا پتہ اور خبر آپ کو خود بخود ہو جایا کرے گی۔بس آنکھیں بند کر

Marfat.com

کے اسم اعظم قادریہ پڑھنا تو وہاں پہنچ جایا کرو گے۔ یہ فرما کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لے گئے اور ہم ایک نہایت پر فضا مقام پر ٹھہر گئے۔ دوسرے روز سمندر میں ایک عظیم شور وغل اٹھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سخت طوفان آوے گا۔ غرض بادشاہ مذکورہ مع اپنے لشکر کے اور قوم کے حاضر ہوا اور بھی فرید ''جل تھل بھی فرید'' کہتے ہوئے آ کر مجھ سے تیرہ لاکھ ستانوے ہزار سات سو ستائیس مرد وزن داخل طریق ہوئے (۱۳،۹،۷۷۲۷) اور سلسلہ چشتیہ قادریہ عالیہ وغیرہ کی نعمت سے تمام قوم آبی (جس کو جلہوڑہ کہتے ہیں) سرفراز ہوئے اور وہ قوم طرح طرح کے کھانے لائے اور وقت رخصت وہ قوم جلہوڑہ ایک اور قسم کا کھانا لائے جس میں نان تنک (باریک) ایک بڑا ایک چھوٹا جس پر کہ تھوڑا حلوہ سفید مثل برف کی رنگت کا اور کافی تعداد میں تھا۔ وہ سب حضور باباصاحب نے ان سب اقسام کے کھانوں پر فاتحہ کہہ کر تقسیم کر دیا۔ اب پاک پتن شریف میں حضرت بابا کے عرس مبارک پر کھانا جو جلہ مشتری مشہور ہے اور آپ کی اولاد کے گھروں میں پک کر تقسیم ہوتا ہے دراصل جلہوڑہ سے بگڑ کر لفظ چلہ اور مشتری (حلوہ مٹھی بھر) سے مشتری ہو گیا ہے اور اب اس کھانے کو جلہ مشتری کے نام سے پکارا جاتا ہے اور یہ خاص تبرک عرس شریف کے موقعہ پر تقسیم ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت بابا فرید نے تمام سمندروں میں سیاحت فرمائی اور ایسے ایسے سمندروں میں تشریف لے گئے کہ جہاں بہت جزیرے اور خزانے ہیں کہ جن کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کو نہیں ہو سکتا۔ لیکن اولوالعزم والمرتبہ اہل اللہ کو معائنہ کرایا جاتا ہے اور ان دریاؤں اور سمندروں میں انسان بھی داخل طریقت کے ہوئے تھے۔ چنانچہ بحر ظلمات۔ بحر چین۔ بحر قلزم۔ بحر فارس اخضر۔ بحر زنج۔ بحر ہند، قطب شمالی، قطب جنوبی غرض یہ کہ تمام سمندر اور دریا خورد وکلاں کی سیر معرفت خضر علیہ السلام کے کروائی گئی جن کی پوری تفصیل حضرت بابا فرید کی مکتوب میں موجود ہے۔ مگر مختصر عرض کیا گیا ہے کیونکہ بڑی

Marfat.com

طول وطویل تفصیل ہے۔اور اس سیر وسیاحت میں انسان۔حیوان اور آبی مخلوق الٰہی جو کئی اقسام کی تھی ان کو طریقت کی تعلیم کر کے داخل سلسلہ چشتی قادری عالی وغیرہ کیا گیا۔

مورخہ ۲۷ رجب شریف ۵۲۴ ہجری روز پنجشنبہ وقت عصر حضرت بابا فرید علیہ الرحمۃ دریائے فراط پر وضو فرما رہے تھے کہ شبیہہ مبارک حضرت علی مولا مشکل کشا شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ بشکل روحانی تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم بموجب حکم حضور ﷺ تشریف لائے ہیں اور تم کو بیعت جبل (بیعت روحی) اور دعائے حیدری و دیگر نعمت ہائے سے سرفراز کرنے کا حکم ہوا ہے۔حضرت بابا فرید نے عرض کی کہ حضور میرے برزخ میں نور حضور ﷺ کا عطا فرمائیے تو حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے اپنا دست مبارک اپنی پیشانی شریف پر پھیرا اور برزخ بدلا تو آپ کی صورت عین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اولین الارواح علیہ الرحمۃ کی طرح ہوگئی۔لہٰذا اسی برزخ میں ہم تم کو نعمت بسیار عطا کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر بیعت جبل سے سرفراز فرمایا۔اور دعائے حیدری شریف کی اجازت بمعہ ترکیب جلالی جمالی معہ موکلات کے عطا فرمائی۔اور ارشاد فرمایا کہ ہماری اجازت دینے سے اے مسعود بابا فرید ملک ہندوستان میں اسلام اور دین محمدی ﷺ کی ترقی ہوگی۔اور ببرکت اس دعائے حیدری کے جادو۔سحر ہندوستان کا دفع ہوگا اور قوم جنات کی وہاں پر جو کثرت ہوگئی ہے اور وہ دین اسلام کی ترقی میں رکاوٹ پیدا کر رہے ہیں۔تو بابا مسعود (علیہ الرحمۃ) ان کو قتل وغارت کرے گا۔چنانچہ حضرت بابا فرید فرد عالم نے ہندوستان میں آکر یہ دعائے حیدری شریف حرز مرتضوری میں شامل کر کے اپنی اولاد اور پانے داخلان سلسلہ کو حکم فرمایا کہ جس وقت میری اولاد اور دیگر داخلان سلسلہ نے اس دعائے حیدریؓ وغیرہ کو چھوڑ دیا تو ان سب پر تباہی آوے گی۔ اس لیے سب پر فرض ہے کہ اس کی تلاوت ضرور کرتے رہو اور سادہ طور پر ایک بار پڑھ لیا کرو اور نماز وطریقہ طریقت کی پابندی کرو۔

Marfat.com

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل

جب حضور بابا صاحب علیہ الرحمتہ تمام سندروں میں حسب الحکم حضور ﷺ سیاحت فرما کر حکم کی بجا آوری کر چکے تو ۵۱۶ ہجری اکیس سال گزر گئے اور آپ کی عمر شریف تینتیس سال کی ہوگئی یعنی ۱۶ سال کی عمر میں آپ سمندروں کے احکامات بجالانے کو بھیجے گئے تھے تو حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ بابا فرید اب تم گھر کو واپس جاؤ کیونکہ تمہاری والدہ صاحب مکرمہ کو تمہارے فراق میں روتے رہنے سے ان کی آنکھوں کی بینائی کم ہوگئی ہے اور تم جا کر دعائے حیدری شریف پڑھ کر ان کی چشموں پر دم کر دینا بینائی درست ہو جائے گی۔ چنانچہ آپ واپس کوٹھوال تشریف لائے اور والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ کی خدمت میں پہنچے اور خیریت کا حال بیان کیا اور دعائے حیدری شریف پڑھ کر دم کیا تو والدہ صاحبہ مکرمہ کی بینائی چشم فی الفور درست ہو کر پہلے کی طرح درست ہوگئیں اور جناب والدہ صاحبہ مکرمہ علیہ الرحمتہ نے نفل شکرانہ ادا فرمائے۔ اور حضرت جد پاک محمد شعیب صاحب علیہ الرحمتہ اور حضرت والد ماجد مولوی محمود محمد جمال الدین سلیمان شاہ علیہ الرحمتہ ہر دو بزرگوار بھی تشریف لا کر حضرت بابا فرید مسعود العالمین علیہ رحمتہ سے ہم آغوش ہوئے اور نفل شکرانہ کے دونوں بزرگوں نے ادا فرمائے اور اس کے بعد تمام احوال مفصل سیاحی کا سب کے سامنے بیان فرمایا۔ اور اسی دور نصف شب حضرت والدہ صاحبہ علیہ الرحمتہ نے حضرت بابا صاحب کو اٹھا کر فرمایا کہ اے مسعود فرزند ارجمند ابھی تھوڑا وقت گذرا ہے کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اے بیٹی نیک خصال تو اپنے لڑکے مسعود بابا کو اول سلسلہ اویسیہ میں داخل کر کے پھر برائے جہاد نفس امارہ کے صبح کو روانہ کر دو۔

Marfat.com

حضرت بابا فرید کا جہاد نفس کے واسطے بموجب ارشاد حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے کوہ تبت وغیرہ کو جانا اور مہتر الیاس علیہ السلام کا ہمراہ ہونا

حضرت بابا فرید مسعود العالمین گنج شکر علیہ رحمتہ سے حضرت والدہ صاحبہ علیہ الرحمتہ نے دریافت فرمایا کہ اے فرزند اب تم بخوشی بتاؤ اور دل سے کہو کہ تمہاری کیا مرضی ہے۔ حضرت بابا صاحب نے عرض کی کہ جو مرضی مولا ہو وہ ہی سب سے بہتر ہے۔ لہٰذا اسی وقت حضرت والدہ صاحبہ مکرمہ علیہ الرحمتہ نے آپ کو خاندان اویسیہ شریف میں صاحب مجاز خلافت اویسیہ کا کر کے بلا اجازت والد صاحب اور دادا صاحب کے بعد تہجد کے رخصت کر دیا اور تاکید کی کہ اب کوئی شے کھانے پینے کی قسموں سے استعمال میں نہ لانا تاکہ جہاد نفس امارہ میں لطافت پیدا ہو کر تم مجسم روح ہو جاؤ اور دین محمد ﷺ کی فلاحیت اور جنات ہوائی و جنات ناری کو ہدایت و تعلیم و طریقت بمعہ تمام بندگان الٰہی کے ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت بابا صحرا کی طرف روانہ ہوئے۔ تھوڑا فاصلہ گئے کہ ایک درخت جنڈ کے پاس ایک بزرگ نقاب کشیدہ ملے اور کہا کہ کہو میاں اس وقت شب کو کہاں جاتے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ آؤ ہم بھی جہاد مولا کے لئے جاتے ہیں۔ حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ جب تک آپ مجھے اپنا نام نہ بتائیں گے ہمراہ نہ جاؤں گا۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ میں الیاس (علیہ السلام) ہوں اور تم کو بطرف ملک چین ہفت تبت کو لے جاتا ہوں۔ اور میرا داہنا ہاتھ پکڑ کر جو پھینکا تو آپ صحرائے لق ودق میں جا پہنچے کہ وہاں پہاڑ ہی پہاڑ تھے اور سوائے دودھی بوٹی کے کچھ اگا ہوا نہ تھا۔ عرب شریف میں اس بوٹی کا نام بنی بوتی مشہور ہے اور

Marfat.com

حضور ﷺ اور جناب اصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ بوٹی بہت کھائی ہے اور پتا اس کا اس شکل کا ہوتا ہے۔ رنگ اس کا سرخ اور توڑنے سے دودھ نکلتا ہے اور جس وقت آنحضرت ﷺ نے کھائی تھی تو اسی وقت سے تمام عالم میں پیدا ہوگئی ہے چنانچہ ۵۳۷ ہجری سے ۵۴۹ ہجری تک بارہ سال آپ جہاد نفس میں مشغول رہے اور سوائے اس بوٹی کے کچھ نہ کھایا۔ اور تعلیم طریقت کی جنات ہوائی کو بھی کرتے رہے۔ ایک روز والدہ صاحبہ مکرمہ کو یاد کرکے گریہ وزاری کرنے لگے تو غنودگی آ کر سو گئے تو والدہ صاحبہ مکرمہ کو دیکھا کہ آپ شفقت سے ہاتھ میرے سینہ پر پھیرتی اور فرماتی ہیں کہ بیٹے میں تو ہر وقت تمہارے پاس ہوتی ہوں۔ جب تو جہاد نفس کرے گا تو میرے جسم روحانی کا معائنہ تجھکو ہوا کرے گا۔ اس کے بعد میرے بالوں میں کنگھی کرنے لگیں اور بال میرے اکھڑنے لگے اور میں تکالیف سے رونے لگا تو آپ فرمانے لگیں کہ جس طرح تو نے بوٹی جنگل میں اکھاڑ کر کھائی ہے اسی طرح تمام انگوری وزارعت میں زندگی ہوتی ہے اور ان کو بھی درد ہوتا ہے۔ اس واسطے اب تم شغل نوری کی غذا حاصل کرو اور بالکل کھانا پینا ترک کردو۔ لہٰذا جب حضرت بابا صاحب نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کے آدھے بال سر کے اکھڑے ہوئے زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ جو کہ والدہ صاحبہ مکرمہ نے خواب میں اکھیڑے تھے۔ اور خون آلودہ تھے۔ حضرت بابا صاحب اپنی مکتوب نطاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ بالوں کو دیکھ کر ہم نے تعجب کیا تو آواز غیب سے آئی کہ مسعود یہ بال تمہاری والدہ صاحبہ حضرت مریم خاتون اکبر علیہ الرحمۃ نے اکھیڑے ہیں۔ لہٰذا ہم نے اس راہ سے شغل نوری شروع کردیا اور ہر قسم کا خورد و نوش اپنے نفس کے لیے ترک کردیا۔ اور بموجب حکم کے جنات ہوائی وغیرہ کو تعلیم سلسلہ اویسیہ کی شروع کردی۔ اور جنات ہوائی خود بخود حاضر ہوکر ہدایت اور تعلیم پانے لگے اور ایک جن ان میں سے داخل سلسلہ ہوکر عرض کرنے لگا کہ حضور میں چاہتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں

Marfat.com

رہ کر فیض باطنی حاصل کروں۔ ہم نے اس کی التجا قبول کر کے اس کو داخل طریق کیا اور وہ ہم کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے جاتا اور تمام علاقہ سرحد چین کی سیر و سیاحت کرایا کرتا تھا۔ چنانچہ شمال ملک تا تا حد شرقی تک ۔ بحر چین تا حد غربی کوہستان۔ صحرائے بیاباں تبت تک حد جنوبی بحر محیط و ملک ٹانگن وختن وغیرہ کی سیر کراتا ایک دن ہم نے اس جن کو کہا جس کا نام غرشونقی تھا کہ ہمارے واسطے ایک لکڑی زیتون کی لائے کہ ہم ایک روٹی بنوا کر پیٹ پر باندھ لیں تا کہ سنت حضور کی پوری ہو وہ لکڑی سمیت ایک بڑھئی کو بھی اٹھا لایا۔ وہ شخص جب ہمارے روبرو آیا تو گریہ زاری کرنے لگا۔ ہم نے خود جا کر اس بڑھی سے وہ لکڑی کی روٹی بنوائی۔ اذرا گرچہ وہ مفت بنا کر دیتا تھا۔ مگر ہم لکڑیوں کے گٹھے اپنے سر پر لا کر اس کو مزدوری کے عوض دیتے رہے اور لکڑی کی روٹی بنوا کر اپنے پیٹ پر باندھ لی۔ اور شغل محمد (ﷺ) جو ہمکو حضرت خضر علیہ السلام سے پہنچا تھا۔ شروع کیا جس سے خورد ونوش کی حاجت نہ رہی۔

اسی سیر و سیاحت میں ایک دن اس جن غرشونقی نے بتایا کہ حضرت یہ لکڑی کی جڑھ جو اس ملک تا تار میں پیدا ہوتی ہے اس کی تاثیر یہ ہے کہ اگر پیر صد سالہ اس کو کھائے تو پھر سے جوان ہو جاتا ہے اور طاقت شباب و فرحت وقوت ہضم طرح طرح کی اور قوت مباشرت بسیار آتی ہے اور از سر نو سفید بالوں کی بجائے سیاہ بال پیدا ہو جاتے ہیں۔ حضور اس میں سے کچھ نوش فرمالیں۔ ہم نے جواب دیا کہ بغیر امر ربی کے فقیر کو کھانا حرام ہے۔ لیکن اسی وقت قلب حضوری ہمارے پر القاء درجہ اول کا ہوا کہ فقیر مسعود بابا تم اس جڑھ میں سے ضرور کچھ کھاؤ اور کچھ اپنے پاس رکھ لو کہ ہم نے یہ جڑھ تمہارے واسطے اس جنگل میں پیدا کی ہے۔ کیونکہ ہم نے تم سے اس دنیا میں بہت کام لینا ہے اور لکھوکھا انسان بری و بحری کو آپ کے وسیلے سے فیض باطنی پہنچانا ہے۔ چنانچہ فقیر نے اس جڑھ میں سے کچھ کھایا اور کچھ پاس رکھ لی۔ اس کے کھانے سے مثل شباب کے انقلاب آ گیا۔ اس جن نے بیان کیا کہ

Marfat.com

اس جڑھ کی تلاش میں بادشاہ اپنی فوجیں جنگل میں روانہ کرتے اور بہت خرچ کرتے ہیں اور مشکل سے درجہ سوم کی کسی کو اگر مل جائے تو بڑی قیمت پر فروخت ہوتی ہے اور اطباء نے اس کی بابت کئی کتابیں لکھی ہیں۔ حضرت بابا فرید اپنی مکتوب نطاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ نواح تبت میں ہم نے گوشائیں فقیروں کے عبادت خانے دیکھے اور لامہ گورد کے پیروکار تھے۔ ہم نے ان سے ملاقات کی اور ان درویشوں کو تعلیم ان کی بولی میں ہر طرح کی دی گئی تھی اور ان کو شغل روپ درشن نرانکار کا سکھایا گیا۔ (یعنی ان گوشائیوں کو اس فقیر مسعود علیہ الرحمتہ نے رویت ذات مقدسہ کے ساتھ برزخ واحدیت کی تعلیم کر کے راہ راست پر چلایا۔ اور وہ لوگ جب آپس میں سلام علیکم کرتے تو رومال ہاتھ میں لے کر کاندھے پر ڈالتے اور سلام کی رسم ادا کرتے۔ اور یہ تمغہ اس فقیر مسعود کا ان درویشوں میں چلا آتا ہے اور قیامت تک جاری رہے گا اور حضرت بابا فرید مسعود العالمین کے نام کے شجرے بھی ان کے پاس تھے۔ اور وہ لوگ باقاعدہ تلاوت کرتے ہیں۔ چنانچہ تمام دنیائے عالم میں علاقہ بری بحری میں انسان۔ جنات۔ حیوانات کو آپ کی ذات سے فیض بسیار پہنچا ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

حضرت بابا فرید مسعود العالمین علیہ رحمتہ اپنی مکتوب نطاب سر عبودیت میں تحریر فرماتے ہیں کہ چوبیس سال کے عرصہ میں ہم نے لکھوکھا جنات انسانوں اور کئی طرح کے حیوانات کو ہندوؤں۔ مجوسی۔ آتش پرستوں اور آفتاب پرستوں وغیرہ کو مسلمان کر کے خلافتیں عطا کیں اور خود زکوۃ اسم اعظم طیفو یہ اور اسم اعظم قادر یہ کی ادا کی تو اس فقیر مسعود میں اتنی قوت باطنی پیدا ہوگئی کہ جہاں جانا ہوتا تھا خیال کیا تو اس جگہ پہنچ جایا کرتا تھا۔

Marfat.com

باباصاحب علیہ رحمتہ کا بحکم حضرت پیران پیر دستگیر علیہ رحمتہ گھر کو واپس ہونا

حضرت بابا فرید مسعود العالمین گنج شکر علیہ رحمتہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حسب الحکم باطنی حضرت پیران پیر دستگیر کے مورخہ سترویں ماہ شعبان بروز پنجشنبہ ۵۷۰ ہجری اسم اعظم قادریہ تلاوت کرتا ہوا یہ فقیر تھوڑے ہی عرصہ میں کوٹھوال حضرت والدہ صاحبہ کی خدمت میں پہنچا اور سجدہ تعظیمی ادا کر کے خدمت میں حاضر ہوا اور چونکہ اپنی ہمشیرہ صاحبہ مکرمہ کی شادی حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمتہ سے کرنی تھی لہٰذا شادی سے فراغت پا کر پھر حضرت والدہ صاحبہ کے حکم سے چلہ حرز شریف اویسیہ کا دس سال کا کیا اور ۲۸ ماہ ذی الحجہ ۵۷۰ ہجری کو واپس مائی صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

اس کے بعد حسب الحکم باطنی کے صبح کو حضرت جلال عبدالقادر عرف سید احمد علیہ الرحمتہ عمر ۶۷ سال اور حضرت شیخ محمد عرف لعل قلندر عمر ۲۵ سال اور حضرت بہاؤالحق شیخ ذکریا ملتانی علیہ الرحمتہ عمر ۱۴ سال اور عمر شریف حضرت باباصاحب علیہ رحمتہ ۷۶ سال کی تھی۔ ان ہر سہ حضرات سے ملاقات ہوئی اور ہم چاروں سیر سیاحت تمام عالم کی کرتے رہے مگر ملک نصارا کی طرف نہیں گئے اور حضرت شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں حاضر ہو کر سب سے فیض حاصل کیا اور بروز جمعہ ۳ ماہ رمضان المبارک ۵۸۵ ہجری کو واپس مائی صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوئے کیونکہ حضرت حضور ﷺ کا حکم ہو چکا تھا کہ تمہاری والدہ صاحبہ مکرمہ کا انتقال ہونے والا ہے چنانچہ حضرت مائی صاحبہ کی وفات شریف کے تین ماہ بعد یہ فقیر مسعود بموجب حکم حضرت خواجہ معین الدین ہندالولی غریب نواز کے واسطے نماز معکوس جو حضرت سرور عالم ﷺ نے غار حرا میں ادا فرمائی تھی۔ عرصہ سات سال صحرائے لق

Marfat.com

ودق میں الٹالٹک کرادا کی اور نماز معکوس سے فراغت پائی (نماز معکوس درخت میں الٹالٹک کرادا کی جاتی ہے یا کسی پہاڑ میں لوہے کی زنجیر گاڑ کر ادا کرتے ہیں) اور وہاں جنات کو مرید بھی کیا۔ اس کے بعد حضرت سرور عالم ﷺ نے حکم فرمایا کہ اب بابا فرید مسعود تم دہلی کو چلے جاؤ۔

حضرت بابا فرید علیہ الرحمتہ کا دہلی میں آ کر حضرت جناب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اولین الارواح علیہ رحمتہ سے بیعت امامت کلی مجددی شہنشاہی ولایت ودرجہ فردیت ساتھ خطاب زہد الانبیائی کے پانا

حضرت بابا فرید فرد عالم گنج شکر علیہ رحمتہ کو مورخہ ۲۴ شب ذی الحجہ ۵۹۲ ہجری میں حضرت سرور کائنات حضور ﷺ نے عالم ارواح میں فرمایا کہ اب تم دہلی میں اپنے پیرومرشد حضرت جناب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اولین الارواح کی خدمت میں جاؤ تا کہ نعمت باطنی تمام وکمال کے ساتھ تم کو مل جائے۔

اور اسی وقت حضرت بابا فرید گنج شکر اسم اعظم تلاوت فرماتے ہوئے دہلی شریف کو روانہ ہوئے اور مسکن یعنی دائرہ شریف حضرت خواجہ قطب الدین صاحب کاکی پر پہنچ کر دیدار فیض انوار سے مشرف ہوئے اور مورخہ ۲۵ ذی الحجہ ۵۹۲ ہجری کو جب حضور بیعت فرمانے لگے اور ان کے پیرومرشد چونکہ جوان عمر تھے اور عمر شریف چھوٹی تھی۔ تو جب میرے دل میں یہ خیال آیا تو خواجہ پاک نے فرمایا کہ بابا فرید کہو کس عمر اور صورت اور برزخ

Marfat.com

میں تمہارا ہاتھ پکڑوں تو حضرت بابا پاک نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی کہ حضور مجھ سے قصور ہوا۔ جو دل میں عمر شریف کے متعلق ایسا خیال گزرا۔ لیکن حضرت خواجہ پاک قطب الدین بختیار کاکی نے فرمایا کہ نہیں ہم کو اس وقت القاء ہوا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس عمر اور صورت میں ہو کر بابا فرید خواہش کریں اسی میں صورت بدل کر ان کو بیعت کرو۔ چنانچہ بابا فرید سے دریافت فرمایا کہ کہو بابا فرید پاک ہم کس عمر میں بن کر تم کو بیعت کریں۔ تو بابا فرید نے عرض کیا کہ اگر ایسا ہی حکم حضور ﷺ کا ہوا ہے تو آپ حضور اپنے پیر و مرشد خواجہ معین الدین چشتی ہند الولی کی صورت میں آ کر بیعت فرمائیں۔ چنانچہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا تو صورت خواجہ غریب نواز کی ہوگئی اور پھر بابا فرید کو بیعت سے سرفراز فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ فرید فرد بابا ہماری صورت میں تم کو رویت احدیت برزخ کبری کی ہوا کرے گی اور حضرت خواجہ غریب نواز کی صورت میں برزخ کبری یعنی رویت و احدیت کی ہوا کرے گی یہ تمہارا بڑا بلند نصیب ہے۔

غرض دوسرے روز ۲۶ ذی الحجہ تھی کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے حکم دیا کہ بابا فرید فرد اب تم ہم کو وضو کرایا کرو۔ چنانچہ ہم نے خدمت وضو اپنے اوپر فرض کر لی اور ۲۶ ذی الحجہ ۵۹۲ ہجری سے تا ۴ محرم ۵۹۳ ہجری ہر وقت وضو کرانے کی خدمت پر مامور رہا۔ ۴ محرم مذکور کو میرے پیرو مرشد علیہ الرحمتہ نے حکم دیا کہ بابا فرید فرد اب موسم سرما آ گیا ہے۔ ہم کو وقت تہجد وغیرہ گرم پانی سے وضو کرایا کرو۔ چنانچہ ہم نے گرم پانی سے وضو کرانا شروع کر دیا۔ اتفاقاً ایک شب آگ نہ مل سکی تو بابا فرید پاک نے ہر چند شہر میں تلاش کی مگر آگ نہ ملی اور سوائے ایک کنجری کے مکان کے کہیں آگ نہ تھی۔ جب اس کنجری سے آپ نے آگ مانگی تو وہ فریفتہ ہو کر کہنے لگی کہ جب تک میرے ساتھ ہم بستری نہ کرو گے آگ نہیں مل سکتی۔ لہٰذا آپ وہاں سے لوٹ آئے مگر کہیں آگ نہ مل سکی۔ لاچار ہو کر

Marfat.com

پھراس کنجری کے پاس جا کر التجا کی تو وہ نہ مانی۔آخر آپ نے فرمایا کہ اور جو چیز تجھ کو چاہیئے وہ ہم سے لے لے۔مگر یہ کام ہم نہ کریں گے تو اس کنجری نے یونہی ایک حجت کی کہ اچھا اپنی آنکھ نکالدو تو آگ مل سکتی ہے۔آپ نے چھری طلب کی تو اس نے سوچا یونہی ڈرایا ہے۔ اس نے چھری دے دی۔آپ نے فوراً آنکھ نکال کر سامنے رکھ دی۔وہ بڑی گھبرائی۔آگ تو اس نے دے دی مگر تمام شب بے تاب رہی کہ میں نے کیا کیا اور صبح کو اپنا تمام مال وغیرہ لٹا کر خود خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ڈیرے پر آ کر توبہ کر کے بیعت ہوئی۔اور وہیں عمر گزار دی۔حضرت بابا فرید پاک علیہ رحمتہ تحریر فرماتے ہیں کہ شب کو آگ لے کر جب ہم پہنچے تو لکڑیاں بھی نہ تھیں۔ہم نے اپنی آدھی دری اور آدھا تہ بند پھاڑ کر جلا کر پانی گرم کیا۔ اور جب ہمارے پیرو مرشد علیہ الرحمتہ وضو فرما چکے اور اٹھ کر کھڑے ہوئے تو مجھ سے فرمایا کہ بابا فرید یہ آنکھ پر پگڑی کا سر پیچ کیوں باندھا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی کہ حضور آنکھ آئی ہوئی ہے (یعنی دکھنے آئی ہوئی ہے) تو حضور پیرو مرشد نے فرمایا کہ اچھا آئی ہے تو کھول دو۔میں نے فوراً پٹی کھول دی تو دیکھا کہ آنکھ صحیح سالم ہے۔مگر صبح کو حضور پیرو مرشد نے ملاحظہ فرمایا تو وہ آنکھ قدرے چھوٹی تھی اور فرق تھا مگر غور کرنے سے معلوم ہوتی تھی ویسے نہیں۔اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اس واقعہ امتحانی سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ بابا فرید بھی ایک ہی ہو۔اسی واسطے مولا پاک نے تم کو درجہ فردیت کا عطا فرمایا ہے جو اور کسی کو نہ ہوگا اور جو جو کہ زہد و جہاد تم نے کیئے ہیں وہ انبیاؤں کے زہد کے برابر ہیں اس لئے تم کو زہد الانبیاء کا خطاب بھی عنایت کیا گیا ہے۔آفرین ہے تم پر اور تمہارے والدین پر کہ ایسا سعادت مند فرزند مولا تعالیٰ نے عطا کیا کہ جس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی۔

Marfat.com

پانچ سال جس کبیر ادا کرتا حضرت بابا فرید علیہ السلام کا قبر میں بیٹھ کر اور آخری جہاد نفس ادا کرنا

اور خطاب زہد الانبیائی

مورخہ پانچویں محرم ۵۹۳ ہجری کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی شہنشاہ ہند نے حضرت بابا فرید علیہ رحمتہ کو ایک قبر کھدوا کر اس میں پانچ سال کے لئے بٹھا دیا اس کو جس کبیر اصطلاح صوفیہ میں کہتے ہیں۔ قبر پر ایک سانس سوراخ دار لگا کر بالکل بند کر دی جاتی ہے اور اس میں سے باہر نہیں آتے۔ نہ کھانا نہ پانی۔ چنانچہ حضرت بابا صاحب علیہ الرحمتہ کو اس میں ۵ سال کے لئے بٹھا دیا۔ اور حضرت سرور عالم ﷺ نے بھی غار حرا میں جس کبیر ادا فرمایا ہے۔ اس لیے حضرت بابا فرید کو درجہ زہد الانبیاء کا عطا ہوا ہے۔

حضرت بابا فرید فرد عالم زہد الانبیاء تحریر فرماتے ہیں کہ اے لوگو جب یہ فقیر فرید جس کبیر کے لیے قبر ناسوتی میں بٹھا دیا گیا تو میرے ہادی مطلق جناب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے مجھے عام تعلیم باطنی سے آگاہ کر کے شغل نوری وغیرہ کے احکام من وعن سمجھا دیئے اور جب کبھی عبدیت کے درجہ میں خواہش نفس یعنی کھانے پینے کی ہوتی تو شغل نوری و برزخ پیرومرشد سے تسکین ہو جاتی۔ اور ساتھ ہی میرے پیرومرشد میرے پاس بجسم روحی تشریف لے آتے اور فرماتے کہ اے میرے پیارے فرید میں تو تیرے ساتھ ہر وقت و ہر لحظہ موجود ہوں اور جس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ درجہ فنائے ذات محمدی ﷺ میں مستغرق ہو کر درجہ ولایت کے مقامات انتہائی سے گذر کر ولایت محمدی ﷺ کی شان نبوت میں جسم اور روح آنحضور ﷺ میں محو ہو کر سما گئے تھے تو اس وقت آنحضور ﷺ کی زبان

Marfat.com

مبارک سے بے ساختہ یہ حدیث صادر ہوگئی تھی کہ

"لحمک لحمی دمک دمی جسمک جسمی روحک روحی"

"یعنی فرمایا حضور ﷺ نے کہ یا علی میرا گوشت تمہارا گوشت ہو گیا ہے۔ میرا خون تمہارا خون ہے۔ اور میرا جسم تمہارا جسم ہو گیا ہے اور میری روح تمہاری روح ہو گئی ہے۔"

تو اے میرے پیارے فرید اسی طرح من وعن حضرت مولا مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے لے کر اس فقیر قطب الدین چشتی تک یہ سلسلہ نعمت اسی طرح چلا آیا ہے اور آئندہ بھی قیامت تک اس خاندان چشتیہ صابریہ میں چلا جائے گا۔

اور حضرت بابا فرید تحریر فرماتے ہیں کہ جب میرے پیرومرشد علیہ الرحمتہ یہ بیان فرما چکے تو جذبہ محبت میں آ کر زبان مبارک سے فرمایا۔

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

جب یہ ارشاد میرے ہادی مطلق علیہ رحمتہ فرماتے تو میں بے ہوش ہو جایا کرتا تھا اور محویت اور سکر اس درجہ کو ہوتا تھا کہ تحریر وتقریر میں لانا اس بیان کا ممکن نہیں ہے۔ غرض یہ کہ اسی کیفیت بقاباللہ میں ۵ محرم ۵۹۳ ہجری سے ۲۹ شعبان ۵۹۸ ہجری تک کیفیت عروج و نزول ہر ہر درجات باطنی کی نبوت اور ولایت میں فنائے اتم سے کامیاب ہوا۔ اور روز چہار شنبہ تاریخ مذکور کو میرے ہادی برحق علیہ رحمتہ نے اس برزخ اصغر یعنی قبر سے بکمال احتیاط روئی میں لپٹوا کر نکلوالیا اور حجرۂ خورد میں ریگ بچھوا کر بٹھلا دیا اور دوسرے ہی دن ۳۰ شعبان کو حضرت خواجہ غریب نواز ہندالولی علیہ رحمتہ بھی اجمیر شریف سے دہلی تشریف لے آئے۔

Marfat.com

حضرت بابا فرید علیہ رحمتہ کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا رو بروا پنے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتی ہندالولی کے خطاب زہدالانبیائی مرحمت فرمانا اور خلافت کلی مجددی سے سرفراز فرمانا اور فرد عالم کر دینا

حضرت خواجہ معین الدین غریب نواز چشتی ہندالولی شفاعت امر اجمیری نے مورخہ ۳۰ شعبان ۵۹۸ ہجری کو اجمیر شریف سے تشریف لا کر دہلی کو اپنے قدوم میمنت لزدم سے فخر بخشا اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی اولین الارواح قدم بوس ہو کر اپنے پیر و مرشد ہادی مطلق سے مشرف ہوئے تو حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ بابا قطب الدین بختیار کاکی اپنے خلفاؤں اور دیگر مردمان جو حاضر ہیں سب کو نعمت باطنی سے جو کچھ دینا ہے دے دو چنانچہ جو کچھ جس کی قسمت میں تھا سب کو عطا کر دیا۔ پھر حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ کوئی اور بھی باقی ہے؟ تو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے فرمایا صرف ایک بابا فرید فرد باقی ہیں۔ اور کل ہی ان کو حبس کبیر پنج سالہ سے باہر نکالا ہے۔ ابھی تک حواس امکانی ظاہری ان میں سے پیدا نہیں ہوئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ بابا قطب الدین ہم اجمیر شریف سے صرف فقیر بابا فرید فرد کے لئے یہاں دہلی آئے ہیں۔ بلکہ ہمارا تمہارا عرب سے ملک ہند آنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ بابا فرید فرد عالم کی تکمیل کرنی تھی۔ لہٰذا میرے پیارے بابا قطب الدین بختیار کاکی جس طرح وقت خلافت کے

Marfat.com

ہم نے کل نعمت شہنشاہی ہندالولی تم کو من وعن دی تھی اسی طرح آج تم بھی ہمارے رو برو فقیر فرید فرد بابا کو سونپ دو۔ چنانچہ دونوں خواجگان آفتاب و مہتاب حضرت بابا فرید کے پاس تشریف لے گئے۔ اور چونکہ حضرت بابا فرید میں ابھی اٹھنے کی طاقت نہ آئی تھی۔ لہٰذا بابا صاحب نے فرمایا کہ بابا قطب الدین کب تک اس بابا فرید فرد عالم کو ریاضت میں رکھو گے؟ آؤ ہم دونوں اس کے حق میں دعا کریں۔ چنانچہ ابھی یہ الفاظ ختم نہیں ہوئے تھے۔ کہ ہر دو خواجگان کی نظر کیمیا اثر سے حضرت بابا فرید فرد عالم کے جسم میں انقلاب شباب آ گیا اور پھر ہر دو خواجگان نے بابا فرید فرد عالم کی دونوں بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور دربار عالی مقام میں لا کر بٹھا دیا اور دعائیں فرمائیں۔ تو اسی وقت آواز غیب سے آئی کہ فرید فرد تمہارے زہد الانبیائی کے کرنے سے زہد الانبیاء کا خطاب عطا کر کے قبول کیا اور فرید فرد ہیژدہ ہزار عالم میں قیامت تک رہے گا۔ اسی وقت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے خلافت کلی مجددی شہنشاہی اور اختیارات ہندالولی کے جو خواجہ غریب نواز سے حاصل ہوئے تھے بابا فرید فرد عالم کو عطا فرمائے اور خلافت نامہ تحریر کر کے تمام اولیاء کی گواہی خلافت نامہ پر تحریر کرائی۔ کیونکہ وقت خلافت تمام اولیائے ہم عصر شریک مجلس تھے۔ اور جب دستار خلافت باندھنے کا وقت آیا تو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے دستار مبارک اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز کے پیش خدمت کی تو حضرت خواجہ غریب نواز نے ایک پیچ دستار مبارک کا حضرت بابا فرید فرد عالم زہد الانبیاء کے سر پر باندھ کر فرمایا کہ اب تم بابا قطب الدین بختیار کاکی اپنے مرید بابا فرید فرد عالم کے سر پر باندھو۔ چنانچہ بعد تکمیل دستار بندی کے حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ بابا فرید فرد عالم! یہ جو ہم دونوں نے مل کر تمہارے سر پر دستار مبارک باندھی ہے یہ ایک راز باطنی کا انکشاف ہے کہ ہر ایک اولیاء اللہ کا ایک خلیفہ اکبر ہوتا ہے مگر ہمارے اس تصرف سے یہ ظہور ہوگا کہ تم

Marfat.com

سے دوخلیفہ اعظم ہوں گے یعنی ایک مخدوم پاک اور ایک محبوب پاک تم سے ہوں گے اور ان دونوں سے تا بہ قیام عالم سلسلہ چشتی صابری اور چشتی نظامی جاری رہیں گے اور ان دونوں جیسا دنیائے عالم میں روئے زمین پر کوئی مجدد نہ ہوگا۔

اور مختصر طور پر عرض کیا جاتا ہے کہ آخر کار ۱۷ ربیع الاول ۶۰۰ ہجری کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے حضرت بابا فرید فرد عالم کو ملک پنجاب شہر اجودھن جانے کا حکم فرمایا۔ اور پاک پتن شریف کا نام پہلے اجودھن تھا۔ یہاں تمام کفار اور جادوگروں کا زور شور تھا اور اسلام کا نام نہ تھا۔ اور یہ شہر اجودھن تقریباً سترہ بار بوجہ فسق و فجور غرق ہو چکا تھا۔ اسی واسطے یہ اونچا ٹیلہ بن گیا تھا کہ جو راجہ آتا غرق شدہ شہر کے اوپر شہر تعمیر کراتا رہا۔ جس کا تاریخی حال حضرت بابا فرید فرد عالم نے اپنی مکتوب نطاب سر عبودیت میں بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

حضرت بابا فرید شکر گنج فرد عالم علیہ السلام کا ملک اجودھن (پاکپتن شریف) میں تشریف لانا اور سکونت اختیار کرنا

بموجب حکم حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اولین الارواح کے سب سے اول حضرت بابا فرید فرد عالم اجمیر شریف مورخہ ۲۱ ربیع الاول ۶۰۰ ہجری کو پہنچے اور حضرت خواجہ غریب نواز کی قدم بوسی حاصل کی۔ تین روز خدمت اقدس میں رہ کر وقت رخصت حضرت خواجہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ حتی المقدور ترقی اسلام و تعلیم شریعت طریقت میں مصروف رہو اور دعا کی یا سید المرسلین ﷺ اس میرے بابا فرید مسعود فرد عالم کے وجود سے

Marfat.com

اسلام وشریعت طریقت کوترقی عطا فرماؤ۔ تو اسی وقت آواز غیب سے آئی کہ وجود مسعود فرید فرد عالم کا واسطے مغفرت امت محمد ﷺ کے پیدا کیا گیا ہے۔ اوراس کے دل میں بھی سوائے اس آرزو کے اور کچھ نہیں۔ اور یہ خواہش دنیا میں اس کی پوری ہوگی۔ کہ اس کے دروازے سے جوگزر جائے گا اس پر دوزخ کی آنچ حرام ہو جائے گی۔ اوراس کے سلسلے میں بھی آنے والے قطعی جنتی ہوں گے۔ چنانچہ یہ آواز سن کر حضرت خواجہ غریب نواز ہندالولی نے حضرت بابا فرید فرد عالم کو مبارک باددی اور رخصت فرمایا۔

حضرت بابا فرید فرد عالم اجمیر شریف سے روانہ ہو کر شہر بھٹیسر۔ جیسلمیر۔ راوڑی وغیرہ کے علاقوں میں ہزار ہا مخلوق کو مسلمان کرتے ہوئے راستہ میں ہانسی آ کر قطب جمال ہانسوی کو خاص طور سے نوازا اور وہ بعد میں پاک پتن شریف حاصر ہو کر مدت بسیار آپ کے زیر سایہ رہ کر قطب ہانسی ہو کر حضرت مخدوم علی احمد صابر ختم اللہ الارواح کے کلیر شریف جانے کے بعد پھر قطب ہانسی ہو کر گئے اور مخدوم صابر کی خدمت بہت زیادہ قطب جمال ہانسوی کرتے تھے۔ اور جو روایات تہمت ناک لوگوں میں مشہور ہیں وہ بالکل غلط ہیں اور ان باتوں پر جو اعتماد کرے گا اس پر عتاب مخدومی ہوتا ہے۔ لہذا یہ تذکرہ کرنا بھی منع ہے کہ انگلی وغیرہ جلائی یہ غلط ہے کیونکہ جمال الدین ہانسوی قطب تو حضرت مخدوم پاک سے ایک سال بعد قطب ہوئے تھے۔

روز جمعہ اول تاریخ ربیع الثانی ۶۰۰ ہجری اسم اعظم چشتیہ قادریہ تلاوت فرماتے ہوئے حضرت بابا فرید فرد عالم نصف شب شہر اجودھن (پاکپتن میں) پہنچے اور ایک درخت کری کے نیچے قیام فرمایا وہاں شہداء کی قبریں تھیں۔ اس میں حضرت عبدالعزیز مکی کا مزار تھا جو کہ کشف القبور کے ذریعے حضرت بابا صاحب علیہ رحمتہ کو معلوم ہوئی اور حضرت عبدالعزیز مکی حضرت بابا صاحب سے نصف شب کو ہمکلام ہوا کرتے تھے چنانچہ یہاں کے کفار

Marfat.com

سنگدل اور جادوگر تھے۔ مختصر یہ کہ حضرت بابا صاحب نے سب کو مسلمان کیا اور قومیں جو سیال۔ ٹوانے۔ کاٹھیے اور کھرل وغیرہ جو اس علاقہ میں پائی جاتی ہیں سب کفار کی قومیں تھیں۔ لہٰذا حضرت بابا صاحب نے ان سب کو مسلمان کیا اور اس وقت سے اولاد در اولاد یہ لوگ متواتر حضرت بابا صاحب کی زیارت کو اور بہشتی دروازہ گزرنے کو مسلسل آتے رہتے ہیں۔ اور اگرچہ اب اکثر علمائے وہابی غیر مقلد، لوگوں کو وعظ کے ذریعے منع کرتے ہیں کہ عرس شریف پر نہ آؤ مگر یہ قومیں جن کے دادے پڑدادے حضرت بابا صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے ان علمائے غیر مقلد کی کہاں سنتے ہیں اور ذوق وشوق سے لگاتار آتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی وغیرہ بھی اس دروازے سے آ کر گزرتے ہیں۔ اور علماء کے غیر مقلد کی بجائے یہ لوگ جنتی ہو کر فیض یاب ہو جاتے ہیں۔ حضرت بابا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ مورخہ ۵ ربیع الثانی ۶۰۰ ہجری روز سہ شنبہ کو ایک عورت کا نام گنگاتری تھا ہمارے پاس آ کر رونے لگی کہ میرا لڑکا نندرام عمر پندرہ سال جس کو شہاب الدین غوری بادشاہ کی فوج پکڑ کر لے گئی ہے۔ حضور دعا کریں کہ آ جائے۔ حضرت بابا فرید فرد عالم نے فرمایا کہ اے مائی شام کو تیرا لڑکا تیرے گھر آ جائے گا۔ نچانچہ حضرت بابا صاحب نے فوراً اپنے مولائے پیر و مرشد کے برزخ میں ہو کر رجوع کیا تو اسی وقت قطب وقت حاضر ہوا۔ آپ نے حکم دیا۔ لڑکا نندرام گم ہے فوراً حاضر کرو۔ چنانچہ قطب نے ایک ساعت میں سندھ حیدرآباد سے لڑکے کو لا کر اس کے مکان پر پہنچا کر حضرت بابا صاحب کو عرض کر دیا۔ چنانچہ صبح کو وہ عورت مسماۃ گنگاتری اپنے لڑکے کو لے کر حاضر ہوئی اور لڑکے سمیت مسلمان ہوئی۔ اور کہنے لگی کہ حضور میری موروثی زمین شہر میں ہے میں وہ آپ کی نذر کرتی ہوں۔ قبول فرمائیں۔ اسی وقت آپ کے دل پر اول درجہ کا الہام ہوا۔ کہ بابا فرید فرد عالم اس عورت کی نذر قبول کر لو۔ کیونکہ یہی وہ ٹکڑا زمین ہے جہاں تمہارا مسکن ہوگا اور پاس

Marfat.com

ہی مزار ہوگا۔ لہٰذا یہ فقیر مسعود فرید فرد اسی جگہ آ گیا۔ اور وہ عورت اپنے لڑکے سمیت درویشوں میں شامل ہو کر لنگر وغیرہ پکانے میں تمام عمر مصروف رہی۔ اور جب کئی کرامتیں حضرت بابا فرید فرد عالم کی ظاہر ہو کر چاروں طرف مشہور ہوئیں تو ہر چہار طرف سے لوگ آ کر مسلمان ہونے شروع ہوئے اور یہاں دریا چونکہ قریب تھا لہٰذا لوگوں میں عام مشہور ہوا کہ چلو پاک لوگوں کے پتن میں۔ لہٰذا وہاں سے پاک پتن مشہور ہو گیا۔ اور بجائے اجودھن کے پاک پتن اس شہر کا نام ہو گیا۔

بیان نکاح حضرت بابا صاحب علیہ رحمتہ

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر مورخہ ۷ محرم بروز جمعہ ۶۰۲ ہجری پاکپتن شریف سے بموجب حکم اپنے پیر و مرشد کے تین ساعت میں دہلی پہنچے کہ اس وقت آپ کی عمر ۹۶ سال کی تھی۔ اور آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اور حضرت سرور عالم ﷺ نے حکم دیا کہ بابا فرد عالم اب تم سنت نبوی ادا کرو۔ یعنی شادی کرو۔ حضرت بابا فرید فرد عالم نے اپنی عمر کا خیال کرتے ہوئے اور اپنی طاقت کا اندازہ لگا کر اپنے آپ کو شادی کے ناقابل خیال کر کے کچھ گریز کیا۔ جس پر حضور ﷺ نے تنبیہہ فرمائی اور تاکید کر دی کی ضرور شادی کرو۔ اور اپنے بڑھاپے کا خیال دل میں نہ لاؤ۔ اور جو چین کے پہاڑوں میں سیاحت کے وقت بذریعہ اپنے خادم جن کے ایک جڑ لکڑی کی تھی ہمارے حکم سے تم نے اپنے بستر میں سی کر رکھی ہوئی ہے۔ اور وہ لکڑی کی جڑھ ہم نے خاص تمہارے واسطے کوہستان میں پیدا کروائی تھی۔ وہ اب تم استعمال کرو تو شباب عالم پھر سے تمہارے بدن میں پیدا ہو کر انقلاب آ جاوے گا۔ چنانچہ پاکپتن شریف واپس آ کر آپ نے وہ جڑھ استعمال فرمائی اور بموجب حکم کے اپنے خادم شیخ ذکریا سندھی کی ہمشیرہ سے شادی کی یہ بی بی صاحبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھیں۔ ان سے جو اولادیں ہوئیں وہ سب فوت ہو گئیں۔

Marfat.com

سلطان شمس الدین التمش علیہ الرحمتہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید اور خلیفہ بھی تھے۔ سلطان کے دو فرزند ایک غیاث الدین لقب اس کا مبین تھا۔ چھوٹے کا نام رکن الدین فیروز شاہ تھا۔ غیاث الدین بلبن جو تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کو خواب آیا کہ صحابی رسولؐ جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب میں فرماتے ہیں کہ غیاث الدین مبین تو اپنی لڑکی حضرت بابا صاحب کے نکاح میں دے دینا۔ لڑکی اس وقت گیارہ سال کی تھی۔ جب بادشاہ بیدار ہوا تو اپنے بھائی فیروز شاہ کو بلا کر واقعہ سنایا کہ میں ہرگز لڑکی حضرت بابا صاحب کو نہ دوں گا کہ وہ بوڑھے ہیں۔ بڑا غصہ اس کے چہرہ سے نمایاں تھا۔ چنانچہ اسی وقت درد قولنج ہوا اور بادشاہ مر گیا۔ اور اس کے بھائی فیروز شاہ نے اسی وقت ایک عرضی لکھ کر دہلی سے پاکپتن شریف روانہ کی کہ حضرت میری بھتیجی حاضر ہے۔ اگر فرمائیں تو برائے خدمت گزاری وضو وغیرہ خدمت میں روانہ کروں؟ حضرت بابا صاحب نے جواب دیا کہ ابھی توقف کرو۔ چنانچہ جب وہ لڑکی تیرہ سال کی ہوئی تو بموجب حکم باطنی حضرت بابا صاحب دہلی تشریف لے گئے اور نکاح کر کے اس بی بی خاتون کو پاکپتن شریف لے آئے۔

یہ نکاح ماہ رجب ۶۳۴ ہجری میں ہوا۔ دو صاحبزادے تولد ہو کر صغر سنی میں فوت ہوئے۔ اور دو اور تولد ہوئے جن میں محمد شہاب الدین اور دوسرے محمدؒ بدر الدین (ولایت سلیمانی) علیہ الرحمتہ تھے۔ اور محمد بدر الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہی حضرت بابا فرید فرد عالم کے بعد پہلے سجادہ نشین ہوئے اور حضرت بابا صاحب کے مزار شریف کے ساتھ جو دوسرا مزار اندر ہے وہ انہیں کا ہے۔ اور ان بی بی صاحبہ علیہ الرحمتہ سے ہفت فرزند حضرت بابا فرید فرد عالم کے ہوئے۔

Marfat.com

بیان خلافت ولایت سلیمانی جو کہ حضرت بابا صاحب نے حضرت مخدوم صابر سے اپنے فرزند حضرت محمد بدر الدین علیہ الرحمتہ کو دلوائی

مورخہ ساتویں ذی الحجہ ۶۴۹ ہجری کو حضرت سرور عالم ﷺ کا حکم ہوا کہ شاہ محمد بدرالدین صاحب کو حضرت مخدوم صابر پاک سے خلافت ولایت سلیمانی کی دلوائی جائے۔ چنانچہ حضرت بابا صاحب نے دو اجل قطبوں کو حجرۂ صابریہ میں بھیجا۔ کہ مخدوم صابر کو باہر لے آئیں۔ چنانچہ اقطاب نے آپ کے کان میں حضرت بابا صاحب کا نام آواز پکارا تو آپ میں حواس امکانی پیدا ہو کر آپ باہر تشریف لائے حضرت بابا صاحب نے محفل حضرات اولیائے ہم عصر کی ترتیب دے کر اپنے فرزند شاہ محمد بدرالدین صاحب کو کہ جن کی عمر اس وقت گیارہ سال کی تھی محفل میں بٹھایا۔ اور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر نے حضرت شاہ محمدؒ بدرالدین صاحب کو اپنے ہاتھ پر بیعت خوالت وارشاد سے مشرف فرما کر کلاہ وخرقہ و چادر مسعملہ اپنی اوڑھا کر مثال خلافت تحریر فرما کر اور اس پر تمام اہل اللہ کی گواہیاں کرا کر بمعہ خطاب حضرت شاہ بدرالدین صاحب شہنشاہ ولایت سلیمانی تحریر کر دیا۔ اور حضرت بابا کی خدمت اقدس میں دست بستہ عرض کی کہ غلام تو حضور کا بندہ ہے۔ حضرت نے اسی وقت دعاء خیر فرما کر نوازا اور کافی خیرات مساکین اور فقراء کو کی۔ مورخہ ۲۱ محرم روز جمعہ ۶۵۷ ہجری کو حضرت شاہ محمد بدرالدین صاحب شہنشاہ ولایت سلیمانی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا نام ان کا محمد علاؤ الدین صابر ثانی اور موج دریا مشہور ہوا۔ حضرت بابا صاحب اس اپنے پوتے کو بہت پیار کرتے تھے اور حضرت محمد بدرالدین شاہ ولایت سلیمانی نے حضرت محمد علاؤ

Marfat.com

الدین صابر ثانی موج دریا کو بیعت حوالت وارشاد سے مشرف فرما کر اپنی جگہ قائم مقام اپنا کر دیا۔ اور حضرت شاہ نظام الدین محبوب الٰہی بھی دہلی سے تشریف لے آئے۔ اور دستار سجادگی اپنے ہاتھ سے حضرت شاہ صابر ثانی علیہ الرحمتہ کے سر پر باندھی اور اسی طرح حضرت بابا فرید فرد عالم کے سجادہ نشین یعنی جن کو عرف میں دیوان صاحب کہا جاتا ہے ہوتے آئے۔ اور دیوان محمد اشرف صاحب تک سلسلہ در سلسلہ وہ نعمت ولایت سلیمانی شہنشاہی کی بدستور چلی آئی۔ اس کے بعد حضرت بابا فرید فرد عالم نے حضرت دیوان محمد اشرف صاحب علیہ الرحمتہ کو عالم ارواح میں فرمادیا۔ کہ چونکہ آئندہ اب اس پابندی کے ساتھ ہماری اولاد میں کوئی شخص ولایت سلیمانی کا اہل نہیں رہا اور صرف دنیاوی طریقہ رائج رہے گا۔ لہٰذا یہ امانت بدری فریدی شہنشاہی ولایت سلیمانی کی اب تم خلیفہ اکبر اپنا ان دونوں سلاسل میں حافظ برخوردار اولاد قدوسیہ حنفی روح جذبیہ کو کر کے یہ امانت دے دو۔ اور کچھ اشیاء باطنی و تعلیمات و مکتوبات امانتاً حضرت سید میراں شاہ بھیک صاحب صابریہ کو جو ہمارے پیارے مخدوم علی احمد صابر کے سلسلہ میں مرفوع الاجازت شہنشاہی ولایت کے ہیں ان کو دے دو تا کہ زمانہ تیرھویں صدی میں کام آوے گی۔ اور جس کے لیے حکم ہوگا اسی کو دی جاوے گی۔ چنانچہ یہ نعمت فریدی صابری بدری چشتی قادری نظامی مجدد الوقت معشوق الٰہی رام پوری کے پاس ہر دو طرح سے آکر جمع ہوئی۔ اور آپ نے پھر دوبارہ یہ امانت اولاد فریدیہ میں سے بحکم حضرت بابا فرید فرد عالم گنج شکر کے، حضرت پیر محمد حسین صاحب صابری بدری فریدی پاکپٹنی شہنشاہ ولایت سلیمانی کو عطا فرمائی (جس کا بیان اوپر کی سطور میں اول اول گزر چکا ہے) اور مکمل طور پر آپ کو پھر سے اسی شان کے ساتھ مشرف فرمایا۔ چنانچہ مورخہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۰۸ ہجری روز یکشنبہ کو یہ نعمت عطا فرمائی۔ آپ حضرت بابا فرید فرد عالم کے باطنی سجادہ نشین ہوئے مگر ظاہر کے مرتبے میں اسی طرح دیوان صاحبان ہوتے آتے ہیں۔

Marfat.com

رسومات برموقعہ عرس شریف حضرت بابا فرید گنج شکر فرد عالم زہد الانبیاء علیہ الرحمتہ

پاک پتن شریف میں عرس مبارک حضرت بابا فرید فرد عالم زہد الانبیاء گنج شکر کے موقعہ پر اندرون درگاہ شریف جو رسومات ادا کی جاتی ہیں۔ان کی مختصر تفصیل ذیل میں عرض ہے کیونکہ جو زائرین زیارت اور بہشتی دروازہ شریف میں سے گذرنے آتے ہیں وہ بعض رسومات کو حیران ہو کر ساتھیوں وغیرہ سے دریافت کرنے پر بھی پوری کیفیت سے آگاہ نہیں ہو سکتے۔عرس حضرت بابا فرید فرد عالم ہمیشہ مورخہ ۲۵ ذی الحجہ سے شروع ہوتا ہے۔اور قوالی اول پھی یکم محرم کو شروع ہو جاتی ہے بہشتی دروازہ مورخہ ۶ محرم کی ہر دو شب کو نماز عشا سے صبح دان چڑھنے سے ذرا پہلے تک ہر دو شب کھلتا ہے اور دس محرم شریف کو غسل ہو کر عرس شریف کا اختتام ہو جاتا ہے۔

ہم نے یہ رسومات عرس فریدیہ حضرت اخوان صاحب پیر امام علی شاہ صابری چشتی فریدی اولاد حضرت بابا صاحب جو کہ حضرت محمد حسین شاہ صاحب بدری فریدی شہنشاہی ولایت سلیمانی علیہ الرحمہ کے بھتیجے ہوئے ہیں۔ان کی کتاب موسومہ ''عرس مسعود العالمین بابا گنج شکر علیہ الرحمتہ'' سے اختصار کے ساتھ نقل کئے ہیں۔کیونکہ یہ کتاب بھی اب نایاب ہے۔

رسومات:

۲۵ ذی الحجہ کو صبح ۹۔۱۰ بجے حضرت دیوان صاحب بمعہ اولاد فریدیہ والا شان اور دیگر اہل طریقت صاحبان کے ہمراہ جلوس کی صورت میں آستانہ عالیہ حضرت بابا فرید فرد

Marfat.com

عالم گنج شکر زہد الانبیاء میں تشریف لاتے ہیں۔ اور روضہ مبارک کے اندر محراب مغربی میں مودب بیٹھ جاتے ہیں اور ہمراہی حلقہ باندھ کر کھڑے رہتے ہیں۔ قوالی جو اول سے شروع ہوتی ہے اسی وقت بند کر دی جاتی ہے۔ اور شکر سفید جو کہ ایک چوبی طباق میں ہمراہ ہوتی ہے اس پر فاتحہ ہو کر کچھ حاضرین کو تقسیم فرماتے ہیں۔ اور پھر وہاں سے دیوان صاحب اٹھ کر اپنے ہاتھ سے روضہ مبارک کا دروازہ بند کرتے ہوئے بڑے گنبد میں تشریف لا کر مغربی محراب میں بیٹھ کر بقیہ شکر سفید تقسیم فرماتے ہیں۔ اس کے بعد باہر آ کر مجلس خانہ میں داخل ہوتے ہیں۔ اور چھوٹے سے چبوترے پر بیٹھ کر شربت کی گلی پیالیوں پر فاتحہ شہدائے کربلا علیہم السلام کی ہو کر تبرک تقسیم فرماتے ہیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر بمع ایک خادم کے روضہ مبارک کے اندر جاروب کشی کر کے کچھ دیر مراقب ہو کر تشریف رکھتے ہیں اور باہر قوالی شروع رہتی ہے۔ پھر دیوان صاحب باہر آ کر جنوب کو رخ مبارک کر کے دہلیز کے قریب بیٹھ جاتے ہیں۔ اور تھوڑی دیر قوالی سن کر اپنے رہائشی مکان میں تشریف لے جاتے ہیں۔ اسی طریق سے ۲۵ ذی الحجہ سے لے کر ۵ محرم تک دس ختم شریف ہوتے ہیں اور بعض اوقات رویت ہلال کی کمی بیشی سے گیارہ ختم بھی ہو جاتے ہیں۔

سماع:

یکم محرم سے چھ محرم تک نماز عصر کے بعد جب نقارہ پر چوٹ پڑتی ہے اور آسمانی گولے چھوٹتے ہیں تو دیوان صاحب اپنے خاص لبادہ میں کمر پر زریں پٹی باندھے ہوئے ہمراہیوں کے جلوس میں تشریف لاتے ہیں۔ آگے آگے نقیب یہ آواز لگاتا جاتا ہے اور وہ یہ ہوتا ہے۔ ''اللہ محمد چار یار خواجہ قطب فرید شاہ شکر گنج کو شاکر کو شکر۔ منافق کو تکر۔ چار پیر چودہ خانوادہ کا سجادہ۔ میری مدد معین الدین خواجہ ہند والولی عطائے رسولؐ۔ یا علی مدد'' القصہ ایک

Marfat.com

شاندار جلوس کی صورت میں درگاہ شریف میں داخل ہوتے ہیں۔ اور مجلس خانہ میں پہنچتے ہیں۔ پھر دیوان صاحب گنبد کلاں سے پشت لگا کر عصا مبارک لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور قوال سماع شروع کرتے ہیں۔

مجلس سماع میں تین صوفی جو عربی لباس پہنے ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک صوفی قوالوں کے آگے آگے آنکھیں بند کیے ہوئے مجلس خانہ روضہ مبارک کے نوری دروازہ تک تشریف لے جاتا ہے اور پھر واپس آتا ہے۔ تین بار یونہی رسم ہوتی ہے۔ اس صوفی کو ایک شخص سنبھالے ہوئے ہوتا ہے اور قوال بھی ساتھ ساتھ قوالی کرتے کرتے آتے اور جاتے ہیں۔ اور حضرت دیوان صاحب اس صوفی پر سے کوڑیاں نچھاور کرتے ہیں۔ سرور ختم ہو جانے پر پھر شکر پر فاتحہ ہو کر تبرک تقسیم ہوتا ہے اور حضرت دیوان صاحب جائے رہائش کو تشریف لے جاتے ہیں۔ مذکورہ طریق سے یکم محرم سے ۶ محرم تک سماع ہوتا ہے یعنی یہ چھ سماع بوقت عصر ہوتے ہیں۔ اور ساتویں سماع شب کو ہوتی ہے۔

بہشتی دروازہ سے گزرنے کی حقیقی رسم:

مورخہ ۵ محرم کو بعد نماز مغرب حضرت دیوان صاحب والاشان خاص ہمراہیوں کے جلوس کے ساتھ بڑی شان و شوکت سے آستانہ مبارک میں تشریف لاتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی زعفرانی رنگ سے رنگی ہوئی ململ کی ایک گرہ کے قریب چوڑی اور تقریباً ایک گز بھر لمبی دھجیاں جن کو یہاں پیچہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ دیوان صاحب اپنے ہمراہ روضہ مبارک کے اندر جا کر روضہ مبارک سے مس کر کے باہر لاتے ہیں۔ ایک اپنے سر پر پیچہ باندھ کر پھر عام لوگوں کو تقسیم فرماتے ہیں اور جن جن کو ملتا ہے اپنے سر پر ٹوپی یا پگڑی کے اوپر باندھ لیتے ہیں۔ پھر حضرت دیوان صاحب نوری دروازہ کے پاس ایک تھڑی جو قدم

Marfat.com

رسول کہلاتی ہے وہاں کھڑے ہوتے ہیں۔اس وقت سب لوگ تالیاں بجاتے ہیں۔ پھر حضرت دیوان صاحب خود اپنے دست مبارک سے بہشتی دروازہ شریف کو چابی سے کھول کر خود گذرتے ہیں پھر تمام ہمراہی مہمانان گزرتے ہیں۔پھر شہر کے جنوب کی طرف جو میدان میں ہزار ہالوگ جمع ہوتے ہیں ان کو پولیس والے ٹولیاں بنا کر ترتیب دے کر آستانہ کے مشرقی دروازہ سے شمال شہر کے باہر شمال کی طرف گلیوں میں ہو کر باہر چلے جاتے ہیں۔اسی طرح تمام شب متواتر لوگ گزرتے رہتے ہیں۔اور ساری رات فرید فرید کی آواز کانوں میں آتی رہتی ہے۔اور جس طرح حشر کے روز لوگ بہشت میں داخل ہوں گے وہی سماں یہاں پاک پتن شریف میں دکھائی دیتا ہے۔جب لوگ گزرتے جاتے ہیں تو نوری دروازہ کے عین باہر پٹواری اور قانونگو وغیرہ کھڑے ہوتے ہیں جو لوگوں کی گنتی کرتے رہتے ہیں۔ اور ہر سال سوا لاکھ اور کبھی زیادہ بھی گنتی ہو جاتی ہے۔اور اس طرح ۶ محرم شریف کو بعد نماز عشاء حضرت دیوان صاحب درواز کھولتے اور تمام شب لوگ بدستور گزرتے رہتے ہیں۔ اور اس موقع پر عورتیں چونکہ نہیں گزر سکتیں لہٰذا وہ کھلے بہشتی دروازہ کی زیارت مسجد کی طرف سے کر لیتی ہیں تو ان کو بھی بہشتی دروزہ گزرنے کا ثواب ہو کر حصول جنت کا مژدہ حاصل ہو جاتا ہے۔اور اس موقع پر اگر کوئی دروازہ مبارک سے گزر نہ سکے اور صدق یقین سے بذریعہ تنفس انتقامی برزخ کر کے گزر جائے نیز کامل یقین سے کوئی اس وقت گلیوں سے بھی گزر جائے تو داخل فردوس ہوگا۔

تفصیل حقیقت رسومات عرس شریف:

دنیا میں بزرگان دین صرف عبادت اتقا اور پرہیز گاری ہی کے لیے نہیں آئے بلکہ انکا سب سے بڑا کام تبلیغ اسلام اور شریعت طریقت حقیقت معرفت کا سبق دینا ہے اور

Marfat.com

بھولے بھٹکے ہوؤں کو حضور ﷺ کے اصلی راستہ پر چلانا ہے کہ ہندوستان اور دیگر ممالک میں بلکہ خاص عرب شریف میں بھی اگر تبلیغ و اشاعت اسلام کی پوری تکمیل کر کے کروڑ ہا کفار کو راہ ہدایت پر چلایا ہے تو ان بزرگان دین ہی نے یہ کام کیا ہے چنانچہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر عرض کریں گے۔

جب حضور حضرت بابا فرید فرد عالم مسعود العالمین زہد الانبیاء گنجشکر نے بطور ظاہر اس عالم سے حجاب فرمایا یعنی مرگ رسمی کی رسم ادا فرمائی (کیونکہ اولیاء اللہ ھو تو قبل انت موتو یعنی مرنے سے پہلے مرنا جس کو وصال کہتے ہیں۔ لہٰذا وہ یہ امور تو پہلے ہی ادا کر چکے ہوتے ہیں یعنی وفات ان کی اپنے مولا میں ہو چکی ہوتی ہے۔) باقی مرگ رسمی رہ جاتی ہے وہ ادا کر کے جس طرح کہ دنیا میں ظاہرہ طور سے زندگی ہوتی ہے اسی طرح وہ اپنے مزارات میں زندہ موجود ہوتے ہیں۔ جس کا ثبوت خود قرآن مجید میں موجود ہے اور ہم مندرجہ سطور میں اول عرض کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں بزرگان دین کے مزارات میں اس قدر وسعت ہوتی ہے کہ خود جنت کا تختہ ان کے پائے مبارک کو اپنی خوش بختی جانتا ہے۔

وفات شریف حضرت بابا فرید گنج شکر فرد عالم علیہ رحمۃ

بتاریخ ۳ ماہ محرم ۶۶۴ ہجری کو روز شنبہ بعد نماز فجر کے حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا فرد عالم نے حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض علیہ الرحمۃ کو پاس بلا کر اپنی مکتوب نطاب سر عبود دیا اور تمام مکاتیب حضرات پیران عظام اور تمامی اوراد ہر قسم اور خرقہ مبارک حضور ﷺ جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مرحمت فرمایا تھا اور آپ خود مولا مرتضیٰ علی شیر خدا جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا تھا۔ دست بدست وہ خرقہ مبارک جناب بابا صاحب کو نصیب ہوا تھا اور اسناد خلافت نامہ جات حضرات پیران عظام چشتیہ عالیہ اور جس قدر

Marfat.com

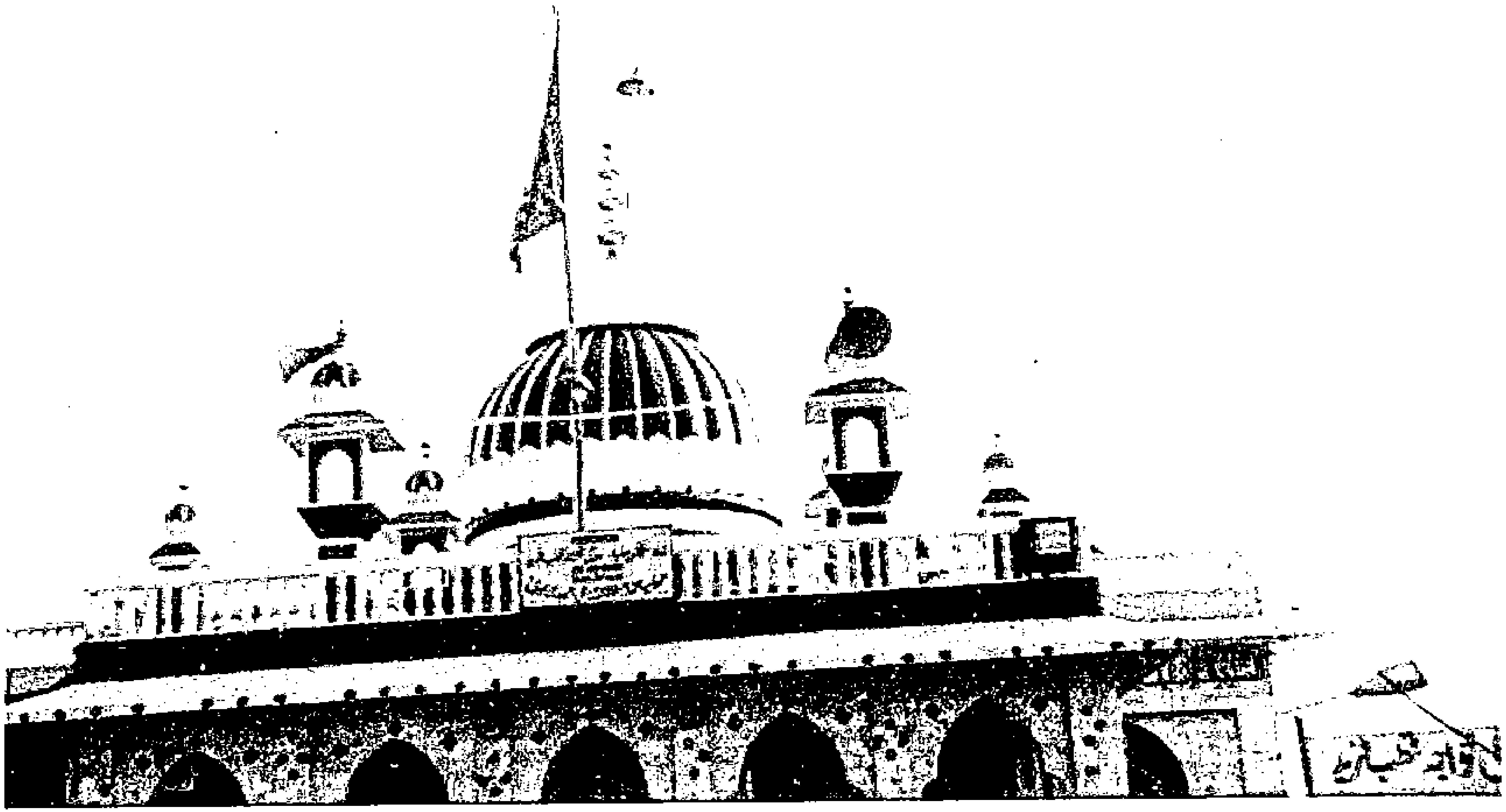

قطب الاقطاب شیخ الاولیاء محبّ الفقرا والمساکین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا مسعود گنج شکرؒ

طالبان دعا:۔ محمد نعیم خان نقشبندی انگوری سکیم، سیّد امیر حسین نقوی پروڈکٹ مینجر سیرل کمپنی، محترمہ بشریٰ صابری

Marfat.com

Marfat.com

حضرات مزاج پرسی حضرت مخدوم پاک کے وقت حالات لکھ کر لائے تھے اور مکوب نطابات حضرعات مندرجہ ذیل یعنی حضرت شیخ بدالدین ولایت سلیمانی صاحبزادہ کلاں حضرت بابا صاحب۔ حضرت نجم الدین متوکل برادر حقیقی حضرت بابا صاحب۔ حضرت مولوی بدالدین اسحاق داماد حضرت بابا صاحب۔ حضرت شیخ فضل الرحمان برادر عموزاد حضرت بابا صاحب۔ حضرت خواجہ رکن الدین احمد سعید صاحب۔ حضرت شاہ ابونعیم بن صدر الدین صاحب۔ غرض یہ کہ ان تمامی حضرات کی مکتوبات نطاب بھی سب محفل ترتیب شدہ میں حضرت بابا فرید فرد عالم نے حضرت خواجہ شمد الدین شمس الارض شاہ ولایت کو مرحمت فرمائیں تو سب حضرات حاضرین محفل نے حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض کو مبارک باد دی۔ اور ایک نامہ مبارک زبان ملکوتی میں لکھ کر حضرت بابا صاحب نے حضرت مخدوم پاک بادشاہ دو جہاں علاؤالدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے لئے خاص طور پر بطور خفیہ دیا اور فرمایا کہ شمس الدین بابا تم اس نامہ کی بابت اپنی مکتوب نطاب میں تحریر کر دینا اور بجز صاحب خلافت کسی کو اس تحریر کا انکشاف مت کرنا۔ اور نہ کوئی آئندہ کے اور فرمایا کہ اب ہم اس عالم سے رحلت کریں گے۔

چنانچہ مورخہ ۵ محرم ۶۶۴ ہجری وقت درمیان مغرب وعشاء حضرت شاہ شیخ فرید فرد عالم بابا گنش کر مسعود العالمین زہد الانبیاء قطب عالم اغیاث مہند نے حالت نماز ہی میں احدیث صرف میں وصال فرمایا۔ (یعنی وفات ہوئی۔)

حضرت بابا فرید گنج شکر فرد عالم مسعود العالمین زہد الانبیاء مکتوب نطاب سر العبودیت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس فقیر فرید سے بہتر ہزار جن وانس خلفاء اور مردی اور اقطاب ہوئے جن کی تفصیل یہ ہے۔ جنات مرد اور خلفاء کی تعداد باون ہزار۔ انسان مرید اور خلفاء کی تعداد نوے ہزار ہے۔ اور ان سب میں سے دو خلیفہ اعظم ہیں۔ یعنی

Marfat.com

حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ ادلین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء ایک۔ اور دوسرے حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین محبوب الٰہی اقطاب دہلی اور کچھ خلفاء اصغر اور کچھ صاحب مجاز اور باقی مرید ہوئے۔ اقطاب گیارہ ہزار ہوئے۔ پچیس ہزار اغیاث۔ تین سو ابدال۔ چھتر ہزار نقباء۔ پچاسی ہزار نجباء۔ سترہ ہزار دیوان۔ اور چونسٹھ ہزار نائب ہوئے۔ کل میزان دو لاکھ چھیاسٹھ ہزار تین سو ہوئی۔ اور یہ حضرات ولایت روح جذبیہ کے حضرت مولا علی المرتضے شیر خدا۔ کرم اللہ وجہہ سے اس فقیر تک اور فقیر کے نیچے کے مراتب سے ہوتے ہوئے حضرت مہدی تک بموجب فرمان حضور حضرت ﷺ کے ہر ایک شیخ وقت سے اسی تعداد میں ہوتے چلے جاویں گے اور ہفت اقلیم پر تقسیم ہوتے رہیں گے۔ اور جب یہ نہ ہوں گے تو اس وقت قیامت آئے گی۔

حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی شمس الارضؒ شاہ ولایت اپنی مکتوب نطاب ''فردوس الوجوب'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت بابا فرید فرد عالم شہنشاہ دو عالم کی وفات شریف کے وقت اگرچہ سامان کفن کے واسطے تگ و دو کی گئی مگر کچھ میسر نہ ہو سکا۔ صبح کو ہمسایہ میں ایک عورت ضعیفہ مسماۃ عمدہ بن غیاث الدین بن محمود جوز قانی نے قبل آذان آواز دی ک بیٹا شمس الدین (شمس الارض) میرے پاس آؤ۔ اور ایک تھان سفید کپڑے کا دینا چاہا مگر میں نے کہا کہ مائی صاحبہ ابھی ہم کو حکم باطن سے نہیں ہوا تو کس طرح لے لیں تو اس عورت ضعیفہ نے بیان کیا کہ تھان میں نے باوضو اپنے کفن کے لئے خود سوت کات کر بنایا ہے۔ آج شب کو حضرت بادشاہ دو ہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء ہمشیرہ زادہ جناب بابا صاحب کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ مائی صاحبہ یہ تھان فروخت کرتی ہو؟ کیا قیمت ہوگی؟ میں نے عرض کیا کہ اس کی قیمت میں جنت لوں گے۔ چنانچہ حضرت مخدوم پاک نے مجھ کو پانچ جنتیں دیں۔ اور ان کا معائنہ بھی کرادیا

Marfat.com

اور ارشاد بھی فرمایا کہ مائی صاحبہ تم یہ تھان میرے حضرت بابا صاحب کے کفن مبارک سے لئے ہمارے شمس الدین شمس الارض کو دے دینا۔ اس سے بیٹا چونکہ میں نے قیمت وصول کر لی ہے لہٰذا یہ تھان لے لو۔

چنانچہ سب احباب کی صلاح سے تا آنے حضرت خواجہ سید نظام الدین محبوب الٰہی کے جس مبارک کو بطور امانت بڑے گنبد میں دفن کیا گیا۔ حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض شاہ ولایت اسکے بعد پاک پتن شریف سے حسب الحکم جانب کلیر شریف روانہ ہو گئے۔ اور حد بارہ کوس پر پہنچ کر جمال الدین ابدال سے جو کہ معہ یک صد نفر جنات کے حاضر تھا سب حال دریافت فرمایا۔ اسکے بعد علیم اللہ ابدال بھی موقعہ پر آ گیا اور تمام حال سے اس نے آ گا کیا۔ اور پھر آپ اندر حدود زمین سوختہ کے اسم مبارک اپنے ہادی مطلق کا تلاوت فرماتے ہوئے دربار پر انوار میں پہنچ کر محو دیدار ہو گئے۔

دفینہ ثانی حضرت بابا صاحب:

حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین محبوب الٰہی دہلی میں اول آستانہ بوسی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی ادا کر کے پھر پاک پتن شریف کو روانہ ہوئے اور نویں محرم ۶۶۴ ہجری ہی کو صبح پہنچ کر بالقائے باطن اول چہار دیوار برائے روضہ شریف تیار کرائی گئیں اور دسویں محرم کو بروز شنبہ وقت عصر جسد مقدس حضرت بابا صاحب کو جائے مدفن سے باداب نکال کر دوبارہ نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں ہزارہا جن وانسان اور طرح طرح کی مخلوق شامل تھی اور ارواح پاک حضرت حضور ﷺ اور ارواح پاک تمام آل پاک اور تمام اصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تمام روئے زمین کے اہل اللہ شامل تھے اور بعد نماز جنازہ حضرت بابا صاحب کا جسد مبارک جنوبی دروازہ سے گزارا گیا۔ جس کو کتاب بہشتی دروازہ

Marfat.com

کہتے ہیں۔ اور اسی دروازہ سے حضور سرورﷺ ہمراہ ہو کر سر مبارک کے ساتھ داخل ہوئے اور لحد مبارک میں جسد مبارک رکھنے کے بعد حضور سرور عالمﷺ حضرت نظام الدین اولیاء محبو الٰہی کو شمالی دروازہ کی طرف کھڑے ہو کر ہدایات فرماتے رہے اور لحد مبارک بند ہو کر تیار ہو گئی تو حضورﷺ دروازہ شرقی کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ اس شرقی دروازے کو نوری دوروازہ کہتے ہیں۔ اور نوری دروازہ کے پاس دیوار کے ساتھ جہاں حضورﷺ تشریف فرما ہے اس کو اب قدم رسول (صلعم) کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اور وہاں اب ایک چھوٹی سی کوٹھڑی نما جگہ بنی ہوئی ہے۔ چنانچہ وہاں کھڑے ہو کر اقطاب اغیاث منادی اور خبر کر دیں۔ چنانچہ منادی کرنے سے مخلوق آ کر دروزہ جنوبی یعنی بہشتی دروازہ سے گزرنے لگی اور صبح ہونے تک لوگ گزرتے رہے اور نعرہ فریدیہ جس کو حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی نے بوقت دفینہ حضرت بابا صاحب کے بحکم باطن زبان مبارک سے بلند آواز میں فرمایا تھا اور تمام مخلوق جو صبح تک دروازہ بہشتی سے گزرتی رہی یعنی ہر کس و ناکس نعرہ فریدیہ (اللہ محمد چار یار ہادی قطب بابا فرید قطب عالم اغیاث ہند شاہ شکر گنج) بآواز بلند پکار کر داخل دروزہ بہشتی ہوتی تھی۔ (اور اب بھی جب دروازہ بہشتی کھلتا ہے تو شام سے صبح تک فرید فرید کی آواز کانوں میں آتی رہتی ہے اور تمام رات نور برستا رہتا ہے) اور نعرہ فریدیہ کی دھوم ہوتی ہے۔

پیشن گوئی بہشتی دروازہ حضرت بابا صاحب علیہ رحمتہ:

تاریخ چھٹی ماہ شال ۵۹۹ ہجری روز جمعہ پہر دن باقی تھی۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اولی الارواح نے حضرت بابا فرید فرد عالم کو شیرینی لانے کے واسطے اپنے مسکن مہرولی شریف سے دہلی بھیجا (یہ اس وقت کا واقع ہے جب حضرت بابا صاحب دہلی آ کر اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت میں رہ کی بیعت

Marfat.com

اللہ

محمد

چار یار صابر عثمان خواجہ قطب فرید

بابِ جنت

بہشتی دروازہ روضہ مبارک بابا فرید الدین گنج شکرؒ

طالب دعا:۔ محمد فیاض خان صابری گیلانی انگوری سکیم

Marfat.com

Marfat.com

ہو کر تعلیم چشتیہ کا مجادہ فرمارہے تھے) اور جس دن کا یہ واقعہ ہے اس روز عرس شریف حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا دن تھا (آپ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی ہندالولی کے پیرو مرشد تھے) چنانچہ جب حضرت بابا صاحب دہلی جا کر دوکان حلوائی پر پہنچے تو بازار میں ایک جلوس بمعہ قوالی ہوتے ہوئے آ رہا تھا۔ حضرت بابا صاحب نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک بزرگ نجم الدین صغرا رحال وجد طاری ہے اور سر بازار فرماتے چلے آ رہے ہیں کہ آج جو میری صورت دیکھے گا اس پر دوزخ ی انچ حرام ہو گی۔ یہ سنتے ہی حضرت بابا صاحب حلوائی کی دوکان میں جا کر چھپ گئے اور بعد گزر جانے جلوس کے اندر سے نکل کر شیرینی لے کر پیرو مرشد علیہ الرحمتہ کے پس مہرولی واپس آئے۔ چونکہ ہنگامہ جلوس کی وجہ سے کافی دیر ہو گئی تھی۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے دریافت کیا یا بابا فرید تم نے دیر بہت کر دی کی اباعث ہوا۔ آپ نے تمام واقعہ جلوس وقوالی وغیرہ کا عرض کیا تو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے فرمایا کہ بابا فرید کیا تم کو شک ہو گیا تھا کہ وہ فقیر غلط کہتے ہیں تو حضرت بابا فرید نے دست بستہ اپنے پیرو مرشد علیہ الرحمتہ کی خدمت میں عرض کیا یا میرے مولا اگر فرید فقیر کو شک ہوتا تو کیں چھپتا۔ کیونکہ میں تو حضور انور کی وصورت دیکھنے والا تھا۔ جنت سے کیا سروکار ہے اور اپن یخاوند خداوند کی بجائے جنت و کیا کرتا۔ یہ الفاظ سن کر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے حضرت بابا صاحب کو سینہ سے لگایا اور وجد میں رقص کرنے لگے اور زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ میرے پیارے بابا فرید فرد عالم اس فقیر پر تو صرفا یک دن کے لئے یہ کیفیت عاید ہوئی تھی۔ مگر بابا فرید فرد عالم تیرے پائے انداز کو ایک دروازہ ہو گا جو کوئی اس دروازہ سے تا بہ قیام عالم یعنی قیامت تک اس میں سے گذر جائے گا اس پر دوزخ کی آنچ حرام ہو جائے گی۔ چنانچہ اس ارشاد فیض بنیاد کا سبب ہے جو ابداً ابداً جاری رہے گا۔

Marfat.com

ارشادات فریدی

یعنی

شلوک فریدؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱)

☆☆☆

جت دہاڑے دھنوری ساہے لئے لکھائے

ملک جو کنیں سنید امنہ دکھالے آئے

☆☆☆

ترجمہ:

جس دن روح قالب انسان میں داخل ہوئی اقرار ہوا۔

Marfat.com

آدم علیہ السلام کے بت کی تیاری اور اس میں روح ڈالنے کا بیان

شرح:

"فاذا استوته و نفخت فیه من روحی فقعوله ساجدین"

"(قرآن شریف) پس جس وقت بحکم الٰہی فرشتوں نے آدم علیہ السلام کا بت بنایا اور اس میں روح ڈالی پس تمام فرشتے سجدہ میں پڑ گئے

گر نہ ہوتی ذات حق اندر وجود آب و گل کو کب ملک کرتے سجود

نتیجہ:

جب کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کا بت بنایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس میں روح کو ڈالنا چاہا۔ تو روح نے خدا تعالیٰ سے ایک وقت مقررہ کے گذرنے پر پھر نکالے جانے کا وعدہ حاصل کیا۔ اس واسطے حسب وعدہ حضرت عزرائیل علیہ السلام وقت معہودہ کے گذرنے پر روح نکالنے کے لئے آتا ہے۔

(۲)

☆☆☆

جند نمانی کڈے ہڈان کون کڑکائے
ساہے لکھے نہ چلنی جند و کو سمجھائے

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

قبض روح:

روح عاجزہ روم روم سے کڑکا کر نکالی جاوے گی۔ کیونکہ اقرار لکھا ہوا خلاف نہیں ہوتا۔ روح کو سمجھانا چاہیے۔

شرح:

"والنزعت غرقا والنشطت نشطا"

"قسم ہے ان فرشتوں کی جو روح کو جسم کے تمام بندوں اور ہڈوں سے کڑکا کر اور ڈھیلے اور تنگ کر کے نکال لیتے ہیں۔

موت ہر یک اس کے تو ہم سنگ جان　　آئینہ صافی بروہم رنگ جان

نتیجہ:

ملک الموت جسم کے تمام ہڈ کڑکا اور تمام بند کھول کر اور ڈھیلے کر کے روح کو نکال لیتا ہے اور یہ سمجھاتا ہے کہ وعدہ آگے پیچھے نہ ہوگا۔

(۳)

☆☆☆

جند وہٹی مرن ورلے جاسی پرنائے
آپن ہتھیں جول کے کے گل لگے دھائے

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

وعدہ قبض روح:

روح لاڑی کوموت کالاڑا جا کر بیاہ کر لے جاوے گا۔خود وعدہ لے کر دوڑ کر کس کی امان لے گی۔اور کس کے گلے لگے گی۔

شرح:

"ولن یوخر اللہ نفستا فاذا جاء اجلھا و اللہ خبیر بما تعملون"

"(قرآن شریف) اور ہرگز ڈھیل نہیں دیتا ہے خدا پس جس وقت اس کا وقت مقرر آتا ہے اور اللہ اس سے کہ تم کرتے ہو خبردار ہے

نتیجہ:

اپنی روح کو در بیاہ کر لے جاوے گا۔ یہ کہتے ہوئے کہ یہ وعدہ قبض تو نے خود خدا تعالیٰ سے کرلیا تھا۔اب تو دوڑ کر کس کے گلے لگے گی۔

(۴)

☆☆☆

والون نکی پرسلات کنیں نہ سنی آئے
فریدا کڑی پونڈئی کھڑا نہ آپ مہائے

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

درباریل صراط:

خدا کا راستہ بال سے زیادہ باریک کان کو سنائی نہیں دیتا۔ باباصاحب فرماتے ہیں کہ آسمانی کتابیں بتلاتی ہیں کہ دنیا موہ جال ہے۔

شرح

"وان منکم الا واردھا فیم والمومنون کابلبرق و کالریح و کالطیر و کالجیاد الخیل والرکاب"۔

"(قرآن شریف) تم سب کو اس پر سے گذرنا پڑے گا۔ پس نیک لوگ بجلی اور ہوا اور پرندہ اور گھوڑوں کی طرح اس پر سے گذر جاویں گے۔

نتیجہ:

یہ پلصراط وہ راستہ ہے جس کی تلاش میں فقیر لوگ رہتے ہیں۔ اس کا سر تحریر میں نہیں آتا۔ سینہ بہ سینہ ہے، یہ پل صراط ایک کسوٹی ہے جو کہ مومنین اور فاسقین کو لگانے سے حق پرست و باطل پرست ظاہر کر دیتی ہے جو مومن ہوتا ہے اس امتحان میں پاس ہو جاتا ہے اور آسانی سے گذر جاتا ہے اور جو فاسق ہوتا ہے وہ فیل ہو جاتا ہے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غار میں گر پڑتا ہے۔

Marfat.com

(۵)

☆☆☆

فرید اور درویشی گاکھڑی چلاں دنیاں بھت
بنھ اٹھائی پوٹلی کتھے ونجاں گھت

☆☆☆

ترجمہ:

خدا سے غافل ہو کر حرص دنیا میں مبتلا ہونے کے بیان میں:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں دروازہ فقیری کا مشکل ہے دنیا کی چال چلوں۔ مگر فقیری کی پنڈ سر پر ہے اس کو کہاں ڈالوں

شرح:

'الشیطن یعھدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء''

''(قرآن شریف) شیطان فقر سے تم کو ڈراتا ہے اور بدی کی طرف حکم کرتا ہے۔ اور حقیر دکھلاتا ہے۔

نفس کو مارے تو پھر بیڑا ہے پار — دشمن جان ہے تیرا یہ دوست دار

Marfat.com

روایت:

ایک دفعہ باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ کہیں چلے جاتے تھے اور راستہ میں تربوز کا چھپر پڑا تھا۔کوئی شخص تربوز کھا کر چھپر کو پھینک گیا۔حضرتؒ نے لاوارث جان کر اس کو اٹھالیا۔اور صاحب واڑہ کو تلاش تھی۔کہ تربوز چوری توڑنے والے کو پکڑے۔ چنانچہ تلاش کرتا ہوا حضرت تک آیا۔اور جب دیکھا کہ چھپر تربوز کا حضرت کے پاس ہے تو اس کمبخت نے جانا کہ تربوز میرے واڑہ سے آپ نے توڑے ہوں گے۔یا یہ خیال مردود نے حضرت کو مارا۔ اور وقت مارنے کے حضرت نے اس کو کچھ نہ کہا۔مگر اس وقت دل مبارک میں یہ بات آئی کہ افسوس فقیری کی قیمت ایک چھپر تربوز بھی نہ ہوئی۔جب یہی دنیا میں س فقیری کا حال ہے تو اس بوجھ فقیری کے اٹھنے سے کیا فائدہ ہے۔ پھینک دینا چاہیے۔جب صاحب واڑہ حضرت کے ساتھ خفا ہو کر اپنے کھیت تربوز تک واپس گیا۔تو جا کر دیکھا کہ کل تربوز واڑہ یں آدمیوں کے سر ہو گئے۔اتنے میں اس کی جان تو قالب سے گئی کہ شاید بادشاہ وقت مجھ کو مار دے۔کیونکہ میرے سے قصور ہوا۔وہ فقیر تو خدا کا دوست تھا۔الٹے پاؤں آ کر حصرت علیہ الرحمتہ کے قدموں پر گرا۔اور زار زار رویا۔کہ حضرت میرا قصور معاف ہو۔میرا دین دنیا جاتا رہا۔حضرت علیہ الرحمتہ میں رحم بدرجہ کمال تھا۔اس کو بخش دیا۔اور وارہ درست ہو گیا۔ مگر تا زمان حال اس کی جد سے ایک جزامی ضرور ہوتا جاتا ہے۔اور حضرتؒ کے مارنے والا بھی جزامی ہو گیا تھا۔یہ گاؤں ضلع ہوشیار پور میں ہے۔جہاں حضرت تشریف لے گئے تھے۔

Marfat.com

(۶)

☆☆☆

کجھ نہ بجھے کجھ نہ سجھے دنیا گجھی بھاہ
سائیں میرے چنگا کیتا نہیں تاں منبھی وجھاں آئے

☆☆☆

ترجمہ:

مذمت دنیا:

کچھ بوجھت سوجھت نہیں دنیا پوشیدہ آگ ہے۔ میرے مرشد مولا نے اچھا کیا ورنہ میں بھی جلتا

شرح:

"الدنیا ملعونہ. الدنیا دار المحنة والبلا. الدنیا جیفة وطالبها کلاب. الدنیا کلها غموم"

"(حدیث شریف) تحقیق دنیا ملعون ہے۔ دنیا محنت اور بلا کا گھر ہے۔ دنیا مردار ہے۔ اور اس کا طالب کتا دنیا تمام غم ہیں"

پیر گندہ ہے یہ دنیائے دلی   مایل دنیا سر اسر ہے غبی

Marfat.com

نتیجہ:

دنیا ایک پوشیدہ اور بے معلوم آگ ہے جو کہ رات اور دن بیچوں بیچ ہر ایک آدمی کو جلاتی ہے۔ اور دنیا کی جھوٹی نعمتوں کے بھگونے سے معلوم نہیں ہوتی ہے۔ لیکن درحقیقت یہ بھوگ ہی ہر ایک آدمی کے حق میں تکلیف دہ ہیں۔ میرے مرشد مولا نے مجھ پر بہت کرم کیا کہ مجھ کو اپنا اوپدیش دے کر عبادات خدا میں لگایا۔ ورنہ میں بھی اس میں جلتا رہتا۔

(۷)

☆☆☆

فریدا جے جاناں تل تھوڑڑے سنبھل بک بھریں

جے جاناں شوہ نڈھڑا تان تھوڑا مان کریں

☆☆☆

ترجمہ:

عمر کے ضائع ہونے اور اس پر افسوس کرنے کے بارے میں:

بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اگر تو جانتا ہے کہ زندگی کے سوا میں کم ہیں۔ تو سوچ کر چل اگر جانتا ہے کہ خداوند کو عاجزی پسند ہے۔ تو مان نہ کرنا چاہیے۔؟

Marfat.com

شرح

"یقول یلیتنی قدمت لحیاتی"

"(قرآن شریف) کہے گا کاش کے اپنی زندگی کے واسطے پہلے آگے بھیجتا"

نتیجہ:

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر میں یہ جانتا کہ میرے پاس تل تھوڑے ہیں۔ تو میں ان کو بڑی حفاظت اور نگہبانی سے سنبھال کر خدا کے نام میں صرف کرتا۔ تاکہ حساب میں شمار ہوتے

مردہ ہے وہ شخص جو بے جان ہوا　　　　خر ہوا وہ جو کہ بے عرفان ہوا

(۸)

☆☆☆

جے جاناں　لڑ چھجنا پینڈی پائیں گنڈھ

تیں جی وڈ میں ناہیں کو سب جگ ڈٹھا ہنڈھ

☆☆☆

ترجمہ:

یاد الٰہی سے جس کی مثل جہان میں نہیں ہے خالی نہ جانے دے:

۔ اگر جانتا ہے کہ وجود فانی چھوٹ جاوے گا تو پختہ گرہ دے کر۔ کوئی دم بھی یاد بھی

Marfat.com

شرح

" یاایھا الانسان انک کادح الی ربک کدحا فملقیہ"

"(قرآن شریف) اے انسان تحقیق تو اپنے رب کی طرف محنت کرنے والا ہے محنت کرنا پس تو اس کو ملنے والا ہے۔ بیت۔ فرمودہ بابا صاحب"

ایہ دم گے رے بانورے جاگن کے کر چونپ   یہ دم ہیرے لعل نے گن گن شوہ نوں سونپ

نتیجہ:

اور اگر یہ بات جانتا کہ میرا سوامی حلیم اور عاجزی پسند ہے تو میں اس دنیا فانی پر غرہ نہ کرتا اور نہ مان کرتا:

(۹)

☆☆☆

فریدا جے توں عقل لطیف ہیں کالے لکھ نہ لیکھ
آن پڑے گریوان میں سرنیواں کر کے دیکھ

☆☆☆

ترجمہ:

تنبیہ نفس سالک کے بیان میں:

بابا صاحب فرماتے ہیں۔ اگر تیری عقل سلامت ہے تو کسی کو برا نہ بول۔ اول

Marfat.com

اپنے آپ کو صحیح کر اور پھر دیکھ دوسرا تیرا کون ہے؟

شرح

"حاسبو یحاسبکم الله. کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون"

"(قرآن شریف) اپنا حساب کرو اللہ کے حساب سے پہلے کراماً کاتبین جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو"

مرگ سے پہلے حساب اپنا تو کر تا نہ ہو شرمندہ تو روز حشر

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ اگر تیری پاکیزہ عقل ہے تو گناہ مت کر اپنے ہی گریبان میں سر ڈال کر دیکھ کہ تو کون ہے اور دوسرا کون ہے

ھدایت:

ہر روز رات کو حساب کر کہ یہ مجھ سے خطا ہوئی اور یہ ثواب۔ ثواب کا شکر یہ ادا کر اور خطا کا عفو طلب کر

(۱۰)

☆☆☆

فریدا جے تیں مارن مکیاں تنھاں نہ ماریں گھم

اپنڑے گھر جایئے پیر تنھاں دے چم

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

تحمل وصبرورضا تسلیم وتوکل کے بیان میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی تجھ کو مکی مارے تو اس کا بدلہ نہ لے بلکہ اپنے دل میں بھی اس کے پاؤں چوم اور دل سے برامت کہہ

شرح

"فمن عفاو اصلح فاجره علی الله"

"(قرآن شریف) پس جس شخص نے معاف کیا اور نیکی کی پس بدلہ اس کا خدا کے ذمے ہے"

انبیا ہوتے ہیں بد کے برد بار　　بردباری ہے بامر کردگار

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی تجھ کو مکی مارے۔ تو اس کو پھر کر نہ مار اور صبر کر۔ کیونکہ جو کامل مرد ہوتے ہیں وہ سب اپنی بدی اور نیکی خدا کی طرف سے خیال کرتے ہیں۔ اس لئے تو مارنے والے کے پاؤں چوم۔

(11)

☆☆☆

فریدا جاں تو کھٹن ویلاتاں توں رتا دنیا سیون
مرگ سوائی نینھ جان بھریا تاں لدیا

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

خدا سے غافل ہو کر محبت دنیا میں مبتلا ہونے کے بیان میں:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ جب تیرا جوانی کا وقت تھا تو اس وقت دنیا سے محبت تھی۔اور مرگ کی بھی محبت زیادہ ہے۔آخر پر یہ ہوا کہ انتقال کر گیا

شرح

"فرحوا بالحیوۃ الدنیا وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور"

"(قرآن شریف) دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے اور نہیں زندگی دنیا کی مگر غرور کا متاع"

جائے دنیا معبد مرد کریم جائے دوزخ مقعد مرد لئیم

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔کہ جب تیرا عبادت کا وقت تھا۔تب دنیا میں مصروف رہا۔جب دنیا سے پر ہوا تو مر گیا۔

Marfat.com

(۱۲)

☆☆☆

ویکھ فریدا جوتھیا داہڑی ہوئی بھور
اگا نیڑے آیا پچھار رہیا دور

☆☆☆

ترجمہ:

پیری اور تنبیہ نفس سالک کے بارے میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ دیکھ کیا ہوا ریش کے بال سفید ہو گئے۔ مرگ کا وقت نزدیک آیا اور زندگی دور چلی گئی

شرح

"الی اللہ مرجعکم جمیعاً"۔

"(قرآن شریف) تم سب کا مرجع خدا کی طرف ہے"

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

نتیجہ:

دیکھ اے فرید اب تیری داڑھی بھوری اور سفید ہو گئی ہے۔ اگا بہت ہی قریب آ گیا ہے اور پچھا دور رہ گیا ہے اب بھی باقی ماندہ زندگی کے دم خدا کی عبادت میں صرف کر۔

Marfat.com

(۱۴)

☆☆☆

ویکھ فریدا جے تھیا سکر ہوئی وس
سائیں باجھوں اپنے ویدن کہیے کس

☆☆☆

ترجمہ:

سالک سلوک کی طرف رجوع ہونے کے بیان میں

بابا صاحب فرماتے ہیں ویکھ جوو جود لشکر تھی وہ زہر ہوگئی۔ اپنے خدا کے بغیر دکھ اور درد کس سے کہوں؟

شرح

" الدنیا سم قاتل لا دوائه"

۰ ''(دنیا زہر قاتل ہے جس کی کوئی دوا نہیں)''

نعمتیں دنیا کی یہ جملہ یہاں زہر قاتل ہیں بحکم امتحان

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ دیکھ اب تمام نعمتیں جو شکر جیسی شیریں تھیں بباعث بڑھاپے کے برخلاف ہوکر زہر ہوگئی ہیں۔ اس درد اور دکھ کو میں خدا کے سوا کس سے

Marfat.com

کیوں اس واسطے کہ اس عالم میں سب اعضا بدن کے کمزور ہو جاتے ہیں۔ کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ اور زہر کی طرح دکھ دیتا ہے۔

(۱۴)

☆☆☆

فریدا اکھیں دیکھ پتنیاں سن سن رینے کن
ساکھ پکیندی آئیاں ہور کریندی ون

☆☆☆

ترجمہ:

تبدیلات وجود فانی کے بیان میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں ہر دو چشم دیکھ دیکھ کر بھر گئیں اور ہر دو کان سن سن کر سیر ہو گئے۔ بدن کی فصل پختہ ہو کر اور ہی رنگت میں بدل گئی۔

شرح

" اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعدقوۃ ضعفا و شیبۃ"

"(قرآن شریف) اللہ کو جس نے تم کو ضعف سے پیدا کیا پھر ضعف کے بعد قوت دی پھر قوت کے بعد ضعیف اور بوڑھا کیا"

Marfat.com

تن فدا کرنا ہے رسم عاقلاں ہے شہیدوں کو حیات جاودواں
مرات دانش کو اپنے صاف کر تا جمال ذل ہو اس میں جلوہ کر

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔کہ ہر دو چشم دیکھتے دیکھتے سیر ہو گئیں اور کان سن سن کر بہرہ ہو گئے۔اور سب حواس بے حس و حرکت ہو گئے۔اور وجود کی فصل اور طرح کا رنگ لا رہی ہے تو اپنے خدا سے غافل نہ ہو۔اور خدا کے دیدار سے ناامید مت ہو:

(۱۵)

☆☆☆

کالیں جنیں نہ راویا دھولیں راوے کو
کر سائیں سے پر ہڑی رنگیں ویلا ہوئے

☆☆☆

ترجمہ:

یاد خدا کے وقت کے بارے میں:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں جوانی کے عالم میں جس نے ذکر خدا کا نہ کیا۔بڑھاپے میں کیا کرے گا۔خدا تعالیٰ سے محبت کرو اور ہی رنگی ہو جاوے گی۔

Marfat.com

شرح

"والاخرة خير لم اتقی"

"(قرآن شریف) اور آخرت بہت ہے اس شخص کے واسطے جس نے پرہیز گاری کی"

خلق سے ہو جانب خالق رجوع　　سر جھکا اس کی طرف ہو باخشوع
دل پہ ہے ہر ایک کے اس کی نظر　　ہے یہی تحفہ اسے مطلوب تر

نتیجہ:

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔خدا کی یاد عالم جوانی میں کرنی چاہیے۔اس وقت وجود کو رنگت آتی ہے۔جیسے کہ نئے کپڑے پر عمدہ رنگ آتا ہے عشق الٰہی کی رنگت کا یہی وقت ہے۔

فریدا کالیں دھولیں صاحب سدا ہے کو چت کرے

ترجمہ:

ارشاد کے بیان یں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں بوڑھاپے اور جوانی میں خدا ہمیشہ ہے۔اگر کوئی دل لگاوے:

Marfat.com

شرح

"ومن یھد اللہ فھو المھتد"

"(قرآن شریف) جس شخص کو خدا راہ دکھاتا ہے وہی راہ پانے والا ہے"

جس کو چاہے عزوجل اے باتمیز　　راہ دکھاوے خود خدا اس کو عزیز

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ وقت جوانی اور پیری میں خدا سے وصل ہوسکتا ہے بشرطیکہ اگراس کو منظور ہو۔ کیونکہ توفیق اس کی طرف سے ہے۔ اور جہد وریاضت کرنا اور شیخ کے برزخ کا پیرو رہنا مرید کی عین سعادت مندی اور فرض ہے۔ اس واسطے کہ کوئی شخص شیخ کے برزخ کی پیروی اور تلقین کے بدوں درجہ خدارسیدگی نہیں پہنچتا ہے۔

(۱۶)

☆☆☆

اپنا لایا پرم نہ لاگے جی لوچے سب کوے

ایہ پرم پیالہ خصم کا جس بھاوے تس دے

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

عشق خدا کے لئے کوئی سبب اور وقت نہیں ہے اس کے فضل پر موقوف ہے

اپنے لگانے سے محبت خدا نہیں ہوتی خواہ سب کا دل آرزو کرے یہ محبت الٰہی خدا کا پیالہ ہے جس کو چاہے وہ دے دیوے۔

شرح

"واللہ یدعوا الی دار السلام ویھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم"

"خدا سلامتی کے گھر کی طرف پکارتا ہے اور راہ دکھاتا ہے۔ جس شخص کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف"

ہے مسبب سے تجھے غفلت مگر — اس سے رکھتا ہے سبب پر تو نظر
جب سبب سیکھا مسبب کو نہ بھول — ہے سبب کو حکم حق اصل الاصول

نتیجہ:

عشق الٰہی کا پریم اور جذب اپنے لگانے سے نہیں ہوتا ہے۔ اگرچہ سب کا دل چاہتا ہے یہ عشق خدا کا پیالہ ہے جس کو چاہے دیوے۔ ہاں اگر اس کا کوئی مشتاق ہو۔ تو مرفوع الاجازت شیخ کے برزخ کا پیرو ہو کر اس سے صراط مستقیم کی تلقین حاصل کرے امید قوی ہے کہ عشق الٰہی اس کو حاصل ہوگا۔ اور درجہ فنا سے گذر کر درجہ بقاباللہ تک پہنچ جاوے گا۔

Marfat.com

(۱۷)

☆☆☆

فریدا جن لوئیں جگ موہیا سو لوئیں میں ڈٹھ
کجل ریکھ نہ سہندیاں سے پنکھی سوئے بہٹھ

☆☆☆

ترجمہ:

عبرت اور انقلاب زمانہ کے بیان میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ جن آنکھوں نے جہان کو فریفتہ کیا تھا وہ میں نے بچشم خود دیکھیں۔ سرمہ کی سلائی نہ سہارتی تھیں۔ اب ان میں جانوروں نے انڈے دے رکھے ہیں۔

شرح

"ان فی ذالک لعبرۃ من یخشی"

"(قرآن شریف) تحقیق اس میں البتہ عبرت ہے اس شخص کے واسطے جو کہ ڈرتا ہے"

گرچہ ظلمت جملہ ہے نوم و سبات کیا نہیں ظلمت میں ہے آب حیات

اس کی حکمت کو دیکھو کہ دنیا کی تاریکی تمام تر نوم اور غفلت ہے لیکن اسی ظلمت میں آب حیات بھی ہے۔ یعنی بیداری و ہوشیاری

Marfat.com

نتیجہ:

ایک دفعہ بابا صاحبؒ ایک شہر کے بازار میں چلے جاتے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لونڈی اپنی بیوی طوائف کو سرمہ کی سلائی بھر بھر کر دیتی ہے۔ جب سرمہ کی سلائی اس طوائف نے آنکھ میں ڈالی سرمہ موٹا تھا۔ آنکھ میں کھجلانے لگا۔ اس درد کے عوض میں طوائف نے لونڈی کو چند چابک مارے اور گالیاں دیں۔ حضرت یہ ماجرا دیکھ کر چلے گئے۔ بعد چندیں جو واپس اس ملک میں تشریف لائے تو کیا دیکھا کہ طوائف کا جسم کرنگ ہوکر قلعہ شاہی کی خندق میں پڑا ہے۔ کیونکہ بادشاہ طوائف پر خفا ہو گیا۔ اور مروا دیا۔ اس طوائف کی آنکھ کے خول میں جانوروں نے انڈے دے رکھے تھے۔ حضورؒ نے یہ ماجرا بچشم خود دیکھا۔ زبان گوہرفشان سے یہ شلوک فرمایا۔ جو داخل عبرت ہے۔ اس واسطے کہ جس آنکھ میں سرمہ کی سلائی کھجلانے سے درد ہوتا تھا۔ اب اس میں انڈے ہیں۔

(۱۸)

☆☆☆

فریدا کوکیندیاں چاکیندیاں متیں دیندیاں نت
جو شیطان ونجایا سے کت پھیریں چت

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

شیطان کے بیان میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ آسمانی کتابوں کے پکارتے اور ولیوں کی نصیحت دیتے دیتے جس کو شیطان نے بدراہی دی ہے وہ کب دل کو پھیرتا ہے۔

شرح

" ان الشیطن للانسان عد و مبین. ختم الله علی قلوبهم و علیٰ سمعهم و علیٰ ابصارهم غشاوة ولهم عذاب الیم"

"(قرآن شریف) تحقیق شیطان انسان کا ظاہر دشمن ہے۔ اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگادی ہے۔ اوران کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اوران کے لئے دردناک عذاب ہے"

طفل جان کو شیر شیطان مت بلا بلکہ اس کو جا ملائک سے ملا
چھوڑ شیطان کو تو کر یاد خدا ترک کر فانی کو لے راہ بقا

نتیجہ:

جناب باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ وید شاستر اور قرآن شریف اور اولیاءاللہ ہی پکار رہے ہیں۔ کہ سیطان تمہارا دشمن ظاہر ہے۔ جہاں تک ہو سکے اس سے بچو۔ پس جس کو شیطان نے گمراہ کیا ہے۔ کب خدا کے راستہ پر آتا ہے۔

Marfat.com

(۱۹)

☆☆☆

فریدا تھیو پواہی وبھ
جے سائیں لوڑے سبھ

☆☆☆

(۲۰)

☆☆☆

اک چھجیں بیا لتاڑی اینھ
تاں سائیں دے درواڑ اینھ

☆☆☆

ترجمہ:

جدو ریاضت کے بارے میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ راستہ کے گھاس کی مانند ہوجا۔اگر خدا کی طلب ہے۔ کیونکہ گھاس کو ایک توڑتا ہے۔اور ایک لتاڑتا ہے تب وہ دربار یا مسجد کے لائق ہوتی ہے

Marfat.com

شرح

"والذین جاھدو فینا لنھد ینھم سبلنا"

"(قرآن شریف) جن لوگوں نے کہ ہمارے راستہ میں جہاد کیا البتہ ہم ان کو اپناراہ رکھادیں گے"

گنج جو چاہے تو لے اپنے پہ رنج ہاتھ آوے کب بغیر از رنج گنج
تن فنا کر جان کو لے اس کے عوض اک عمل تیرا نہ ہو گا بے غرض

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ اگر تجھ کو خدا کے وصل کی ضرورت ہے۔ تو تو راستہ کے گھاس کی طرح ہو جا۔ تا کہ تجھ کو دربار الٰہی میں دخل ملے اور قرب الٰہی حاصل ہو:

(۴۱)

☆☆☆

فریدا خاک نہ نندئے خاکوں جیڈ نہ کوے
جیوندیاں پیراں تلے مویاں اپر ہوے

☆☆☆

ترجمہ:

عجز وانکسار کے بارے میں

Marfat.com

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ خاک کو برا نہ کہنا چاہیے کیونکہ خاک جیسا کوئی نہیں ہے۔ جیتے جی پاؤں کے تلے اور بعد مرگ سر پر ہوتی ہے

شرح

"ولقد خلقنا الانسان من سللة من طين"

"(قرآن شریف) تحقیق انسان کو کیچڑ والی مٹی سے پیدا کیا"

نور حق جب ذات انسان نے لیا — تب وہ مسجود ملائک ہو گیا

کرتا ہے انسان کو پیدا خدا — مٹی کیچڑ کی سے اے ماہ لقا

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ خاک کو برا نہ کہنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے آدم کا بت بنا اور جس کو ولقد کرمنا کا خطاب ملا۔ مرنے کے بعد یہ اوپر ہوتی ہے اور زندگی میں پاؤں کے تلے۔ اسی واسطے بباعث عاجزی کے سب سے اس کا مرتبہ اعلیٰ ہے۔

(۴۲)

☆☆☆

فریدا جاں لب تاں نیونہہ کیا لب تاں کوڑا نیونہہ

کچرک جھت لنگھایئے چھپر تتے مہینہ

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

محبت باطل دنیا کے بیان میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ جہاں طمع ہو وہاں محبت کہاں طمع کی محبت خام ہے جس طرح چھپڑ ٹوٹی ہوئی کے نیچے بارش سے لحظہ بھر آرام نہیں ہوتا۔

شرح

"وما الحیوۃ الدنیا الا لھو ولعب"

"(قرآن شریف) اور نہیں زندگی دنیا کی مگر کھیل اور کود"

یہ خیالات زرو فرزندو زن راہ کے تیرے ہیں بے شک راہزن

نتیجہ:

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب دنیا سے محبت ہے۔ پھر خدا کی محبت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ہر دو محبت کا جمع ہونا صفت متضاد ہے۔ اگر دنیا کی محبت یا حرص ہے۔ تو خدا کی محبت مشکل ہے جیسے کہ ٹوٹا ہوا چھپڑ بارش کو لحظہ بھر نہیں روک سکتا۔

(۲۳)

☆☆☆

فریدا جنگل کیا بھویں ون کنڈا موڑ ینہہ
وسی رب ہئی آلئے جنگل کیا ڈھونڈینہہ

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

قلب منظر خدا کے بارے میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جنگل میں کیا بن اور کانٹے لتاڑتا پھرتا ہے رب تو تیرے دل میں بستا ہے۔ جنگل میں کیا تلاش کرتا پھرتا ہے۔

شرح

" وفی انفسکم افلا تبصرون. سنریھم یتنا فی الافاق. القلوب ھو اللہ"

"(قرآن شریف) اور تمہاری جانوں میں ہے۔ کیا پس تم نہیں دیکھتے ہو۔ ہم ان کو اپنی نشانی جلد جہان میں دکھادیں گے دل خدا ہے۔"

حق تیری شہ رگ سے ہے نزدیک تر   کیوں پھرے ہے تو تلاشی در بدر

نتیجہ:

جب بارہ سال جنگل میں پھرتے ہوئے گزرے اور غفدہ کشائی نہ ہوئی تو اس وقت حضرت بابا صاحبؒ نے یہ شلوک فرمایا اور پھر غور سے خیال کیا۔ اور کہا کہ تو جنگل میں کیا پھر رہا ہے۔ خدا تو تیرا تیرے دل میں بستا ہے۔ اور ہر دم انگ سنگ ہے۔

Marfat.com

(۲۴)

☆☆☆

فریدا اینہیں نکیں جنگھیں تھل ڈونگر بھو یوم
آج فریدے کوجڑا سے کوہاں تھی اوم

☆☆☆

ترجمہ:

پیری کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ ان چھوٹی لاتوں سے بہت پہاڑ اور جنگل پھرتا رہا۔ آج تک وضو کا استادہ قریب پڑا ہے۔ مگر بباعث ضعیفی اور پیری کے سوکوس پڑا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

شرح

" واللہ خلقکم ثم یتوفکم ومنکم من یرد الیٰ ارذل العمرلکی لا یعلم من بعدعلم شیئا (۲) ومن نعمرہ ننگسہ فی الخلق"

"(قرآن شریف) اللہ نے تم کو پیدا کیا۔ پھر تم کو مت دیتا ہے۔ اور کوئی تم میں نکمی عمر و پہنچتا ہے کہ سمجھ کے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے (۲) اور جس کو ہم بوڑھا کریں اوندھا کریں خلقت میں پھر کیا سمجھ بوجھ نہیں رکھتے"

کوئی جابے محنت و آفت نہیں   خلوت حق کے سوا راحت نہیں
ہر خلق کے لئے آتی ہے خزاں   آخر انسان پیری ہے عیاں

Marfat.com

(۲۵)

☆☆☆

فریدا راتیں وڈیاں دھک دھک اٹھن پاس
دھرگ تنہاں دا جیونا جنہاں وڈانی آس

☆☆☆

ترجمہ:

غیر خدا سے امید اور نفع کے بیان میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ راتیں بڑی ہیں اور وجود دھک دھک اٹھتا ہے لعنت ہے ان کی زندگی پر جن کو سوائے خدا کے دوسرے کی امید ہے۔

شرح

''یعبدون من دون اللہ ما لا یضرھم و لا ینفعھم و کان الکافر علی ربہ ظھیراً''

''(قرآن شریف) اللہ کے سواوے اس کی عبادت کرتے ہیں۔ جو کہ نہ ان کو نفع دیتا ہے اور نہ ضرر پہنچاتا ہے اور کافر اپنے رب سے پیٹھ پھرنے والا ہے''

بندگی کر بہر حق اے بو الفضول نفع کیا دے خلق کا ردو قبول

Marfat.com

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ راتیں اس قدر بڑی ہوگئی ہیں کہ پڑے پڑے پاسے دکھنے اور درد کرنے لگ جاتے ہیں۔ جس سے خواہ مخواہ اٹھنے کو دل چاہتا ہے۔ اور وہ وقت خدا کی عبادت کا ہے۔ اٹھ کر عبادت نہیں کرتے ہیں۔ اور غیر اللہ کی امید میں رہتے ہیں۔ حیف ہے ایسے شخصوں کی زندگی پر جو غیر خدا کی امید پر پڑے رہتے ہیں اور معبود حقیقی پر توکل نہیں کرتے۔

(۲۶)

☆☆☆

فریدا جے میں ہندا وار یامتا آئیڑیاں
ہیرا جلے مجیٹھ جیوں اپر انگیاریاں

☆☆☆

ترجمہ:

توکل کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ اے دوست! اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو میں تجھ پر قربان کرتا۔ اور اگر باوجود ہونے کے فریب کرتا ہوں تو میرا بدن مانند مجیٹھ کے انگیاروں پر جلے۔

Marfat.com

شرح

"ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ"

"(قرآن شریف) اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے۔ پس وہ اس کو کافی ہے"

عقل ہے اس نفس ظالم کی اسیر　　　مارنا اس نفس کا ہے ناگزیر
تا کہ ہواس عقل کو حق سے فتوح　　　روزی بے رنج یعنی قوت روح

روایت:

جناب بابا صاحبؒ جنگل میں پھرتے پھرتے رات کو ایک جگہ جا کر بیٹھے اس وقت حضرت کے پاس کاٹھ کی روٹی پارچہ میں بندھی تھی وہ روٹی دیکھ کر بیابان جنگل میں ایک مسافر حضرت کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ شام کا وقت تھا مسافر نے اپنے دل میں خیال کیا کہ فقیر کے پاس روٹی موجود ہے۔ جب کھاوے گا تو مجھ کو بھی دیوے گا۔ مسافر کو اسی آرزو میں بہت رات گذری۔ اور اس خیال سے اس کو نیند نہ آئی۔ منتظر رہا کہ کب روٹی پارچہ سے کھول کر دیتے ہیں۔ جنابؒ نے از روئے باطن کے دریافت کیا۔ کہ یہ مسافر بباعث گرسنگی کے بے تاب ہے حضرتؒ نے اس سے فرمایا۔ کہ بندۂ خدا تو شک نہ کر میرے پاس روٹی نہیں ہے یہ تو نمونہ ہے۔ میرے نفس کے دکھلانے کا اگر میرے پاس اصلی روٹی ہوتی۔ تو میں تیرے اوپر قربان کرتا۔ اس میں میرا فریب نہیں ہے۔

Marfat.com

(۴۷)

☆☆☆

فریدا لوڑے داکھ بخوریاں ککر بیجے جٹ

ہنڈے ان کتا ئیندا اپیدھا لوڑے پٹ

☆☆☆

ترجمہ:

گمان بد کے عوض گمان نیک کے بیان میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ دہقان کیکر بو کر قصبہ بخور کی داکھ چاہتا ہے عمر تو گذری اون کاتنے میں اور پہننا چاہتا ہے ریشم۔ یہ محال ہے

شرح

" مثل الذین اتخذوا من دون الله اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتا وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانو یعلمون"

''(قرآن شریف) مثال ان لوگوں کی جنہوں نے خدا کے سوا اور معبود پکڑا مکڑی کے گھر کی مانند ہے۔ جو اس نے بنایا نہایت ہی سست گھروں سے البتہ سست گھر مکڑی کا ہے اگر جانتے ہوتے۔''

خار کو بویا تو گل پانا محال ہر کسی کو ظاہرا ہے یہ مثال

Marfat.com

نتیجہ:

جناب باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔کہ کیکر بوکر داکھ بخوریاں کھاوے اوراون کات کر پٹ پہنے کیا یہ ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ برے فعلوں کا بدلہ برا ہی ہوگا۔اور نیک فعلوں کا نیک۔جیسے کھجور کا پھل کیکر کونہیں لگتا ہے۔اور جھاؤ سے انگور کا پھل نہیں ملتا ہے۔ اسی طرح سے جیسا کوئی کرے گا ویسا ہی پاوے گا۔

(۴۸)

☆☆☆

فریدا گلئیں چکڑ دور گھر نال پیارے نیونہہ

چلاں تاں بھجے کمبلی رہاں تاں تٹے نیونہہ

☆☆☆

ترجمہ:

محبت مرشداور صفائی قلب کے بارے میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔خدا کی محبت میں خیالات فانی سے دل کوصفا کر اگر صفا نہیں کرے گا تو خدا کی محبت ٹوٹ جاوے گی

شرح

" اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم"

Marfat.com

"(قرآن شریف) اللہ کی تابعداری کرو۔ اور رسول کی تابعداری اور اولی الامر جو تم سے ہوں"

رہبر کامل وہی ہے ذی حشم طالب حق میں جو ہو ثابت قدم

روایت:

جناب بابا صاحبؒ قدس سرہٗ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اپنے پیر مرشد کا عرصہ تک وضو کراتے رہے۔ ایک رات بارش ہو رہی تھی۔ اور گلیوں میں کیچڑ بہت تھا۔۔ رات بھی اندھیری تھی۔ اور میعاد بھی حضرت کی تواضع کی اسی روز ختم ہونے والی تھی۔ اور یہ قاعدہ روز مرہ استعمال کرتے تھے۔ کہ پانی گرم کے ساتھ حضرت کو وضو کرایا کرتے تھے۔ ایک روز دیکھا کہ آگ موجود نہیں۔ آگ کی تلاش ضروری ہوئی۔ حضرت کے دل میں خیال آیا کہ اگ موجود نہیں۔ اور بارش ہو رہی ہے۔ اور گلیوں میں کیچڑ ہے۔ اگر آگ لینے جاتا ہوں۔ تو بدن بھیگتا ہے۔ اگر نہ جاؤں تو محنت دوازدہ سالہ جاتی ہے۔ جس کا آخری دن آج ہے۔ اس وقت حضرتؒ نے خیال کیا کہ خواہ میرا بدن بھیگ جاوے۔ خدا بارش کرے۔ مگر میری محبت میرے خدا سے نہ ٹوٹے۔ یہ کہہ کر آگ لینے شہر یا محلہ میں گئے۔ حضرتؒ کی شکل خوبصورت اور جوانی نہایت ہی عمدہ تھی۔ ایک عورت کے گھر میں جو آگ لینے گئے وہ حضرت کو دیکھ کر فوراً عاشق ہوگئی۔ حضرتؒ نے آگ طلب کی اس نے اپنی خواہش پیش کی۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ مائی تو کیا چاہتی ہے۔ اس نے کہا کہ آپ کی آنکھ عمدہ ہے یہ نکال دو۔ تو آگ اس کے عوض میں دیتی ہوں۔ حضرتؒ نے کہا جو آنکھ تم کو درکار ہے نکال لے۔ اس عورت نے آنکھ راست جناب بابا صاحبؒ چاقو سے نکال لی۔ اور آگ دے دی۔ حضرت نے آنکھ پر تو پٹی باندھی اور مکان میں آکر پانی گرم کر کے حضرت

Marfat.com

کو وضو کرنے لگے۔ حضرت قطب صاحب علیہ الرحمتہ نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ تمہاری آنکھ کو کیا ہوا۔ حضرت بابا صاحبؒ نے کہا کہ آنکھ آئی ہوئی ہے۔ جیسا کہ زبان ملک میں آشوب چشم کو آئی ہوئی کہتے ہیں۔ جناب قطب صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ فرید آنکھ آئی ہوئی ہے۔ تو آنے دو۔ اور پٹی کھول دو۔ حضرت کو زبان مبارک سے فرمانے کی دیر تھی۔ کہ جناب بابا صاحبؒ نے آنکھ سے پٹی کھول دی۔ اور بدستور آنکھ حضرت کی تندرست ہوگئی۔ مگر بہ نسبت آنکھ چپ کے کچھ تفاوت رہا۔ اور جو اس وقت حضرت بابا صاحبؒ قدس سرہٗ کی اصلی اولاد کی آنکھ میں تفاوت ہے۔ یعنی آنکھ راست اولاد کی بھی چھوٹی ہے۔

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ اگر اپنے پیارے خدا سے پریت لگائی ہے تو دنیا کی نعمتوں کی خواہش جو کہ بذریعہ حواس خمسہ کے قلب میں آتی رہتی ہیں۔ اور وہ ان کی گلیوں میں کیچڑ کی طرح ہیں۔ ان کو اپنے دل سے دور کر کے اس کو صاف اور شفاف کر اور خدا کی محبت کے سوائے غیر چیز کو اس میں جگہ مت دے۔ اگر تو ان نعمتوں کی خواہشوں کے کیچڑ کو اخذ کرے گا۔ تو تیرے دل کی کمبل ان سے بھیگ کر بھاری ہو جائے گی۔ اور تیری محبت خدا سے ٹوٹ جاوے گی اس واسطے جہاں تک ہو سکے۔ خدا تعالیٰ کی محبت دل سے مت توڑ۔ انشاء اللہ رفتہ رفتہ کسی روز عالم اضافت سے گذر کر تو عالم بقا تک پہنچ جاوے گا۔

Marfat.com

(۲۹)

☆☆☆

بھجو سجو کمبلی اللہ ورسو مینہ

جائے ملاں تنہاں سجناں ٹٹو ناہیں نیہینہ

☆☆☆

ترجمہ:

خدمت مرشد کے بارہ میں

بھیگ جاوے اورٹوٹ جاوے بدن کی کمبلی۔مگر اللہ رحمت کی بارش کرے میں اپنے دوستوں کو جاملوں میری محبت نہ ٹوٹے

شرح

" فافعلو ما تومرون (۲) ان رحمت الله قريب من المحسنين".

"(قرآن شریف) پس کرو جو کچھ دے حکم کرتے ہیں (۲) تحقیق خدا کی رحمت نیکوکاروں کے نزدیک ہے"

جو فنا فے اللہ ہو مرشد وہی — ہو بیاض الحیہ یا دیگر سہی

پیر کامل چاہیے بے زور وکید — وہ نہیں مرشد جو ہو داڑھی سفید

جو تو چاہے ایملئی اژدھا — دامن اس کا ہاتھ سے مت کر رہا

Marfat.com

نتیجہ:

خواہ دل کی کمبلی دنیا کی نعمتوں کی خواہشوں کے کیچڑ سے بھیگ جائے اور بھاری ہو جائے۔ لیکن جب پیر کامل کے برزخ کے وسیلہ سے خدا کی طرف سے رحمت خاصہ کے فیض کی بارش ہو رہی ہے۔ تو اس کیچڑ کا کچھ اندیشہ نہیں ہے۔ خود بخود اتر جاوے گا۔ حتی الوسع اپنے محبوب کے وصل اور رضا مندی اور متابعت کو مقدم سمجھ کر اس کے حصول کے در پے ہوئے

(۳۰)

☆☆☆

فریدا میں بھلا وا پگ دا مت میلی ہو جائے
کھلا روح نہ جاندا سر بھی مٹی کھائے

☆☆☆

ترجمہ:

زینت اور فخر دنیا کے بیان میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ مجھ کو اپنی شان وشوکت دنیا کا بھلاوا ہے۔ مگر افسوس روح یہ نہیں جانتا کہ یہ فخر چند روزہ ہے۔ کسی روز سر بھی نہ رہے گا۔

Marfat.com

شرح

" اعلمو انما الحیوۃ الدنیا لعب ولھو وزینۃ وتفاخرو بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ ثم یھیج فترتہ ثم بھیج فترتہ مضفرًا ثم یکون حطاما"

" (قرآن شریف) جانور یہ کہ دنیا کی زندگی کھیل اور بہلاوٹ اور بناؤ اور فخر آپس میں اور مال اور اولاد میں زیادتی ہے۔ مینہ کی مانند جو کہ کھیتی بیجنے والوں کو اس کا اگنا خوش لگتا ہے پھر زور سے اٹھتی ہے۔ پس تو اس کو زرد ہوئی دیکھتا ہے۔ پھر ہو جاتی ہے ریزہ ریزہ اور نابود"

اس جہاں کا سب مخالف کام ہے　　مفلسوں کا شاہ رکھا نام ہے
مال دنیا دام دنیا دار ہے　　ملک عقبےٰ مطلب ابرار ہے

نتیجہ:

جناب باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ہر وقت یہ اندیشہ ہے کہ مبادا امیری عزت اور شان کی پگڑی میلی نہ ہو جاوے لیکن افسوس روح کو یہ خبر نہیں ہے۔ کہ سر بھی ایک دن مٹی ہو جاوے گا اس واسطے یہ دنیا کی زینت اور فخر کرنا سراسر لاحاصل ہے۔

Marfat.com

(۳۱)

☆☆☆

فریدا سکر کھنڈ نوات گڑ ماکھیو مانجھا دودھ
سبھے وستوں مٹھیاں رب نہ پجن تدھ

☆☆☆

ترجمہ:

غفلت ذکر اللہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔شکر۔کھنڈ اور مصری اور گڑ۔شہد اور دودھ یہ سب اشیا شیریں اور لذیذ ہیں۔مگر ان سے خدا نہیں ملتا۔

شرح

"ولذکر الله اکبر"

"(قرآن شریف) البتہ ذکر اللہ کا بہت بڑا ہے"

ذکر اللہ پاک سے پاکی ہو گئی   خبث باطن سے رہائی ہو گئی
اللہ اللہ کیا ہے یہ پر ذوق نام   جس سے شیریں ہو گیا ہر تلخ کام

Marfat.com

(۳۲)

☆☆☆

فریدا روٹی میری کاٹھ دی لاون میری بھکھ

جنہاں کھاہدی چوپڑی گھنے سہن گے دکھ

☆☆☆

ترجمہ:

توکل کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ میری روٹی کاٹھ کی ہے۔اور گرسنگی کا لاون ہے۔ جنہوں نے چوپڑی روٹی کھائی ان کو دکھ زیادہ ہے۔

شرح

"وما ظلمنهم ولکن کانو انفسهم یظلمون"

"(قرآن شریف) ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا۔لیکن وے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں"

یہ جہاں سب جیفہ و مردار ہے کب مجھے اس کی طلب درکار ہے

نتیجہ:

جناب باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔کہ روٹی تو میری کاٹھ کی ہے۔اور بھکھ میری

Marfat.com

اس کے لئے لاون ہے۔اس واسطے جو شخص ظلم کر کے دولت دنیا جمع کریں گے۔ان کو آخرت میں طرح طرح کے عذاب اٹھانے پڑیں گے۔

(۳۴)

☆☆☆

رکھی سکھی کھائے کے ٹھنڈا پانی پیو
فریدا ویکھ پرائی چوپڑی نہ ترسائیں جیو

☆☆☆

ترجمہ:

قناعت کے بارہ میں

چاہئے کہ خشک روٹی کھا کر سرد پانی پی لو۔بابا صاحب فرماتے ہیں۔کہ دوسرے کی چوپڑی دیکھ کر دل ترسانا نہ چاہیے۔

شرح

"یا ایھا الذین امنو کلو امیں لیبت و اعملو صالحا"؟

"(قرآن شریف) اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔حلال کھاؤ اور نیک عمل کرو"

ترک کر عیسیٰ کو پالا تو نے خر ہو گیا اس سے تو حیواں سر بسر

Marfat.com

(۳۴)

☆☆☆

اج نہ ستی کنت سیوں انگ مڑی مڑ جائے

جائے پچھو سہاگنی تم کیورین وہائے

☆☆☆

ترجمہ:

حقیقت کے بارہ میں

آج دنیا میں اگر خاوند حقیقی سے نہ سوئی تو پچھتاوا رہے گا۔ یہ معاملہ خاوند والی عورت یعنی پرمیشر کے نام والیوں سے دریافت کرنا چاہیے۔

شرح

"یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین (۲)یالیتینی کنت ترابا"

"(قرآن شریف) اے کاش میری قوم اس بات کو جانتی کہ مجھ کو میرے پروردگار نے بخشا اور مجھ کو بزرگی پانے والوں سے کیا۔ اور اگر حقیقت نہیں رکھتا ہے۔ تو نعرہ مارتا ہے(۲)اے کاش ہو جاتا میں مٹی"

Marfat.com

تشریح شلوک:

جس نے اس دنیا میں خدا کی عبادت کر کے درجہ عرفان حاصل کیا وہ واصل حق ہو گا۔اور جس نے غفلت کی وہ ہمیشہ کے لئے حسرت میں رہے گا اور ہر وقت عذاب دوزخ اٹھاوے گا۔

جب حجاب شک میں تو مخفی ہوا — دیدۂ ادراک کو بس کھو دیا
جان تو یہ تن تیرا ہے سخت بند — توڑ دے اس کو نہ ہو تو تن پسند
پختگی لے تو فنا سے دور ہو — تن کو ویراں کر سجا معمور ہو

نتیجہ:

اگر اس جنم میں اپنے خاوند خدا کے ساتھ پریت نہ لگائی تو پھر کیا ہو گا۔ پچھتاوا رہے گا۔ کیونکہ اس وقت سب اعضا درست اور قوی ہیں۔اور جہد و ریاضت کا وقت ہے اس واسطے خدا کی رضا مندی حاصل ہو سکتی ہے۔اور نہ اس وقت جب کہ یہ وجد سب مرجھا جاوے گا۔اور کل اعضا کم طاقت ہو جاویں گے۔تو اس وقت نہ تو دل خدا کی طرف متوجہ ہووے گا۔اور نہ جہد و ریاضت ہووے گی۔اس کی بابت سوہاگن سے پوچھو کہ جس کی رات اپنے خاوند خدا کے ساتھ انند اور خوشی سے گزرتی ہے۔اگر وہ ایک دم اپنے خاوند خدا سے جدا ہو جاتی ہے۔تو اس کا ایک دم بھی کئی برسوں کے دکھ کے برابر ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

(۳۵)

☆☆☆

ساہورے ڈھوئی نہ لئے پیئے ناہیں تھاؤں
پرواتڑی نہ پچھئے دھن سہاگن ناؤں

☆☆☆

ترجمہ:

ریا کے بارہ میں

جولوگ ریا کی عبادت کرتے ہیں۔ان کو ہردو جہان میں جگہ نہیں۔نہ خدا ان کی بات پوچھے گا، نہ دنیا۔عجب ان کا سوہاگ ہے۔

شرح

" ولا یکلمهم الله ولا ینظر الیهم یوم القیمة ولا یزکیهم قال اخسئو فیها ولا تکلمون"

"(قرآن شریف) اور نہ اللہ ان کے ساتھ بولے گا۔اور نہ ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا۔اور نہ ان کو صاف کرے گا۔کہے گا پیچھے ہٹ جاؤ یہاں سے اور میرے ساتھ مت کلام کرو"

حشر میں پوچھے گا بندوں سے خدا　　پیش کش میرے لئے لائے ہو کیا
کیا تمہارے پاس دستاویز ہے　　ارمغاں کیا روز رستا خیز ہے

Marfat.com

نتیجہ:

وہ شخص ڈوہاگن یا۔سوہاگن۔یا۔بیوہ ہیں۔جو کہ خدا کی عبادت ریا سے کرتے ہیں اور خلوص قلب سے نہیں کرتے ہیں۔اور اپنے آپ کو محبّ خدا ظاہر کرتے ہیں۔ایسے بیوہ شخصوں کو نہ تو درگاہ الٰہی میں دخل•اور نہ اس جہان میں۔گویا کہ وہ ہر دو جہان میں عرفان خدا سے محروم رہیں گے۔اور حسرت کا ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھاویں گے۔اور پھر یہ موقع وصل نہیں پاویں گے۔

(۳۶)

☆☆☆

ساہورے پیئیے کنت کی کنت اکم اتھاہ
فریدا سوئی سہاگنی جو بھاوے بے پرواہ

☆☆☆

ترجمہ:

محبان خدا کے بارہ میں

ہر دو جہان خدا کے ہیں۔جو بے انت بے پرواہ ہے۔اے فرید وہی اچھے ہیں جو خدا کو پسند ہیں۔

Marfat.com

شرح

"واللہ غنی عن العالمین. وللہ ما فی السموات وما فی لارض
والی اللہ ترجع الامور"

"(قرآن شریف) اللہ جہانوں سے بے پرواہ ہے۔ اور اللہ کا ہے مال جو کچھ
آسمان اور زمین میں ہے اور اللہ تک ہر کام کا رجوع ہے۔"

لم یلد و لم یولد اس کی شان ہے — والد و مولود سب امکان ہے
بادشاہی ہے حق ذات الٰہ — جس کے آگے ہیچ ہیں سب بادشاہ
پاک ہے شرک اور دوئی سے ذات رب — اس کو معدومات سے نسبت ہے، کب

(۳۷)

☆☆☆

نھاتی دھوتی سنبھیئے سسی آئی نچند
فریدا رہی سو بیڑی ہنگدی گئی کتھوری گند

☆☆☆

ترجمہ:

حق و باطل کے بارہ میں

مسواک پیٹ تک پھیر کر ظاہر عبادت والی آسودہ ہوگئی۔ بابا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ ہنکار کی ناؤ رہ گئی۔ اور خوشنودی کستوری جاتی رہی۔

Marfat.com

شرح

"بل نقذف بالحق علی الباطل فید مغه فاذا هو ناحق"؟

"(قرآن شریف) پس ہم حق کو باطل کے اوپر پھینکتے ہیں۔ پس وہ اس کا سر توڑتا ہے۔ پس ناگہاں وہ فنا ہوجاتا ہے"

جان کو ہے عرش پر جانے کا شوق ‏ ‏ تن کو ہے لذات نفسانی کا ذوق
جان ہے کھولے ہوئے بال اور پر ‏ ‏ تن ہے جنگل مارتا اس پر مگر
عشق مولیٰ ہے نہیں لیلیٰ سے کم ‏ ‏ عشق میں ہو اس کے تو محکم قدم

نتیجہ:

جناب بابا صاحب فرماتے ہیں کہ جب روح عورت اپنی باطنی اور ظاہری صفائی کر کے بے فکری سے اپنے خاوند خدا کے نام کی عبادت میں لگ گئی۔ تو اس کے وجود کی کشتی جو کہ اس دنیا کی لذتوں کے حرص اور خواہش ہائے نفسانی کی نعمتوں سے بھری ہوئی تھی۔ اور ہنگ کی طرح بودیتی تھی۔ خدا کے نام سے واصل ہوکر نور رنور ہوگئی۔ ایسی جیسا کہ کان نمک میں جو چیز پڑ جاتی ہے۔ وہ بھی نمک ہوجاتی ہے۔

(۳۸)

☆☆☆

جوبن جاندے نہ ڈراں جے سوہ پریت نہ جائے
فریدا کتی جوبن پریت بن سک گئے کملائے

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

غلبہ محبت پیر کے بارہ میں

حسن اور جوانی چلی جاوے تو غم نہیں۔ لیکن خدا کی محبت نہ جائے بابا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ بہت حسن والے بلا محبت الٰہی سوکھ کر کملا گئے۔

شرح

" قد افلح من زکھا وقد خاب من دشھا"

"(قرآن شریف) تحقیق خلاصی پائی جس نے صفائی کی تحقیق نامراد ہا جس نے غفلت کی"

عشق اس معشوق کا کر اختیار　　جو مٹے جان کو کرے تجھ پر نثار

عشق مردہ کا نہیں کچھ پائدار　　عشق حی جانفزا کر اختیار؟

روایت:

جناب بابا فرید صاحبؒ حبس کبیر پنج سالہ سے نکلوائے جانے اور خلافت کلی مجددی اور خطاب زہد الانبیاء عطا ہونے کے وقت جناب بابا قطب صاحبؒ و بابا غریب نواز ہند الولی صاحبؒ کے حضور میں یہ شلوک فرماتے ہیں۔ کہ مجھ کو اپنے حسن و جوانی جانے کا کچھ افسوس نہیں۔ کیونکہ صد ہا حسن والے بدون محبت الٰہی کے اس جہان سے خالی چلے گئے۔

Marfat.com

(۳۹)

☆☆☆

فریدا چنت کٹھولاوان دکھ برہ وچھاون لیف
ایہ ہمارا جیوناں توں صاحب سچے ویکھ

☆☆☆

ترجمہ:

حالت فقر کے بیان میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ فکر کی چار پائی۔ اور دکھ کا وان۔ اور محبت کا لیف یہ ہماری زندگی کا سامان ہے۔ اے خدا نظر رحم سے دیکھ

شرح

"ولا تقولو لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولا کن لا تشعرون"

"(قرآن شریف) اور نہ کہو ان شخصوں کو جو رہتہ خدا میں قتل ہو گئے ہیں مردے، بلکہ زندے ہیں۔ لیکن تم نہیں جانتے"

جو گیا عریاں جہاں سے حق کے پاس — حق اسے دیتا ہے رحمت کا لباس
تو حیات عشق لے اللہ سے — خار صورت کو اٹھاوے راہ سے

Marfat.com

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ صاحب ہے تیرا غم اور ہجر تو میری چارپائی ہے اور جہد و ریاضت کی فیض و بسط وان ہے۔ اور عشق کا لیف ہے۔ گویا اے خدا ایسی میری زندگی گزرتی ہے۔ اس پر نظر عنایت سے دیکھ

(۴۰)

☆☆☆

برہا برہا آکھئے برہا توں سلطان
فریدا جت تن برہا نہ اوپے سوتن جان مسان

☆☆☆

ترجمہ:

عشق کے بارہ میں

عشق عشق پکارتے ہیں۔ عشق خدا کا نام ہے۔ باباصاحبؒ فرماتے ہیں جس تن میں عشق پیدا نہ ہو وہ مسان ہے۔

شرح

" العشق نار فقد وقع فی القلب فاحترقت ما سوا المحبوب.
الموت الغفلت عن ذکر الله"

Marfat.com

''(قرآن شریف) عشق آگ ہے پس تحقیق دل میں لگنے سے محبوب کے ماسوا سب کچھ جلا دیتی ہے۔ موت کیا خدا کی یاد سے غفلت''

عشق کا شعلہ جہاں روشن ہوا | غیر اس معشوق کے سب جل گیا
عشق ہے وصف خدائے لم یزل | عشق میں ہے خوف عارف کو خلل
ہے ہوئے آتشیں یہ بانگ نے | جس میں یہ آتش نہیں وہ نیست ہے

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اے عشق تجھ کو عشق کہتے ہیں تو شہنشاہ ہے۔ جس وجود میں تو پیدا نہ ہو۔ وہ تن ایک مسان ہے۔ یعنی اس جہان میں مردہ ہے۔ زندہ نہیں ہے اگر وہ زندہ ہوتا۔ تو اپنے اصل کی طرف رجوع کرتا اور عشق پیدا ہوتا۔

(۴۱)

☆☆☆

فریدا یہ وس گندلاں وھریاں کھنڈ لواڑ
اک راہندے راہندے رہ گئے اک رہندی گئے اجاڑ

☆☆☆

ترجمہ:

مذمت دنیا کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ دنیا کی نعمتیں زہر یلی گندلیں اور ظاہر شیریں ہیں ایک تو

Marfat.com

تارک ہو گئے۔اور ایک اس میں غلطان ہو کر اجڑ گئے

شرح

" لھم عذاب فی الحیوۃ الدنیا و العذاب الاخرۃ اشد و ما لھم من الله من واق "

"(قرآن شریف) ان کے واسطے زندگی دنیا میں عذاب ہے۔اور البتہ آخرت کا عذاب بہت سخت ہے اور اس سے اللہ کے بغیر اور کوئی بچانے والا نہیں۔"

عشق فانی سر بسر بے سود ہے — جس میں کچھ مطلق نہیں بہبود ہے
کیونکہ عشق مردہ پایندہ نہیں — مردہ جاہم پاس آیندہ نہیں
ہے یہ عالم مردہ زندہ وہ جہاں — ذرہ ذرہ نکتہ دان و زندہ جان
زہر قاتل بوجھ شہوت اے جواں — پیروی کرتے ہیں اس کی ابلہاں

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں دنیا کی تمام نعمتیں اور خواہشیں جو کہ زہریلی گندلیں ظاہر شکر تری سے آلودہ معلوم ہوتی ہیں۔ایک ایسے آدمی ہیں۔ جو کہ ان کے کھانے اور بھوگنے میں مصروف ہو کر تمام عمر یہ کہتے کہتے کہ ابھی عمر بہت باقی ہے۔اس جہان سے بلا مفاد آخرت کوچ کر گئے۔اور ایک ایسے جو باقی عمر کھو گئے۔

Marfat.com

(۴۲)

☆☆☆

فریدا چار گوائیاں ہنڈ کے چار گوائیاں سم
لیکھا رب منگیسیا توں آہو کہڑے کم

☆☆☆

ترجمہ:

حساب روز قیامت کے بیان میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ چار پہر زندگی کار دنیا میں۔ اور باقی چار پہر سو کر گذری۔ خداوند تعالیٰ جب حساب مانگے گا۔ تو کیا بتلاوے گا۔

شرح

" واللہ سریع الحساب و شدید العقاب "

"(قرآن شریف) اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ اور سخت عذاب والا ہے"

یہ جہاں سب فانی و برباد ہے — وہ جہاں باقی و خوش آباد ہے
یہ جہاں سب آکل و ماکول ہے — وہ جہاں سب قابل و مقبول ہے

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ چار پہر زندگی کے تو دنیا کی حرص میں پھرتے ہوئے

Marfat.com

صرف ہو گئے۔ اور باقی چار پہر رات غافل ہو کر چار پائی پر سوتے۔ جب پروردگار تیرے سے سانسوں کا حساب طلب کرے گا۔ اور پوچھے گا کہ کس کام کے واسطے آیا تھا تو اس وقت کیا جواب دے گا۔

(۴۳)

☆☆☆

فریدا در در واجے جائیکے کیو ڈھو گھڑیال

ایہہ ندو سامارئے ہم دوساں داکیا حال

☆☆☆

ترجمہ:

تنبیہ نفس اور عبرت کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ قلعہ کے دروازہ پر جا کر گھڑیال کیوں دیکھا۔ یہ تو بے گناہ مارا جاتا ہے۔ ہم گنہگاروں کا کیا حال ہوگا۔

شرح

"ولقد خلقنا الانسان فی کبد"

"(قرآن شریف) اور تحقیق ہم نے انسان کو محنت میں پیدا کیا"

نیک لوگوں نے کیا جو اجتہاد　　قہر سے رکھا ہے تن کو نامراد

Marfat.com

روایت:

ایک دفعہ جناب بابا فرید صاحبؒ چلتے چلتے ایک لقعہ کے دروازہ پر جا نکلے۔ جس پر ایک گھڑیال گھنٹہ بجانے کے لئے لٹکایا ہوا تھا۔ دیکھتے ہی یہ شلوک زبان مبارک درخشاں سے فرمایا۔ کہ یہ بے قصور گھڑیال ہر وقت گھڑی گھڑی پر مار کھاتا ہے۔ اور پھر پھر یہ سزائیں پاتا ہے۔ تو ہم قصور والوں کا کیا حال ہوگا۔ بابا صاحب اس شلوک میں اپنے نفس کو تنبیہ کرتے ہیں۔ اور عبرت دلاتے ہیں۔

(۴۴)

☆☆☆

گھڑئے گھڑئے مارئے پہریں لہے سجائے
سوہیڑا گھڑیال جیوں دکھیں ریں وہائے

☆☆☆

ترجمہ:

الم ہائے جسمانی وروحانی کے بارہ میں

اول بنانے کے وقت کوٹا جاتا ہے۔ اور اب پہر پہر (پہر پہر گزرنے پر) پر بار نہ نہ سزائیں پاتا ہے۔ اس بیچارے گھڑیال کی کیسے درد ودکھ سے رات گذرتی ہے

Marfat.com

شرح:

" "

"(قرآن شریف)"

حق نے کی ہے رنج میں راحت نہاں
عیش بے محنت میسر ہو کہاں

ہے نتیجہ رنج و تقویٰ کا نعیم ہے ثمر شہوات کا نار جحیم
جس کو حاصل دولت قصر جناں ہے جزائے رنج وکربت ہائے جاں
رنج و محنت جو سبب ہے عیش کا اس مشقت کو سراپا لے اٹھا
سہل ہے دنیا کا سارا رنج و تاب؟ آخرت کا سخت ہے رنج و عذاب

نتیجہ:

ایسا ہی میرے وجود کا گھڑیال جہد و ریاضت میں خدا کے وصل کی خاطر طرح طرح کے الم ہائے جسمانی اور روحانی کی مار سہ رہا ہے۔ اس واسطے کہ اس دنیائے فانی سے زنجیر ہستی موہومہ کو توڑ کر واصل حق ہو جاوے۔

(۴۵)

☆☆☆

بڈھا ہو یا شیخ فرید کمن لگی دیہہ
جے سو ورھیاں جیوناں بھی تن ہوسی کھیہہ

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

آخر فنا کے بارہ میں

جب بابا صاحبؒ بوڑھے ہو گئے تو وجود ضعیف ہو کر کانپنے لگا۔ اور کہنے لگے کہ اگر تو صد ہا برس تک جیتا رہے گا۔ آخر خاک ہو جاوے گا

شرح:

"کل نفس ذائقة الموت والینا ترجعون"

"(قرآن شریف) ہر جان موت کا پیالہ چکھنے والی ہے۔ اور ہماری طرف تم پھیرے جاؤ گے۔"

تو اگر کامل ہے یا چالاک ہے — طالب باطن ہوا ناپاک ہے
ہے یہ دنیا ساعت اس میں کیا قیام — تارک اس کے ہیں یقیناً شاد کام
تن گھٹا اپنا براہ کردگار — تا جزا پائے تو اس کی حق سے یار
بھاگ اس دنیا سے تو اے بے نوا — تا بھروسا ہو تیرا ذات خدا

(۴۶)

☆☆☆

فریدا باز پرائے بیسنا سائیں مجھے نہ دیہہ
جے توں اینویں رکھ سی جیو سریوں لیہہ

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

دعائے فقر کے بیان میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ خدا اپنے دروازہ سے دنیا کے دروازہ پر نہ بھیجے۔ اگر ایسا ہو تو میری جان جسم سے نکال لے

شرح

"ضرب مثل فاستمعو اله ان الذین تدعون من دو ن الله لن یخلقو ذبابا ولوجتمعو اله و ان یسلبھم الذباب شییا لا یستنقدو ه منه. ضعف الطالب و المطلوب"

"(قرآن شریف) ایک کہاوت کہی ہے۔ اس کو کان رکھو۔ جس کو تم پوجتے ہو۔ اللہ کے سوا ہرگز نہ بنا سکیں۔ ایک مکھی اگر سارے جمع ہوں۔ اور اگر کچھ چھین لے ان سے مکھی نہ چھڑا سکیں وہ اس سے چاہنے والا اور جس کو چاہتا ہے بودا ہے"

کی بندہ نے قضائے حق قبول — یاد میں اس کے گیا اپنے کو بھول
تب رضائے حق سے وہ خوش دل ہوا — بندگی سے سرور کامل ہوا
آکل و ماکول ہے یہ سب جہاں — ایک دیگر کی کرے صیادیاں
زندگی تن وبال جان ہے — مرگ ہے حق سے اگر ہجران ہے

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ اے پروردگار مجھ کو اپنے دروازہ سے دوسرے کے

Marfat.com

دروازہ کا سوالی نہ کر۔ اور اپنے ہی دروازہ کا محتاج رکھ اور اپنے عشق سے مخمور کر اپنے سوائے غیر کو میرے قلب میں جگہ نہ ہونے دے۔ اگر غیر کا محتاج کرنا چاہتا ہے تو جان میری وجود سے لے۔

(۴۷)

☆☆☆

کندھ کہاڑا سر گھڑاون کے سر لوہار

فریدا ہون لوڑتین سوہ اپنا توں لوڑیہہ انگیار

☆☆☆

ترجمہ:

ہر شخص اپنے مطلب کا ہے

پر کہاڑ اور سر پر پانی کا گھڑا اور ون درخت کے سر پر لوہار آیا بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں تو بن کی شکل خدا کی یاد میں ہو گیا۔ تو کیوں کوئلے چاہتا ہے؟

شرح

"کل جزب بما لدیھم فرحون"

"(قرآن شریف) ہر فرقہ اپنے ہی مقصد پر خوش ہوتا ہے"

جو خودی کا ہے تجھے سودائے خام — تو خدا سے دور تر ہے والسلام

ہو نہ تو مغرور اپنی بود پر — جلد تر کر جستجوئے راہبر

Marfat.com

ہاتھ اس کے کاغذ ہے دستگیر　　ہاتھ دیگر کو دے جزدست پھیر
غیرحق یہ زیست ہے گویا ممات　　ساتھ حق کے لیے بھلی موت و حیات

نتیجہ ظاہری:

حضرت بابا صاحب قدس سرہٗ کئی سال تک جنگل میں یادالٰہی کرتے ایک جا بیٹھے رہے۔ اتفاقاً ایک شخص جسا نامی لوہار شہر سے جنگل میں کوئلوں کے واسطے لکڑی لینے گیا۔ اوراس کے مونڈوں پر گھڑا پانی کا اور ہاتھ میں کوہاڑا تھا۔ کیونکہ بار میں قاعدہ ہے کہ بغیر پانی پاس لئے جنگل میں نہیں جاتے۔ جب وہ ایک لکڑی کے سر پر پہنچا۔ تو اس کو حضرت کا جسم مبارک ہی لکڑی ثابت ہوئی۔ اول اس نے کلہاڑی کا پچھلا حصہ حضرت کے سر مبارک پر مارا۔ اور یہ بھی قاعدہ ہے کہ لوہار اول لکڑی کی جانچ کرتا ہے۔ جب سر مبارک پر کوہاڑا مارا۔ تو اس وقت حضرتؒ نے یہ شلوک زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اے عزیز! میں تو خدا کی یاد میں ہوں۔ اوراس کو طلب کرتا ہوں۔ افسوس ہے کہ تو آگ کے لئے کوئلوں کی خواہش میں پھرتا ہے۔ اور مجھے جانچتا ہے۔ لوہار نے قدموں پر سر رکھا۔ اور اپنی خطا معاف کرائی۔

نتیجہ باطنی:

بابا صاحبؒ کوہاڑا کھاتے وقت لوہار کو عزرائیل سمجھ کر فرماے ہیں کہ تو قبض ارواح کا کوہاڑا مونڈھے پر رکھے ہوئے اور حکم الٰہی کا گٹھا سر پر اٹھائے ہوئے اس جہان کے بن کر سر پر کاٹنے کے لیے اور کوئلے بنا کر خاک میں ملانے کے لئے مقرر رہا ہے۔ اور ہر وقت اپنے فرض کو ادا کر رہا ہے۔ اور اپنے مطلب کے در پے۔ اسی طرح میں بھی اپنے خدا کی یاد میں ہوں۔ اور اس کے وصل کا خواہاں ہوں اور اختیاری موت قبول کر کے مردہ ہو رہا ہوں۔ تو میرے سے کیا لے گا؟

Marfat.com

(۴۸)

☆☆☆

فریدا اکناں آٹا اگلا اک ناں ناہیں لون
آگے گئے سنجالیں چوٹاں کھا سی کون

☆☆☆

ترجمہ:

یاد خدا سے غافلوں کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک کے پاس دنیا کی عمدہ نعمت ہے اور ایک کے پاس نمک نہیں ہے۔ قیامت کے دن معلوم ہوگا۔ کہ کون مار کھاوے اور کس کی نجات ہو

شرح

" ومن کان یرد حرث الدنیا نوته منها وماله فی الاخرة من نصیب"

"(قرآن شریف) جو شخص دنیا کی کھیتی چاہتا ہے۔ ہم اس کو اس سے دیتے ہیں۔ اور اس کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں"

عمر سب اس بات میں گذری تری — تا کہ حاصل ہو جہاں کی سروری
جب اجل پہنچے تو خالی ہاتھ ہے — جز تاسف کچھ نہ تیرے ساتھ ہے
ہو خدا حق سے جو چاہے زندگی — زندگی وہ سر بسر شرمندگی

Marfat.com

قرب حق ہے زندگانی کا ثمر زاغ ہے خواہان سرگیں عمر بھر

نتیجہ:

جناب بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک تو ایسے شخص ہیں کہ جنہوں نے عبادت ظاہری کے سب فرائض پورے کر کے اعمال حسنہ حاصل کیے ہیں اور ان کی برائیاں نیکیوں سے بدل گئی ہیں۔ اور باطنی عبادت میں جہد و ریاضت کر کے اپنے سانس خدا کے حساب میں لگائے ہیں۔ اور ایک ایسے ہیں کہ جنہوں نے عبادت ظاہری کی۔ ایک فرض کو بھی ویسے ادا نہیں کیا۔ اور ساری دنیا کی حرص میں پھرتے پھرتے ختم کر دی ہے۔ یہ ایسے شخص ہیں۔ کہ جن کے پاس آٹا تو کیا بلکہ نمک بھی نہیں ہے۔ یہ جب اس جہان سے کوچ کر جاویں گے۔ سخت چوٹیں کھاویں گے۔ اور سخت سزائیں پاویں گے کھانے کے لئے تھوہر دیا جاوے گا۔ اور ابلتا ہوا پانی پلایا جاوے گا۔

(۴۹)

☆☆☆

پاس دمامے چھت سر بھیری سڈورڈ

جائے ستے جیران میں تھئے ایتماں گد

☆☆☆

ترجمہ:

شوکت دنیا کے بیان میں

جن کے پاس ہونسے اور سر پر چھتر اور نقیب قصیدے گاتے ہیں۔ اور جاڑ میں وہ

Marfat.com

بعد مرگ وارثوں نے یتیموں کی مانند دفن گئے

شرح

"فکاین من قریة اھلکتھا وھی ظالمة فھی خاویة علی عروشھا وبئیر معطلة وقصر مشید"؟

"(قرآن شریف) پس کتنی بستیاں ہم نے کھپادیں۔ اور وہ گناہ گار تھیں۔ اب وہ گری پڑی ہیں۔ اپنی چھتوں پر اور کتنے کوئیں نکمے پکڑے۔ اور کتنے محل چونہ گچ کے"

قسم باطل میں ہے جذب باطلاں | باقیوں کو کھینچ لیں اہل دلاں
ناریاں ہیں جاذبان اہل نار | نوریاں ہیں نوریوں کے خواستگار
اہل دنیا کو باطن ہیں تمام | اس لیے رکھتے ہیں کہنہ تن سے کام
ہے بقائے تن تیرے دل کی مراد | جیسے زنگی ہے سیاہ روئی سے شاد

نتیجہ:

بابا فرید صاحب قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ایسے ایسے جبار و متکبر و گردن کش امیر و وزیر بادشاہ جن کے سر پر چھتر جھلتے تھے۔ اور ان کے محلوں کے آگے نقارے اور بھیری باجے بھی بجا کرتے تھے۔ اور بھٹ ان کی صفت و مدح کے قصیدے بنا کر ان کے حضور میں پڑھا کرتے تھے۔ مر گئے۔ اور عاجز یتیموں کی طرح قبرستان یا مرگھٹوں میں دائمی نیند میں غرق ہو کر سو گئے۔

Marfat.com

(۵۰)

☆☆☆

فریدا کوٹھے منڈپ ماڑیاں اسار دے بھی گئے
کوڑا سودا کر گئے گوریں جا پئے

☆☆☆

ترجمہ:

مذمت دنیا کے بیان میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ کوٹھے پختہ و خام اور حویلی اور ماڑیاں تعمیر کر گئے۔ آخر کھوٹا سودا کر کے قبرستان میں چلے گئے

شرح

"خسر الدنیا والاخرة ذالک هو الخسران المبین"

"(قرآن شریف) خسارہ پایا دنیا میں اور آخرت یں اور خسارہ ظاہر ہے۔

دہرہ"

جن کو درشن رات ہے۔ ان کو درشن ات
جن کو درشن ات نہیں ان کو ات نہ ات

قول ہے موسیٰ کا دنیا جائے مرگ — آخرت کا جلد کر تو سازو برگ
ایمنی کو چھوڑ آفت کر مقام — چھوڑ دے ناموس ہوسودائے غلام

Marfat.com

نتیجہ:

جناب باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص گھر اور حویلیاں اور ماڑیاں دنیا کے فخر میں ہو کر تعمیر کرتے تھے۔ اس جہان سے کوچ کر گئے ہیں۔ اور وہ باطل پرستی میں اپنی زندگی کو اگر کوڑا سودا کر گئے ہیں۔

(۵۱)

☆☆☆

فریدا کھنتھڑ میکھاں اگلیاں جند نہ کائی میکھ
واری آپو اپنی چلے مایک سیکھ

☆☆☆

ترجمہ:

وجود ذاتی اور لامقید روح کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ جسم گوڈری پر روں اور ریشوں کی میخیں بہت ہیں۔ مگر روح کو کوئی میخ نہیں ہے

شرح

" ان الموت الذی تفرون منه فانه ملاقیکم ان اولیاء الله لا خوف علیهم و لا هم یحزنون"

Marfat.com

"(قرآن شریف) تحقیق وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو۔ پس تحقیق وہ تم کو ملنے والی ہے۔ تحقیقی دوست خدا کے نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

"قل الروح من امر ربی"

"(قرآن شریف) کہہ روح تیرے رب کے امر سے ہے"

طبل زن ہے مرگ برسوں سے مگر　　　گوش تیری ہو گئے ہیں سخت کر

نزع میں کہتی ہے جان سے مرگ آ　　　مرگ نے آگاہ ہے تجھ کو اب کیا

اور باریکی سے تو واقف ہوا　　　رمز موتوا سے مگر غافل رہا

نتیجہ:

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ کھلتھڑ وجود تو پہلے ہی قدرتاً انتڑیون اور ناڑیوں کے دھاگوں سے خوب مضبوط سی کر بخیہ کیا ہوا ہے۔ اور طرح طرح کی زیبائیش دیا گیا ہے۔ اور اس میں رہنے والے روح کو کسی میخ کی قید نہیں ہے۔ وہ تو ازلی اور ابدی دائم قائم لامقید ہے۔ اس واسطے شیخوں اور مشائخوں کے ارواحیں بلا تکلیف اپنے اپنے وعدہ پر زندگی کے دم گزار کر اس جہان فانی سے پرواز کر گئی ہیں۔

(۵۲)

☆☆☆

فریدا دونہہ دیویں بلندیاں ملک بیٹھا آئے

گڑھ لیتا گھٹ لٹیا دیوڑے گیا بجھائے

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

ملک الموت کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ہر دو آنکھ کے دیکھتے ہی فرشتہ موت کا آ کر بیٹھا۔ اس نے وجود کا قلعہ مار لیا اور دل لوٹا اور ہر دو چشم بے نور کر گیا۔

شرح

"فاينما تكونو يدرككما الموت ولو كنتم في بروج مشيدة"

"(قرآن شریف) جہاں کہیں تم ہو گے وہیں تمہیں موت آوے گی۔ اگر چہ تم مضبوط برجوں میں ہو گے"

ہے شکست و مرگ تن کا کاروبار ہے شکست اس تن کی چوں جوز و انار
جب قضا پہنچے نہ دیکھے غیر پوست پھر نہ جانے تو کہ دشمن ہے کہ دوست
ہو مگر یہ جب کہ ہو مرگ آشکار کر اطاعت حق کی تو لیل و نہار

نتیجہ:

ایک دفعہ جناب بابا صاحبؒ چلے جاتے تھے دیکھا کہ عزرائیل علیہ السلام کسی شخص کی جان قبض کرنے کے لئے جا رہا ہے۔ اور وہاں جا بیٹھا ہے۔ اس موقعہ پر یہ شلوک زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ وجود کے قلعہ کو لے لیا ہے۔ اور حواس خمسہ ظاہری کی قوتوں کو لوٹ لیا ہے۔ اور آنکھوں کے ہر دو چراغ گل کر دیئے ہیں۔ اور اپنا فرض منصبی ادا کر کے جان کو لے کر پرواز کر گیا ہے۔

Marfat.com

(۵۳)

☆☆☆

فریدا ویکھ کیا ہے جی تھیا جے سر تھیا تلاہ

کماد ے ارکا کدے کنے کوئیلاہ

☆☆☆

ترجمہ:

عذاب دوزخ کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ دیکھو کپاس اور تلوں کو کیا عذاب ہوتا ہے۔اور کماد اور کاغذات اور دیگ کے کوئلوں کو کیا تکلیف ہے

شرح

" لهم ثياب من نار يصبت من فوق رئوسهم الحميم يصهربه ما في بطونهم والجلو دولهم مقامع من حديد"

"(قرآن شریف) ان کے واسطے آگ کے کپڑے ہوں گے۔اور ان کے سر پر گرم پانی ڈالا جاوے گا۔جو کہ پیٹ اور جلدوں کو جلا دے گا۔اور ان کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے"

جامے دوزخیوں کے ہونے آگ کے   سر پہ پانی گرم ان کے پڑر ہے

ان کی جلدوں کو جلا دیں گے تمام   ہونگے لوہے کے ہتھوڑے اس مقام

Marfat.com

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ غور سے دیکھو کہ کپاس اور تلوں اور کماد اور کاغذ اور رنگنے کی مٹی یا دیگ اور کوئلوں کا کیا حال ہوتا ہے اور یہ سب اشیائے کیسی کیسی سزائیں پاتی اور دکھ اٹھاتی ہیں۔

(۵۴)

☆☆☆

منّدے عمل کریندیا ایہ سجاے تنہاہہ؟

☆☆☆

ترجمہ:

برے عملوں کے بارہ میں

ایسی ہی جو لوگ برے کام کریں گے۔ ان کو مذکورہ بالا سزائیں ملیں گیں۔

شرح

" والذین کسبو السیئات جزاء میئة بمچلها و ترهقهم ذلة ما تهم من الله من عاصم کانما اغشیت وجوههم قطعاً من الیل مظلما اولئک اصحٰب النار هم فیها خالدون"؟

"(قرآن شریف) اور جنہوں نے کمائیں برائیاں۔ برائی کا بدلہ اس کے برابر

Marfat.com

اوران پر چڑھے گی رسوائی۔کوئی نہیں ان کو اللہ سے بچانے والا جیسے ڈھانک دیا ان کے منہ پر ایک اندھیرا ٹکڑا رات کا وہ ہیں دوزخی۔وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"

نفس یہ دوزخ ہے دوزخ اژدہا — جو بدر یا ہانہ ہووے کم ذرا
ہفت دریا نوش کر جاوے اگر — کم نہ ہو سو زندگی اس کی مگر
چکھ گیا ہے یک جہاں کو یہ پلید — پھر ہے معدہ نعرہ زن ھل من مزید
حق دھرے اس پر قدم ازلامکان — تب وہ ہو ساکن بحکم کن فکاں
جزو دوزخ ہے یہ نفس نازا — طبع کل رکھتے ہیں جز اس کے سوا
حق کے مارے سے مرے وہ بیگمان — کون کھینچے غیر حق اس کی کہاں
تیر سا تو اس کماں سے جا نکل — پر کوئی رہی جو شیخ بے بدل

(۵۵)

☆☆☆

فریدا کن مصلیٰ صوف گل دل کاتی کڑوات
باہر دسے چانناں دل اندھیاری رات

☆☆☆

ترجمہ:

ریا کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔کہ کاندھوں پر مصلے، گلے میں گوڈری۔دل سیاہ اور

Marfat.com

بات شیریں ظاہر صورت عمدہ مگر دل ایسے ظاہر والے کا سیاہ ہوتا ہے

شرح

" اولم یسیروا فی الارض فتکون لھم قلوب یعقلون بھا او اذان یسمعون بھا فانھا لا تغمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور"

"(قرآن شریف) کیا پس نہیں سیر کیا انہوں نے زمین۔ میں پس ان کے دل تھے جو ان سے سمجھتے۔ اور کان جو ان سے سنتے۔ پس تحقیق وہ آنکھوں سے اندھے نہیں۔ لیکن سینوں میں دلوں سے اندھے ہیں"

جس کو باطن سے نہ ہو کچھ اتحاد وہ نہ انسان بلکہ از جنس جماد
نام حق لیتا ہے تو بہر طعام بے طمع ہو ذکر کر تو صبح و شام
چاہئے رحمت تو رحمت کر قبول رحمت حق نا کرے تجھ پر نزول
دفع کر مغرور بینی سے زکام تا کہ روح اللہ ہو اندر شام

نتیجہ:

جناب بابا صاحب فرماتے ہیں کہ کاندھے پر تو ریا کاری کا مصلیٰ رکھا ہوا ہے۔ اور گلے میں ریا کاری کی گوڈری اور مرقع ڈالی ہوئی ہے اور دل میں دغا اور فریب اور مکر کی کاٹی ہے۔ اور زبان سے میٹھی میٹھی توحید اور معرفت کی باتیں سنا رہے ہیں۔ یہ ایسا ہے گویا کہ باہر تو اجالا ہے۔ اور دل میں بالکل اندھیری رات ہے۔ یعنی ان کا دل خدا کی محبت اور شوق سے بالکل بے بہرہ اور خالی ہے اور دغا، دھوکے کی باتوں سے نہایت ہی آلودہ ہو کر سیاہ ہو رہا ہے۔ جس کے باعث وہ باہر سے اندھیرے میں ہیں۔ اور دل سے اندھے ہیں۔ اگرچہ وہ ظاہراً دیکھتے اور سنتے ہیں۔

Marfat.com

(۵۶)

☆☆☆

فریدا رتی رت نہ نکلے جے تن چیرے کوئے
جو تن رتے رب سئیوں تن تن رت نہ ہوئے

☆☆☆

ترجمہ:

عاشقان صادق کے بارہ میں

بابا صاحب فرماتے ہیں کہ ذرہ بھر خون نہیں ہے۔ اگر کوئی ان کے جسم کو چیرے کیونکہ جو جسم خدا کی یاد میں رنگین ہے اس میں خون نہیں ہوتا۔

شرح

"انما المومنون الذین امنو باللہ ورسولہ ثم لم یرتا بوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون"

"(قرآن شریف) تحقیق ایمان والے وہ لوگ ہیں۔ جو ایمان لائے ساتھ اللہ اور رسولؐ کے نہ شک لائے اور جہاد خدا کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے کیا وہی سچے ہیں"

عاشقاں پیتے ہیں جب جام طلب ہوں قتیل دست یار خندہ لب
سایہ یزدان ہے مردان خدا سب ہیں مردہ زندہ ذات کبریا

Marfat.com

دامن ان کا تھام کر چل تو براہ　　تانہ ہو آوارۂ راہ سیاہ

کیف مدانظل نفس اولیاء　　رہنمائے جو سوئے سنور خدا

نتیجہ:

جناب بابا صاحب قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ اگر عاشقان حقیقی کا کوئی جسم چیرے تو اس سے ذرہ بھر لہو نہیں نکلے گا۔ کیونکہ جن کو معشوق حقیقی کے عشق کا رنگ چڑھ گیا ہے۔ ان میں دنیا کینفسانیت اور لذات کا لہو ہرگز نہیں ہوتا ہے وہ عشق کی آگ سے جل جاتا ہے۔ کیونکہ یہ آگ ایسی ہے کہ جہاں یہ لگ جاتی ہے۔ ماسوا خدا غیر ممکنات ہستی کو جلا کر راکھ بنا دیتی ہے۔ اور سارے جسم میں ذات الٰہی کی محبت اور عشق کا پرتو بڑھ کر رواں رواں میں سرایت کر جاتا ہے۔ اور رچت پچت ہو جاتا ہے۔ اور دوئی کو ہرگز گنجائش نہیں رہتی۔

(محلّہ ۳)

(۵۷)

☆☆☆

ایہ تن سبھو رت ہے رت بن تن نہ ہوئے

جو سوہ رتے آپنے تت تن لوبھ رت نہ ہوئے

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

پیدائش انسان کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ یہ جسم خون کا ہے۔ بجز خون کا ہونا محال ہے۔ لیکن جو خدا کی محبت سے رنگین ہیں۔ ان میں طمع کا خون نہیں ہوتا۔

شرح

"خلق الانسان من علق"

"انسان کو منجمد خون سے پیدا کیا

"صبغة الله ومن احسن من الله صبغة ونحن له عابدون"

(قرآن شریف) ہم نے لیا رنگ اللہ کا۔ اور کس کا رنگ اللہ سے بہتر ہے۔ اور ہم اس کی عبادت کرنے والے ہیں"

وہ محبت حق ہے جو حق کے لئے　　پاک ہو سب علت و اغراض سے
تحفہ دیدار حق ہے نیستی　　ہست حق تیرا سبق ہے نیسی
تو فنا موجودیت اپنی کو کر　　تاجمال حق ہو تجھ میں جلوہ گر
جب فنا ہو جائے گا اس کی حضور　　قرب کی نعمت سے ہو گا پر سرور

نتیجہ:

جناب باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ جسم سب خون ہے اور خون کے بغیر جسم میں نہیں ہوتا ہے۔ جو شخص اپنے خدا کی محبت سے رنگین ہو گئے ہیں۔ ان میں نفسانیت دنیا کا خون نہیں ہوتا ہے۔

Marfat.com

(۵۸)

☆☆☆

بھے سپئے تن کھیں ہوئے لوبھ رت وچوں جائے
جیوں بسنتر دھات سدھ وے موتیوں ہر کا بھودرمت میل گوائے

☆☆☆

ترجمہ:

خوف خدا کے بارہ میں

خوف خدا سے جسم ضعیف اور لاغر ہو جاتا ہے۔طمع کا خون جاتا رہتا ہے۔جس طرح کہ دھات آگ میں ڈالنے سے خالص ہو جاتی ہے۔اسی طرح خوف خدا کھوٹی سیل کو جلا دیتا ہے۔

شرح

"ومن تزکی فانما یتزکی لنفسہ"

"(قرآن شریف) جس شخص نے صفائی کی پس تحقیق اس نے اپنی جان کے واسطے صفائی کی"

جو بقائے حق سے برخوردار ہے — اس کے آگے یہ جہاں مردار ہے
جب تل دیوار ہے تن کی بلند — آپ مطلب سے تو ہے نا بہرہ مند
اس سے پاوے نہ جس دم تک نجات — کب میسر ہو تجھے آب حیات

Marfat.com

رمز مزتو اقبل مرتو ا ہے یہی   تا مرے پیش اجل با آ کھسی

نتیجہ:

چونکہ قسم قسم کے طعام کھانے اور لذیذ نعمتوں کے حظ اٹھانے سے نفسانیت زیادہ ہوکر فربہی ہو جاتا ہے۔ اس واسطے گوہر ہائے قلب بھی چربی سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ اور ہر وقت نفسانیت کے ایزاد کی خواہش رہتی ہے۔ اس لئے اول خدا کی طرف رجوع نہیں ہوتا ہے۔ لیکن جب ذکر الٰہی کے ساتھ پیر کامل کی توجہ اور تلقین اور جہد و ریاضت اور جذب عشق سے جسم اور دل کی چربی گداختہ ہوکر خارج ہو جاتی ہے۔ اور روئی کی طرح اڑ جاتی ہے۔ تو نفسانیت کم ہو جاتی ہے۔ اور روحی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ اس وقت تمام جسم ضعیف اور لاغر ہو جاتا ہے اور صاف ہو جاتا ہے جیسے کہ دھات کی میل آگ میں ڈالنے اور کئی ایک بار آگ دینے سے سڑ جاتی ہے۔ اور صاف شفاف نکل آتی ہے۔

(۵۹)

☆☆☆

فریدا تے جن سوہنے جے رتے ہر رنگ لائے

☆☆☆

ترجمہ:

محبان الٰہی کے بارہ میں

جناب باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ وہ آدمی عمدہ ہیں۔ جو عشق الٰہی سے رنگین ہیں۔

Marfat.com

شرح

"تلک الدار الاخرة نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقین"

"(قرآن شریف) وہ گھر آخرت کا ہے ہم دیں گے ان کو جو نہیں چاہتے بلندی زمین میں۔ اور نہ فساد اور آخرت پرہیزگاروں کے واسطے ہے"

عاشقوں کو بادۂ تحقیق ہے — عشق پنہاں ساقیٔ صدیق ہے
یہ جہاں ہے زندہ پیش کبریا — تو نے مردہ سمجھا ازراہ خطا
چاہتا ہے تو خریدار اپنا جو — حق سے بہتر مشتری کوئی نہ ہو
مول لے جو تیرے تن کی خاک و مول — بالعوض بخشے تجھے نقدی و مول
مول لے کر ایک تیرا سوز و آہ — سو طرح کا بخشتا ہے عزّ و جاہ

نتیجہ:

ایسے شخص تحسین اور آفرین کے قابل ہیں اور مقبول اور بارگاہ الٰہی ہیں۔ کیونکہ وہ عشق الٰہی کے رنگ سے رنگین ہو گئے ہیں۔

(٦٠)

☆☆☆

فریدا سوئی سرور ڈھونڈھ لوہ جتھے لبھی وتھ
چھپڑ ڈھونڈے کیا ہوئے چکڑ ڈبے ہتھ

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

پیر کامل اور معبود حقیقی اور باطل کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ وہ مرشد پکڑو جس سے کچھ ملے۔ چھپڑ میں ہاتھ مارنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ ہاتھ پلید ہوتے ہیں۔

شرح

"واعبدو والله ولا تشر کو به شیئا"

"(قرآن شریف) اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کچھ شرکت نہ کرو"

کر عبادت ہر گھڑی اللہ کی — شرک اس کے ساتھ کر نہ تو کبھی
پیر بن ہر گز نہ کر تو یہ سفر — ہے یہ راہ پر آفت و خوف و خطر
بار بار دیکھی ہے تو نے گرچہ راہ — پر نہ بے رہبر تو ہو از بس تباہ
ہاتھ میں ہو کاملوں کے خاک زر — جو زر ناقص ہے مٹی سے بہتر
جو کہ ہیں مقبول رب دو جہاں — کام ان کا کام حق ہے بے گماں
دست ناقص پنجہ شیطان ہے — کیونکہ وہ مکار عبدنان ہے
جہل دانش دانش اس کی جہل ہے — علم نااہلوں کا بھی نا اہل ہے

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ قدس اللہ سرہ نے حبس کبیر پنج سالہ سے نکلوائے جانے اور خلافت کلی مجددی اور خطاب زہد الانبیا عطا ہونے کے وقت بابا غریب نواز ھند الولی

Marfat.com

صاحب اور بابا قطب صاحب کی حضور میں حاضر ہوتے ہی یہ شلوک فرمایا ہے کہ ایسا مرشد تلاش کرو کہ جس کی پیروی کے توسل سے معرفت نامہ اور وصل حق حاصل ہو کیونکہ ایسا مرشد بقا باللہ ہے۔ جو کہ درجہ بقائی تک پہنچا سکتا ہے۔ اگر کوئی معبود باطل کی پرستش اور عبادت کرے گا۔ اور نامکمل مرشد کی پیروی بجالاوے گا۔ تو جیسے چھپڑ میں ہاتھ ڈالنے سے کیچڑ میں آلودہ اور خراب ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح معبود باطل کی عبادت اور نامکمل مرشد کی پیروی سے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ اور بجائے فائدہ کے سراسر نقصان اٹھاوے گا اور ہر دو جہان میں خسارہ پاوے گا۔

(٦١)

☆☆☆

فریدا ننڈی کنت نہ راویو وڈی تھی ہوئی آس

دھن کو کیندی گور میں تے سہ نہ ملی آس

☆☆☆

ترجمہ:

خدا سے غافل ہونے اور قبر کے پکارنے کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ جس عورت نے چھوٹی عمر میں خدا کی یاد نہیں کی۔ اور بڑی ہو کر اس کی خواہش جاتی رہی۔ اور اسی میں مرگئی۔ اس کو قبر یہ پکارتی ہے کہ تو خدا سے تو عالم حیات میں نہ ملی اب مجھ سے تو مل۔

Marfat.com

شرح

" الذین اتخذو دینھم لھوا ولعبا وغرتھم الحیوۃ الدنیا فالیوم ننسھم کما نسوالقاء یومھم ھذا وما کانو بایتنا یحجدون"

"(قرآن شریف) جنہوں نے پکڑا دین اپنا تماشا اور کھیل اور فریب دیا زندگی نے۔ پس آج بھول جاویں گے ہم ان کو جیسا کہ وہ اپنے اس دن کی ملاقات کو بھول گئے۔ اور ہماری نشانیوں سے انکار کرتے تھے۔"

جب خیال بد ہو تیرا رہنما
ہو خیالوں سے تیرے تجھ پر بلا

بھوک میں ہوتا ہے تو مثل کلاب
تندو بد پیوند بدرگ لے حساب

سیر ہوتا ہے تو پھر مردار ہے
بے خبر چوں صورت دیوار ہے

پس کبھی مردار گا ہے سگ ہے تو
کیوں رہ شیروں میں خوش تگ ہے تو

نفس تیرا سگ ہے گیرندہ شکار
استخواں کم دے اسے اے ہوشیار

سگ اگر بھوکا نہ ہو سرکش رہے
صید کو تیرے لئے کم تر کرے

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ جب عمر کی چھوٹی اور جوان اور جمیلہ اور اعضاء میں قوت تھی۔ اس وقت اپنے مالک خدا کی عبادت نہ کی۔ اور اس کے وصل کی طالب نہ ہوئی۔ لیکن جب بڑی ہوگئی تو آتش شوق وصل بباعث ضعیفی کم ہوگئی۔ اور حرص دنیا کی کم ہوگئی۔ اور وہ رونق اور بشاشت جو چہرہ پر برس رہی تھی۔ اور ہر ایک شخص کو مقتول کرتی تھی، کم ہوگئی۔ تب قبر روح عورت کو یہ پکارتی ہے کہ جب تجھے اس جہان میں بذریعہ مرشد وصل خدا کا شوق نہ ہوا۔ تو پھر مجھ میں قیامت تک پڑا رہنے سے ہرگز وصل نہیں ہوگا۔ اور اگر تجھ کو وصل

Marfat.com

حاصل کرنا ہے۔تو مجھ میں آنے سے پیشتر حاصل کر لے۔ورنہ میرے سے ہی وصل رہے گا۔

(٦٢)

☆☆☆

فریدا سر پلیا داڑھی پلی مچھاں بھی پلیاں
رے من گیلے باوے مانیہہ کیار لیاں

☆☆☆

ترجمہ:

پیری کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ سر کے بال اور ڈاڑھی اور موچھیں سفید ہو گئیں۔اے دل غافل اب تو کیا خوشیاں کر رہا ہے

شرح

"(قرآن شریف)"

خلق مثل دیو شہوت سلسلہ کھینچتی اس کو بد کان وغلہ
کھینچتی ہے اس کو سوئے نیک و بد قول الحق فی جیدھا حبل من مسد
ہے یہ دنیا جاہل و جاہل پرست ہے وہ عاقل تر جو دے اس سے دست

Marfat.com

رحمت حق ہے برائے گر یہ ہا روکہ تاہو بحر رحمت جوش وا
تانہ ہووے ابر کب ہو خوش چمن تانہ روئے طفل کب پہنچے لبن
چاہتا ہے تو اگر مشکل کا حل گل سے ہوتا کار محرومی بدل
روکہ ہے موقوف زادی جملہ کار بے تضرع ہو نہیں تو کامگار

نتیجہ:

باباصاحبؒ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اب میری پیری اور رحلت کا وقت نزدیک آ گیا ہے۔ کیونکہ سر اور ڈارھی اور موچھوں کے بال سفید ہوگئے ہیں۔ اے غافل روح تو پھر کیا خوشیاں کرتا پھرتا ہے کیا تجھے موت یاد نہیں؟ اور زادراہ کا فکر نہیں ہے

(۶۴)

☆☆☆

فریدا کوٹھے دھکن کیتڑا پر نیند ڑی نواڑ
جو دینہ لدھے گانوے گئے دلاڑ دلاڑ

☆☆☆

ترجمہ:

دنیا کی ناپائیداری اور گذرنے میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ کوٹھوں پر دوڑنا کب تک اور نوار کے پلنگ پر غافل ہوکر کب تک ہوگا۔ یہ جس قدر زندگی کے دن ہیں تجھے شمار ہوکر ملے ہیں۔ اور پکار پکار کر جاتے ہیں۔

Marfat.com

شرح

"ویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون"

"(قرآن شریف) افسوس ہے ان کے واسطے جو کچھ انہوں نے کمایا۔ اور افسوس ہے ان کے واسطے جو کچھ کمار ہے ہیں"

نفس کی خواہش میں جب تو غرق ہے — تجھ میں اور سگ میں بھلا کیا فرق ہے
نفس یہ سگ ہے اسے زندہ نہ چھوڑ — دشمن جاں ہے تو اس سے منہ کو موڑ

خاک کو کھاتے رہے ہم عمر بھر
خاک کھائے گی جبھی جاویں گے مر

نتیجہ:

بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ کب تک کوٹھوں پر دوڑو گے اور کب تک لہو ولعب اور بے فکری میں رہو گے۔ اور راحت کے بستر پر آرام سے سوؤ گے کیونکہ حیات کے نفس جو گنتی کے ملے تھے۔ وہ کھیل کود اور کوٹھوں پر دوڑنے اور سونے میں گذر گئے۔

(۶۴)

☆☆☆

فریدا کوٹھے منڈپ ماڑیاں ایت نہ لائے چت
مٹی پئی اتو لوی کوئی نہ ہوسی مت

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

مال دنیا کی طرف متوجہ ہونے اور آخر فناہ کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ محلوں اور ماڑیوں اور اسباب دنیا میں دل نہ لگاؤ۔ یہ تو بےوزن خاک پڑی ہے۔ عاقبت کا کوئی دوست نہیں ہے۔

شرح

"کل شئی ھالک الا وجھه ولاہ الحکم والیه ترجعون"؟

"(قرآن شریف) اس کی ذات کے سوا ہر ایک شے فانی ہے۔ اور اسی کے واسطے حکم ہے۔ اور اسی کی طرف رجوع کروگے"

ہے جہاں محدود بے حد ہے خدا
کل شیٔ غیر وجہ اللہ فنا

ہستی حق میں تو وطن اپنا بنا
دفن کر اس میں انانیت کو جا

رنج ہے اک گنج دولت بیگماں
پر سمجھتے ہیں اسے کب کو دکاں

کھیل کا اطفال جب سنتے ہیں نام
دوڑتے ہیں چوں خران بے لگام

اے خران کور ہے اس سمت غار
منتظر دشمن ہے کرنے کو شکار

غیب سے پیری ہوئی تجھ پر عیاں
ہو گئی عمر جوانی رائیگاں

عالم گل سے برآ دل صاف کر
کچھ نہیں حاصل ہے دنیا کا ثمر

دل عجائب خانہ آباد ہے
دل اگر ہوشیار ہے تو شاد ہے

سبز دل کر دل ہے طرفہ لالہ زار
دیکھ کیا کیا اس میں ہے رنگین بہار

عشق اس زندہ کا کر تو اختیار
جو نہ ہو ہرگز کبھی خاکی مزار

Marfat.com

عشق تیرا ہے جو اس موجود پر وصف حق ہے اس میں جیسے مس پہ زر

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ کوٹھوں اور حویلیوں اور اٹاریوں اور دنیا کی نعمتوں میں دل نہیں لگانا چاہیے۔ کیونکہ مرنے کے بعد یہ سب مسمار ہو کر سطح زمین کے برابر ہو جاویں گے۔ اور ڈھیر کے ڈھیر دکھائی دیں گے۔ اس وقت تیرا کوئی دوست نہ ہوگا۔ جو تجھ کو عذاب سے چھڑاوے۔

(۶۵)

☆☆☆

فریدا منڈپ مال نہ لائے مرگستان چت دھر
سائی جائے سمھال جتھے ہی توں ونجنا

☆☆☆

ترجمہ:

قبر کے فکر اور اس کے ساز و سامان کے انتظام میں؟

جناب باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ محلوں پر دولت مت لگا۔ قبرستان کو یاد کر۔ اور اسی جگہ کا انتظام کر جہاں کہ تو نے جانا ہے۔

Marfat.com

شرح

"الیٰ اللہ مرجعکم وھو علی کل شیئی قدیر"

"(قرآن شریف) اللہ کی طرف تمہارا مرجع ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

"ففرو الی اللہ"

"پس اللہ کی طرف بھاگو"

کیسی ہے یہ جہاں غفلت کی جا — مستی و پندار میں سب مبتلا
عزت اس دنیا کی ہے کفر و حرام — دیں اگر چاہے تو کر ذلت مقام
ہے تکبر خواستگار جاہ و مال — کور کو کوری سے ہے حاصل کمال
پیشوا اس راہ کا ابلیس تھا — جس نے پہلے جاہ و منصب کو لیا
عجز آدمؑ نے کیا حق کو پکار — خاک ہوں میں خاک اے پروردگار
یہ تعلق سب حجاب راہ ہے — جہد کر جو طالب درگاہ ہے

دل کو اپنے درد دلبر میں جلا
تب بقا سے اس کے پالے تو بقا

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ ان حویلیوں اور مال و دولت سے دل نہیں لگانا چاہیے۔ مرگھٹ اور قبرستان کی طرف دل کو لگانا چاہیے اور اسی جگہ کا ساز و سامان تیار کرنا چاہیے۔ جہاں کہ آ کر جانا ہے اور ہمیشہ کے لیے رہنا ہے۔ یعنی اگر دنیا حاصل نہیں ہوئی تو آخرت کا فکر ضروری ہے۔

Marfat.com

(۶۶)

☆☆☆

فریدا جنھیں کمیں ناہیں گن تے کمڑے وساڑ

مت شرمندہ تھیوہی سائیں دے دربار

☆☆☆

ترجمہ:

بداعمال کے ترک کرنے میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔کہ جس کام میں تجھے کچھ حاصل نہ ہو۔وہ چھوڑ دوتا کہ تو قیامت کبریٰ کوخدا کی درگاہ میں شرمندہ نہ ہو۔

شرح

"واذکر اسم ربک و تبتل الیه تبتیلا"

"(قرآن شریف) اپنے پروردگار کا نام یاد کرو۔اوراس کی طرف کلی علائق سے منقطع ہوجاؤ۔"

"واذکر ربک فی نفسک تضرما وخیفه ودون الجهر من القول بالغدو والاصال ولا تکن من الغافلین"

"(قرآن شریف) اوراپنے پروردگار کواپنے دل میں روکراورڈرکراورخاموش ہوکرصبح وشام یادکراورغافلوں سے مت ہو"

Marfat.com

جن عزیزوں نے کیا ترک وجود
ان کے اے نہ و ماہ اندر سجود

جس کے تن میں مر گیا ہے نفس کبر
اس کے ہیں فرمانبرداں خورشید ابر

جو تجھے مطلوب ہے قرب خدا
ہستی موہومہ دے اپنی جلا

تیری ہستی حق کی ہستی میں فناہ
ایسے ہو جیسے مس اندر کیمیا

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ برے عمل ہرگز نہ کراور دنیا کی حرص میں اپنی زندگی کے گوہر ہائے بے بہا ضائع مت کر۔ مبادا سائیں کے دربار میں شرمندہ ہونا پڑے۔ اور دخل نہ ملے۔ آخرت سے محروم رہ جائے۔ اور اس کے عوض گونا گون مصائب اٹھانے پڑیں۔ اس واسطے ظاہرؔ و باطن اعمال حسنہ حاصل کراور اعمال بد سے تارک ہو''

(٦٧)

☆☆☆

فریدا صاحب وی کرچا کری دل دی لاہ بھراند
درویشاں نوں لوڑیئے رکھاں دی جیر اند

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

معرفت اور توحید کے حاصل کرنے اور غیرت کے دور کرنے میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ خدا کا حکم مان۔ اور دل سے غیریت دور کر۔ فقیروں کو درختوں کی طرح دکھ اور درد برداشت کرنا چاہیے

شرح

" فلا تدعو من دون الله ما لا ینفعک و لا یصرفک"

" (قرآن شریف) پس اللہ کے سوا تو اس چیز کو مت پکار۔ جو نہ تجھ کو نفع دے۔ اور نہ تیرا نقصان کرے"

حق کے آگے چھوڑ تو ماؤ منی
اس کے آگے کیا بھلا ہستی تیری
ہو فنا تو ذات میں اس کے اگر
ہو عطا پھر تجھ کو ملک و مال و زر
ہو کہاں باریک ہستی جمل
جز بمقراض ریاضت و عمل
ہے خودی میں جب تلک تجھ کو قرار
یہ دوئی تیری کرے گی تجھ کو خوار

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ خدا کی عبادت کر اور یک طرف ہو کر اس میں مشغول ہو اور حرص دنیا دل سے دور کر کے اور کسی سے سروکار مت رکھ۔ اور کسی کو اپنا مت جان اور اس جہان کو فانی سمجھ کر اور گوشہ گزین ہو کر اپنے آپ کو ایسا خیال کر کہ میں ایک لق و

Marfat.com

دق بیابان میں بیٹھا ہوں۔ کیونکہ درویشوں کو درختوں کی مانند دکھ اور درد نیا ہی سہنا چاہیے۔

(٦٨)

☆☆☆

فریدا کالے مینڈے کپڑے کالا مینڈا ویس
گنہی بھریا میں پھراں لوک کہن درویش

☆☆☆

ترجمہ:

کسر نفسی سالک کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ سیاہ میرے کپڑے اور سیاہ میرا لباس ہے میں تو گنہگار ہوں۔ لوگ مجھے درویش کہتے ہیں۔

شرح

" الانسان مرکب من النسیان و الخطاء "

" (حدیث شریف) انسان بھول اور خطا سے مرکب ہے"

"انا عرضنا الامانة علی السموات والارض و الجبال فابین ان یحملنها و السفقن ملها وحملها الانسان انه کان ظلوما جهولا"

" (قرآن شریف) تحقیق ہم نے امانت کو آسمان اور زمینوں اور پہاڑوں کے روبرو پیش کیا۔ پس انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور وہ اس سے ڈر گئے اور اس کو

Marfat.com

انسان سے اٹھالیا۔ تحقیق وہ اپنے پر بڑا ظالم اور جاہل ہے

آخرت ہے اس شخص کے واسطے　　ذکر حق جس کے سینہ میں بسے
ہفت رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو　　معرفت میں حق کے تیز آہنگ ہو
پھر تو ہو گا اور ہی کچھ تیرا رنگ　　ہاتھ آئینے جواہر جائے سنگ

نتیجہ:

جناب بابا صاحب قدس سرہٗ نے اس شلوک میں عاجزی اور کسر نفسی ظاہر کی ہے کہ کپڑے تو میرے کالے ہیں اور کالا بھیس بنایا ہوا ہے۔ اور لوگ مجھے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک باصفا درویش ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ میں اپنے گناہوں سے پر ہو کر سیاہ ہو رہا ہوں۔ اور خلقت سے تنہائی پسند ہوں۔ ایسے کپڑے میں نے اس واسطے پہنے ہیں۔ تا کہ مجھے ہر شخص گناہگار خیال کر کے میرے سے دور رہے۔ اور کسی کو میرے گناہوں کا اثر نہ پہنچے۔

(۶۹)

☆☆☆

تتی توے نہ پلوے جے جل ٹبی دے
فریدا جوڈو ہاگن رب دی جھوریندی جھورے

☆☆☆

ترجمہ:

موت کے بعد طالبان دنیا کے حسرت کے رہنے کے بارہ میں

پانی کی ماری ہوئی فصل ہری نہیں ہوتی۔ خواہ کتنا ہی پانی دیا جاوے

Marfat.com

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ جو دنیا میں خدا کو یاد نہیں کرتے وہ بعد مرگ حسرت میں رہیں گے۔

شرح

"یحسرة علی العباد مایا بینھم من رسول الا کانو بہ یستھسون"

"(قرآن شریف) اے افسوس ہے بندوں پر کہ نہ آیا ان کے پاس کوئی رسول مگر اس کو تمسخر کرتے تھے"

اے سگ دنیا نہ ہو مغرور مال ۔۔۔ پیر موجب سگ تو گر جاتے ہیں بال
زندگی ہے جب تلک خالی نہ ہو ۔۔۔ کب کرے حاصل تو وصل یار کو
صورت فانی تیری اصل الاصول ۔۔۔ تو نہیں معنے سمجھتا اے فضول
ہے اگر بینا حقیقت کر قبول ۔۔۔ چھوڑ مرکب صرف پالاں پر نہ بھول
زنگ دل سے ہے بھرا تیرا قیاس ۔۔۔ کب تو سمجھے اس کو بھا اے حق شناس
اے جس نے عبادت خدا کی نہ کی ۔۔۔ خسرت ہے حسرت دو جہاں میں رہی

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر چھوٹی کھیتی بہت پانی دینے سے ڈوب کر جل جاوے تو وہ پھر نہیں پلتی ہے۔ اور پھل بھی نہیں دیتی ہے۔ جیسا کہ ڈوہاگن یا بیوہ عورت کے باعث نہ ہونے خاوند کے نہ ہونے ہر وقت خواہش کی آگ میں جل کر بھٹکتی رہتی ہے اور آرام نہیں پاتی ہے۔ اور ہر وقت نعمت ہائے دنیا کی لذتوں کی خواہش میں جلتی رہتی ہے۔ کیونکہ اس نے اپنے خاوند سے منہ موڑ کر غیروں سے پریت لگائی ہے۔ اور یہ پریت ایسی ہے۔ جیسے کہ پانی سے جلی ہوئی کھیتی کا نہ پلنا۔ اور نہ پھل لگنا۔

Marfat.com

(۷۰)

☆☆☆

جان کواری تاں چاؤ وواہی تان معاملے

فریدا ایہو پچھوتاوٗ وت کواری نہ تھئے

☆☆☆

ترجمہ:

وصل خدا سے محرومی کی حسرت میں

جب کنواری تھی تو بیاہ کا شوق تھا۔ بیاہ ہوا تو معاملہ پڑا۔

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ پھر یہ حسرت دل میں ہوئی کہ مبادا کنواری پھر نہ ہو جائے

شرح

'' ربنا لا تزغ قلوبنا بعداد هديتنا وهب لنا من لدلک رحمتة انک انت الوهاب''

''(قرآن شریف) اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو کج مت کر اس سے پیچھے کہ تو نے ہم کو راہ دکھایا۔ اور ہمارے واسطے اپنے پاس سے رحمت بخش تحقیق تو بخشش کرنے والا ہے''

چھوڑ دے ماؤ منی تو اے عزیز　　　اصل کی تا تجھ کو ہو حاصل تمیز

Marfat.com

خلق کا عزو شرف ہے عاریت   امر کا عزو شرف ہے ماہیت
روح عیسیٰ تجھ سے ہے نزدیک تر   لے مدد اس روح سے چاہے اگر
لیک پیکار تن پہ استخوان   دل پہ عیسیٰ کے نہ رکھ تو ہر زمان
یہ بدن تیرا ہے خیمہ روح کا   یا سمجھ اس کو سفینہ روح کا

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔کہ جب نومرید کنواری عورت نے کسی مرشد سے دست بیعت نہ کی تھی اور روح اور خدا کی یکتائی اور فنا کی تلقین کا عقد نکاح نہیں باندھا تھا۔تو اس کو اپنے خاوند خدا کے ساتھ واصل اور یکتا ہونے کا نہایت ہی شوق تھا۔لیکن جب دست بیعت اختیار کی۔اور روح اور خدا کی یکتائی کے بیاہ کی تعلیم حاصل کی تو حسب ارشاد مرشد کی جہدو ریاضت کرنی پڑی۔اور قبض وبسط اور امتحانات اور ہجر کی ھزارہا تکلیفات خدا کے وصل کے ملاوہ تک برداشت کرنی پڑیں۔اور جب قرب اور وصل کا مکلاوہ ہوا تو پھر شیطان نفس کے غلبہ سے خائف ہو کر یہ افسوس ہوا۔کہ کبھی ایسا نہ ہو کہ پھر کنواری ہو جاوے۔اور بار بار حیات اور ممات کے دکھ اٹھانے پڑیں۔اور ویسی ہی تکلیفات خدا کے شوق اور ہجر اور وصل میں سہنی پڑیں۔کیونکہ شیطان مرتے دم تک آدمی کا پیچھا نہیں چھوڑتا ہے۔

Marfat.com

(۱۷)

☆☆☆

کلر کیری چھپڑی آؤ لتھے ہنجھ
چنجو بوڑ نہ پیوہین اڈن سنڈی ونجھ

☆☆☆

ترجمہ:

عاشقان الٰہی کے بارہ میں

آب شور کی چھپڑی پر ہنس جانور آ کر بیٹھ گئے۔ وہ چونچ ڈبوتے ہیں۔ پیتے نہیں۔اڑنے کو تیار ہیں۔

شرح

"واتبع سبیل من اناب الی. ثم الی مرجعکم فانبئکم بما کنتم تعملون"

"(قرآن شریف) پیروی کر راستہ اس شخص کی جو رجوع کراتا ہے طرف میری پھر طرف میری پھر آنا ان کا پس خبر دوں گا میں اس سے کہ کرتے تھے"

"قد افلح من تزکا و ذکر اسم ربہ فصلی"

"(قرآن شریف) پس رہائی پائی اس شخص نے جس نے صفائی کی اور اپنے پروردگار کا نام یاد کیا اور نماز پڑھی"

Marfat.com

مسجد اعلیٰ ہے قلب اولیا
سجدہ گاہ جملہ جس میں ہے خدا

تیغ اصلی ہے سلاخ اولیا
دیکھنا ان کا تجھے ہے کیمیا

عشق کوشش پنج سے کیا کام ہے
اس کو جذب یار سے آرام ہے

ہے یہی مضبوط قول راستاں
ہیں رسولؐ پاک دانائے جہاں

ان کو یہ تن چھوڑ دینا سہل ہے
کیونکہ وہ زنداں سمجھتے ہیں اسے

نتیجہ:

جناب باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔کہ طالبان خدا رنج والم کے آب شور کی بھری ہوئی چھپڑی یعنی عالم ناسوت میں وصل خدا کی تمنا سے ہنس جانور کی طرح مخلوق ہو کر آئے ہیں۔اس واسطے جہاں تک ہو سکے کسی نہ کسی طرح وصل خدا اور محبت الٰہی حاصل ہو۔اس وجہ سے وہ دنیا کو تکلیف دہ اور دارالمحن سمجھ کر ترک کر دیتے ہیں۔اور مرنے کا فکر درپیش ہے۔ اس باعث سے وہ دنیا کی ظاہراً شہد جیسی شیریں نعمتوں کو مطلق مس نہیں کرتے ہیں۔بدیں خیال کہ مبادا ان میں مگس کی طرح پھنس جاویں ور پھر نکل نہ پاویں۔اور وصل خدا سے نامراد رہ جاویں۔

(۷۲)

☆☆☆

ہنس اور کو دھرے پیا لوک و ڈارن جائے
گہلا لوک نہ جاندا ہنس نہ کو دھرا کھائے

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

عارفاں باللہ کے بارہ میں

ہنس اڑ کر غلہ کودھرا میں پڑا۔ اور لوگ اس کو اڑاتے ہیں۔ بیوقوف لوگ یہ نہیں جانتے کہ ہنس کودھرا نہیں کھاتا۔؟

شرح

" الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون الذین امنوا و کانو یتقون. لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ"

"(قرآن شریف) خبردار تحقیق دوست خدا کے نہ ان پر خوف ہے۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ کہ ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے تھے ان کے واسطے زندگی دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے"

نیک تجھ کو صحبت نیکاں کرے — نار خندان باغ کو خندان کرے
باغ دنیا جان ہے زندان تیرا — جاہ و مکنت ہے بلائے جان تیرا؟
دوستی پاکوں کی حاصل کر بجاں — دل نہ دے ہرگز بجز اہل دلاں
نور حق ہے اصل قوت انسان کا — قوت حیوانی نہیں اس کو ملا
نور نور چشم حس ہے نور دل — نور دل سے نور دیدہ مشتعل
نور نور دل ہے نور کبریا — نور حس و عقل سے جو ہے خدا

Marfat.com

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔کہ جب سالکان راہ خدا اتفاقاً لوگوں کے گھروں میں کسی چیز کی خواہش میں ہوکر جاتے ہیں۔تو وہ انہیں تشنیع وطعن سے کہتے ہیں کہ مردان خدا دنیا کی نعمتوں کا ذرہ بھر بھی خیال نہیں رکھتے ہیں۔تم ہمارے ہاں کیوں آئے ہو۔وہ سادہ لوح اور غافل دنیا کے لوگ یہ نہیں جانتے۔کہ عارفان باللہ تو دنیا کی نعمتوں کی بو بھی نہیں لیتے ہیں۔کیونکہ وہ عشق الٰہی کی شراباً طہوراً سے ہمیشہ مست رہتے ہیں۔

(۷۳)

☆☆☆

چل چل گیاں پنکھیاں جنہیں وسائے تل
فریدا سر بھریا بھی چل سی تھکے کول اکل

☆☆☆

ترجمہ:

بجز ذات خدا کل اشیاء کے فناہ کے بارہ میں

سب فانی ہو گئے۔جنہوں نے علاقے آباد کئے۔باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ جہان کا بھرا ہوا تالاب بھی فناہ ہو جاوے گا۔لیکن فقیر نہیں مریں گے۔

Marfat.com

شرح:

"وکم اھلکنا قبلھم من قرنٍ ھم اشد منھم بطشا فنقبو فی البلاد ھل من محیص"

"(قرآن شریف) اور بہت ہلاک کئے ہم نے ان سے قرن کہ وہ بہت سخت تھے۔ ان سے پکڑنے میں۔ پس چھید ڈال دیا انہوں نے شہروں میں کیا ہے جگہ بھاگ جانے کی۔"

"وکم اھلکنا قبلھم من قرن ھل تحس منھم من احد اوتسمع لھم رکزًا"

"(قرآن شریف) اور بہت ہلاک کئے ہم نے پہلے اس سے کئی قرن کیا دیکھتا ہے تو ان میں سے کسی کو یا سنتا ہے۔ تو ان کے واسطے کھڑکا"

مرگ و رجعت تجھ سے ہے مردم بہم
مصطفٰی کہتے ہیں دنیا ایک دم
ہے تجدد اس جہاں کو دم بدم
بے خبر اندر بقا اس نو سے ہم
ہے وہ عاقل جس نے پکڑا قعر چاہ
گوشۂ تاریک ہے دل کی پناہ
ظلمت چاہ خوش زظلمت ہائے خلق
سر وہ مارے جو کہ پکڑے پائے خلق
معنی الترک راحت گوش کر
بعد ازاں جام بقا کو نوش کر
چھوڑ اس مردار کو بہر مکاں
شیشہ پندار کو توڑ اے فلاں

نتیجہ:

جناب باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایسے ایسے اشخاص جنھوں نے ہزارہا علاقے آباد کئے تھے۔ اس جہان فانی سے راہی ملک بقا ہوئے۔ اور یہ کل جہان کا تالاب جو کہ

Marfat.com

طرح طرح کی نعمتوں اور لذتوں اور خواہشوں اور اقسام اقسام کی مخلوقات کے ذی روح ذوالعقول اور ذی روح غیر ذوالعقول جانوروں سے لبالب بھرا ہوا ہے۔ فنا ہو جاوے گا۔ لیکن فقیر نہیں مریں گے۔ صرف واحد خدا باقی رہ جاوے گا۔

تشریح نتیجہ:

موت کیا ہے؟ خدا سے غفلت۔ حیات کیا ہے؟ ذات حق میں فنا۔ جس شخص نے اس جہان میں کسی مرفوع الاجازت راہبر کامل سے دست بیعت نہ کی۔ اور یک طرف ہو کر یاد خدا میں دل نہ لگایا۔ وہ ہر دو جہان میں اندھا ہی رہے گا۔ دیدار خدا ہرگز نہیں پاوے گا اور وصل سے محروم رہ جاوے گا۔ اور ایسی زندگی حاصل کرے گا کہ جس میں نہ تو ہمیشہ جینا اور نہ ہمیشہ مرنا ہوگا۔ پل پل پر طرح طرح کے عذاب کا اٹھانا ہوگا۔ اور پھر وصل الٰہی کا موقع نہ پانا ہوگا۔ جس شخص نے بوسیلہ مرفوع الاجازت شیخ کامل جہد و ریاضت کر کے ہر سہ مدارج کی فنا تامہ حاصل کر لی ہے اور درجہ بقا میں پہنچ گیا ہے۔ وہ حیات طیبہ سے سرفراز و مشرف ہو گا۔ اور دائم قائم صفت لایزالی سے موصوف ہوگا۔ جو کہ سورۂ نحل میں آیت قرآن سے ثابت ہے۔

(۷۴)

☆☆☆

فریدا اٹ سرہانے بھویں سون کیڑا لڑیو ماس
کیتڑیاں جگ وا پڑے اکت پیان پاس

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

خواب قبر کے بارمیں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ قبر میں اینٹ کا سرہانہ ہوگا۔ اور سانپ اور کیڑے لڑیں گے۔ اور ایک ہی کروٹ پر پڑے ہوئے ہزاروں برس گذر جاویں گے۔

شرح:

"قال فیھا تحیون و فیھا تموتون و منھا تخرجون"

"(قرآن شریف) کہا اس میں زندہ رہو گے اور اس میں مرو گے۔ اور اس سے نکالے جاؤ گے۔"

"ثم اماته فاقبره ثم اذا شاء انشره"

"پھر اس کو مارا۔ پھر اس کو دفن کیا۔ پھر جس وقت چاہے گا زندہ کرے گا۔"

سر موتوا قبل موتوا ہے یہی بعد مرنے کے تجھے پہنچے یہی

یاں نہیں کچھ سود مرنے کے سوا مکر تیرا کب چلے پیش خدا

ہے عنایت حق کی مشروط ممات ہے مجرب یہ دوا پیش ثقات

بلکہ مرنا بھی نہیں بے بزل حق موت کو بھی جان لے تو فضل حق

راہ یہ بے راہ ہے پر صد خطر

چاہیئے دانا تجھے اک راہبر

Marfat.com

نتیجہ:

باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ نے زمین پر پڑے ہوئے کیرالڑنے کے وقت یہ شلوک فرمایا ہے کہ آج تو زمین پر پڑا ہے۔ اور اینٹ کا سرہانہ ہے اور ایک کیڑا لڑ گیا ہے۔ اس کی درد کو برداشت نہیں کرسکتا ہے۔ اور شکر خدا ادا نہیں کرتا۔ دل سے غور کر اس وقت تیرا کیا حال ہوگا۔ جب کہ تجھے قبر میں ایک ہی طرف پڑے ہوئے ہزار ہا برس گذر جاویں گے۔ اور بے شمار کیڑے اور سانپ اور بچھو کاٹ کاٹ کر کھاویں گے۔

(۷۵)

☆☆☆

فریدا بھنی گھڑی سونوی ٹٹی ناگر لج
عزرائیل فرشتہ کے گھر ناٹھی اج

☆☆☆

ترجمہ:

حضرت عزرائیل علیہ السلام کے بارہ میں؟

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ منقش گھڑی توڑ دی جاوے گیا ور عمدہ رسی ٹوٹ جاوے گی۔ عزرائیل فرشتہ آج کس کے گھر آتا ہے۔

Marfat.com

شرح:

"لکلّ امة اجل فاذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة و لا یستقدمون"

"(قرآن شریف) ہر ایک امت کے واسطے وقت مقررہ یا موت ہے۔ پس جس وقت ان کا وقت مقررہ یا موت آتی ہے۔ وہ ایک گھڑی پیچھے نہیں رہتی ہے اور نہ وہ آگے بڑھتی ہے۔"

"قل جاء الحق و ذهق الباطل ان الباطل کان زهوقاً"

"(قرآن شریف) کہہ آیا حق اور باطل نابود ہوا تحقیق باطل ہے نابود ہونے والا"

تشریح شرح:

حق سے مراد اثبات ذات حق اور باطل سے ہستی موہومہ

یاں تجھے اک مرد کامل چاہیے ۔ چشم بینا روشن دل چاہیے
یہ جہاں مکار ہے وار الفریب ۔ مرد کو لازم نہیں اس پر شکیب
واسطے لعمہ کے دیکھو مکر کر ۔ بر لب دریا بنے مردہ مگر
یہ جہاں دکھلا کے اپنا رنگ و بو ۔ دام میں لاتا ہے کیسا موبمو
مکر کو اپنے تو کر دے دل سے دور ۔ ہو فنا حق کی عنایت کے حضور

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ نے ایک روز فرشتہ عزرائیل کو کسی کی جان قبض کرنے کے

Marfat.com

واسطے آتے ہوئے دیکھ کر یہ شلوک زبان گوہر فشان سے فرمایا۔ کہ آج کوئی خوبصورت منقش گھڑی جسم کی پھوٹ جاوے گی۔ اور دم کی عمدہ رسی بھی ٹوٹ جاوے گی۔ کیونکہ فرشتہ موت کسی گھر میں مہمان ہو کر جاتا ہے۔ اور کسی شخص کی قبض جان کی ضیافت سے لذت اٹھاوے گا۔

تشریح نتیجہ:

موت کیا ہے؟ اسقاط الاضمانات اور اثبات ذات عین اور فنائے غیریت:

(۷۷)

☆☆☆

فریدا بھنی گھڑی سونوی ٹٹی ناگرلج

جو سجن بھوئے بھار تھئے سے کیو آنوہ اج

☆☆☆

ترجمہ:

قبض روح کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ خوبصورت منقش گھڑی توڑ دی گئی۔ اور عمدہ رسی بھی ٹوٹ گئی۔ جو پیارے مردہ ہو کر زمین میں پڑ گئے ہیں۔ وہ کیوں آج واپس آئیں گے۔

Marfat.com

شرح:

"قل جاء الحق ومبدی الباطل وما یعید"

"(قرآن شریف) کہہ آیا حق نہ پہلی بار پیدا کرتا ہے معبود باطل اور نہ دوبارہ کرے گا"

تشریح شرح:

حق سے مراد اثبات ذات حق اور باطل سے مراد ہستی موہومہ

"الا کل شیی ما خلا اللہ باطل. ان فضل اللہ غیم باطل"

"خبردار خدا کے سواسب کچھ باطل ہے۔ تحقیق اللہ کا فضل برسنے والا بادل ہے"

لے نہ تو اس دل پہ داغ گنج و مال
سرمئہ مازاغ کو آنکھوں میں ڈال

یہ جہاں اک چاہ ہے تاریک و تنگ
مثل یوسف چھور اس کو بید رنگ

جب کہ تو اس چاہ سے ہو گا بدر
بانگ یا بشریٰ سے ہو گا بہرہ ور

عارفان حق ہیں اہل کیمیا
بے حقیقت جن کے آگے کا نہا

نتیجہ:

جب ملک الموت جان قبض کر چکا۔ تو اس وقت جناب باباصاحبؒ نے یہ شلوک فرمایا کہ جسم کی ایک خوبصورت منقش گھڑی پھوٹ گئی۔ اور آمد و رفت نفس کی عمدہ رسی بھی ٹوٹ گئی۔ جو دوست زمین پر مردہ بن کر پڑ گئے۔ وہ آج کیوں کر واپس آویں گے۔

Marfat.com

تشریح نتیجہ:

موت کیا ہے؟ اثبات ذات حق وفنائے ہستی موہومہ موت ایک پل ہے۔ جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے۔

(۷۷)

☆☆☆

فریدا بے نماز اکتیا ایہ نہ بھلی ریت
کدہی چل نہ آیا پنجے وقت مسیت

☆☆☆

ترجمہ:

نماز کی بابت تنبیہ نفس کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ اے بے نماز نفس کتے یہ رسم اچھی نہیں ہے کیونکہ تو چل کر پانچ وقت مسجد میں نہیں آتا۔

شرح:

" لا صلوۃ الا بحضور انقلب"

"(حدیث شریف) دل کے حضور کے بدون نماز نہیں ہے"

"الصلوۃ معراج المومنین"

Marfat.com

''نماز مومنوں کا معراج ہے۔''

''واسجد واقترب''

''سجدہ کر اور نزدیک ہو''

منہ میں ہو تسبیح دل میں ہو خیال   یہ عبدیت کب ہو قرب ذوالجلال

سن حدیث پاک آن صدر صدور   لا صلوۃ ثم الا با الحضور

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ اپنے نفس کو یہ شلوک فرما کر متنبہ کرتے ہیں اور سمجھاتے ہیں کہ اے بے نماز کتے یہ رسم اچھی نہیں ہے۔ کیونکہ تو پانچ وقتوں میں سے ایک وقت بھی صدق اور اخلاص قلب کے ساتھ مسجد میں سجدہ کے لئے نہیں آتا ہے۔ اور یہی سجدہ قرب اور وصل الٰہی کا سب سے افضل وسیلہ ہے۔ کیونکہ انسان میں خلوص قلبی کے پانی سے وضو کر کے پاک اور صاف ہو کر اور ظاہری اور باطنی خیالات نفسانی کے مرغ نفس اور معبودان باطلہ کے حیوانات کو تکبیر سے ذبح کر کے اپنے پروردگار کے حضور میں عجز و نیاز کرتا ہے اور صراط مستقیم کے عطائے صلہ سے مشرف اور ممتاز ہو کر قرب اور حضور حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ کسی روز عالم اضافت سے گزر کر درجہ بقا باللہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اس شلوک میں بابا صاحبؒ نے عبادت ظاہری اور باطنی کا جزو اعظم یعنی نماز حضوری کی تاکید کا ذکر فرمایا ہے۔ اس واسطے کہ نفس کا یہ خاصہ ہے۔ کہ نیک عمل کی طرف رجوع نہیں ہوتا ہے۔ بد عمل کی طرف خواہ مخواہ رجوع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا صلہ اور مرجع بدی آمیز ہے۔ اس واسطے بابا صاحب نے اس کو سرزنش کی۔ اور کتے کے نام سے پکارا اور اس کے ساتھ تشبیہ دی۔

Marfat.com

(۷۸)

☆☆☆

اٹھ فریدا وضو ساز صبح نماز گذار
جو سر سائیں نہ نوے سو سر کپ اتار

☆☆☆

ترجمہ:

تاکید نماز کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ اٹھ کر صبح کی نماز گذار جو سر خدا کو سجدہ نہ کرے۔ اسے کاٹنا چاہیے۔

شرح:

" اقم الصلوة ان الصلوة تنهى عن الفحشاء المنكر"

''(قرآن شریف) قائم کرو نماز کو۔ کیونکہ نماز بدی سے باز رکھتی ہے''

ہچو گاوان خود سری ہرگز نہ کر — ہو خلاف نفس از پا تا بسر
این و آن کو چھوڑ جا سوئے الہ — کیونکہ ہر مطلب کی ہے اس سمت راہ
جائے فانی میں ہوا ایسا فنا — جائے باقی کو کیا تو نے رہا
مرد وہ ہے جو کرے عقبیٰ درست — کار دنیا جیفہ و بیکار ست
از برائے کار نفس بے حیا — کر رہا ہے تو نمازوں کو قضا

Marfat.com

نتیجہ:

جناب باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ خواب غفلت اور کسالت سے بیدار ہو۔اور صدق دل سے وضو کر کے صبح کی نماز ادا کر کیونکہ جو سر اپنے مسجود حقیقی کی حضور میں سجدہ کے لئے نہیں جھکتا ہے۔وہ سر اتارنے کے قابل ہے۔اس شلوک میں بھی نماز حضوری کا ذکر فرمایا ہے جو کہ جوارح عبادت کا ایک جزو اعظم ہے۔اور سب سے اعلیٰ اور افضل وسیلہ قرب والٰہی ہے۔

(۷۹)

☆☆☆

جو سر سائیں نہ نوے سو سر کیجئے کائے

کنے ہیٹھ جلائے بالن سندے تھائے

☆☆☆

ترجمہ:

تاکید نماز کے بارہ میں

پھر بھی جو سر خدا کو سجدہ نہ کرے۔اس کو کیا کرنا چاہیے۔ہانڈی کے نیچے بالن کی جگہ جلانا چاہیے۔

Marfat.com

شرح:

" انکم و ما تعبدون من دون الله حصب جهنم انتهم لها واردون"

"(قرآن شریف) تحقیق تم اور وہ جس کی کہ تم عبادت کرتے ہو۔ دوزخ کا بالن ہے۔ تم اس پر گذرنے والے ہو"

بہر دنیا چھوڑ دی جس نے نماز — ہے یہی خود کاہلی و حرص و آز
جس نے چھوڑی بہر حق دنیا سرا — ہے وہ کامل بالیقین مرد خدا
پردۂ دیوار تن سے محتجب — باعث وصلت ہے واسجد و اقترب
توڑ تو یہ خانہ تن زود تر — جیسے توڑا شاہ نے خیبر کا در

جناب بابا فرید صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ہر سہ شلوک میں نماز کے بارہ میں اشد تاکید فرمائی ہے۔ اس واسطے سہ بار ذکر فرمایا ہے

نتیجہ:

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ جو سر خدا کے سجدہ میں نہیں جھکتا ہے وہ اس لائق ہے کہ ہانڈی کے نیچے جلایا جائے۔ کیونکہ انسان کے جوارح کی عبادت الگ الگ ہے ہاتھ کی عبادت خدمت فقرا۔ اور اولیاء اللہ کی عبادت کا حق بجالانا۔ پاؤں کی عبادت مسجد میں جانا۔ اور نماز پڑھنا۔ اور اولیاؤں کی مزارات کا دیدار کرنا اور فیض پانا۔ اور کعبہ شریف کا حج کرنا۔ اور آنکھوں کی عبادت مخلوق میں قدرت خدا کا نظارہ لینا۔ اور خدا کا دیکھنا۔ اور کانوں کی عبادت قرآن شریف اور ذکر الٰہی کا سننا۔ اور سر کی عبادت خدا کو سجدہ کرنا اور قرب حاصل کرنا یہ سب سے افضل ہے۔

Marfat.com

(۸۰)

☆☆☆

فریدا کتھے تین ڈے ماپیاں جنہیں تو جنوہ؟

تین پاسوں اوۓ لد گئے توں اجے نہ تپنوہ؟

☆☆☆

ترجمہ:

موت برحق کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ تیرے والدین کہاں ہیں۔ جنھوں نے تجھ کو جنا تیرے پاس سے وہ چلے گئے یعنی مر گئے۔ تم کو ابھی تک خبر اور یقین نہیں۔

شرح:

"واعبد ربک حتی یاتیک الیقین"

"(قرآن شریف) اپنے پروردگار کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھ کو موت آ جائے"

"کل شیی یرجع الیٰ اھلہ"

"(حدیث شریف) ہر شے اپنے اصلہ کی طرف رجوع کرتی ہے۔"

"الموت برحق"

"مرنا برحق ہے۔"

Marfat.com

"انا للہ و انا الیہ راجعون"

"تحقیق ہم اللہ کے واسطے ہیں۔اور تحقیق ہم اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔"

اس جہان کا محنت درد و الم | محنت دوری ہے اس وِیری کے کم
ترک دنیا سخت ہے گو سر بسر | پر جدائی حق کی اس سے تلخ تر
ہے یہ دنیا جائے قہر کرد گار | قہر دیکھے جو کرے قہر اختیار
دیکھ مقہوروں کی موذ استخواں | قہر نے ڈالی ہیں کیسی رائیگاں

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس جہان میں کسی کو اپنا مت خیال کر اور سب کو فانی سمجھ۔اس واسطے کہ تیرے والدین جنہوں نے تجھ کو جنا تھا۔اور دل و جان سے پالا تھا۔وہ تیرے پاس سے دیکھتے ہی اس جہان سے رحلت کر گئے ہیں۔کیا تجھے ابھی تک اچھی طرح سے یقین نہیں ہوا کہ یہ جہان فانی ہے۔اور تجھے بھی ایک دن یہاں سے چلنا ہے۔

(۸۱)

☆☆☆

فریدا میں میدان کر ٹوئے ٹبے لاہ
اگے مول نہ آوسی دوجک سندی بھاہ

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

ذات عین میں ہستی موہومہ کے فنا کے القا کے بارہ میں

اے فرید ہستی موہومہ کی میں کہ میدان کر۔ اور اس میں سے غیریت کے نشیب و فراز مسمار کر۔ تا کہ تجھے دوزخ کی آگ کی تپش نہ ہو؟

شرح:

''دع نفسک وتعالی''؟

''(قرآن شریف) اپنی نفسانیت کو چھوڑ اور کہا''

''خذما صفا و دع ما کدر''

''جو صفائی ہے وہ لے اور جو مکدر ہے۔ وہ چھوڑ دے'' (حدیث شریف)

''فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی''

''میرے بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں داخل ہو'' (قرآن شریف)

''المجھاھدۃ تلزما المشاھدۃ''

''مجاہدہ مشاہدہ کا لازمہ ہے (حدیث شریف)

تشریح شرح:

صفا سے مراد حق اور مکدر سے مراد باطل ہے۔ اور میرے بندوں اور جنت میں داخل ہونے سے یہ مراد ہے اولی الامر کے برزخ میں ہر سہ فنائے تامہ حاصل کر کے درجہ بقا باللہ پر قائم ہو

Marfat.com

چھوڑ خود بینی کو کر تو یادِ حق | ہو تو بندہ تا کرے آزاد حق
تن سے جب غافل ہوئی روح بدن | اس پہ ہو علم لدنی مبرہن
سب گرانی و تعب سے تن کی بات | تن گیا پھر جان ہے روشن صفات
تن سے جب فارغ ہوئی روح بشر | علتیں جملہ ہوئیں اس سے بدر

نتیجہ:

جب کہ جناب بابا صاحبؒ درخت سے لٹکے ہوئے تھے۔ تو شیطان زاغ کی صورت بن کر ان کے سر مبارک پر آبیٹھا۔ اور ان کی بائیں آنکھ میں زور سے چونچ ماری تو انہوں نے اپنی آنکھ بند کر لی۔ اور پھر وہ پاؤں پر آبیٹھا۔ اس وقت یہ اول درجہ کا القا باری تعالیٰ سے ہوا کہ اے فرید اپنی ہستی موہومہ کے میدان کو ہموار کر اور عالم اضافت اور خیالات نفسانی اور غیریت کے شرک کے نشیب و فراز کو ان میں سے دور کر۔ اور ہر سہ فنائے تامہ حاصل کر کے واصل حق ہو۔ تا کہ غیر اللہ کے وہم اور دوئی سے تجھے دوزخ کی تپش نہ آئے۔ کیونکہ جب تو جاودانی روحی زندگی سے مشرف و ممتاز ہو کر اور صفت لایزالی سے موصوف ہو کر درجہ بقاباللہ پر قائم اور دائم ہو جاوے گا۔ تو پھر دوزخ تیرے سے خائف ہو کر سرد ہو جاوے گا۔ اور وہ تجھ پر ذرہ بھر بھی اثر نہیں کرے گا۔ جریا مومن فان نورک الفا ناری؟ (حدیث) گزر اے مومن پس تحقیق تیرا نور میری آگ کو بجھاتا ہے جس وقت مومن پلصراط سے گذریں گے۔ تو دوزخ کہے گا۔ اے مومن جلد گذر۔ کیونکہ یہ تیرا نور میری آگ کو بجھاتا ہے۔ پس انسان کو دوزخ کا خوف بباعث اس کی کم ہمتی اور غلبہ نفسانیت کے ہے۔ اگر یہ کمر ہمت باندھ کر اپنی نفسانیت کو گم کر کے فنائے تامہ حاصل کرے تو وہ صفت مومن پیدا ہو گی۔ جس سے دوزخ خود خائف ہو گا۔ جیسا کہ جناب بابا صاحبؒ جہاد اکبر سے اپنی

Marfat.com

نفسانیت کو گم کرکے اور درجہ زھدا الا نبیائی حاصل کر کے مقام فردیت سے مشرف وممتاز ہوئے۔ تو بائیں دروازہ روضہ مبارک پر بروایت محبوب الٰہی صاحب بارشاور روحی آنحضرت ﷺ من دخل ھذا الباب امن جو شخص اس دروازہ میں داخل ہوا امن والا ہوا۔ کا حکم صادر ہوا۔ جس کا فیض عام شہرہ آفاق ہے۔ روز قیامت تک جاری رہے گا۔

تشریح:

عاشق اور معشوق میں تو جانتا ہے مغربی
حد فاصل برزخ جامع خط موہوم کی

(۸۲)

☆☆☆

کوک فریدا کوک توں جیوں راکھا جوار
جب لگ ٹانڈا نہ گرے تب لگ کوک پکار؟

☆☆☆

ترجمہ:

قلب یا جسم کے جوار کے کھیت سے خواہشہائے نفسانی کے جانوروں کو ذکر الٰہی کی پکار کے ساتھ اڑانے کے بارہ میں

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ تو جوار کے کھیت کے راکھے کی طرح ہر وقت

Marfat.com

کوک اور جب تک وجود کا ٹانڈا قائم ہے پکارتا رہ۔

شرح:

"واستعینو بالصبر والصلوۃ"

"(قرآن شریف) صبر اور نماز کے ساتھ خدا سے مدد مانگو"

"والذین ھم علیٰ صلوتھم دائمون"

"وہ لوگ جو ہمیشہ اپنی نماز پڑھتے ہیں"

پانچ پڑھنے پر نہ پکڑیں وہ قرار جو کہ پڑھے دائمون چوی ہزار

نتیجہ:

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ تو اپنے قلب یا جسم کے جوار کے کھیت سے جو بحکم الٰہی بذریعہ اعمال حسنہ نجات یا حیات ابدی کا خرمن حاصل کرنے کے لئے قدرتاً بویا گیا ہے ذکر الٰہی کی یاد سے غصہ۔ حرص۔ محبت بنکار کے جانوروں کو جو کہ ہر وقت اس کھیت جوار کے کو شروع سے اخیر تک کھاتے رہتے ہیں۔ اور مالک کھیت کو کاٹنے تک خسارہ دیتے رہتے ہیں۔ اور اعمال حسنہ کا کافی خرمن حاصل کرنے سے محروم رکھتے ہیں۔ شب روز پکار کر اڑاتا رہ۔ تاوقتیکہ یہ کھیت کاٹ کر خرمن نہ کیا جاوے۔ اور اس کی قیمت کے عوض اجر یا ثواب درگاہ خدا سے عطا نہ ہو جاوے۔ اس واسطے ہر انسان کو لازم ہے۔ کہ ہوشیار اور خبردار ہو کر اپنی ہستی یا قلب کی زمین میں اعمال حسنہ کے خلوص سے تخم ریزی کرے۔ اور کسی مرفوع الاجازت شیخ سے تعلیم و تلقین پختگی اور حفاظت کھیت کی حاصل کر کے شب و روز جہد و ریاضت کے ساتھ ذکر جلی و خفی کی پکار سے اپنی ہستی موہومہ کے کھیت سے خواہشہائے نفسانی کے جانوروں کو دمبدم اڑادے اور امن وامان سے خرمن اعمال حسنہ کے عوض فنائے

Marfat.com

تامہ کی قیمت اور اجر الٰہی سے مشرف و ممتاز ہو کر حیات روحی کی خلعت فاخرہ پہنے۔ تا کہ ہمیشہ کے لئے کسی طرح کا خوف اور غم نہ رہے۔

تنبیہ:

اس شلوک میں جناب بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ذکری اور دائمی نماز حضوری کا ذکر فرمایا ہے۔ جو کہ بذریعہ تعلیم برزخ شیخ اور کثرت ذکر جلی اور خفی کے ساتھ فنائے تامہ کے وارد ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ جو کہ اللہ ذوالفضل العظیم کا ایک وہب خاص ہے۔

''ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء''

''یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے''

(۸۳)

☆☆☆

فریدا خالق خلق مینھ خلق وسے رب مانہہ
مندا کسنوں آکھیئے جاں تس بن کوئی نانہہ

☆☆☆

ترجمہ:

مرتبہ شہود اور درجہ ہمہ اوست کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ خدا مخلوق میں اور مخلوق خدا میں۔ کس کو برا کہا جاوے۔ سوائے ذات الٰہی کے دوسرا کوئی نہیں ہے۔

Marfat.com

شرح:

"واللہ علی کل شیی محیط"

"(قرآن شریف) اور اللہ ہر شے پر محیط ہے"

"ھوالاول والاخر و الظاھر والباطن"

وہی اول ہے۔ وہی آخر ہے۔ وہی ظاہر ہے۔ وہی باطن ہے"

"ولو دلیتم بحبل الی الارض السابعة السفلیٰ یصبط علی اللہ"

"(حدیث) اگر تم زمین میں سے سات طبقات زیرین پر رسی کے ساتھ ڈول باندھ کر لٹکاؤ۔ وہ اللہ پر پڑے گا۔

ظاہر و باطن خلق میں ہے خدا
نیک و بد کہنا کسیکو کیا روا

سمجھ لے تو سوچ لے دل میں ذرا
مخلوق ہے خالق میں خالق ہے خدا

غیر حق کو نظر سے تو دور ڈال
رکھ نگاہ سوئے جہاں ذوالجلال

دوسرا ہے کون یاں غیر از خدا
کیوں ہوا ہے احوال اے لوژاژ خا

جزو وجود مطلق ہستی پاک
جو تجھے آتا نظر سے ہے وہ خاک

تو کہاں اور میں کہاں عالم کہاں
ہے فقط اک نور رب دو جہاں

ظاہر و باطن نہاں و آشکار
شمع اک قندیل اس کی سو ہزار

ہیں ہزاروں آئینہ صورت ہے ایک
اس تکثر سے بھی حیرانی ہے لیک

کثرت آئینہ یہ کس جا سے ہے
یہ تکثر وصف کے اسما سے ہے

نتیجہ:

اگر دل سے خوب غور کیا جاوے۔ اور ہر مراتب کے پردہ کا وہم مٹا دیا جاوے تو

Marfat.com

ہر دو عالم خلق اور عالم امر میں ذات حق کا نور ہی چمک رہا ہے۔اس کے احاطہ الوہیت میں غین غیریت کو ہرگز گنجائش نہیں ہے۔یہ ہستی موہومہ کے بلبلے اس کے دریائے وحدت میں سات قسم کی کثافت لگنے سے پیدا ہو گئے ہیں۔اور عالم کثرت میں ہو کر اعلیٰ سے لے کر ادنے پیدائش تک الگ الگ مراتب یں منقسم ہو گئے ہیں۔لیکن حقیقتاً سب میں ایک ہی نور ہے۔اور اسی کا ہی ظہور ہے۔صورت اصلی سب کی نور ہے۔اور صورت نقلی سب کی اربعہ عناصر سے مخلوق ہے۔اگر صورت نقلی کا خیال کیا جاوے تو تمام عالم مخلوق فنا ہے۔اور اگر صورت نقلی کا اچھی طرح سے غور فرمایا جاوے۔تو نور، علیٰ نور ہے۔اور یہ صفت ازلی وابدی روح کی ہے۔جو کہ جامع مطلق اور لامقید اور غیر فانی اور حی اور قیوم ہے۔اور اگر اس امر کا کوئی ثبوت چاہے تو کسی شیخ کامل کے برزخ کی پیروی بجالا کر اور فنائے تامہ حاصل کر کے وجود شہود سے مشرف ہو کر خدا بینی کی آنکھ سے ہر شے میں ظہور خدا دیکھ لے۔

(۸۴)

☆☆☆

فریدا میں نوں مار کے منج کر نکی کر کے کٹ
بھرے خزانے رب دے جو بھاوے سو لٹ

☆☆☆

ترجمہ:

ہستی موہومہ کی حد فاصل توڑنے اور فنائے تامہ حاصل کرنے کے القا میں

اے فرید میں کو مار کر منج کی طرح باریک کر کے کوٹ پھر خدا کے بھرے ہوئے

Marfat.com

خزانے جو چاہے سو لوٹ

شرح:

" اقتلو انفسکم بسیف الجا ھدات و والمخالفات "

''(حدیث شریف)'' اپنے نفسوں کو مجاہدوں اور مخالفوں کی تلوار سے قتل کرو۔

''ومن یخرج من بیته مها جرا الی الله ورسوله ثم یدرکه الموت فقد وقع اجره علی الله''

''(آیت)اور جو کوئی اپنے گھر سے نکل کر اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرے۔پھر اس کو اس میں موت آ جاوے۔پس تحقیق اس کا بدلہ اللہ کے ذمہ ہوا،،

نتیجہ:

جو کوئی خانہ بشریت سے نکل کر شہر احدیت کی طرف ہجرت کرلے اور حضرت صمدیہ کا مشتاق ہووے۔رستہ میں ہووے کہ ہزار ہا منازل اس رستہ کی درگاہ تک ہوویں کہ وہ کتنی ہی فنا اور عدم دیکھتا ہوا اور سرگردان اور حیران دوست کی طرف جاتا ہوا اور جمال حبیب سے متعطش ہوتا ہوا کعبہ مقصود پر پہنچ جاوے۔اور خدا اور رسول کے مشاہدہ سے مشرف ہووے اور ''دوست کے ساتھ دوست مل گیا'' یہ ندا پاوے۔جیسا کہ جناب بابا صاحب کی نسبت اس جہان فانی سے راہی ملک بقا ہوتے وقت اللہ جل شانہ، کی حضور سے حاضرین موقع جنازہ نے اپنے کانوں سے سنی۔

کی جو بندہ نے رضائے حق قبول　　　یاد میں اس کے گیا اپنے کو بھول
تب رضائے حق سے وہ خوش دل ہوا　　　بندگی سے سرور کامل ہوا

Marfat.com

عاجزی لے ترک کبرو ناز کر خویش ہے کس کا خدا اے بے بصر
بندگی و عجز و مسکینی کے سوا کچھ نہیں چارہ بدر گاہ خدا

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ کو درخت سے لٹکے ہوئے اور زاغ شیطان سے بائیں آنکھ میں چونچ کھاتے وقت باری تعالیٰ سے یہ اول درجہ کا القا ہوا کہ اے فرید! تو اپنی انانیت کا وہم شرک دل سے دور کر۔ اور ہر سہ فنائے تامہ حاصل کر کے درجہ بقاباللہ پر فائز ہو پھر وصل خدا کے بھرے ہوئے خزانے جتنے چاہے لوٹ لے۔ اس سے تجھ کو ہر دم خدا سے وصل ہی وصل رہے گا۔ اور کوئی بھی خیال نہیں رہے گا۔

(۸۵)

☆☆☆

فریدا جے دینھ نالا کپیا جے گل کپینھ چکھ؟
پون نہ اتے معاملے ساہاں نہ اتے دکھ

☆☆☆

ترجمہ:

راہ سلوک میں جہد و ریاضت اور قبض اور بسط اور امتحانات اور ہجر کے الم ہائے جسمانی و روحانی

Marfat.com

کی تکالیف میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ وقت پیدائش میری ماں اور دایہ نے میرا گلا گھونٹ دیا ہوتا تو اتنے معاملات راہ سلوک میں نہ پڑتے اور تکلیف نہ ہوتی

شرح:

"یالیت رب محمد لم یخلق محمدا. یالیت امی لم یلدنی"؟

"(قرآن شریف) محمدؐ کا پروردگار محمدؐ کو پیدا نہ کرتا اے کاش میری ماں مجھ کو نہ جنتی"

جہد سے سرور بھی حیران ہو گئے
تنگ ہو کر خود دہن سے یوں کہے

کاش احمدؐ کا خدا احمدؐ کو یاں
ہوں ہوا غم میں ہزاروں مبتلا؟

مجھ کو نہ جنتی اے عزیزو! والدہ
ہوں ہوا غم میں ہزاروں مبتلا

دار دنیا جنت کفار ہے
ایک مومن کو بجائے نار ہے

یہ ہے زندہ مومنوں کا کب مقام
کب بھلا یہ جا ہے عیش و احتشام

جہد کر زنداں سے تا ہو جا رہا
جان کو اس قید خانہ سے چھڑا

آشیاں تیرا ہے عیش کبریا
کیوں تو اس دام بلا میں ہے پھنسا

روح تیرا پر خیالات جہان
اسمیں ہو پھر ذکر و فکر حق کہاں

قطع کریاں سے وہاں پیوند کر
در پہ حق کے آپ کو تو بند کر

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ اگر میری ماں اور دایہ پیدائش کیوقت ناڑو کاٹتی

Marfat.com

ہوئیں تھوڑا سا گلاد بادیتیں۔ تو مجھے جہد وریاضت اور قبض وبسط اور امتحانات اور دنیا کے اتنے دکھ اور درد جسمانی اور روحانی برداشت نہ کرنے پڑتے۔

(۸۶)

☆☆☆

چین چلن رتن سے سنیسر بہہ گئے
ہیڑے متی دہاہ سے جانی چل گئے

☆☆☆

ترجمہ:

عالم اضافت کی فنا اور حیات طیبہ کے بارہ میں

دانت پاؤں اور ہر دو چشم اور کان اور سب اعضاء بے حس وحرکت ہو گئے یہ سب جسم کے پیارے ڈاہ مارتے ہوئے چل گئے۔

شرح:

"قل سیرا فی الارض فانظرو کیف کان عاقبة المجرمین"

"(قرآن شریف) کہہ زمین میں پھرو۔ پھر دیکھو گنہگاروں کا کیا انجام ہوا"

"لن تنالو البر حتی تنفقو مما تحبون"

"(آیت) تم نیکی ہر گز نہیں پاؤ گے۔ جب تک اس چیز کو کہ جس سے محبت

Marfat.com

کرتے ہو نہ خرچ کرو۔"

تشریح:

جب تک تم بذریعہ شیخ ہستی موہومہ کو ذات حق میں فنا نہ کردو۔ تب تک ہرگز درجہ بقایا باللہ نہ پاؤ گے۔

مال دنیا کو وفا ہر گز نہیں — بسگی دل ہے ہے اس پر نقص دیں؟
دو جہاں سے اس طرح پر واصلاں — کاہل و غافل ہوئے ہیں زاہداں
نے بدنیا میل نے بسوئے خلد رو — بہر حق دونوں کو چھوڑ موبمو
بہر جنت جو ہوا عابد ہے تو — بار ذاہ نفس خود قاصد ہے تو
جو پرستش ہے برائے خلدو نار — پس تو عابد ہے نہیں اے بے وقار
جب نہ تھے یہ نارو جنت اے لئیم — تھا وہ معبود حقیقی درجسم

نتیجہ:

سینکڑوں کے چبانے والے دانت اور چلنے والے پاؤں اور دیکھنے والی آنکھیں۔ اور سننے والے کان۔ غرض یہ کہ سب اعضا جو کہ ابتدائے جسم کے نہایت ہی پیارے دوست تھے۔ اور ایک دم بھی جدا نہ ہوتے تھے۔ ہر فرد بشر کو مرتے دیکھتے چلے گئے۔ اور نیز خویش و اقارب اور دوست مخلص دنیا بھی دم مارتے ہوئے جدا ہو کر آخر قبرستان میں جا پڑے۔

(۸۷)

☆☆☆

Marfat.com

فریدا برے دا بھلا کر غصہ من نہ ہنڈھائے
دیہی روگ نہ لگ ای پلے سب کچھ پائے

☆☆☆

ترجمہ:

بدی کے عوض نیکی کے ارشاد میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ برے کا بھلا کر۔ اور دل میں غصہ مت کر کیونکہ اس عمل سے نیز سے وجود کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور بہت ہی اجر ملے گا۔

شرح:

"هل جزاء الاحسان الا الاحسان."

"(قرآن شریف) نیکی کا بدلہ نیکی ہے"

"(آیت) والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس. والله یحب المحسنین."

"جو غصہ کو فرد کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں۔ اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

"احسن کما احسن الله الیک ولا تبغ الفساد فی الارض. ان الله لا یحب المعتدین"

"(آیت) نیکی کر جیسا کہ خدا نے تیرے ساتھ نیکی کی۔ اور زمین میں فساد کا

Marfat.com

خواہاں مت ہو۔ تحقیق خدا حد سے گزرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔''

رحم عیسےٰ پر تو کر خر پر نہ کر   نفس کو غالب نہ کر تو عقل پر
نفس کے افسوں سے ہو مت تباہ   مل کسی کامل سے تا ہو تو براہ
ہے فسون کاملیں چوں شہد و شیر   گرد کو ان کے سمجھ گویا عبیر

نتیجہ:

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص برا ہو۔ اس کا بھلا کر۔ اور دل سے کسی کے ساتھ بغض اور عداوت اور حسد اور کینہ اور غصہ مت رکھ۔ کیونکہ ایسا عمل کرنے سے تیرے وجود کو کسی طرح کا دکھ نہیں پہنچے گا۔ اور تو دامن مراد کو پر پائے گا۔ یعنی روز حساب خدا سے اعمال حسنہ کا تجھے پورا پورا اجر ملے گا۔ اور ذرہ بھر اس سے کم نہیں ہو گا۔

(۸۸)

☆☆☆

فریدا پنتھ پرا ہونی دنی سہاوا باغ
نوبت وجی صبح سے چلن کا کر کاج

☆☆☆

ترجمہ:

عالم دنیا کے باغ زیبا اور روح مسافرہ کی رحلت کے بارہ میں

Marfat.com

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ روح ایک مہمان ہے۔اور دنیا عمدہ باغ۔نوبت سفر علی الصباح بجی کہ چلنے کا سازوسامان تیار کرو۔

شرح:

"کن فی الدنیا کانک غریب او کعه بری سبیل "؟

"(حدیث شریف) تو دنیا میں ہو۔گویا مسافر یا رستہ چلنے والا راہی ہے"

فائدہ تجھ کو سفر میں ہے زیاد — پائی یوسفؑ نے اسی سے سب مراد
جو کہ کارویں کرے دنیائے دوں — خود بخود اس پر بٹے ہو کر زبون
چھوڑ اس فانی کو جو جائے ادھر — ہو اسے حاصل وہاں کا کر و فر
قدر اس عالم کی تب مفہوم ہو — یہ اجاڑ آباد وہ معلوم ہو
جہدو کوشش شرط راہ دوست ہے — جاہد و ہے مغز باقی پوست ہے
ہیں بہت اس راہ میں عقبات گراں — طے نہ ہو یہ راہ بدون رہبران
اس لئے ہے قول محبوب شفیق — الرفیق اول میں ہو تم الطریق
ڈھونڈ راہبر تا کہ جا تو راست راہ — ورنہ ہیں راہ میں مغاک تیرہ چاہ؟
تیر کو ہے تو نے دیکھا بے کماں — جا کے پہنچا ہے بھلا سوئے نشاں

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ روح مسافر اپنے خاوند کے وصل کے لیے عبادت کرنے کی خاطر اس دنیا کے عمدہ باغ مقام فانی میں مہمان ہو کر آئی ہے۔ تا کہ شب روز ذکری اور فکری عبادت کر کے اپنے خاوند کے ساتھ وصل ہو جاوے۔اور فریاد کر رہی ہے کہ جس طرح سے اس دنیا میں مہمان کو میزبان کے گھر میں رات رہ کر علی الصباح اسباب سفر کا

Marfat.com

بقچہ اٹھا کر کوچ کرنا ہوتا ہے۔اسی طرح سے اے روح مہمان تجھ کو بھی ایک دن اس دار الفنا سے عملوں کے اسباب کا بقچہ اٹھا کر کوچ کرنا ہوگا۔اس واسطے جہاں تک ہو سکے خبردار اور ہوشیار ہو کر اپنی حیات کے دم عبادت خدا میں صرف کر۔اور ایک دم بھی ضائع نہ جانے دے کیونکہ تیرا پروردگار تجھ سے دم دم کا حساب لے گا۔

(۸۹)

☆☆☆

فریدا رات کتھوڑی ونڈیئے ستاں ملے نہ بھاؤ
جناں نین نندرا ولے تناں ملن کو آؤ

☆☆☆

ترجمہ:

رحمت وفیض خاصہ کی کستوری کے تقسیم کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔کہ رات کو نام خدا کی کستوری تقسیم ہوتی ہے۔مگر سونے والوں کو اس سے محبت نہیں ملتی۔اور خواب غفلت میں سونے والوں کو تو کچھ بھی نہیں ملتا۔

شرح:

"وسقھم ربھم شرابا طھورا"

"(قرآن شریف) تحقیق ان کے پروردگار نے ان کو پاک شراب پلائی"

"ان ھذا کان لکم جزاء و کان سعیکم مشکورا."

Marfat.com

"تحقیق یہ تمہارے واسطے بدلہ ہے۔اور تمہاری کوشش کی قدردانی کی گئی ہے۔"

گلشن فردوس ہو جن کا مقام
اس جہان کو جانتے وہ تیرہ فام

جائے روح پاک علیین ہے
جائے ہر روح نس سجین ہے

جائے یاراں گلشن و نسرین ہے
جائے کرمان تودۂ سرگین ہے

خاصگان حق کو ہے جام طہور
یہ جہاں شورا بہ و مرغان کور

نتیجہ:

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔کہ پچھلی رات رحمت اور فیض کا امرت اور عشق الٰہی کی شراب کی کستوری خدا کی درگاہ سے تقسیم ہوتی ہے۔اس وقت عابد تو فوراً جاگ اٹھتے ہیں۔اور اپنا حصہ حسب قسمت لے لیتے ہیں۔اور سونے والے اس سے محبت بھی نہیں پاتے ہیں۔اور جو غافل ہو کر نیند میں خراٹے لیتے ہیں۔وہ اس سے کچھ بھی نہیں پاتے ہیں۔صاف محروم رہ جاتے ہیں۔اس واسطے خالی ہاتھ اس جہان فانی سے کوچ کر جائیں گے۔اور طرح طرح کے عذاب دوزخ اٹھاویں گے۔

(۹۰)

☆☆☆

فریدا میں جانیا دکھ مجھ کوں دکھ سائے جگ
اوچے چڑھ کے ویکھیا تاں گھر گھر ایہا آگ

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

الم ہائے دنیا میں ہر فرد بشر کے مبتلا ہونے کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جانا شاید مجھ کو ہی دکھ ہے۔ دکھ تو سب کو ہے۔ جب منزل بالا چڑھ کر دیکھا تو ہر فرد بشر کے گھر میں یہی آگ ہے۔

شرح:

" زین للناس حب الشھوات من النساء البینو القناطیر المقنطرة من الذھب و الفضة و الخید المسومة و الانعام و الحرث ذالک متاع الیحوة الدنیا و الله عندب حسن الماب "

"(قرآن شریف) زینت دی گئی ہے لوگوں کے واسطے محبت خواہشوں کی۔ عورتوں اور بیٹوں اور جمع کئے ہوئے خزانوں۔ چاندی اور سونے اور نشان کئے ہوئے گھوڑوں اور چار پائیوں اور کھیتی سے۔ یہ زندگی دنیا کا متاع ہے۔ اور اللہ کے پاس نیک بازگشت کی جگہ ہے۔"

مال ہے دنیا کا زہر سہناک — جو کہ پاوے دے ملا اس کو بخاک
گرچہ یہ دنیا ہے ملعون ازل — لیک وار الحمد ہے بیت العمل
کاشت کر جو تخم ہوں کچھ تیرے پاس — تا کہ پاوے خرمن اس کا روز یاس
ورنہ مفلس ہو گا تو یوم التناد — خاسر و مغبون ازبس بے مراد؟
کیا نہ من یعمل ہے قران میں پڑھا — پھر بھلا اپنا تو کیوں کاہل ہوا

Marfat.com

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جانا تھا کہ اس دنیا کی حرص اور خواہشات ہائے نفسانی کی حصول و نا حصول کی راحت و رنج مجھ کو ہی ہے۔لیکن جب میں نے غور کر کے دیکھا۔تو ہر بنی نوع کے دل میں اسی طرح سے دنیا کی حرص نہ ہوا کی آگ لگ رہی ہے۔کسی کو اس سے چارہ نہیں ہے۔مگر ہاں جس کو خدا بچائے وہ اس سے محفوظ اور امن میں ہے۔

(محلّہ ۵)

(۹۱)

☆☆☆

فریدا بھوم رنگا ولی منجھو سولاں باگ
جو جن پیر نوا جیاتاں آنچ نہ لاگ

☆☆☆

ترجمہ:

حرص و زینت دنیا اور نوازش پیر کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔کہ دنیا ایک عمدہ اور رنگیلی زمین ہے۔مگر جس قدر اس کی نعمتیں ہیں۔وہ اس میں کانٹوں کا باغ ہے۔لیکن جس کو اس کے پیر و مرشد نے نوازش

Marfat.com

سے قبول کیا۔ اس کو ان سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ اس کا ہر وقت حافظ و نگہبان ہے۔

شرح:

"ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله"

"(قرآن شریف) حرص کی پیروی مت کر۔ پس وہ تم کو خدا کی راہ سے گمراہ کرے گی"

"الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون"

"خبردار تحقیق خدا کے دوستوں پر کچھ خوف نہیں ہے۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے"

ہے یہ دنیا سبزہ زارو خوش فضا — تو ہے مثل گاؤ اس میں چر رہا
نفس کو تو جان مانند بقرط — چر رہا ہی اس جہاں میں خشک و تر
وہ نہ جانے جز شکم پر وردنی — وہ نجانے خوردنی ناخوردنی
عاقبت جو سکم کو بس پر کرے — علت تخمہ اسے رسوا کرے
کھائے جو بر حسب احکام قتیر — کس لئے وہ ہے سمیع و ہم بصیر
کوئی علت وہ نہ لائے آشکار — ہو تمامی علتوں سے برکنار
اس لئے بھیجے گئے پیغمبراں — تاکہ ہر علت سے دیں تجھ کو اماں
قول پیغمبرؐ کو سن اے باشعور — ہے سلامت گوشئہ وحدت ضرور
جس کو اس دنیا سے کلی انقطاع — انکو ہے تفویض دنیا بے نزاع
پیر بن اس راہ میں پاؤں نہ دھر — ہے یہ راہ پر آفت و خوف و خطر
تو نے جس راہ کو نہ دیکھا اے فضول — ہو سراسیمہ تو اندر بانگ غول

Marfat.com

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ دل کی زمین میں جو کہ عجیب وغریب بوقلمون رنگوں والی ہے۔ خواہشات نفسانی کے کانٹوں کا باغ لگا ہوا ہے۔ اور اس میں حصول ناحصول اشیاء کے راحت ورنج کا ہمیشہ غم اور درد ہوتا رہتا ہے۔ اس واسطے دل کو مستحکم استقامت نہیں ہوتی ہے۔ مگر جس انسان کو اپنے پیر ومرشد سے سرفرازی حاصل ہوئی ہے اور دل وجان سے اس کا مطیع وفرمانبردار ہے۔ اس کو ان کانٹوں کا بالکل غم اور درد نہیں ہوتا ہے۔ اور ہر وقت یاد خدا سے اس کے دل میں راحت اور اطمینان ہی رہتا ہے۔

(۹۴)

☆☆☆

فریدا عمر سہاوری سنگ سونڑی دیھ

ورلے کیئی پائے ان جناں پیارے نینھ

☆☆☆

ترجمہ:

عمر بے بہا اور وجود فانی کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ عمر بے بہا کے ساتھ جسم بھی عمدہ ہے مگر خدا کی محبت والے تھوڑے آدمی ہیں۔ جنہوں نے اس کو حاصل کیا۔

Marfat.com

شرح:

"ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم"

"(قرآن شریف) تحقیق ہم نے انسان کو عمدہ اندازہ میں پیدا کیا ہے"

پانچ حس اور شش جہت سے ہو تہی — مکر سے دنیا کے لیے تو آگہی
چاہ دنیا ہے تیری یہ شش جہت — ہو بروں اس چاہ سے یوسف صفت
اہل دنیا ہی سبھی زاندانیاں — ان کو مرگ دائمی ہے بس یہاں
ہاں مگر نادر ہے یک مرد خدا — تن بزنداں جان ہے فوق السماء
تا ملے یوسف کی تجھ کو پایگاہ — سب فروغ و دولت و اقبال و جاہ

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ بے بہا عمر رواں رنگا رنگ جسم کے ساتھ شامل ہے۔ ایسے آدمی تھوڑے ہیں۔ کہ جنہوں نے اپنی زندگی کے ہر ایک دم خدا کی عبادت میں صرف کر کے اس کے محبت حاصل کی ہے۔ اور معرفت الٰہی اور روحی زندگی سے مشرف و ممتاز ہوئے ہیں۔

(۹۴)

☆☆☆

کندھی وہن نہ ڈھاہ تو تو بھی لیکھا دیونا
جدھر رب رجائے وہن تداؤن روکرے

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

رضائے الٰہی سب سے مقدم ہے

اے دریا کناروں کو برد مت کر تو نے بھی حساب دینا ہے جس طرف خدا کی رضا ہے۔ ادھر چلا جا

شرح:

"ان الینا ایابھم وانا علینا حسابھم"

"(قرآن شریف) تحقیق ہماری طرف اُن کی بازگشت ہے۔ اور تحقیق ہم پر ان کا حساب ہے"

مارگرگوں میں تو آتش کو ابھی — کیونکہ وہ ہیں دشمن یوسف توی
مال خس ہے جبکہ ہے وہ بے ثبات — تجھ کو وہ ہے مانع آب حیات
مال کو جو خصم پر فن نے لیا — جان تو رہزن نے رہزن کو لیا
جو کوئی اس کی رضا پر خوش ہوا — فضل اس کے سے وہ بہرہ ور ہوا
جو وہ کرتا ہے اسے اچھا تو جان — بہتری ہے تیری اس میں اے جوان

نتیجہ:

ایک روز دریا برد ہو رہی تھی۔ اور گاؤں پاس ہی تھا۔ وہاں کے لوگ اسکے برد ہو جانے سے خائف ہو کر جناب بابا صاحبؒ کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے کہ دریا کو برد سے بند کر دیجئے۔ اس سے خود حضرت دریا پر آ گئے۔ اور فرمانے لگے۔ "اے دریا تو برد مت کر۔

Marfat.com

کیونکہ خدا کی ہزار ہا پیدائش برباد ہورہی ہے۔جن کا حساب تجھے دینا ہوگا۔جدھر خدا کی رضا ہے ادھر چلا جا"اسی وقت دریا بردبند ہوگئی لوگوں نے حضرت کے قدموں کو چوما اور شکر الٰہی بجالائے۔

نتیجہ ظاہری:

کہ اے عزرائیل علیہ السلام قابض روح تو اہل جہان کے کنارے دریا کو فنا مت کر۔کیونکہ ایک دن تجھے بھی حساب دینا ہوگا۔تو بھی اسی طرف بردفنا کر جدھر حکم الٰہی ہوتا ہے۔اوراس کی رضا ہوتی ہے۔

(۹۴)

☆☆☆

فریدا دکھاں سیتی دینھ گیا سولاں سیتی رات
کھڑا پکارے پاتنی بیڑا کپڑ وات

☆☆☆

ترجمہ:

تمام رات اور دن حرص دنیا کے سمندر میں گزرنے اور پیشواؤں ملاحوں کے پکارنے میں گزر گئے

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔کہ دن تو کار ہائے دنیا کی تکلیفات میں گذرااور رات

Marfat.com

فکر میں۔ ملاح کھڑا ہوا پکارتا ہے کہ بیڑا بھنور میں ہے۔ خبردار ہو۔

شرح:

"یا قوم ھذا الحیوۃ الدنیا متاع قلیل و ان الاخرۃ ھی دار القرار"

"(قرآن شریف) اے قوم میری یہ دنیا کی زندگی تھوڑا فائدہ ہے۔ اور تحقیق آخرت کا گھر ہمیشہ رہنے والا ہے"

یہ جہاں ہے سر بسرا سباب جنگ — ایک کو ہے ایک کی نسبت سے ننگ
ایک تو جاتا رواں ہے سوئے چپ — ایک سوئے راست ہے اندر طلب
یہ جہاں اس ننگ سے ہے بے قرار — ہے خلاف چار عنصر آشکار
جب بنائے خلق تھی اضداد پر — ہم ستیزہ اس لئے ہیں ہمد گر
ہے تیرا احوال عکس یک دگر — ہر یلے باھم خلاف اندر اثر
رہزن اپنا تو ہے ہر وقت یار
دوسرے کو کیا بنا ہے ساز گار

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ تمام دن تو حرص دنیا میں گذر گیا۔ اور رات خواب اور فکر اور اندیشہ میں گذر گئی۔ اور شیخ کنارہ پر کھڑا پکار رہا ہے۔ کہ سمندر جیسے اس جہان کی کپر جیسی خواہشوں میں اپنے دل کا بیڑا مت ڈال۔ جہاں تک ہو سکے دور رکھ۔ تا کہ تو اس سے پار ہو جاوے۔ ورنہ غرق ہو جانے کا سخت اندیشہ ہے۔

Marfat.com

(۹۵)

☆☆☆

لمبی لمبی ندی وہے کندھی کیرے ہیت
بیڑے نوں کپر کیا کرے جی پاتن رہے سچیت

☆☆☆

ترجمہ:

شیخ ملاح اور دنیا سمندر کے بارہ میں

بہت ہی دراز ندی کنارہ کے برابر تک بہہ رہی ہے جس بیڑے میں ملاح ہوشیار ہے۔وہاں کپر کی کیا فکر ہے

شرح:

" الدنیا بحر والیمان سفینه والملاح الطاعات والساحل الاخرة"

'دنیا دریا ہے۔ایمان ناؤ ہے۔ملاح طاعات ہیں۔اور کنارہ آخرت ہے'

فوج و لشکر کا تو اپنے دیکھ حال — ایک کو ہے باد گر جنگ وجدال
دیکھ تو اپنے میں یہ جنگ گراں — کیا ہے مشغولی بجنگ دیگراں
وہ جہاں ہے باقی و آباد ہے — کیونکہ ترکیب اس کی بے اضداد ہے
وہ جہاں ہے اصل یہ پر غم و شاق — وصل آیا اصل پر ہجر و فراق

Marfat.com

فکر کر وہ جائے پاک و جملہ نور
واسطے تیرے یہاں فکر و فتور

نتیجہ:

یہ جہان ندی جیسا کناروں تک نعمت ہائے اور خواہش ہائے دنیا سے لبالب بھرا ہوا ہے۔ اور زور سے بہہ رہا ہے۔ مگر جس شخص کا رہبر کامل ہے۔ اس کو اس کی حرص دنیا کے کپر کا کیا اندیشہ ہے۔ وہ بے شک بلا خوف و خطر اس سے پار ہو کر نجات ابدی سے مشرف ہو گا۔

(۹۶)

☆☆☆

فریدا گلیں سو سجن ویہہ اک ڈھونڈ یندی نہ لہان
دکھاں جیون ملیہہ کارن تناں ما پڑی؟

☆☆☆

ترجمہ:

مرد حال اور مرد قال کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ زبانی کلام کرنے والے بہت ہیں۔ مگر اصل کلام والے اگر تلاش کروں۔ تو ایک بھی مشکل ملے۔ اس دوست کی محبت میں میں ملیہہ کی طرح دھک رہا ہوں۔

Marfat.com

شرح:

" والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک و بالاخرۃ هم یوقنون. اولئک علی هدی من ربهم واولئک هم المفلحون"

"(قرآن شریف) وہ لوگ جوایمان لاتے ہیں۔اس پر جوتیرے پر اتارا گیا ہے۔اوراس پر جوتیرے سے پہلے اتارا گیا ہے۔اور آخرت پر وہ یقین کرتے ہیں۔وہ لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔اوروہ رہائی پانے والے ہیں۔"

"(آیت) ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما هم بمومنین. یخادعون اللہ والذین امنو وما یخدعون الا انفسهم وما یشعرون. فی قلوبهم مرض فزادهم اللہ مرضا. ولهم عذاب الیم بما کانو یکذبون."

"اورآدمیوں سے بعض آدمی ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور دن آخرت پر ایمان لائے اورنہیں وہ ایمان لانے والے۔اللہ کواوران کو جوایمان لائے فریب دینے والے ہیں اورنہیں فریب دیتے مگراپنی جانوں کواورنہیں سمجھتے ہیں۔ان کے دلوں میں بیماری نفاق ہے۔پس خداان کی بیماری کوزیادہ کرے۔اوران کے واسطے دردناک عذاب ہے۔ بباعث اس کے کہ جھوٹ بولتے ہیں۔

جو کہ با معنی ہے وہ ہے خوش نژاد — جو کہ بوسیدہ ہے وہ ہے بے مفاد
جو کہ با معنی ہے پیدا تر ہے وہ — جو کہ بے معنی ہے رسوا تر ہے وہ
جہد کر جا کر بمعنے ہو نہ پست — ورنہ بے معنی ہےتو صورت پرست
ہم نشین اہل معنی ہو شتاب — کہ عطائے حق سے ہوتو کامیاب

Marfat.com

جان بے معنی ہے تن میں بے خلاف ہمچو چوبیں تیغ پوشیدہ خلاف؟
جب تلک پردہ میں ہے ہے قیمتی جب کہ نکلی لائق آتش ہوئی
جنگ میں لے جانہ چوبیں تیغ کو دیکھ لے پہلے کہ تار سوا نہ ہو
جس کسی کی ماں ہے نار ہاویہ ہاویہ آئی ہے اس کو زاویہ
ڈھونڈھتی ہے ماں پسر کو دمبدم فرع کی ہوا اصل جو یا تر مقام
جنس کو جو ذوق اپنی جنس کا ذوق جز ہو کل سے اپنے برملا

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ توحید اور معرفت الٰہی کی زبانی تعلیم اور کلام کرنے والے ظاہر نیک بخت مرد قال تو بہت ہیں۔ مگر اس محبت والے مرد حال اگر تلاش کروں۔ تو ایک بھی مشکل سے ملے۔ مرد قال وہ ہیں جو کہ بندگان کو زبانی تعلیم و تلقین وغیرہ کرتے ہیں۔ لیکن خود عامل اور تعلیم یافتہ ہو کر درجہ فنائے تامہ سے مشرف نہیں ہوتے ہیں۔ مرد حال وہ ہیں جو کہ مرفوع الاجازت شیخ سے دست بیعت اختیار کر کے اور اس سے تعلیم یافتہ ہو کر مخلوق اللہ کو صراط مستقیم کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور ہر سہ فنائے تامہ کے طریق سے آگاہی بخشتے ہیں۔

(۹۷)

☆☆☆

فریدا ایہہ تن بھونکنا نت نت دکھیے کون
کنیں بجے دے رہاں کتی وگے پون

Marfat.com

ترجمہ:

نفس امارہ کے بھونکنے کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہ تن بھونکنے والا ہے۔ ہمیشہ اس سے کون تکلیف اٹھائے۔ کانوں کو بند کرنا چاہیے۔ پھر خواہ کتنی ہی مخالف ہوا چلے۔

شرح:

"اعدا عدوک فی جبیک"؟

"(قرآن شریف) سخت دشمنوں سے تیرا دشمن تیرے ہر دو پہلو میں ہے"

"(حدیث) ان النفس لا مارۃ بالسو الا مارحم ربی"

"تحقیق نفس بدی کی طرف سخت امر کرنے والا ہے۔ مگر جس پر میرے پروردگار نے رحم کیا۔"

"(حدیث) ان النفس کلب نباح"

"تحقیق نفس بھونکنے والا کتا ہے"۔

نفس تیرا ہے لئیم و بد سرشت ساتھ ایسے بد کے نیکی سخت زشت
نفس ہے بد اصل پس تو اس کو مار ہو عطا روزی بغایت خوشگوار
نفس ہے چوں اژدہا پر مکر و فن کر حذر اس سے تو اے مرد کہن
مدعی نفس ہے از بس فصیح ہیں ہزاروں حجت اس کی ناصیح
نفس کی تسبیح و مصحف ہاتھ میں خنجر و شمشیر اس کے ہاتھ میں
مکر نفس بد کا کیا جانیں عوام اہل دل جانے گا باقی والسلام

Marfat.com

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہ نفس یا تن ایک سگ ہے جو کہ رات دن محو خواہش نفسانی کے حصول میں بھونکتا رہتا ہے۔ اور دم بھر آرام نہیں لیتا ہے۔ ہمیشہ اس سے کون تکلیف اٹھائے۔ بہتر تو ہے کہ میں اپنے کانوں میں صبر اور بے مرادی اور استقلال و استقامت کی روئی دے لوں۔ اور دل کو روک رکھوں۔ پھر خواہ خواہشہائے دنیا کی حرص بھونکتی ہی چلے کچھ فکر نہیں۔ کیونکہ جو فساد پڑتا ہے۔ حواس خمسہ ظاہری کے دروازوں سے دنیا کی نعمتوں اور خواہشوں کی حرص کی ہوا داخل ہونے سے پڑتا ہے۔ اس لیے اس سے بچنے کے لیے تمام خواہشوں کو روکنا ہی استقامت اور صفائی قلب کا جزو اعظم ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

(۹۸)

☆☆☆

فریدا رب کھجورین پکیاں ماکو نئ دھسن

جو جو ونجے ڈیہڑا سو عمر یتھ پون

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

عالم جوانی کے پختہ ہونے اور عمر کے گزرنے کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ تن جوان ہو گیا۔ اور خواہش زیادہ ہو گئی جو جو دن گذرتا ہے۔ عمر کم ہوتی جاتی ہے۔

شرح::

" وانبوا الی ربکم واسلموا من قبل ان یاتیکم العذاب ثم لا تنصرون"؟

"(قرآن شریف) اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور مطیع ہو جاؤ۔ اس سے پیشتر کہ تم کو عذاب آئے۔ پھر نہ مدد کیے جاؤ گے"

غرق ہیں عشاق خون ناب میں
گر پڑے جو عشق کے گرداب میں

عشق اول میں تو ہے رنج و بلا
انتہا گنج سلامت بر ملا

تن کو کر پانی بہا اشکوں کی راہ
رکھ مدام انجام پر اپنی نگاہ

اصل کو ہے جذب لیکن تو مدام
جہد کر مت اس پر رکھ موقوف کام

عشق میں محمود ترک و تاز ہے
ناز کب سرشتہ جانباز ہے

بھول جا تو یک بیک رو و قبول
امر و نہی عشق سے مت ہو ملول

Marfat.com

نتیجہ:

جناب باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ وجود کی زمین میں عالم جوانی کے درخت کو پروردگار کی لگائی ہوئی کھجوریں پختہ ہوگئی ہیں (یعنی عالم جوانی کا پورا پورا ظہور ہو چکا ہے) اور ہر طرح کے کام کرنے کے واسطے سب اعضاء سخت اور طاقتور ہو گئے ہیں۔اور خوبصورت نکل آئے ہیں۔اور خواہشات نفسانی کا شہر بھی پک چکا ہے۔اگر کوئی اس وقت وصل خدا کی کھجوریں کھانا چاہے تو کھا سکتا ہے۔اور جو دن اس کی عمر کا گذرتا ہے اس کے ہاتھ آ جاتا ہے۔کیونکہ عالم جوانی میں بباعث طاقت جسمانی کے راہ خدا میں جہد وریاضت خاطر خواہ ہو سکتی ہے۔اور جو شوق اور ذوق اور عشق مجازی اور حقیقی ہو پختہ ہو کر خاتمہ عمر تک برابر لگا تار چپٹا جاتا ہے۔اور آخر اسی میں اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔اس واسطے ہر شخص کو لازم ہے کہ عالم جوانی میں یکسو ہو کر یاد خدا میں اپنا دل پختہ اور قائم کر لے۔اور خاتمہ عمر تک اس خیال میں ہو کر وصل خدا حاصل کر لے۔ورنہ حسرت ہی حسرت رہے گی۔کیونکہ جس قدر اس عالم میں اطمینان سے یاد خدا ہوتی ہے۔اسقدر عالم پیری میں نہیں ہوتی ہے۔

(۹۹)

☆☆☆

فریدا تن سکہ پنجر تھیا تلیاں کھونڈیہہ کاگ

اجے سو رب نہ بہڑ یو دیکھ بندے دے بھاگ

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

تن سوکھ کر پنجر ہونے اور زلفوں سے تلوے نوچے جانے کی حالت میں اظہار خوش قسمتی کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ بدن تیرا سوکھ کر پنجرا ہو گیا ہے۔ اور کوا تلووں کا گوشت نوچ رہا ہے۔ اب بھی خدا اگر دیدار دے۔ تب بھی میرے بھاگ اچھے ہیں۔

شرح:

"جاھدو فی سبیل اللہ حق جھادہ"

"(قرآن شریف) خدا کے رستہ میں جو کہ اس کے جہاد کا حق ہے جہاد کرو"

"رجعنا من جھاد الاصغر الی جھاد الاکبر"

"ہم چھوٹی لڑائی سے بڑی لڑائی کی طرف رجوع ہوئے"

زندگی حق کی عبادت میں گذار
شکر اس نعمت کا کر لیل و نہار

مومنوں کو ہے عبادت خوش گوار
کافر اس کو جانتے ہیں زہر مار

جو نہ تھی اس میں انہیں بہبودگی
رنج میں کیوں جان اپنی ڈال دی

اولیا اس راہ سے آگاہ ہیں
اور سب اس راہ سے بے راہ ہیں

پس بجاں کر تو ریاضت کو قبول
تن کو رکھ خدمت میں کر اس کا حصول

روایت:

ایک دفعہ جناب باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ ایک پہاڑ پر پہنچے۔ وہاں غیب سے

Marfat.com

آواز آئی کہ اے محمد مسعود عاشق بننا چاہتا ہے یا معشوق؟ عرض کیا یا الٰہی عاشق کا مرتبہ زیادہ ہے۔ یا معشوق کا؟ حکم ہوا عاشق کا۔ کیونکہ عاشق جب معشوق میں فناہ پاتا ہے۔ تو باقی معشوق ہی رہ جاتا ہے۔ یہ درجہ کمال ہے۔ اس واسطے میں آپ کی توفیق سے اسی درجہ میں آپ کی صراط مستقیم پر قدم رکھنا چاہتا ہوں۔ حکم ہوا کہ اس رستہ میں امتحانات شدید ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی بارہ میں یہ آیت سیپارہ دوم میں آ چکی ہے۔

"ولنبلونکم بشیی من الخوف والجوع ونقص من الاموال والا نفس والثمرات"

حضرت نے عرض کی کہ

"بشر الصابرین الزاھدین"

کی خوشخبری بھی آپ ہی عطا کریں گے۔ کیونکہ آپکی توفیق سے صراط مستقیم میں قدم رکھ دیا ہے۔ اسی وقت اس پتھر کو جس پر آپ کھڑے تھے حکم ہوا کہ اس کا چمڑا گوشت سے اتار لو۔ چنانچہ اس پتھر کی سل نے آگے پیچھے سے چمٹ کر تمام گوشت سے پوست اتار لیا۔ پھر ہاتف سے آواز آئی۔ اے محمد مسعود تم کو کہا ہے کہ اس راستہ میں آزمائشیں بہت ہیں۔ اب بھی ہٹ جاؤ۔ عرض کیا اب تو آپ کی توفیق سے اندھوں کی مثل تھوڑا سا سوراخ ہونے پر لاٹھی کے وسیلہ کے بغیر رواں ہو گیا ہوں۔ اور آگے ہی چلوں گا۔ پھر حکم اس کے گوشت میں کنکر مارو۔ چنانچہ آپ اس پر بھی صابر و شکر رہے۔ پھر جانوروں کو حکم ہوا کہ اس کے بدن کا گوشت نوچ لو۔ چنانچہ انہوں نے سب گوشت نوچ لیا۔ اس پر بھی

"ان للہ وانا الیہ راجعون"

کے حکم سے مطمئن رہے۔ اور بطور عجز کے یہ گذشتہ اشلوک فرمایا اس پر کمال رحمت اور عنایت سے فردیت کے مقام اور نو دنہ نام کی جو مشہور ہیں عطا ہونے کی خوشخبری

Marfat.com

حاصل ہوئی۔ جس کی مصداق آیت ہذا ہے؟

"اولئک علیھم صلوۃ من ربھم ورحمۃ. واولئک ھم المھتدون"

(۱۱۰)

☆☆☆

کاکا کرنگ ڈھنڈھو لیا سگلا کھایا ماس

ایہہ دوئے نیناں مت چھوہو پر دیکھن کی آس

☆☆☆

ترجمہ:

ہردو آنکھ کوئے کو کھانے سے منع کرنے کے بارہ میں

اے زاغ تو نے سب گوشت کھا کر اور نوچ کر کرنگ کر دیا۔ مگر یہ ہردو آنکھیں مت کھائیو۔ کیونکہ مجھے پیارے کے دیکھنے کی آرزو ہے۔

شرح:

" لا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمد فی سم الخیاط"؟

"(قرآن شریف) بہشت میں نہیں داخل ہوں گے یہاں تک کہ سوئی کے ناکے میں اونٹ داخل ہو جاوے"

Marfat.com

تشریح:

جب تک جہد و ریاضت کی مفروضات سے تمہاری ہسیت موہومہ کا اونٹ ایسا لاغر ہو جائے جو کہ سوراخ سوزن سے بآسانی گزر سکے۔ تب تک داخل جنت کا حاصل نہیں ہوگا۔ جب کہ اس دخل کا عطا ہونا اس قدر تکلیف و مجاہدات و مخالفات جسمانی اور روحی پر مبنی ہے۔ تو ذات میں فنائے تامہ کا حاصل ہونا تو نہایت ہی دشوار ہے

ہو جو توفیق ریاضت شکر کر　　بوجھ اسے حق کی عبادت اے پسر
جب ہوا بندہ فنا باقی ہے حق　　نفی اور اثبات کا ہے یہ سبق
موت کے آنے سے پہلے مرا بھی　　تا کہ ہو زندہ بغش سرمدی
وصدم دیتے ہیں عاشق اپنی جان　　مرگ ہے ان کو حیات جاوداں
ان کو دو صد جان اگر دیوے خدا　　وہ کریں ہر دم تمام اس فدا

روایت:

ایک دفعہ جناب باباصاحبؒ کو جنگل میں پھرتے پھرتے پانی کی ضرورت ہوئی۔ اتفاقاً وہاں ایک کنوں مل گیا۔ آپ اس کے ڈول اور رسی کے متلاشی ہوئے تا کہ پانی نکالا جاوے۔ اسی اثناء میں ہرن بھی اس کنوئیں کی طرف دوڑے ہوئے چلے آئے۔ قدرت الٰہی سے پانی کنوئیں کا کنارہ تک آ گیا۔ جس کو انہوں نے خوشی سے پی کر پھر اپنا رستہ لیا۔ آپ یہ ماجرا دیکھ کر اپنی پینے کے لئے تیار ہوئے۔ مگر وہ پانی نیچے چلا گیا۔ پھر آپ نے کمال عجز سے جناب باری تعالیٰ میں زاری کی۔ کہ اے خداوند میرا قدر انسانیت کی شامت سے ہرنوں سے بھی کم ہوا۔ کیونکہ ان کو پانی ملا۔ اور مجھ کو نہ ملا۔ پھر غیب سے ندا آئی کہ اے محمد مسعود الدین تم توکل ڈول اور رسی کا رکھتے تھے۔ اور یہ ہرن صرف میرے توکل پر آئے

Marfat.com

تھے۔اس واسطے ان کو بے سبب پانی ملا۔چنانچہ اس پر اسی کنوئیں میں نماز معکوس چہل روز تک ادا کی جو سنت نبوی سے ہے۔جس کو آنحضرت نبوت سے پہلے غار حرا میں قلبی اور روحی شغل سے ادا کرتے رہے۔جس کی برکت سے عرصہ چہل سال کے بعد ظاہری شریعت بھی عطا ہوئی۔اسی طرح ہر نبی اور ولی نبوت اور ولایت سے پہلے جہاں نفسی پورا کر کے فنائے تامہ حاصل کر لیتے ہیں۔جس میں پابندی شریعت ان پر واجب نہیں ہوتی۔پابندی شریعت عبدیت کے مقام پر روا ہے۔بلکہ ایک روایت میں ہے کہ دے فریضہ واجب عبدیت کی حالت میں باہر نکل کر ادا کرتے رہتے ہیں۔کیونکہ اکثر ملفوظات حضور میں درج ہے کہ عبدیت کے مقام میں مستحب تک بھی ترک نہیں ہوا ہے۔الغرض جب کنوئیں سے باہر آئے تو خاک پر ہاتھ ڈال کر افطار کے لئے کچھ منہ میں ڈالی فرہ شیریں پایا۔اس پر لاحول پڑھا۔بایں خیال کہ یہ وسوسہ شیطانی ہے۔اور باعث نامنظوری مجاہدہ ہے۔پھر اسی مجاہدہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ندا آئی کہ تمہارا مجاہدہ منظور و مقبول ہوا۔اور یہ تمہارے گنج سے شکر ہے۔وسوسہ شیطانی نہیں ہے۔اسی روز سے آپ کا لقب گنج شکر مشہور ہو گیا اور بھی چند روایات اس نام کے بارہ میں مختصر ہیں۔

(۱۰۱)

☆☆☆

کاگا چونڈ نہ پنجرا لبسے تو ڈر جائے

جت پنجرے میرا شوہ وسے ماس نہ تدوں کھائے

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

قلب کا گوشت کھانے سے منع کرنے کے بارہ میں

اے زاغ میرے پنجر کومت نوچ۔ اس میں رہنے والے سے ڈر۔ جس جگہ پنجر میں میرا خدا رہتا ہے۔ وہاں سے گوشت مت کھا۔

شرح:

" لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعی قلب عبد المومن وقلب عد المومن اوسع من العرش والکرسی"

"(حدیث شریف) میری سمائی نہ زمین اور نہ آسمان میں ہے۔ لیکن بندۂ مؤمن کے دل میں ہے اور بندہ مومن کا دل عرش اور کرسی سے زیادہ فراخ ہے"

حق کہے ہے میں سما سکتا نہیں کیا بعقل و نفس کیا چرخ و زمیں
پر دل مومن میں ہے میرا مقام وصف بیچونی ہیں میرے سب تمام

جان ہے تسلیم مقصود اجل سونپ دے جان اس کو تا بے خلل
جو ہوا صابر نہیں اندر بلا متصل درگاہ حق وہ کب ہوا
نہ مرے جب تک نہ جان کندن تمام بے کمال نہ وہاں پہنچے نہ بام؟

نتیجہ:

جب خدائے تعالیٰ نے وجود انسان کی خاک کو چالیس روز اپنی قدرت کے ہاتھ

Marfat.com

سے خمیر کر کے اربعہ عناصر سے اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اور اپنی روح کو اس میں پھونک کر صفت جمالی یا مکانی میں فرشتوں سے مسجود ہو کر وحدت سے عالم کثرت میں ظہور کیا۔ اور اس میں جائے قلب کو اپنا گنج یا بیت اللہ یا تخت گاہ جو کہ سات اور گنج اور گوہر ہائے رنگا رنگ سے ایک اس کا پُر خزاد سرالٰہی ہے؟ قرار دیا۔ تو خود ہی اس کا عالم حیات میں حافظ و نگہبان ہوا۔ کیونکہ خالق کو اپنی مخلوق کی حفاظت اور قائمی کا ہمیشہ خیال ہے۔ اس واسطے جناب بابا صاحبؒ کوے سے فرماتے ہیں۔ کہ اے کوے اس قفس وجود انسان کو جس کو خدائے تعالیٰ نے اپنی کلام میں احسن التقویم اور نفحت فیه من روحی سے ذکر فرمایا ہے اور الانسان سری وانا سره (حدیث شریف) میں آیا ہے۔ مت چونڈ۔ خدا سے خائف ہو۔ کیونکہ اس میں میرا خداوند حقیقی رہتا ہے۔ وہ تجھ کو اس کا گوشت ہرگز نہیں کھانے دے گا۔ اس واسطے مجھے امید قوی ہے۔ کہ انشاء اللہ وہ اس موقع نازک پر ترحم فرما کر میرا حامی و مددگار ہوگا اور مجھ کو تیری بے رحمی سے ضروری رہائی بخشے گا اور اپنے دامن امن میں امن دے گا۔

(۱۰۲)

☆☆☆

میں جانیا وڈ ہنس ہے تاں میں کیا سنگ

جے جاناں بگ بپڑا جنم نہ بھیڑیں انگ

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

مرد حال وقال کے بارہ میں

میں نے جانا کہ یہ ہنس راج ہے۔اس واسطے میں نے صحبت کی۔اگر میں یہ جانتا کہ یہ بیچارہ بگلا ہے۔تو میں اس کے ساتھ اس جنم میں صحبت نہ رکھتا۔

شرح:

"وما یستوی الاحیاء ولا الاموات."

"(قرآن شریف) زندے اور مردے برابر نہیں ہوتے ہیں"

گرم و سرد و راحت و تکلیف و غم — جانب حق سے ہے نازل دم بدم
جوع و نقص مال و جانہاو ثمر — ہے طریقہ امتحان ہر بشر
ابتلا کا ہے ہامرے یہ سبق — تاجدار نامرد سے ہو مرد ح

نتیجہ ظاہری:

جب جناب بابا صاحبؒ ادائے نماز معکوس کے لئے کنوئیں میں لٹکے ہوئے تھے۔تو ایک عیالی بھی آ کر لٹک گیا۔جس کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو ایک سالک راہ خدا جان کر اس کے ساتھ صحبت کی تھی۔اور یہ خیال کیا تھا کہ یہ بھی مدت سے بادشاہ پیر جہذ ریاضت کرتے کرتے درجہ وصل تک پہنچ گیا ہے۔اور اس کا عشق بھی نہایت ہی دیرینہ ہے۔اگر میں یہ جانتا کہ اس کو عشق خدا مجھے اس حالت میں دیکھنے سے پیدا ہوا

Marfat.com

ہے۔تو میں اس بے چارہ مقلد کے ساتھ صحبت اور محبت نہ کرتا۔ کیونکہ ایک ہی وقت آسانی سے خدا کا وصل چاہتا ہے۔ اگر ہو گیا تو اس کی قدر نہ ہوگی۔ اور نہ ہی اس سے خلقت کو فیض ہوگا۔ اس واسطے اگر میلے کپڑے کو رنگ چڑھایا جائے۔ تو اسے اچھی طرح سے رنگ نہیں چڑھتا۔ اور داغ رہ جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا کا وصل بغیر دست بیعت اور صحیح تعلیم مرفوع الاجازت شیخ اور پوری صفائی دل اوز ہرسہ فنائے تامہ کے نہایت ہی دشوار ہے۔ دیدار اور چیز ہے اور وصل اور شے ہے جس میں نہایت ہی فراق ہے۔ یکا یک دیدار ہو جانا ادر نادر وہب الٰہی ہے۔ اور جہد و ریاضت سے وصل باقی اور موثر ہے۔ جیسا کہ آئندہ روایت شلوک نمبر ۱۰۳ میں علاوی مذکورہ بباعث تقلید حسب دعائے جناب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ درجہ قطبیت پر مشرف وممتاز ہوا۔ جو کہ مشیت ایزدی پر مبنی ومنحصر تھا۔

اس نتیجہ میں آنجناب نے صاحب مرشد کی فضلیت اور بے مرشد کی حقارت کا ذکر فرمایا ہے۔ اس واسطے عیالی کو بے چارہ بگلے سے تشبیہ دی۔ اور غیر جنس سمجھ کر اس کی صحبت سے نفرت ظاہر کی۔ جو کہ از روئے شریعت اور طریقت عین واجب تھی۔

نتیجہ باطنی:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وجود یا نفس کو پائندار سمجھ کر اس کے ساتھ محبت کی تھی۔ اور نشہ جوانی میں مست ہو کر موت کو بھلا رکھا تھا۔ اگر میں اس کو بے چارہ مکار بگلہ سمجھتا۔ اور فانی خیال کرتا۔ تو اس کے ساتھ صحبت اور محبت نہ کرتا خواہ یہ کیسا ہی بگلے کی طرح دنیا کی نعمتوں اور خواہشات نفسانی کی مچھلیوں کے کھانے کے واسطے تاک لگائے کھڑا رہتا۔ تو بھی امیں ہر وقت اس کو عبادت خدا میں جہد و ریاضت سے ذلیل وخوار

Marfat.com

رکھتا۔اوراس کے برخلاف ہی کرتا۔

اس شلوک میں جناب باباصاحبؒ نے وجود یانفس بگلے کی ندمت اور عبادت خدا اورروح کی فضیلت کابیان فرمایا ہے۔

(۱۰۳)

☆☆☆

کیا ہنس کیا بگلا جان کو نظر کرے
جے تس بھاوے اوہ فریدا کاگوں ہنس کرے

☆☆☆

ترجمہ:

دہب اور فضل اور رحمت خاصہ کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔کہ کیا ہنس اور کیا بگلا اگر خدا کی نظر ہوتو جس کو چاہتا ہے وہ کاگ سے ہنس کر دیتا ہے

شرح:

''یبدل اللہ سیاتھم حسنت''

''(قرآن شریف) اللہ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے''

''ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشا''

''یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے''

Marfat.com

"الله یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب"

"اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔اور جو کہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔راہ پاتا ہے۔"

جب کہ ہیں تجھ میں صفات جبرئیل — عرش پر پرواز کر بے قال و قیل
ہیں اگر تجھ میں صفات گاؤخر — رہ پڑا آخور پرائے ست پر
کاک میں سوتے ہیں جو بعضے کساں — ہیں وہ بہتر تر ز صدہا زندگان
گور میں سوتے ہیں وہ بے گزند — زندہ جاں ہیں اکثر ان سے بہرہ مند

نتیجہ:

اس شلوک میں جناب بابا صاحبؒ نے نیک اور بد آدمی کا ذکر فرمایا ہے۔بد آدمی کو گناہوں سے اس کا اعمال نامہ سیاہ ہونے کے باعث سیاہ کوے سے تشبیہ دی ہے۔اور نیک آدمی کو نیکیوں سے اس کا سفید اعمال نامہ ہووے کے سبب سے ہنس سے تشبیہ دی ہے۔ کیونکہ جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے۔اور اس سے خائف ہو کر ہمیشہ اس کی یاد میں مستغرق رہتا ہے۔تو اس کے نفس کے بد اعمال کو روح کے نیک اعمال سے بدل دیتا ہے۔بشرطیکہ آئندہ کو توبہ خالص کرے۔کیونکہ اس کے فضل و رحمت اور بے نیازی کے نزدیک کچھ پرواہ نہیں ہے۔جس طرح سے وہ کرنا چاہتا ہے کر سکتا ہے۔

روایت:

جناب بابا صاحبؒ نے یہ نماز معکوس کنواں میں لٹک کر شروع کی۔تو ایک عیالی یعنی گڈریہ بھی جنگل سے آ کر آپ کی تقلید کرنے کے لئے آمادہ ہوا۔اس موقعہ پر اور تو وہاں اسے کچھ نہ ملا۔مگر ایک کھڑ یعنی رسہ گھاس کا جس کو ماہل کہتے ہیں مل گیا۔اس کو پاؤں

Marfat.com

میں ڈال کر لٹک گیا۔ جب آپ باہر آئے۔ تو اسے اس حال میں دیکھ کر معلوم کیا کہ یہ بھی کوئی دوست خدا ہے۔ جو کہ ماہل کے ساتھ لٹک کر قلبی شغلا ور جہاد نفسی میں مشغول تھا۔ جب اس سے ہمکلامی ہوئی تو معلوم ہوا کہ بجز تقلید اور کچھ تعلیم نہیں ہے۔ کیونکہ یہ صرف مجھے دیکھ کر آمادہ ہوا ہے۔ اس لئے آپ نے اس کے خلوص قلب کے عوض میں اس کے حق میں دعا فرمائی۔ حسب دعائے حضور جناب الٰہی میں اس کا عمل تقلیدی منظور ہوا۔ کیونکہ اس نے ہمارے دوست کی تقلید کی ہے۔ اس واسطے وہ درجہ قطبیت سے مشرف ہوا۔ اور وہ درخت جنگل راوی ہے۔ اور یہ جہاد جسمانی کے نام سے مشہور ہے اور وہ ریسمان ابھی تک درگاہ عالیہ فریدیہ بطور تبرک موجود ہے۔ یہ کوئی مقام تعجب نہیں ہے۔ کہ آپ بغیر جسمانی کے لٹک رہتے۔ کیونکہ ثقل بشریت بالکل نہ رہا تھا۔ وجود مانند روح کے ہو گیا تھا۔ جب اس آپ نے عالم اسباب کا لحاظ رکھ کر وسیلہ جسمانی اختیار کیا تھا۔ اور یہ ریسمان ایک پاک دامن عورت نے اپنے ہاتھ سے کاٹ کر دیا تھا۔ جس کا قصہ مشہور و معروف ہے۔

(۱۰۴)

☆☆☆

کاگا سب تن کھائیوں چن چن کھائیو ماس
دو نین مت کھاؤ پر ویکھن کی آس

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

دیدارِ خدا کے بارہ میں

اے زاغ تن کا گوشت چن چن کر کھا لی جئو۔ مگر ہر دو آنکھ مت کھائیو۔ کیونکہ مجھے اپنے خدا کے دیدار کی امید ہے۔

(۱۰۵)

☆☆☆

کاگا نین نکاس دوں اور پی کے دکھ لیجائے
پہلے درس دکھائے کے تو پاچھے لیجے کھائے

☆☆☆

ترجمہ:

زاغ سے دیدار کے شرط پر آنکھیں نکال دینے کے بارہ میں

اے کوے میں پیارے کی خاطر ہر دو آنکھیں نکال دوں گا۔ بشرطیکہ پہلے مجھے دیدار کر لینے دے۔ بعد ازاں کھالینا۔

Marfat.com

شرح:

" ان الجنت مریض النعیم. فو اللہ لا ید خلوھا حتی تکونو کالبرۃ التی تنزل من السماء"

"(قرآن شریف) کیا تم دوست رکھتے ہو۔ یہ بہشت بہت خوش کرنے والا نعمتوں کا ہے۔ پس خدا کی قسم نہیں داخل ہوں گے اس میں یہاں تک کہ پگھل کر برف کی مانند باریک نہو جاؤ گے۔ جیسا برف کہ فنا ہوتی ہے۔ تو پھر پانی نام رہ جاتا ہے۔ اسی طرح سے جب تک مجاہدات کثیر سے عبدیت اس کے نفی ہو کر ربوبیت نہ ہو۔ تو فنا تامہ کا مرتبہ کب پا سکتا ہے"

رنج غربت کا نہ دیکھا تو نے یار — کب ملے معشوق کا تجھ کو دیار
جب کرے نقد وجود اپنا نثار — دے بقئے دائمی پروردگار
قہر کے آگے سر اپنا کر فدا — ہمچو اسمعیل سر اپنا کٹا
یہ کٹا نا وہ نہیں جس سے مرے — بل حیات جاو دانی ہی تجھے

روایت:

یہ آخری جہاد کا دن سات سالہ میں روز شنبہ ۵۹۳ ہجری تھا۔ کہ ایک زاغ سیاہ کلاں نے میرے سر پر بیٹھ کر چشم چپ میں منقاری کی کہ خون بھی بھاری ہو گیا۔ یہ فقیر ذات پاک سے شوق میں عجز کر کے رونے لگے۔ اس وقت زبان سے گذشتہ شلوک فرمایا۔ تب اس وقت غیب سے آواز آئی۔ کہ "اے بندہ مقبول اللہ تعالیٰ لاحول پڑھ۔ کیونکہ یہ زاغ نہیں ہے۔ ابلیس علیہ اللعنت ہے تجھے اللہ تعالیٰ کی طلب حقیقی سے محروم کیا چاہتا ہے۔ تیری عبادت اور مجاہدہ نفس کا منظور و مقبول ہوا۔" اور میں خضر ہوں۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ سے اول درجہ کا القاء ہوا

Marfat.com

تھا۔ میں نہر غدیر پر مراقب تھا۔ حکم ہوا کہ ''تم بہت جلد جاؤ۔ کہ ہمارے ایک دوست کو دشمن بگاڑنا چاہتا ہے۔ صراط مستقیم سے۔ تم جا کر ہمارے پیارے اور عاشق صادق کو کہدو۔ اور خوشخبری دو کہ تمہارا جہاد مقبول ہوا۔ اور عشق کا اتم درجہ حاصل کر کے درجہ معشوقی میں اپنے نام فرد سے تجھ کو فردیت کے رتبہ سے سرفراز کیا۔ تو میرے جیسا فرید فرد ہوا۔ اور جو کچھ تو اپنی زبان سے کلام نکالا کرے گا۔ وہی میں قبول کرلیا کروں گا۔ اے میرے فرید فرد میں نے تم کو زبان غیب کا موثر کر دیا ہے۔ اور ارشاد ہوا کہ ''جو فرید کہے سو ہو۔ جو فرید کہے سو ہو'' تیسری دفعہ باباصاحبؒ نے عرض کی کہ تمام پیدائش آسمان و زمین میں آج سے بزریعہ اہل باطن پکار دو۔ کہ اس کو بغیر نام فرید فرد کے کوئی نہ پکارے۔ چنانچہ تمام ابدال اوتار و رجال الغیب نے اسی وقت زمین و آسمان کی پیدائش میں یہ لقب پکار دیا۔ اسی روز سے بجز اسی نام کے اور خطاب بند ہو کر یہی نام مشہور ہو گیا

(۱۰۶)

☆☆☆

فریدا گور نمانی سڈ کرے نگھریا گھر آؤ

سر پر میں تھے آؤ نا مرنوہ نہ ڈر

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

قبر کے پکارنے کے بیان میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ قبر قاجزہ تجھ کو پکارتی ہے۔ کہ اے بے وطن گھر میں آ۔ آخر کار تو نے میرے پاس ہی آنا ہے۔ مرنے سے مت ڈر۔

شرح:

''هو الذين انشاكم من نفس واحدة فمستقر ومستودع قد فصلنا الايات لقوم يعقلون''

''(قرآن شریف) وہ جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا پس جائے قرار اور جائے سپرد ہے تحقیق بیان آئتیں اس قوم کے واسطے جو کہ سمجھتی ہے۔ مفصلاً بیان کیا''؟

جو کیا چاہے منور گور تنگ — مت فراہم کر تو اس جا چوب و منگ
گور کہتی ہے کہ اے بے وطن آ — کیونکہ تو نے مجھ کو چھوڑا ہے بھلا
گھر تیرا اصلی یہی تو جلد آ — آخرش جب آنا پھر ہے فکر کیا

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ گور عاجزہ تم کو ہر دم پکارتی ہے۔ کہ اے بے وطن اپنے اصلی گھر میں آ۔ کیونکہ آخر کار تو نے دنیا فانی سے کوچ کر کے میرے پاس ہی آنا ہے۔ ڈر مت آ۔ اس واسطے انسان کو اس پانچ روزہ زندگی پر غرہ اور یاد خدا سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ رات اور دن دل وجان سے عبادت کر کے اپنے اصلی گھر کا سامان تیار کرنا چاہیے۔

Marfat.com

جہاں کہ جا کر ہمیشہ رہنا ہے۔اور عملوں کا بدلہ پانا ہے۔یہ کیا عقل ہے کہ چندروزہ زندگی پر مبتلا و مفتون ہو کر جاودانی زندگی کو ہاتھ سے کھو بیٹھنا یہ سراسر ایک سخت خسارہ ہے۔اسی زندگی سے وہ زندگی ملتی ہے۔اگر کوئی کمر ہمت باندھے تو کچھ مشکل نہیں۔

(۱۰۷)

☆☆☆

انھیں لوئیں دیکھدیاں کیتی چل گئی

فریدا لوکاں آپو آپنی میں آپنی پئی

☆☆☆

ترجمہ:

عبرت دہانی کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔کہ ان آنکھوں کے دیکھتے دیکھتے کتنی ہی مخلوقات فناہ ہوگئی۔خلقت کو اپنی بنی اور مجھ کو اپنی بنی۔

شرح:

" اولم یعلم ان اللہ قد اھلک من قبلہٖ من القرون من ھو اشد منہ قوۃ و اکثر جمعاً"

"(قرآن شریف) کیا نہ جانا انہوں نے تحقیق اللہ چھپا چکا ہے اس سے پہلے کتنی سنگتیں جو اس سے زیادہ رکھتے تھے زور اور زیادہ مال کی جمع"

Marfat.com

یہ جہاں محدود اس کی حد نہیں
سد ہیں اس معنی کے یہ نقش ورنگیں؟
یہ جاہس تو خود ہماری جنس ہے
جو نہیں ہم جنس ہے ڈھونڈو اسے
نیزۂ فرعون تھے گو سو ہزار
چوب موسیٰ سے ہوئے رد ایک بار
سینکڑوں حکمت کے تھے دانا دلیر
ہو گئے پل میں دم عیسےٰ سے زیر
سو ہزاراں دفتر اشعار تھے
امی حق کے مقابل خوا تھے
ایسے مالک سے بھلا کس کی مجال
سرکشی کو جو کرے دل میں خیال

نتیجہ:

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ تیری ان آنکھوں کے سامنے ہی دیکھتے دیکھتے ہزاروں تاجور جبار اور متکبر اور گردن کش اور امیر اور وزیر اور شاہ کیا ادنےٰ کیا اعلیٰ اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔ ان کو تو اپنے اور تجھ کو اپنی ہر ایک کو اپنے اپنے وعدہ پر ضرور ہی یہاں سے ایک روز سفر کرنا ہوگا۔

(۱۰۸)

☆☆☆

آپ سواریں میں ملاں میں ملیاں سکھ ہوئے
فریدا جے توں میرا ہور ہیں سب جگ تیرا ہوئے

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

ہستی موہومہ کے فنا اور فضل خدا اور؟

کے القاء کے بارہ میں

اے فریدا اگر تو اپنے آپ کو سنوارے تو میں ملوں۔ اور میرے ملنے سے دائمی سکھ ہوئے۔ اور اگر تو میرا ہو رہے تو سب جگ تیرا ہو۔

شرح:

"من کان للہ کان اللہ لہ"

"(قرآن شریف) جو شخص اللہ کے واسطے ہوا۔ اللہ اس کے واسطے ہوا"

نفس کو اپنے اگر تو قتل کر — جہد بن حاصل ہے نیکی کا ثمر
جبکہ ہو اس نقش عقرب سے خلاص — قرب سے حاصل ہو تجھ کو اختصاص
مار کے پر زہر دانتوں کو نکال — تا نہ کاٹے تجھ کو اپنے حسب حال
کس نے مارا نفس کو جز اولیاء — ہاتھ سے دامن نہ کر ان کا رہا
رات اور دن فکر میں حق کے گذار — ہو فروغ روئے دلبر آشکار

نتیجہ:

جب زاغ سیاہ باباصاحبؒ کے سر پر آ بیٹھا۔ اور چشم چپ میں زور سے چونچ کی نوک ماری۔ تو اسی وقت حضرت باری تعالیٰ سے اول درجہ کا القاء ہوا۔ کہ اگر تو اپنی ہستی موہومہ کے شرک کو دور کر کے میرے میں ہر سہ فنائے تامہ حاصل کرے تو میرے وصل سے

Marfat.com

حیات ابدی عطا ہو۔اور ارشاد ہوا۔کہ اگر تو ہمہ تن اور جان میرا ہی ہو رہے۔تو سب جگ تیرا ہو۔یعنی سب تیری پیروی بجالاویں۔اور تجھ سے فیض یاب ہوں۔

(۱۰۹)

☆☆☆

کندھی اتے رکھڑا کچرک بنھے دھیر
فریدا کچے بھانڈے رکھے کچرک تائیں نیر

☆☆☆

ترجمہ:

آخر عالم خلق کے ہر متنفس کے فنا کے بارہ میں

کنارے دریا پر کا درخت کب تک قائم رہے گا۔
باباصاحبؒ فرماتے ہیں:۔کہ کچے گھڑے میں کب تک پانی رہ سکے گا۔

شرح:

" ان الذین کفرو لن تغنی عنھم اموالھم ولا اولادھم من اللہ شیئا واولئک و اصحاب النار ھم فیھا خلدون"

"(قرآن شریف) تحقیق وہ لوگ جو منکر ہوئے۔ہرگز ان کے کام مال اور اولاد ان کے نہ آوے گی اللہ کے آے اور وہ دوزخ کے لوگ ہیں۔اور وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔"

Marfat.com

جب قضا پہنچے تیرے سر پر عیاں — گور سے پھر تجھ کو چارہ ہے کہا
دیکھ سن کر پڑ رہا ہے تو بدام — ایک دانہ کے لئے اے نیکنام
بند تقدیر قضا ہے جو نہاں — دیکھتا ہے کون جز روشن دلاں
موت ہے جس کی نگاہ میں فتح باب — سابقوا کا اس کو آتا ہے خطاب

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ دنیا فانی کے دریا کے کنارے پر کا درخت انسان یعنی کب تک استقلال اور ثابت قدمی سے کھڑا رہے گا۔ آخر اس کو ایک روز دریا فنا بہا ہی لے جائے گا۔ جیسے کہ کچے گھڑے میں پانی کب تک رہ سکے گا۔ وہ تو آخر پانی سے ٹوٹ ہی جائے گا۔ اسی طرح یہ وجود بھی فنا ہو جاوے گا۔

(۱۱۰)

☆☆☆

فریدا محل سکھن رہ گئے واسا آیا تل
گوراں سے نمانیاں بہسن روحاں مل

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

اس عالم فنا سے روحوں کے پرواز کرنے اور قبروں میں جا رہنے کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ محل خالی رہ گئے کیونکہ ویرانہ میں رہنا پڑا۔ بے شمار عاجز روحیں قبروں میں دفن ہو جائیں گی۔

شرح:

" ولم اھلکنا من قریۃ بطرف معیشتھا فتلک مسکنھم لم تسکن من بعدھم الا قلیلا و کنا نحن الوارثون"

"(قرآن شریف) اور کتنی کھپا دیں ہم نے بستیاں جو اترا چکی تھیں اپنی گذران میں۔ اب یہ ہیں ان کے گھر نہیں بسے ان کے پیچھے مگر تھوڑے دن اور ہم سب کو لینے والے ہیں۔"

آگ شہوت سے جلیں کب اہل دیں　　باغیاں پہنچیں ہیں تا قعر زمیں
خاک قاروں پر ہوا حکم خدا　　وہ بمال اندر زمیں کے دھنس گیا

نتیجہ:

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ محل خالی رہ گئے۔ کیونکہ مالک قبرستان میں جا سوئے۔ اور بعد ازیں سینکڑوں عاجز روحیں اپنی اپنی باری اس میں جا کر سوئیں گے۔ اور تا قیامت وہیں سوتی رہیں گی۔

Marfat.com

(۱۱۱)

☆☆☆

آکھیں شیخاں بندگی چلن اج کہ کل

☆☆☆

ترجمہ:

رحلت کے بارہ میں

بزرگوں کو بندگی کہنا کہ وہ ابھی آج یا کل روانہ ہوگا۔

شرح:

"الدنیا سجن للمومنین وجنة للکافرین"؟

"دنیا نیکوں کے لئے قید خانہ ہے اور بروں کے لئے بہشت"

چھوڑ یہ زندانگی وہ روح پاک — کیوں کریں ماتم کریں کیوں جامہ چاک
جو کہ ہے خود خسروان دین وہ — خوش گئے کہ ترک یہ سجین وہ
اوج دولت پر گئے وہ شادمان — توڑ کر زنجیر و قفل خاکداں

نتیجہ:

اس شلوک میں جناب بابا صاحبؒ اس جہان فانی سے اپنی رحلت کا ذکر فرما کر فرماتے ہیں کہ اب میری بندگی بھی مرحوم بزرگواروں کی مقدس ارواحوں کو کہنا کہ وہ بھی

Marfat.com

آپ کی طرح آج یا کل اس دارالمحن دنیا فانی سے کوچ کر کے اور حیات ورممات کے بے شمار درد والم سے نجات پا کر آپ کے زمرہ اولیاؤں میں کہ جن کو نہ کسی طرح کا خوف اور حزن ہے شامل ہوگا۔

(۱۱۴)

☆☆☆

فریدا موتے دا بنا ایوے دسے جیوں دریا دی ڈھاہ

اگے دوجگ تپیا سنئے ہول پورے کہاہ

☆☆☆

ترجمہ:

موت اور دوزخ کے جوش کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ موت کا کنارہ اس طرح کا نظر آتا ہے جیسے کہ دریا کی ڈہاہ آگے درخت ہوتے ہیں جن سے ہائے ہائے کی آواز آتی سنائی دیتی ہے۔

شرح:

''واذالجحیم سعرت و برزت الجحیم لمن تری''

''(قرآن شریف) اور جس وقت دوزخ تپایا جاوے گا۔ اور دوزخ ہر شخص کے روبرو کیا جاوے گا۔''

''واذا القوا فیھا سمعو لھا شھیقا وھی تمور تکاد تمیز من

Marfat.com

الغیظ۔"

ا ''جس وقت دوزخی اس میں ڈالے جاویں گے اس وقت اس کی بھاری آواز سنیں گے۔ حالانکہ وہ جوش کھاوے گی اور نزدیک ہے کہ غصہ سے پھٹ جاوے۔''

ہو تو باہر اس مکان سے تیرسا — کیونکہ نکلا اس سے جو سیدھا گیا
ہے یہی ارشاد شاہ مرسلاں — نفس کا قصہ ہے غزوں سے کلاں
کر چکے ہم جنگ ظاہر کے تمام — اب جہاد نفس کا ہو انصرام

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ دریائے موت کا کنارہ اس طرح کانظر آتا ہے۔ جس طرح کہ دیرا کی ڈہاہ کازوروشوراور اُٹے دوزخ اس طرح کا تپاہوانعرہ زن ہے کہ ''ہل من مزید'' یعنی اور لاؤ اور لاؤ۔ اوراس میں سے دوزخیوں کی ہائے ہائے کی آوازیں دور سے آتی ہوئیں سنائی دیتی ہیں۔

(۱۱۳)

☆☆☆

اکناں نوں سب سوجھی آئی اک پھرے دبے پرواہ
عمل بے کیتے دنی چوہ سے درگاہ اکواہ

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

بعض کے اہل معرفت اور بعض کے خدا یاد سے غافل ہونے اور ان کے عملوں کے آخرت میں گواہ ہو جانے کے بارہ میں

ایک تو ایسے ہیں کہ جن کو سب سوجھ ہو گئی ہے۔ اور ایک ایسے جو کہ بے فکر ہو کر پھر رہے ہیں۔ جو عمل انہوں نے دنیا میں کیے۔ وہ آخرت میں گواہ ہو جائیں گے۔

شرح:

" ان الذین امنو و عملو الصلحت یهدیهم ربهم بایمانهم تجری من تهتهم الانهار فی جنت النعیم"

"(قرآن شریف) جو لوگ ایمان لائے اور کام نیک کئے۔ ان کو ان کا رب راہ دے گا۔ ان کے ایمان کی طرف بہشتوں میں ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔"

"ان الذین لا یرجون لقاء نا و رضو بالحیوة الدنیا و اطما نوابها والذین هم عن ایتنا غافلون اولئک ما واهم النار"

"تحقیق وہ لوگ جو خدا کے ملنے کی امید نہیں رکھتے ہیں۔ اور دنیا کی زندگی پر خوش ہو کر اسی پر مطمئن ہو گئے ہیں۔ اور جو ہماری قدرتوں سے غافل ہیں ایسوں کی جائے پناہ دوزخ ہے۔"

"الیوم نختم علی افواههم و تکلمنا ایدیهم و تشهد ارجلهم بما

Marfat.com

کانو یکسبون"

"اس دن ان کے مانہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو گویا کریں گے۔اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے۔اس سے کہ کماتے تھے۔

"ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنه مسئولا"

"تحقیق کان اور آنکھیں اور دل ان تمام سے پوچھا جاوے گا۔"

ہیں جہاں میں دو صدائیں غیب کی | کس صدا کا ہے طالب اے اخی
یک صدائے متقی ہیں بہرہ یاب | دوسرے سے ہیں شقی از بس خراب
کافروں کو کفر کے اندر غلو | مومنوں کو سر بسر ایماں کی بو

نتیجہ:

ایک تو ایسے شخص ہیں۔ جو بذریعہ برزخ پیر کامل مرفوع الاجازت کے صراط مستقیم کی کماحقہ تعلیم وتلقین حاصل کر کے ہر طرح سے مطمئن ہو گئے ہیں۔اس وجہ سے وہ اس دنیا کے فانی کو دغابازی اور فریب جال سمجھ کر ہر وقت یاد خدا میں دل و جان سے مصروف ومشغول رہتے ہیں۔اور اپنی حیات مستعار کا ایک دم بھی ضائع نہیں گذارتے ہیں۔اور ایک ایسے ہیں جو کہ یاد خدا سے غافل اور بے فکر پھر رہے ہیں۔ان کو مرنے کا کچھ خوف نہیں ہے۔لیکن رات دن دنیا کی حرص ہی حرص ہے۔وہ جو عمل اس دنیائے فانی میں کریں گے۔ وہ روز قیامت ان کے مقابل میں گاہ بن جاویں گے۔

(۱۱۴)

☆☆☆

Marfat.com

فرید دریاوے کنے بگلا بیٹھا کیل کرے
کیل کریندے ہنجھ نوں اچنتے باج پئے

☆☆☆

ترجمہ:

دریائے دنیا کے کنارے پر روح انسان پر بگلے کو عیش و عشرت کرتے ہوئے قضا کا باز پڑنے کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ دریا کے کنارے پر بگلا بیٹھا خوش ہو رہا ہے۔ اسی اثنا میں یکایک قضا کا باز پڑا۔

شرح:

" اذ قال له قومه لا تفرح ان الله لا یحب الفرحین "

"(قرآن شریف) اور جس وقت ان کو ان کی قوم نے کہا نہ خوش ہو تو تحقیق خدا خوش ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

"فهم فی سکرتهم یعمهون"

"تحقیق وہ اپنی مستی ہستی میں سرگشتہ ہیں"

شیخ فارغ از جفا ہاد خلاف — ہمچو ماہ رو کر لیا اندر غلاف
با اجل خوش بازل خوش شاد کام — فارغ از تشنیع و گفت خاص و عام
موت کو ہر وقت اپنے سنگ جاں — غافل اس سے ہو نہ ہر گناہ اے جوان

Marfat.com

نتیجہ:

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ دریائے دنیا کے کنارہ پر لذیذ لذیذ نعمتوں اور خواہشوں کی مچھلیوں سے سیر ہونے والا۔ روح انسان کا بگلا خوش ہو رہا ہے۔ اور ہر وقت عیش و عشرت سے اوقات بسر کر رہا ہے۔ اور خدا کی یاد سے غافل ہو رہا ہے۔ اس وقت حال میں اس بگلے پر ناگام ہادم الذاب ولذتوں کے نیست کرنے والا فرشتہ موت کا باز پڑا۔

(۱۱۵)

☆☆☆

باج پئے تس رب دے کیلان و سریان
جوہن چت نہ چیتسن سو گالیں رب کیان

☆☆☆

ترجمہ:

موت کا باز پڑنے سے عیش و عشرت بھول جانے کے بارہ میں

اس پروردگار کا باز پڑا۔ سب آرام اور چین بھول گیا۔
جو شخص دل سے خدا کو یاد نہیں کرے گا۔ اس کا ایسا ہی حال ہوگا۔

Marfat.com

شرح:

"قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم ثم الی ربکم ترجعون"

"(قرآن شریف) کہہ دو موت جو تم پر مقرر کی گئی ہے۔ تم کو قبض کرے گی۔ پھر تم اپنے رب کی طرف رجوع ہو گے"

جو حضور اولیا سے دور ہے — بارگاہ حق سے وہ مجور ہے
سایہ شاہان طلب کر تو شتاب — تا ہواس سایہ سے بہتر ز آفتاب
کیوں پھرے ہے جا بجا و کو بکو — جستجو کر جستجو کر جستجو
آج کے دن گور تیرا گھر ہوا — وارثوں کی ملک تیرا زر ہوا

نتیجہ:

اس پروردگار کا پاز پڑا۔ دنیا فانی کا چندروزہ تمام عیش وعشرت بھول گیا۔ ورایک ہی آن میں بے ہوشی اور حیرت کا عالم وجود پر طاری ہو گیا۔ اور مرغ روح قفس بدن سے نکلتا نکلتا اور حلق میں آتا آتا فوراً پرواز کر گیا۔ جناب پروردگار باری تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ جو کوئی علائق دنیاوی سے منقطع ہو کر اور خلوت میں بیٹھ کر دل سے خدا کا نام نہیں لے گا۔ اس پر بلاشک فرشتہ موت کا باز ناگہاں پڑے گا۔ اور اسے فنا کر کے اپنا شکار روح اڑا لے جائے گا۔

(۱۱۶)

☆☆☆

Marfat.com

ساڈھے ترے من دیہوڑی چلے پانی ان
آیو بندہ دنی وچ وتیا سونی بنھ

☆☆☆

ترجمہ:

پانی اوراناج کے سہارے وجودگی حرکت کرنے اور حرص دنیامیں انسان کے گرفتار ہونے کے بارہ میں

ساڑھے تین من کا جسم پانی اوراناج کے بھروسہ پر چلتا ہے۔انسان دنیامیں آ کر اس کی حرص میں اولجھ گیا۔

شرح:

" ما املا ادمی دعاءً اشر من بطن بحسب ابن ادم ثلث طعامه وثلث شرابه و ثلث لنفسه"؟

"آدمی کسی برتن کو جو بہت شریر ہو۔پرنہیں کرتا ہے۔پیٹ سے آدم کے بیٹے کے موافق اس طرح ہے کہ تیسرا حصہ پیٹ کا پر ہو کھانے سے اور تیسرا حصہ پینے سے اور تیسرا حصہ دم لینے کے واسطے"

حرص دنیا سخت تجھ کو قید ہے　　جوکوئی اس میں پھنسانہیں آزاد ہے
ہے تو چاہے چھوٹنا اس سے اگر　　رات دن دل سے خدا کی یاد کر

Marfat.com

نتیجہ:

ساڑھے تین من کا جسم انسان خوردونوس کے سہارے سے حرکت کرتا ہے۔ یہ اول ہی اول بوقت پیدائش پاک اور صاف تھا۔ اور گناہوں کے بوجھ سے بالکل سبک تھا۔ لیکن جب انسان اس دنیائے فانی میں آ کر اور وعدہ خدا سے غافل ہو کر حرص دنیا میں پڑا۔ تو وہ شہد کی مکھی کی طرح اس میں الجھ کر ایسا گرفتار ہو گیا کہ پھر نکلنا مشکل ہو گیا۔ اور گناہوں کا بوجھ بھی روز بروز بباعث غفلت اور غلبہ نفسانیت بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ خود بوجھ ہی بوجھ ہو گیا جس کو اٹھا کر کسی روز اس عالم فانی سے عالم بقا کی طرف روانہ ہو جائے گا۔ اور اس بوجھ کے عوض میں ہزارہا طرح کے عذاب دوزخ اٹھائے گا۔ اور ہر وقت حسرت کا ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے گا۔

(۱۱۷)

☆☆☆

ملک الموت جاں آوسی سب درواجے بھنّ
تناں پیاریاں بھائیاں اگے دتا بنھ

☆☆☆

ترجمہ:

ملک الموت کی آمد کے بارہ میں

جب فرشتہ موت سب دروازے توڑ کر آوے گا۔

Marfat.com

توسب پیارے بھائی باندھ کر اس کے حوالہ کردیں گے۔

شرح:

" ان الموت يطلب العبد كما يطلبه الرزق"

"(حدیث شریف) تحقیق موت بندہ کی متلاشی ہے۔جیسے رزق متلاشی بندہ کا"

موت ہے ہر دم تیرے پیچھے لگی　　ہو نہ غافل اس سے تو یکدم کبھی
گر تو چاہتا ہے حیات جاوداں　　کر فنا تو ذات میں اپنی رواں

نتیجہ:

جب فرشتہ موت حلقہ وجود کے تمام ظاہری اور باطنی خواہشوں کے دروازوں کو توڑ کر اور فنا کے اندر آ جائیے گا۔تو اس کے سب خویش وعزیز واقربا اور اعضاء جو کہ ہمیشہ ساتھ رہتے تھے۔ہر وقت مدد دیتے رہتے تھے۔اور ہر وقت مدد دیتے رہتے تھے۔الگ ہو جاویں گے اور روح کو اس کے حوالہ کردیں گے۔وہ بحکم الٰہی سے اسے قبض کر کے اور اپنی زنبیل میں ڈال کر فوراً پرواز کر جائے گا۔

(۱۱۸)

☆☆☆

ویکھو بندہ چلیا چونہہ جانیاں دے کندھ
فریدا عمل جے کیتے دنی وچ در گہ آئے کم

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

بندہ کو قبرستان میں لے جانے کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔اے لوگو! دیکھو بندہ کو چار آدمی کندھوں پر اٹھائے ہوئے قبرستان کو لے جارہے ہیں۔جو عمل دنیا میں کیئے۔وہ درگاہ خدا میں کام آئیں گے۔

شرح:

"من عمل صالحا فلنفسه"

"(قرآن شریف) جس شخص نے نیک عمل کیا۔پس اپنی ذات کے واسطے۔اور جس شخص نے برا کیا۔پس اس پر ہے"

روح جب جاتا ہے تن کو چھوڑ کر　　بولتا ہیتن کے تئیں بے خبر
ہائے کیوں دے گا خدا کو تو جواب　　ہائے کیوں دے گا خدا کو تو حساب
مال و زر کی آرزو میں جو جیا　　آج تو پاتا ہے سب اپنا کیا

نتیجہ:

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔کہ بندہ کو مرنے کے وقت یہ آواز آتی ہے۔کہ فلاں شخص مرگیا ہے۔اور چار شخصوں کے کاندھوں پر سوار قبرستان کو جارہا ہے۔وہاں دفن کیا جاوے گا۔اور جو عمل اس نے اس دنیا فانی میں کیئے ہیں۔وہ آگے درگاہ خدا میں کام آئیں گے۔اوران کا اجر ملے گا۔

Marfat.com

(۱۱۹)

☆☆☆

فریدا ہوں بلہاری تن پنکھیاں جنگل جناں واس

کنکر چگن تھل وسن رب نہ چھوڑن پاس

☆☆☆

ترجمہ:

عارفان باللہ کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں ان درویشوں پر قربان ہو جاؤں۔ جو جنگل میں رہتے ہیں۔اور خودو اشیاز مین کھاتے ہیں۔اور یاد نہیں چھوڑتے۔

شرح:

" ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون فرحین بما اتهم الله من فضله ومن یتق الله یجعل له مخرجا ویرزقه من حیث لا یحتسب"

"(قرآن شریف) مت گمان کر ان لوگوں کو جو مارے گئے بیچ راہ خدا کے مردہ۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔نزدیک رب اپنے کے رزق دیئے جاتے ہیں۔خوش ہیں ساتھ اس چیز کے جو دیا ان کو اللہ نے اپنے فضل سے اور جو شخص ڈرتا ہے اللہ سے اس کے واسطے مخرج کر دیتا ہے۔اور اس جگہ سے رزق دیتا ہے جس کا خیال بھی نہیں"

Marfat.com

عاشقوں کو سوز ہے ہر دم علاج گاؤں ویراں پر نہیں عشر و خراج
جو تیرے دل میں ہے دلبر کی تلاش درد کی نشتر سے دے دل کو خراش
کر توکل ہو خدا کا جو حبیب کہ توکل ہو تجھے جنت نصیب

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ جنگل میں گوشہ نشین درویشان خداپر قربان جاؤں۔ جو کہ تارک الدنیا اور یادالٰہی کے دریائے استغراق میں مستغرق ہوکر جنگل مین بیٹھے رہتے ہیں۔ اور ہروقت ہرایک دم کو یادخدا میں صرف کرتے ہیں۔ اور کھانے پینے کی پرواہ نہیں رکھتے۔ لیکن اگر اشد ضرورت ہو تو وقتاً فوقتاً درختوں کے لا وارث گرے ہوئے پھل پھول۔ پتوں اور خودرو پودوں پر گزارہ کرتے ہیں۔ اپنے ہاتھ سے توڑ کر نہیں کھاتے۔ کیونکہ دنیا کی ہراشیاء میں جان ہے۔ اس واسطے بعضے توصبر اور توکل پر گزارہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ جناب باباصاحبؒ ایک کاٹھ کی روٹی پر توکل ہے اور بعدازاں غذا نوری سے مطمئن ہوئے۔

(۱۲۰)

☆☆☆

فریدا رت پھری ا ون کنبیا پت جھڑے جھڑ پاہ
چارے کونڈا ڈھونڈھیاں رہن کتھاؤ ناہ

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

ضعیفی کے باعث جسم کے کانپنے اور اعضا کے سست ہونے کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔کہ موسم بدل گئی۔دن کانپا۔اور پتھر جھڑنے لگے۔اس وقت چاروں طرف میں ڈھونڈنے سے رہنے کو کوئی جگہ نظر نہ آئی۔

شرح:

" لا ملجاء و لا منجاء منه الا اليه"

"(قرآن شریف) اللہ کے سوائے اس سے کوئی جائے پناہ اور جائے نجات نہیں"

حق کہا دنیا پہ ہو مت مبتلا — کیا ہے دنیا سخت فتنہ اور بلا
آہ کیسے پادشاہان و امیر — آہ کیسے نوجوان و طفل و پیر
آہ کیسے دلبران و گل روخان — ہاتھ سے دنیا کی ہو گئے بے نشان

نتیجہ:

جناب باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ جسم کے دن کے بڑھاپے کی موسم آ گئی۔اور بباعث دیرینہ سالگی اور ضعیفی کے یہ کانپنے لگا۔اور اس کے اعضاء کے پتے سب مرجھانے لگے۔اور غذا کافی ہضم نہ ہونے سے سب اعضا بیکار اور سست ہو کر عبادت نہیں کر سکتے ہیں۔اب ہم نے جب غور سے چاروں طرف دیکھا تو موت کے کلہاڑے سے بچنے کے

Marfat.com

لئے کوئی جگہ نہیں۔ اور نہ کوئی اس موقعہ پر مددگار ہے۔ اگر ہے تو خدا ہی ہے۔ اس شلوک میں آنجناب نے اپنی حالت پیری اور ضعیفی کا ذکر فرمایا ہے۔

یہ چاروں آئیندہ شلوک جناب بابا صاحبؒ نے حبس کبیر پنج سالہ سے نکلوائے جانے اور کلاصیت کلی مجددی اور خطاب زہد الانبیائی عطا ہونے کے وقت بابا غریب نواز صاحب اور بابا قطب صاحب کی حضور میں حاضر ہوتے ہی فرمائے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں

(۱۲۱)

☆☆☆

فریدا پاڑ پٹولا دھج کری کمبلڑی پھٹیو
جنین ویسیں شوہ ملے سیئی ویس کریو

☆☆☆

ترجمہ:

یہدی من یشیب یعنی کسب کے بارہ میں؟

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ تجھے کپڑے پھاڑ کر اور چیتھڑے بنام سیاہ لوئی کی گودڑی پہننی چاہیے۔ کیونکہ جس لباس سے تجھے خدا ملے۔ وہی پہننا افضل ہے۔

Marfat.com

شرح:

"ومن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک
بعبادۃ ربہ احدا"

"(قرآن شریف) اور جو آدمی اپنے پروردگار کے دیدار کی امید رکھے پس اس
کو چاہیے کہ عمل نیک کرے۔ اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے"

عاشقاں حق دین و دنیا سے جدا — عاشقوں کا مذہب و ملت جدا
جو خدا کی یاد میں مشغول ہے — وہ خدا کا دوست و مقبول ہے

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ اے فرید جہد و ریاضت سے اپنی ہستی موہومہ کے پارچہ کو زکر اور نفی سے پھاڑ کر اور ذات میں فنائے تامہ کی کفنی یا گوڈری بنا کر پہن تا کہ تجھے وصل الٰہی حاصل ہو۔ اور وہی لباس پہن کر ہر وقت استقلال اور استقامت کے ساتھ اسی راست پر چل جو کہ تجھے تیرا پیر بتاوے۔ کیونکہ وہ منزلوں کی راہ اور رسم سے بے خبر نہیں ہے۔

(۱۲۲)

☆☆☆

فریدا کائے پٹولا پاتری کمبلڑی پھڑے
گھر ہی بیٹھیاں شوہ ملے جے نیت راس کرے

Marfat.com

☆☆☆

ترجمہ:

بذریعہ خلوص قلب وہب کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ چیتھڑوں بنا کر پھرنے کی کیا ضرورت اگر نیت درست کرے تو گھر ہی بیٹھے خدا ملے۔

شرح:

" ان اللہ لا ینظرو الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم"

"(قرآن شریف) تحقیق خدا تمہاری صورتوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتا ہے لیکن تمہارے دلوں اور عملوں کی طرف دیکھتا ہے۔"

نے ظواہر اور نہ قیل و قال کو
دیکھتا ہوں دل کو میں اور مال کو
ناظر دل ہوں اگر خاشع ہے وہ
گو کہا جو اس نے نا خاضع ہے وہ

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ چیتھڑے پھاڑ کر اور گودڑی بنا کر کس واسطے پہنتا ہے۔ اگر تو خلوص قلب سے خدا کو یاد کرے گا۔ تو وہ مجھے گھر بیٹھے ہی مل جاوے گا۔ لیکن اس امر میں مرفوع الاجازت شیخ کامل کی دست بیعت اور تعلیم وتلقین کا حاصل کرنا نہایت

Marfat.com

ہی ضروری ہے۔ کیونکہ اس کی پیروی کے بغیر کوئی شخص اپنی منزل مقصود پر نہیں پہنچا ہے اور واصل حق نہیں ہوا ہے۔ اس واسطے ہر شخص کو لازم ہے کہ نفسانیت کے خوف، اور مذہب کے وہم کو دور کر کے پیر روشن ضمیر یا ستگور پکڑے۔ کیونکہ شاہ کے بغیر کچھ پت نہیں ہے اور گورو کے بغیر گت نہیں ہے؟

(۱۲۳)

☆☆☆

فریدا گربھ جناں وڈیائیاں دھن جوبن آ گاہ
خالی چلے دھنی سئیو بے جیوں مینہاہ

☆☆☆

ترجمہ:

باعث تکبر اور فخر اور مال اور حسن خدا سے غافل ہو کر اس دنیا سے خالی ہاتھ کوچ کرنے کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ وہ آدمی جن کے پاس دولت اور حسن اور تکبر کا بے شمار فخر ہے۔ ایسے آدمی دنیا فانی سے ٹیلے ریت کے بارش کی طرح خالی جاویں گے

شرح:

" والذین کفرو بربھم اعمالھم کرمان و اشتدت بہ الریح فی یوم

Marfat.com

عاصف لا یقدرون علی شیء مما کسبو ذالک ھو الضلل البعید"

"(قرآن شریف) وہ لوگ جو اپنے رب سے کاف رہوئے۔ ان کے اعمال مانند خاکستر کے ہیں جس کو سخت اندھیری اڑا لے جاتی ہے۔ جو کچھ انہوں نے کمایا اس پر ذرہ بھر بھی اادر نہیں ہوں گے۔ اور یہ گمراہی دور ہے"

کام اس عالم کا غفلت میں نہاں — ہوشیاری ہے بلائے نا گہاں
نیک اعمال سے ہے حاصل نجات — بدعمل چون مار ہیں بعد از ممات
تن سے اور ندیا دسے ہو یکسر جدا — روح پہنچے اور ہی عالم میں جا

نتیجہ:

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ جن شخصوں کو شان و شوکت اور مال دنیا کا فخر ہے۔ وہ یہاں سے اس طرح خشک اور بے مراد رہ کر کوچ کر جائیں گے۔ جس طرح مینہ سے ریت کا ٹیلا صاف خشک اس واسطے کہ خواہ اس پر کتنی ہی بارش ہو۔ وہ فوراً اس میں سرایت کر جاتی ہے۔ اور زراعت کو ذرہ بھر فائدہ نہیں بخشتی ہے۔

تشریح:

مرشد کی وست بیعت اور تعلیم کے بغیر صراط مستقیم ہرگز نہیں ملتا ہے۔ نہ ہی نیک عملوں کی حفاظت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کی متابعت کے بغیر جو عمل ظہور میں آتا ہے وہ کسی نہ کسی طرح سے بلا اجر ضائع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ شیطان انسان کا ظاہر گمراہ کرنے والا دشمن ہے۔ اور ہمیشہ اس پر غالب ہے۔

Marfat.com

(۱۲۴)

☆☆☆

فریدا گور بن نہ وڈیائیاں دھن جوبن اسگاہ
خالی چلے دنی سیوں ٹبے جیوں مینہاہ

☆☆☆

ترجمہ:

پیر کی دست بیعت اور متابعت کے بدون فضلیت بے شمار مال اور حسن ٹیلہ ریت کی بارش کی طرح بلا مفاد ہے

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ مرشد کے بغیر نہ عزت اور نہ مال اور نہ حسن حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر دنیا فانی سے ٹیلہ ریت کے بارش کی طرح سے خشک ہو جائے گی۔

شرح:

"والذین کفرو اعمالھم کسراب بقعة یحسبه الظمان ماء حتی اذا جاء ہ لم یجدہ شیئا"

Marfat.com

"(قرآن شریف) جو لوگ منکر ہوئے ان کے عمل جنگل کے سراب کی طرح ہیں۔ جسے کہ اس کو پیاسا پانی سمجھتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس جاتا ہے۔ تو کچھ نہیں پاتا"

عقل جزوی کو جو ہے انکار عشق — صاحب سے کھلیں اسرار عشق
زیرک و دانا ہے لیکن بے وفا — بن فنا دیکھو ملک شیطان کا
ہیں ولی حق سرافیل زماں — جیسے مردے کو حیات جاوداں
جانہائے مردہ اندر گور تن — ہوں نوا سے ان کے جنباں در کفن

نتیجہ:

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ مرفوع الاجازت مرشد کامل کے دست بیعت اور تعلیم و تلقین اور پیری اور نفی کے بغیر دنیا کی عزت اور مال اور حسن کسی کام کا نہیں ہے کیونکہ اس کے بغیر وہ یہاں سے ایسے بلا مفاد آخرت خالی ہاتھ جاویں گے۔ جیسے مینہ سے ریت کا ٹیلہ۔

تشریح:

اگر کوئی شخص مال اور عزت اور حسن اور فخر دائمی اور عقبائی کا آرزو مند ہو تو کسی مرفوع الاجازت شیخ کی دست بیعت اختیار کرے۔ اور اس کے ارشاد بموجب جہد و ریاضت پر کمر باندھے۔ انشاءاللہ امید قوی ہے کہ وہ درجہ بقا پر پہنچ کر حیات طیبہ سے مشرف و ممتاز ہوگا۔

Marfat.com

(۱۲۵)

☆☆☆

فریدا تناں مکھ ڈراونے جناں وساریو ناؤں

ایتھے دکھ گھنیریاں اگے تھوڑ نہ ٹھاؤں

☆☆☆

ترجمہ:

میدان حشر میں اعمال بد کے باعث مسخ اشکال کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔کہ جنہوں نے خدا کو بھلا دیا۔ان کے چہرے مسخ ہو جائیں گے۔دنیا میں ان کو تھوڑا عذاب اور آخرت میں بے شمار ہوگا۔

شرح:

"ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر"

"(قرآن شریف) البتہ ہم ان کو دنیا میں تھوڑا عذاب اور آخرت میں بہت ہی چکھائیں گے۔"

ہے حسد چوں گرگ باطن میں نہاں　　گرگ ہو آخر اٹھیں گے حاسداں

جو حریفان شکم ہیں جیفہ خوار　　خوک کی مانند ہوں روز شمار

Marfat.com

ہو زنا کاروں کا پر بو بدن | ہوں شرابی جملہ واں گندہ دہن
گندگی جو دل میں ہے ان کے عیاں | حشر کے اندر ہو محسوس و عیاں

نتیجہ:

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جنہوں نے خدا کا نام فراموش کر دیا ہے ان کو اس دنیا میں رنج والم اٹھانے پڑیں گے۔ اور آخرت میں ان کی تکلیفات تو بہت ہی ہیبت ناک اور خوفناک ہو جائیں گی۔ یعنی میدان حشر میں بندر اور بھیریئے اور سور کی شکلوں میں اٹھ کر دوزخ کے عذاب کے لائق ہو جائیں گے۔ کیونکہ زمانہ سلف کی امتوں کی طرح اب بباعث گناہ کبیرہ کے امت محمدی اور دیگر امت ہائے کا اس دنیائے فانی میں مسخ ظاہری نہیں ہوتا ہے۔ اور نہ عذاب اور عتاب اور قہر الٰہی آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ لیکن کثرت گناہوں سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی خوب غور سے سوچے تو یہ بھی ایک سخت عذاب ہے۔ کیونکہ دل کا سیاہ ہونا گویا ایک مسخ باطنی اور علامت سلب ایمان ہے۔ اس واسطے دل کو کثرت گناہوں سے سیاہ نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیشہ عبادت خدا اور ذکر الٰہی سے مجلّا کرنا چاہیے۔ تاکہ گناہوں سے بچے اور نور الٰہی کی ضیا اور بصیرت سے نیک و بد میں امتیاز رکھے۔ یہی علامت صاحب ایمان کی ہے۔ اور یاد رکھو کہ اگر انسان کا دل ہر وقت گناہوں کی طرف راغب رہے تو نفس امارہ کے غلبے کی علامت ہے۔ اس میں خطرہ ایمان ہے۔ اور اگر کسی نیک شخص سے اس نے تعلیم پا کر اور نفس امارہ کے برخلاف ہو کر عبادت اور ذکر الٰہی میں کمر ہمت باندھ لی ہے۔ تو امید قوی ہے کہ کسی روز جہد و ریاضت سے شغل اور ذکر کے ساتھ اس کا نفس امارہ کشتہ اور متبدل ہو کر کندن روحی طلا ہو جائے گا۔ بشرطیکہ کسی مرفوع الاجازت شیخ کامل کی دست بیعت اختیار کی جائے۔ کیونکہ ایسے مکار اور پرفنون کے پنجہ ضلالت سے آزاد کرنا کسی

Marfat.com

شیخ اکمل کا ہی کام ہے۔ ہرادباش کا کام نہیں ہے۔

(۱۲۶)

☆☆☆

فریدا پچھل رات نہ جاگیو جیو نڈرو مویوہ

جے تیں رب وساریا تاں رب نہ وساریوہ

☆☆☆

ترجمہ:

بوجہ غفلت اور غلبہ نفسانیت ذکر الٰہی سے مردہ ہونے کے بیان میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔تو پچھلی رات بیدار نہ ہوا۔ جیتے جی مردوں میں داخل ہوا۔ اگرچہ تو نے خدا کو بھلا دیا ہے۔لیکن خدا نے تجھے نہیں بھلایا ہے۔

شرح:

" مثل الذی یزکرو والذی لا یذکر کمثل الحی من المیت "

"(قرآن شریف) مثال اس شخص کی کہ جو ذکر کرتا ہے۔اور اس شخص کی جو ذکر نہیں کرتا ہے۔مانند مثال زندہ کے مردہ سے ہے"

"الموت الغفلت عن ذکر الله"

Marfat.com

"یادِ خدا سے غفلت موت ہے"

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے
مدتوں سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

نتیجہ:

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ پچھلی رات کو اٹھ کر عبادت خدا میں مصروف نہ ہوا۔ جیتا ہی نیند غفلت میں مردہ سا بن کر سویا رہا۔ اگرچہ تو نے خدا کو اپنے دل سے فراموش کر دیا ہے مگر خدا نے تجھ کو فراموش نہیں کیا ہے۔

(۱۲۷)

☆☆☆

فریدا کنت رنگا ولا وڈا وے محتاج
اللہ سیتی رتیاں ایہ سچا وا ساج

☆☆☆

ترجمہ:

راست رنگت الٰہی اور اس کی بے پرواہی کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں خدا ہر رنگ میں بے انت و بے پرواہ ہے۔ اللہ کے رنگ سے رنگین ہونا سچا رنگ اور ساز ہے

Marfat.com

شرح:

"لیس کمثله شیی وهو السمیع العلیم. واللہ غنی وانتم الفقرا"

"(قرآن شریف) اس جیسی کوئی شے نہیں۔ وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور اللہ بے پرواہ ہے۔ اور تم محتاج ہو۔"

"صبغة الله ومن احسن من الله صبغة ونحن له عبدون"

"رنگ دیا ہے اللہ نے اور اللہ سے کون نہایت ہی عمدہ رنگ ہے۔ اور ہم اس کی عبادت کرنے والے ہیں۔"

دوست تیرا فی الحقیقت ہے خدا ماسوائے اس کے ہیں آفات و بلا
جائے عبرت ہے کہ جو مخلوق پاس سر جھکاتا ہے تو ہر دم ناسپاس
سر جھکا اس اپنے مالک کے حضور جو کہ ہے بخشندۂ جان و شعور
ہے وہی تیرا معین و مستعان لامکان و ہر مکان میں ہر زماں
ذرہ ذرہ جس کا ہے فرماں پذیر کس کو اس کے حکم سے یکدم گزیر

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ خدا مالک الملک ہے اور وحدہٗ لاشریک لہ اور بے انت و بے پرواور غنی ہے۔ اس کی ذات کے بدون سب اشیا باطل اور فنا پذیر ہیں۔ اس واسطے اس کے عشق کے رنگ سے رنگین ہونا یہی سچا رنگ اور ساز ہے۔ کیونکہ خدا نے تمام مخلوقات جن اور انس وغیرہ کو اپنی عبادت اور معرفت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس واسطے جو شخص اس عشق کے رنگ سے رنگین نہ ہوا وہ ہر دو عالم میں صاف بیرنگ رہا۔ پس لازم ہے کہ ہر شخص رات دن عبادت خدا میں مشغول ہو کر اور دنیا کی زندگی کو ایک ساعت سمجھ کر وعدہ

Marfat.com

الٰہی پورا کرے۔ تا کہ وصل سے مشرف اور ممتاز ہو۔

(۱۲۸)

☆☆☆

فریدا دکھ سکھ اک کر دل تے لاہ وکار

اللہ بھاوے سو بھلاتاں لبھے دربار

☆☆☆

ترجمہ:

تسلیم اور رضا کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ دکھ اور سکھ منجانب خدا جان کر شکوہ نہ کر جو خدا کی رضا ہے اسی پر راضی ہو۔

شرح:

"وما من مصيبة فی الارض ولا فی انفسكم الا فی كتاب من قبل ان نبرا ها ان ذالک علی الله يسير لكيلا تا سوا علی ما فاتكم ولا تفرحوا بما اتكم"

"(قرآن شریف) کوئی مصیبت تمہاری جانوں اور زمین میں نہیں پہنچتی مگر وہ اس کے پیدا ہونے سے پہلے کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔ تحقیق یہ اللہ کے اوپر آسان ہے۔ تو کہ نہ غم کھاؤ اس چیز پر جو تم سے چوک گئی۔ اور نہ خوش ہو۔ اس چیز پر جو تمہارے پاس آئی"

Marfat.com

بھی رضا آپ فرمایا رسول　　دوستوں سے حق کرے اس کو قبول
ہے رضا سے جان و دل کو زندگی　　ہے رضا سے عارفوں کی بندگی
لے رضا ہو تجھ کو دیدار خدا　　دو جہاں میں پائے گا تو مرحبا
جو رضا میں ہے خدا کے صبح و شام
اس کو جنت بیچ ہے بالا مقام

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ دکھ اور سکھ کو ایک جان کر اور دل سے غین غیریت کا وہم دور کر۔ اور سب کچھ خدا کی طرف سے سمجھ۔ اور اس کی رضا پر ہردم شاکر رہ۔ تا کہ تو دخل دربار الٰہی اور نجات ابدی سے مشرف ہو۔

(۱۲۹)

☆☆☆

فریدا دنی و جائی وجدی تو بھی وجینھ نال
سوئی جیو نہ وجدا جس اللہ کردا سار

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

ذکر اللہ سے راحت اور اطمینان قلبی کے حاصل ہونے کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ دنیا کے لوگ ایک دوسرے سے معاملات دنیاوی میں جھگڑتے اور لڑتے رہتے ہیں اور تو بھی جھگڑتا ہے۔ لیکن جس شخص کو خدا نے ہدایت دی ہے وہ نہیں جھگڑتا ہے۔

شرح:

"حب الدنیا راس کل خطیئة ترک الدنیا راس کل عبادة"

"دنیا کی محبت تمام گناہوں کا سر ہی اور دنیا کا ترک کرنا تمام عبادتوں کا سر ہے۔"

"الا بذکر الله تطمئن القلوب"

"خبردار یاد خدا سے دل آرام پکڑتے ہیں"

جو خدا کی یاد میں مشغول ہے ۔۔۔ وہ خدا کا دوست و مقبول ہے
اللہ اللہ یاد کر تو دمبدم ۔۔۔ اللہ اللہ بول تو ہر ہر قدم
اللہ اللہ خاصگوں کی بندگی ۔۔۔ اللہ اللہ واصلوں کی زندگی
اللہ اللہ یا خفی و یا جلی ۔۔۔ اللہ اللہ جو کہے گا ہے ولی

نتیجہ ظاہری:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ دنیا کے لوگ ہر وقت اور ہر روز معاملات دنیاوی میں

Marfat.com

ایک دوسرے سے جھگڑتے اور لڑتے رہتے ہیں۔اور تو بھی ان کے ساتھ غلبہ نفسانیت اور عالم بشریت کے باعث سے بولتا اور جھگڑتا رہتا ہے۔لیکن وہ شخص دنیا کے معاملات میں مشغول نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی بولتا ہے۔جس پر خدا کی رحمت ہوتی ہے وہ تو ہر وقت یاد خدا سے دل میں مطمئن رہتا ہے۔

نتیجہ باطنی۔

تمام حواس خمسہ ظاہری اور باطنی غلبہ نفسانیت سے حرص دنیا میں مبتلا ہوکر بعض بھٹکتے رہتے ہیں۔اوران کے ساتھ روح بھی زیر حکم نفس ہوکر بھٹکتی رہتی ہے۔لیکن وہ روح نہیں بھٹکتی ہے جو یاد خدا سے نہیں بھولتی۔

(۱۳۰)

☆☆☆

فریدا اول رتا اس دنی سیوں دنی نہ کتے کم
مثل فقیراں کا کھری سو پائے پور کرم

☆☆☆

ترجمہ:

محبت الٰہی فضل اللہ پر موقوف ہے

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ دل تو حرص دنیا اوراس کی محبت سے رنگین ہے۔مگر دنیا کسی کام کی نہیں۔فقیروں جیسی محبت دشوار ہے۔وہ روز الست کی رحمت سے ملتی ہے۔

Marfat.com

شرح:

"واللہ یختص برحمتہ من یشاء"

"(قرآن شریف) خدا اپنی رحمت سے جس شخص کو چاہتا ہے خاص کر دیتا ہے"

جان اور دل سے طمع کو چھوڑ دے   رشتہ الفت طمع کا توڑ دے
دشمن اک شیطان ہے موذی قوی   تو کبھی اس کی نہ تو کر پیروی
سیکھ اے مجہول علم معرفت   فضل سے اوروں کے لیجا رشک مت
وہ شراب حق عجب تریاق ہے
مست اس کا دو جہاں سے پاک ہے

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ دل تو حرص دنیا سے رنگین اور خوش ہو رہا ہے۔ مگر یہ دنیا کسی کام کی نہیں۔ فقیروں جیسی محبت الٰہی دشوار ہے۔ لیکن فضل الٰہی سے ملتی ہے۔ بشرطیکہ کسی مرفوع الاجازت پیر کامل کی دست بیعت اختیار کر کے دل و جان سے اس کی تعلیم و تلقین حاصل کرے۔ اور ایک قدم اس کی اطاعت اور متابعت سے باہر نہ رکھتے انشاء اللہ تعالیٰ وہ پژدہ ہستی موہومہ سے نکل کر اور درجہ فنائے تامہ سے گذر کر درجہ بقا پر پہنچ کر حیات طیبہ سے مشرف وممتاز ہوگا۔ جو کہ ذات خدا کی رحمت اور فضل الٰہی اور نسبت روحی پر موقوف ہے۔

Marfat.com

(۱۳۱)

☆☆☆

پہلے پہرے پھلڑا پھل بھی پچھلی رات
جو جاگن سوہن سے سائیں کنوں دات

☆☆☆

ترجمہ:

پچھلی رات رحمت خاصہ کے ظہور
اور عبادت کے بارہ میں

عموماً درخت کو پہلے پھول پھر پھل آتا ہے۔

جو رات کو بیدار رہتے ہیں۔ان کو خدا کی طرف سے انعام ملتا ہے۔

شرح:

"والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما"

"وہ لوگ جو رات کو اپنے پروردگار کو سجدہ کرنے والے اور کھڑے رہنے والے ہوتے ہیں"

"ان المتقین فی جنت وعیون فی مقعد صدق عند علیک مقتدر"

Marfat.com

''تحقیق پرہیز گار بہشتوں اور نہروں میں قدرت والے بادشاہ کے پاس سچی نشستگاہ میں ہوں گے۔''

مژدہ ہو کب لے مشقت کے عطا | لیس للانسان الا ما سعی
جس نے کوشش کی وہ آخر پائے گا | مرد بے کوشش بہت پچھتائے گا
چھوٹا اس آتش کدہ کو پائے گا | مقصد صدق و لقائے کبریا

نتیجہ:

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ رات یا عمر کے پہلے پہر یا وقت جوانی میں عبادت الٰہی کا پھول اور پچھلے پہر یا وقت میانہ عمری میں جو کہ عین وقت قبولیت ہے فیض الٰہی کا پھل آتا ہے۔ کیونکہ اس میں جناب باری تعالیٰ آسمان دنیا پر تشریف آور ہو کر اور اپنے عباد کو ندا کر کے فیض اور رحمت خاصہ کا انعام تقسیم کرتے ہیں۔ اس واسطے جو شخص رات یا عمر کے ہر دو پہروں میں بیدار ہو کر ذوق شوق سے یاد خدا میں مصروف رہتا ہے۔ وہ اپنے پروردگار سے فیض اور رحمت الٰہی کا انعام پاتا ہے۔ اور دربار عالیہ میں دخل پا کر قرب الٰہی حاصل کرتے ہیں۔

(۱۳۲)

☆☆☆

داتین صاحب سندیاں کیا چلے تس نال
اک جا گندے نہ لہن اکناں ستیاں دے اٹھال

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

عطائے صراط مستقیم خدا کے اختیار میں ہے خواہ دے خواہ نہ دے

عطائے خدا میں کسی کو کچھ چارہ نہیں۔ کیونکہ ایک کو حالت بیداری میں کچھ نہیں ملتا۔ اور ایک کو بیدار کر کے بخش دیتا ہے۔

شرح:

"وما کان عطاء ربک محظوراً"

"(قرآن شریف) تیرے پروردگار کی بخشش بند نہیں کی گئی ہے"

ایک عورت تھی گناہ میں شرمسار
ہو گئی زہرہ بلطف کردگار

نتیجہ:

بابا صاحب" فرماتے ہیں کہ سعادت اور ہدایت کی عطا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ خواہ دے خواہ نہ دے۔ زور بازو سے حاصل نہیں ہوتی۔ جب تک بخشنے والا خدا نہ بخشے۔ کیونکہ ایک تو باوجود علم کے بیدار ہو کر پھر خدا سے غافل ہو رہے ہیں۔ اور دل لگا کر اس کی عبادت نہیں کرتے ہیں۔ اس واسطے اس عطا سے صاف محروم ہیں۔ اور ایک باوجود بے علمی کے توفیق خدا سے خواب غفلت سے بیدار ہو کر صراط مستقیم کی ہدایت پاتے ہیں۔ یہ فضل الہی ہے۔ جس کو چاہے وہ دے۔

Marfat.com

(۱۳۴)

☆☆☆

ڈھونڈ ھیندے سہاگ کوں تو تن کائی کور

جناں ناؤں سہاگنی تناں جھاک نہ ہور

☆☆☆

ترجمہ:

دنیا کی محبت باطلہ سے محبت حقیقی نہیں ملتی کیونکہ ان میں صفت متضاد ہے

اے سہاگ کی خواہش مند عورت تیرے بدن پر میں کا پردہ ہے کیونکہ جن کا نام سہاگنی ہے۔ان کو غیر خدا کا کچھ خیال نہیں ہے۔

شرح:

"اولئک المخلصون واولئک المقربون"

"وہ لوگ مخلص اور وہ لوگ مقرب ہیں"

شادی و غم عاشقوں کا ہے خذا

غیر کی نسبت ہے قول ان کا کہ لا

Marfat.com

نتیجہ:

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اے سہاگ کی خواہش مند عورت اگر تو سچے سہاگ کو چاہتی ہے تو محبت باطلہ کو دل سے دور کر کے اپنے حقیقی خاوند کی محبت کو دل میں جگہ دے۔ کیونکہ جو سہاگن عورتیں ہیں ان کے دل میں خاوند حقیقی کی حقی محبت کے بدوں باطلہ محبت دنیا کی ہرگز گنجائش نہیں ہوتی۔ وہ تو ہر وقت اپنے ہی خاوند حقیقی کی محبت اور یاد میں مستغرق رہتی ہیں۔ اور ایک دم بھی ضائع نہیں کرتی ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے خاوند حقیقی کی محبت سے مقبول ومشرف ہو چکے ہیں۔ اس واسطے ہر شخص کو لازم ہے کہ کسی مرفوع الا جازت شیخ کامل کی دست بیعت اور تعلیم وتلقین کے وسیلہ سے ذات عین میں فنائے تامہ حاصل کر کے روحی زندگی سے سرفراز ممتاز ہو۔ تاکہ عین مسرت حاصل ہو۔

(۱۳۴)

☆☆☆

صبر منجھ کمان اے صبر کانیہنو
صبر سند ابان خالق خطا نہ کرے

☆☆☆

ترجمہ:

صبر اور رضا اور تسلیم وتوکل کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ صبر کی کمان اور صبر کا ہی چلہ بنا۔ اور صبر ہی کا تیر یہ ہرگز

Marfat.com

خدا خطا نہیں کرے گا۔

شرح:

"الصبر مفتاح الفرج"

"صبر کشائش کی کنجی ہے"

"فصبر جمیل"

"(آیت) پس صبر عمدہ ہے۔"

کہ صبوری رات دن ای نیک دین
رب کہا ہے نعم اجر الصابرین

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر تو صبر کی کمان اور صبر ہی کا چلہ بنا کر تیر چلاوے گا تو خالق ہرگز خطا نہیں کرے گا۔ ضرور انشاءاللہ مراد پر لگے گا۔ کیونکہ صبر فرحت کی کنجی ہے۔ اور صبر کرنے سے ہر مراد حاصل ہوتی ہے۔ صبر اگرچہ تلخ ہے۔ لیکن اس کا پھل شیریں ہے۔ اس واسطے حسب الارشاد مرفوع الاجازت شیخ کامل صبر اور استقلال اور استقامت کے ساتھ جہد و ریاضت سے ذات میں فنائے تامہ کا چلایا ہوا تیر ضرور وصل خدا کے نشانہ مراد پر لگے گا۔

Marfat.com

(۱۳۵)

☆☆☆

صبر اندر صابری تن ایوے جالیں
ہو نجیک خدا ئدے بھیت نہ کسے دین

☆☆☆

ترجمہ:

میرے حصول قرب خدا کے بارہ میں

صابروں کے تن اور لوگوں جیسے نہیں ہیں۔ وہ خدا کے مقرب ہیں کسی کو اپنا حال نہیں بتلاتے۔

شرح:

"واللہ مع الصابرین"

"(قرآن شریف) خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"

ہے صبوری جامعیت کا مقام کاملوں کو ہے صبوری صبح و شام
جب تلک پیدا نہیں ہے راہبر آشکارا ہو نہیں اس کا اثر

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ صابر ذکر الٰہی میں جہد وریاضت کر کے عشق کی

Marfat.com

آگ سے اپنے تن کو جلاتے ہیں۔اور ہر دم المہائے جسمانی اور روحانی اٹھانے کے وقت صابر رہتے ہیں۔اور استقلال اور استقامت کو ہر گز نہیں چھوڑتے ہیں۔اور رفتہ رفتہ قرب الٰہی حاصل کر جاتے ہیں۔اور اپنا بھید کسی کے پاس نہیں کہتے۔یہاں تک کہ آخرکار واصل حق ہو جاتے ہیں۔کیونکہ ان کا رستہ اندھیری میں آب حیاب کی طرح ہے۔خلقت ان کو کیونکر جانے۔

(۱۳۶)

☆☆☆

صبر ایہہ سو آوَ جے توں بندہ درڑ کرہ

ودھ تھیویں دریاؤ ٹٹ نہ تھیویں واہڑہ

☆☆☆

ترجمہ:

صبر اور رضا سے عطائے وصل حق کے بارہ میں

صبر کی یہ عادت ہے۔اے بندے اگر تو یقین کرے تو دریا نے زیادہ ہو جاوے گا۔اور بعد موت غیر جنس کی پوش میں نہ جاوے گا۔

شرح:

"انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب"

"(قرآن شریف) صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جاوے گا"

Marfat.com

لے رضا ہو تجھ کو دیدار خدا　　دو جہاں میں پائے گا تو مرحبا
جو رضا میں ہے خدا کے صبح و شام　　اس کو جنت بیچ ہے بالا مقام

نتیجہ:

باباصاحب فرماتے ہیں کہ صبر کا یہ فائدہ ہے اے بندے اگر تو صدق سے یقن کرے۔ تو روز بروز فیض عرفان کے سے بھر کر دریا کی مثل ہو جاوے اور پھر اس سے جدا ہو کر نالا کی طرح کسی اور طرف نہ بہے۔ ہر وقت دریائے وحدت میں واصل ہو کر بہتا رہے۔ اور ایک دم جدائی نہ ہو۔ اور باقی خدا میں باقی ہو کر باقی ہی ہو جاوے۔ اگر کوئی شخص صبار اور یقین کے ساتھ مرفوع الاجازت رہبر کامل کی دست بیعت اور تعلیم وارشاد کے وسیلہ سے جہد و ریاضت کر کے ذات میں فنائے تامہ حاصل کرے گا۔ تو واصل ذات حق ہو کر حیات طیبہ سے ضرور مشرف و ممتاز ہو گا۔

(۱۳۷)

☆☆☆

فریدا درویشی کا کھڑی چوپڑی پریت
اک نہ کنے چالئے درویشاں دی ریت

☆☆☆

ترجمہ:

فقر کے بارہ میں

Marfat.com

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔کہ خدا کے گھر کی محبت اصلاً مشکل ہےاورظاہراً آسان ہے۔درویشوں کے طریق پرکوئی ہی شخص مشکل سے چلتا ہے۔

شرح:

"قال الفقر بحر عميق لا سا حلاله"

"(حدیث شریف) کہافقرایک بے کنارہ عمیق سمندر ہے۔"

"الفقر سر من اسرار الله تعالىٰ لو كشفتم الفضحتم و لو سرتم لهلكم"

"(حدیث) فقرخدا کے بھیدوں میں سےایک بھید ہے۔اگرتم اس کوظاہر کرو۔تو خوار ہو۔اوراگرتم چھپاؤتوتم ہلاک ہو"

فرض صحبت سے فقیری ہے تمام ہو زبان دوست نے حاصل کام
تن کو کر آتا تو اے اہل طرب تا کہ حاصل آئے تجھ کو نور رب

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ خدا کی فقیری بہت ہی دشوار ہے اور ایسی اثر اور سرایت کر جانے والی ہے کہ پھر دور نہیں ہوتی ہے۔اور نہ پیچھے واپس ہونے دیتی ہے۔خواہ کچھ ہی ہو۔آگے کو ہی لے جاتی ہے۔اور رستہ میں ہزار ہا طرح کے تکلیفات جسمانی اور روحانی ظہور میں لاتی ہے۔اس واسطے درویشوں کے طرق کی پیروی کوئی ہی صاحب ہمت شخص بجالاتا ہے۔ہاں جس کے نصیب روز اول سے اچھے ہوں۔وہ تو بذریعہ برزخ شیخ کامل جہدو ریاضت سے نفس کشی کر کے درجہ فقر پر آسانی سے پہنچ جاتا ہے۔ورنہ بہت مشکل۔

Marfat.com

(۱۳۸)

☆☆☆

تن تپے تنور جیوں بالن ہڈ بلن
پیریں تھکاں سر جلاں جی موں پری ملن

☆☆☆

ترجمہ:

محبوب کے بعد سب تکلیفات بدل کر عین راحت ہو جانے میں

تن تنور کی طرح تپتا رہے۔ اور استخوان بالن کی طرح جلتی رہیں۔ اور پاؤں سے تھک جاؤں۔ سر الٹا کر کے چلوں۔ اگر مجھ کو خدا ملے۔

شرح:

"فان مع العسر یسراً ان مع العسر یسرا"

"(قرآن شریف) پس تحقیق تکلیف کے ساتھ راحت ہے۔ تحقیق تکلیف کے ساتھ راحت ہے"

تن جلے اور استخوان بالن ہو سب
ہے مجھے منظور گر مل جائے رب

Marfat.com

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ تن عشق الٰہی کی آگ سے تنور کی طرح تپتار ہے۔اور تمام استخوان بالن کی طرح اس میں جلتی رہیں۔اور پاؤں تلاش خدا میں پھرتے پھرتے تھک جاویں۔اور سر نیچے کر کے اور پاؤں اوپر کر کے چلنا پڑے تو کچھ پرواہ نہیں۔مگر مجھے محبوب مل جائے۔کیونکہ اس کے ملنے سے سب درد والم فراموش ہو جائیں گے اور بدل کر عین راحت ہو جائیں گے۔

(۱۳۰)

☆☆☆

تن نہ تپائے تنور جیون بالن ہڈ نہ بال
سر پیریں کیا پھیڑیا اندر پری نہال

☆☆☆

ترجمہ:

قلب حرم خاص خدا کے بارہ میں

تن کو تنور کی طرح نہ تپا۔اور اس میں استخوان کا بالن نہ جلا۔سر اور پاؤں نے کیا قصور کیا۔خدا تو دل کے اندر ہے۔

Marfat.com

شرح:

"من عرف نفسہ فقد عرف ربہ"

"(حدیث شریف) جس شخص نے اپنی جان کو پہچانا۔ پس تحقیق اس نے اپنے رب کو پہچانا۔"

"الانسان سری و انا سرئہ"

"انسان میرا بھید ہے۔ اور میں اس کا بھید ہوں۔"

گر ملے مجھ کو خدا منظور ہے　　سختی و شدت اگرچہ منظور ہے

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ تن کو تنور کی طرح عشق خدا میں نہ تپا۔ اور اس میں استخوان کو بالن کی طرح نہ جلا۔ سر اور پاؤں نے کیا نقصان اور قصور کیا ہے۔ تیرا خدا تو تیرے دل میں سما رہا ہے۔ اور ہر وقت تیرے ساتھ ہے۔ ایک دم بھی جدا نہیں ہے۔

(۱۴۰)

☆☆☆

ہوں ڈھونڈ ھینڈی سجناں سجن مینڈے نال

فریدا الکھ نہ لکھئے گور مکھ دے دکھال

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

پیر کی ذات میں فلاں عین کے دیکھنے کے بارہ میں

بابا صاحب ؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں تو دوست حقیقی کا متلاشی ہوں۔ وہ میرے ساتھ ہے۔ وہ بے انت و بے پرواہ ہے۔ لیکن پیر دکھلاتا ہے۔

شرح:

"رایت ربی بعین ربی"

"(حدیث شریف) اپنے رب کی آنکھ سے میں نے اپنے رب کو دیکھا"

"وھو معکم این ما کنتم"

"(آیت) اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔"

"ان تعبد اللہ کامل نراہ"

"خدا کی ایسی عبادت کر گویا تو اس کو دیکھتا ہے"

"وما عبدنک حق عبادتک"

"(حدیث) نہیں عبادت کی ہم نے جو تیری عبادت کا حق ہے۔"

"وما عرفناک حق معرفتک"

"(حدیث) ہم نے تجھ کو نہیں پہچانا۔ جو کہ تیری پہچان کا حق ہے"

جب کہ چاہا دیکھنا اپنا جمال — مجھ کو آئنہ بنایا ذوالجلال
رب چمکتا آئینہ کی سان میں — ہر چمک ہے تازہ تر ہر آن میں
پیر کے ہو ساتھ صابر بے نفاق — تانہ جوں موسیٰ سنے ہذا فراق

Marfat.com

دودھ تن ہے جو ہے ظاہر برملا　　روغن جان اس کے باطن میں چھپا
جب ملے راہبر کوئی صاحب کمال　　دودھ سے دکھلا دے وہ روغن نکال

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں تو اپنے محبوب حقیقی کو زمین آسمان میں ڈھونڈھ رہا ہوں۔ حالانکہ وہ ہروقت میرے دل میں سمارہا ہے۔ اور ہر دم انگ سنگ ہے اور ایک دم جدا نہیں ہوتا ہے۔ خواہ اس کا عرفان حاصل نہیں ہوسکتا۔ لیکن مرشد ہی اپنی مہربانی سے دکھلاتا ہے۔ اور بخوبی حق الیقین کرادیتا ہے۔ اس واسطے اگر کوئی ذات صرفہ کا عرفان حاصل کرنا چاہے۔ تو کسی مرفوع الاجازت رہبر کامل کی دست بیعت اختیار کرے۔ اور حسب الارشاد اس کے جہد وریاضت کرکے اس کے برزخ میں فنا حاصل کرکے درجہ شہود پر پہنچے۔ پھر بچشم خود ہی میں ظہور خدا دیکھ لے۔ کیونکہ مشاہدہ کے لئے مجاہدہ کا ہونا اشد ضروری ہے۔

(۱۴۱)

☆☆☆

ہنساں دیکھ ترندیاں بگاں آیا چاؤ
ڈب موئے بگ پڑے سر تل اپر پاؤ

☆☆☆

ترجمہ:

صوفی یا مرد حال اور متشبہ با مرد قال کے بارہ میں

ہنسوں کو تیرتے دیکھ کر بگلوں کو بھی تیرنے کی خواہش ہوئی۔ عاجز بگلے سر نیچے اور

Marfat.com

پاؤں اوپر ہو کر سمندر میں ڈوب گئے۔

""

"(قرآن شریف) اندھا اور دیکھنے والا اور نہ اندھیرا اور روشنی اور نہ سایہ اور دھوپ برابر ہوتا ہے"

دیکھا بگلے نے ہنس ہے تیرتا　　تیرنے وہ بھی لگا تھا بے حیا
ہنس پہنچا منزل مقصور پر　　بگلہ پانی میں ہوا تھا تر بتر
حال مردوں کا کریں مردان قال　　دم بدم تقلید یہ بے پر و بال

نتیجہ:

جب دی کھا کہ صوفیان مرد مرفوع الاجازت ہنس خلق اللہ صراط مستقیم کی تعلیم و تلقین کر رہے ہیں۔ تو مرد قال غیر مرفوع الاجازت بگلوں کے دل میں یہ خیال آیا۔ کہ ہم بھی ان کی طرح خلق اللہ کو راہ خدا کی تعلیم و تلقین کیا کریں اور درجہ بقا باللہ تک پہنچا دیا کریں۔ مگر وہ خود عاجز تیرنے والے بگلوں کی طرح سر نیچے اور پاؤں اوپر ہو کر کفر اور گمراہی کے سمندر میں ڈوب گئے۔ اور ان کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبے۔ کیونکہ جس شخص کا وہم اور شرک ہستی دور نہیں ہوا ہے۔ وہ دوسرے کا کیونکر دور کر سکے گا۔ اسی طرح سے جو مرفوع الاجازت فنائے فی اللہ مرشد نہیں ہے۔ وہ خود بخود تعلیم و تلقین کرتا ہے۔ اس سے کسی کو کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ مرد حال کو اس شلوک میں اس واسطے ہنسوں سے تشبیہ دی ہے۔ کیونکہ وہ دریائے وحدت کو بلا خوف و خطر تیر کر بقا باللہ پر پہنچ چکے ہیں۔ ور مرد قال کو اس واسطے بگلوں سے تشبیہ دی ہے کہ دیرا وحدت کا تیر کر عبور کرنا تو در کنار رہا۔ وہ اس میں داخل ہو کر تیرنا بھی نہیں جانتے ہیں۔

Marfat.com

(۱۴۲)

☆☆☆

سرور پنکھی ہیکڑ و پھاہی وال پچاس

ایہ تن لہریں گڈھیا سچے تیری آس

☆☆☆

ترجمہ:

خدا سے غافل ہو کر تالاب دنیا میں روح جانور کے تیرنے اور پچاس پکڑنے والوں سے بے خبر ہو کر حرص دنیا میں مبتلا اور مغلوب ہونے کے بارہ میں

تالاب دنیا میں جانور ایکا ور اس کے پکڑنے والے پچاس ہیں۔ یہ جسم یا تن خواہشات نفسانی میں غرق ہے۔ اے خدا تیری ہی آس ہے

شرح:

" الانسان حرص فی ما منع"

"(حدیث شریف) انسان جس چیز سے منع کیا جاوے۔ اس میں حرص کرنے والا ہے"

Marfat.com

''خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا''

''زندگی اور موت کو پیدا کیا۔ کہ تمہیں آزماوے کہ تم سے کون نیک عملوں والا ہے''

روح ہے تن میں ایک دشمن ہیں پچاس
یا الٰہی اس مکان میں تیری آس

نتیجہ:

اس تلاب دنیا میں انسان کی روح ایک تیرنے والا جانور ہے۔ جس کے پکڑنے والے پچاس ہیں۔ باوجود اس کے پھر بھی یہ روح مغلوب نفس ہو کر لذات دنیا اور خواہشات نفسانی کی لہروں میں ایسا غرق ہو رہا ہے۔ گویا کہ اس کو ان کی کچھ خبر ہی نہیں ہے۔ اے خدا اب مجھ کو ان سے بچانے کی آپ کو ہی توفیق ہے۔ یہ ایک قسم کی آزمائش الٰہی ہے۔ کہ آیا کوئی خدا سے عبادت میں توفیق کا خواہاں ہے۔ یا لذات دنیا اور خواہشات نفسانی کا طالب ہے۔ کیونکہ جو فعل ہوتا ہے۔ آدمی کے ارادہ سے ہوتا ہے۔ اس واسطے اگر وہ اس دنیائے میں اس کی عبادت کا مرزومند ہے۔ تو وہی عطا ہوتی ہے۔ اور گر وہ لذت اور حرص دنیا کا خواہاں ہے۔ تو وہی دے دیتا ہے۔ کیونکہ جس نے عمل نیک کیا اپنی ذات کے واسطے۔ اور جس نے عمل بد کیا اپنی ذات کے واسطے۔ خدا تو ہر طرح جہاں سے بے پرواہ ہے۔ اور عملوں کا بدلہ دینے والا اور دن جزا کا مالک ہے۔ اس واسطے ہر شخص کو لازم ہے۔ کہ حتی المقدور نیک عمل کرے۔ اور بدعمل سے تارک ہو۔ تا کہ اس کو خدا سے بڑا اجر اور ثواب اور قرب اور وصل عطا ہو۔

Marfat.com

(۱۴۳)

☆☆☆

کون سوا کھر کون گن کون سوئیناں منت
کون سو ویس ہون کریں جس وس آوے کنت

☆☆☆

ترجمہ:

شغل اور ذکر اور برزخ کے بارہ میں سوال

کون حرف پڑھوں اور کون عمل کروں۔ اور کون شغل کرون اور کون لباس پہنوں۔ جس سے مجھ کو خدا ملے۔

شرح:

" افضل الذکر لا اله الا الله"
''ذکروں میں سے افضل ذکر''
"لا اله الا الله"
ہے۔
"التفکر و ساعة خیر من عبادة سبعین سنة"
''ایک ساعت کا فکر ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے''
کونسا وہ حرف ہے شغل و عمل
ذات حق جس سے ملے ہے ایک پل

Marfat.com

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ پیر کامل سے مرید صادق پوچھتا ہے کہ میں کون اسم پڑھوں۔ اور کون شغل اور کس برزخ کا لباس پہنوں جس سے میرا دل لعل کی طرح سرخ اور منور ہو جائے۔ اور میرا خاوند مجھ پر خوش ہو۔ بعض عورتوں کا دستور ہے۔ کہ جب ان کو اپنے خاوند کا اپنی طرف رجوع کرانے خیال آتا ہے۔ تو وہ کسی عامل سے عمل یا فسون بنواتی ہیں۔ اور اس کو اسی طرح کرتی ہیں۔ جس طرح سے عامل کہتا ہے۔ عمل یا فسون یہ ہے۔

(۱۴۴)

☆☆☆

نون سوا کھر کھون گن جیبھا منیاں منت

ایہ ترے بھینے ویس کرتاں وس آوے کنت

☆☆☆

ترجمہ:

ہر سہ برزخ کے بارہ میں جواب

عجز حرف۔ علم عمل۔ اور شیریں زبان۔

یہ تینوں صفت لازم پکڑ۔ تب خدا تم کو ملے گا۔

Marfat.com

شرح:

" ذکر للسان قلقلة. ذکر القلب وسوسة ذکر والروح راحة"

"(حدیث شریف) زبان کا ذکر بےقراری۔ اور دل کا ذکر وسوسہ اور روح کا ذکر راحت ہے۔"

تشریح:

عامہ کا ذکر زبان۔ خاصہ کا ذکر دل۔ اخص کا ذکر روح

عجز کو اور علم اور شیریں زبان ۔۔۔ آپ میں تینوں ہی صفتیں کر عیاں
جبکہ پیدا ہو گئیں یہ صفت تین ۔۔۔ تب ملے گا تجھ کو رب العالمین

نتیجہ:

عمل یا فسون یہ ہے۔ تواضع اور فروتنی اسم اور تحمل اور علم اور استقلال اور استقامت بوقت جہد وریاضت عمل اور زبان شیریں اور دل سے خدا کا نام لینا جس سے کہ ذاکر مزکور ہو کر لعل کی طرح سرخ اور رنگین اور منور ہو جاتا ہے۔ اور تجلیہ روح کا درجہ اس پر ظہور پکڑتا ہے۔ شغل اور ذکر۔ اے بہن یہ ہر سہ صفات اختیار کر۔ تا کہ تیرا خاوند تجھ پر خوش اور مہربان ہو۔

Marfat.com

(۱۴۵)

☆☆☆

مت ہوندی ہوئے ایانا
تان ہندے ہوئے نتانا
ان ہندا اپ ونڈائے
کوئی ایسا بھگت سدائے

☆☆☆

ترجمہ:

فقیری صفت کے بارہ میں

عقل رکھتے بے عقل ہو جائے۔ طاقت رکھے بے طاقت ہو جائے۔ اگر اس کے پاس کچھ دنیا کا مال آ جائے۔ تو خدا کے نام پر بانٹ کھائی۔ وہ فقیر ہے۔

شرح:

"واذا اتم الفقر فهو الله"

"(حدیث شریف) جس وقت فقر پورا ہو جاتا ہے۔ پس وہ خدا ہے"

عقل سے بے علق ہووے زود تر　　طاقت بدنی سے وہ جائے گذر
جس قدر ہو مال گھر دے لٹا　　ایسی کو کہتے بھگت ہیں مہ لقا

Marfat.com

نتیجہ:

اس دنیا فانی کو ہیچ سمجھ کر اور ہستی موہومہ کے شرک کو فنا کر کے اور عقل جزوی سے صاف ہو کر عقل کل کو اختیار کرے۔ اور غین غیریت کو دل سے دور کر کے اور شغل اور ذکر اور جہد وریاضت کے ساتھ جسمانی ثقالت سے ہلکا ہو کر روحی طاقت بڑھائے۔ یہاں تک کہ نوری غذا ہو جائے۔ اور اگر اتفاقاً اس کے پاس کچھ ہو۔ یا کہیں سے کچھ آ جائے تو وہ للہ اٹھاوے۔ اور آپ ہر وقت فاقہ اور قناعت اور یاد الٰہی اور ریاضت میں مصروف رہے۔ اور کسی کو برا بھلا نہ کہے۔ ادہر میں ظہور خدا دیکھے۔ تو ایسا کوئی فقیر خدا کہلاتا ہے۔

(۱۴۶)

☆☆☆

اک پھکا نہ گالائے سبھناں میں سچا دھنی

ہیناوَ نہ کیہی ٹھاہ مانگ سب امولوے

☆☆☆

ترجمہ:

صفت جمالی امکانی کے بارہ میں

اول کسی کو زبان سے برا نہ کہہ۔ کیونکہ مخلوق میں خالق برحق ہے۔

دوسرے کسی کا دل آزردہ مت کر۔ کیونکہ ہر ایک بشر کے دل میں ظہور خدا

Marfat.com

شرح:

" قلب المومن عرش الله "

"(حدیث شریف) بندہ مومن کا دل اللہ کا تخت ہے"

"القلوب هو الله"

"دل وہ خدا ہے"

"الروح هو الله"

"روح اللہ ہے"

دل کو قابو کہ حج اکبر ہے یہ — کعبہ صدہا سے دل اک بہتر ہے یہ

دل ہے تخت اکبر رب جلیل — کعبہ کی تعمیر کی آذر خلیل

نتیجہ:

ایسا کلمہ منہ سے نہ بولے کہ جس سے کسی کا دل تنگ ہو جائے۔ کیونکہ سب میں ایک سچا خدا صفت مکانی میں ہو کر سما رہا ہے۔ اس واسطے ہرگز کسی کا دل جو کہ حرم خاص خدا ہے۔ آزردہ نہ کریہ کیونکہ سب میں اسی کا ظہور جلوہ زن ہے

(۱۴۷)

☆☆☆

سبھناں من نانک ٹھاہن مول مچا نگوا

جے تو پری دی سک ہیاوٗ نہ ٹھائے کہیندا

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

طلب مطلوب حقیقی کے بارہ میں

سب کے دل میں خدا ہے۔ یہ خدا کا گھر ہے۔ اگر تجھ کو اس کی محبت کی خواہش ہے تو کسی کا دل آزردہ مت کر۔

شرح:

"قلب المومن مراة الرب"

"(حدیث شریف) بندہ مومن کا دل رب کا شیشہ ہے"

"القلوب بیت الله"

"دل اللہ کا گھر ہے"

"ان الله یحول بین المر و قلبه"

"(آیت) تحقیق خدا آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے"

سب کا دل تو جان لے خانہ خدا　　اے برادر! دل کسی کا نہ دکھا

نتیجہ:

سب کے دل میں سینکڑوں گوہر جیسا منور روح سما رہا ہے۔ جس کا آزردہ کرنا اچھا نہیں۔ بہت ہی برا ہے۔ اگر تجھ کر پیارے خدا کے وصل کی خواہش ہے۔ تو کسی کا دل آزردہ مت کر۔ اوز ہر میں اپنا ظہور روحی سمجھ۔ اور ہر مذہب کے ہر شخص کے ساتھ صلح کل کار ستا اختیار کر کے رحمانی صفات کسے موصوف ہو۔ اور اپنی پیر کی توجہ اور مہربانی سے جہدو

Marfat.com

ریاضت کر کے فناہ تامہ حاصل کر۔ ور درجہ بقا باللہ قائم ہو۔ تا کہ حیات وممات کا فکر نہ رہے۔

تشریح:

انسان کا خدا سے عبادت کا اقرار کر کے اس جہان میں پیدا ہو کر آنا اور اپنے اصلہ سے جدا ہونا یہ ایک باعث آزمائش اور جدائی ہے۔ جس میں ہزار ہا الم ہائے جسمانیا ور روحانی کی تکلیفات اپنے اصلہ میں واصل ہونے کے لئے اٹھا پرت ہیں۔ اس لئے جو شخص اس وعدہ کو دل وجان سے ایفا کرے گا۔ وہ ان ھر دوہ تکلفات سے آزاد ہو کر واصل اصل ہو گا۔ ورنہ ہمیشہ کے لئے حسرت ہی حسرت پیش رہے گی۔

بابا شیخ فرید صاحبؒ کی اسابانی:

(۱۴۸)

☆☆☆

دلوں محبت جن سیئی سچیا
جن من ہور مکھ ہور سے کاڈھے کچیا

☆☆☆

ترجمہ:

مومنوں اور منافقوں کے بارہ میں

جن کے دلوں میں سچی محبت ہے وے سچے ہیں۔ جن کے دل میں اور زبان پر

Marfat.com

اور وہ کپے نکالے گئے ہیں۔

شرح:

" انما المومنون الذین اذا ذکر الله وجلت قلوبهم واذا تلیت علیهم ایته زادتهم ایمانا وعلی ربهم یتوکلون الذین یقیمون الصلوة ومما رزقنهم ینفقون. اولئک هم المومنون حقا. (۲) المنفقین یخادعون الله وهیخادعهم واذا قاموا الی الصلوة قاموا کسالی یرائون الناس ولا یذکرون الله الا قلیلا مذبذبین بین ذالک لا الی هولاء ولا الی هولا"

"(قرآن شریف) سوا اس کے نہیں کہ مومنوں وہ لوگ ہیں۔ کہ جس وقت خدا یاد کیا جاتا ہے۔ ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اور جس وقت ان پر اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں۔ ان کا ایمان بڑھتا ہے۔ اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو نماز کو قائم کرتے ہیں۔ اور اس سے کہ ہم نے ان کو رزق دیا خرچ کرتے ہیں۔ یہ لوگ سچے مومن ہیں"

(۲) تحقیق منافق خدا کو فریب دیتے ہیں۔ اور وہ ان کو فریب دینے والا ہے اور جس وقت نماز کی طرف کھڑے ہوتے ہیں۔ سستی سے کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھلاتے ہیں۔ اور نہیں یاد کرتے ہیں خدا کو مگر تھوڑا۔ دھوکے میں ہیں۔ اس کے درمیان۔ نہ ان کی طرف اور نہ ان کی طرف۔

جن کے دل اندر محبت ہے رام　　　راستی و صادقی میں نیک نام
جن کے دل میں کچھ زبان پر اور کچھ　　　ہیں وہ کچے پائیں گے آخر نہ کچھ

ہے منافق وہ جو ہے ظاہر پرست
قتل سو مومن کرے پنہاں بدست

Marfat.com

نتیجہ:

جن کے دلوں میں خدا کی محبت خالص ہے۔ وہی مخلص اور صادق الاعتقاد اور اس کے محبوب ہیں۔ اور وہی اس کے عشق سے رنگین اور اس میں واصل ہیں۔ اور جن کے دلوں میں محبت الٰہی کے سوا اور ہے۔ اور زبان پر اور ہے۔ اور وہ خام نکالے گئے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنے شیخ سے صراط مستقیم کی پوری تعلیم نہیں پائی۔ اور اس کے برزخ کے وسیلہ سے جہد و ریاضت کر کے ذات میں فنا ہو کر اثبات ذات حق کی نوری خلعت فاخرہ نہیں پہنی۔

(۱۴۹)

☆☆☆

رتے عشق خدائے رنگ دیدار کے

وسریا جن نام تے بھوئیں بھار تھیئے

☆☆☆

ترجمہ:

مہمان الٰہی اور غافلوں کے بارہ میں

وہ خدا کے عشق میں رنگ الٰہی کے دیدار سے سرخ ہو گئے ہیں

جنہوں نے خدا کا نام بھلایا۔ وہ جیتے ہی مردہ ہو گئے۔

Marfat.com

شرح:

" والذین امنو شد حب للہ"

"(قرآن شریف) وہ لوگ کہ اللہ پر ایمان لائے۔ محبت میں بہت مستحکم ہیں۔"

مومنین عشق خدا میں سرخ رنگ جو خدا بھولے وہ جیتے مردہ سنگ

نتیجہ:

خدا کے وہ زندہ عاشق صادق ہیں۔ جو رنگ الٰہی کے دیدار سے سرخ ہو کر نور علی نور ہو گئے ہیں۔ اور انہیں بجز خدا اور کسی کی محبت کی بو نہیں۔ کیونکہ ان کا تمام وجود نور میں گھل کر صاف نوری ہو گیا ہے۔ اور نور ہی ان کی غذا ہو گئی ہے۔ اس واسطے وہ باقی باللہ ہو کر واصل ذات حق ہو گئے ہیں۔ اور وہ جو خدا کی یاد سے غافل ہو کر حرص و محبت دنیا میں مبتلا ہو کر شہد کی مکھی کی طرح الجھ گئے ہیں۔ اور دموں کے گوہروں کو ضائع کر رہے ہیں۔ وہ جیتے ہی مردہ ہیں۔ اور زمین کو ایک بھاری بوجھ معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ زمین زندہ مخلوق کے لئے خدا نے پیدا کی ہے۔ نہ کہ مردہ کے لئے۔ مردہ مخلوق تو اس میں مدفون ہی ہونے کے لائق ہے۔

رھاؤ

(۱۵۰)

☆☆☆

آپ لئے لڑ لائے در درویش سے

تن دھن جیندی ماؤ آئے سہل سے

Marfat.com

ترجمہ:

مریداور پیرطریقت کے بارہ میں

وہ خدانے آپ خود درویش کی معرفت اپنے دامن سے لگائے ہیں۔اوران کی ماں بہت ہی خوش نصیب ہے وہ ازلی معید ہیں۔

شرح:

"یایها الذین امنو اتقو الله وابتغوا الیه الوسیلة وجاهدو فی سبیله لعلکم تفلحون"

"(قرآن شریف) اے لوگو جوایمان لائے ہو۔ڈرواللہ سے اوراس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔اوراس کے رستہ میں جہاد کرو۔توکہ تم فلاح پاؤ"

معرفت درویش کے جن کو خدا ۔۔۔ دامن خود سے وہ ان کو ہے ملا
والدہ ان کی عزیز و خوش نوید ۔۔۔ وہ ہوئی ہیں ازل سے بطنی سعید
راہبر کی کر تمیز اے بے بصر ۔۔۔ راہبر لے راہبر لے راہبر لے

نتیجہ:

وہ شخص جوکہ بوسیلہ برزخ پیر کامل خدانے اپنے دامن سے لگالئے ہیں۔اپنی اس کے پیارے مرد ہیں۔اور وہی اس کا وصل حاصل کریں گے۔ان کی ماں بہت ہی خوش قسمت ہے۔جس نے ان کو جنا۔کیونکہ وہ بارامانت (عبادت الٰہی) کے حامل ہوکر ساری زندگی یادالٰہی میں صرف کرنے کے ساتھ راہی ملک بقاہوئی۔

Marfat.com

(۱۵۱)

☆☆☆

پرورد گار اپا را گم بے انت توں

جناں پچھاتا سچ چماں پیر مونہہ

☆☆☆

ترجمہ:

صفت ذات اور عارفاں باللہ کی قدم بوسی کے بارہ میں

اے پروردگار تو اگم اپار بے انت ہے۔ جنہوں نے حق کو پہچانا میں ان کے پاؤں اور منہ چوموں اور ان پر قربان جاؤں۔

شرح:

" لا تدرکه الابصار وهو یدرک الابصار و هو اللطیف الخبیر"

"(قرآن شریف) اس کو قیاس اور گمان اور وہم اور خیال نہیں پا سکتا۔ وہ ان سے باہر ہے۔ اور وہ باریک بین خبردار ہے"

سورۂ اخلاص تیری شان ہے ۔ عقل و فہم و وہم سب حیران ہے

خلق کی اس نے نہ بہر جلب سود ۔ بلکہ بندوں پر کرے بخشش نمود

ان کو کچھ حاجت نہیں ان سے مگر ۔ پاک خود ہوتے ہیں وہ تسبیح کر

جس نے پہچانا ہے تیری ذات کو

Marfat.com

میں کروں قربان اپنا موبمو

نتیجہ:

اے پروردگار تیری اثبات میں زبان ناطقہ لال ہے۔اور قیاس اور گمان اور وہم اور خیال سے تیرا پہچاننا محال ہے۔اور آغاز اور انجام کی قید سے منزہ ہے۔تو بے انت بے نیاز بے پرواہ ہے۔

(۱۵۲)

☆☆☆

تیری پناہ خدائے توں بخشندگی
شیخ فریدے خیر دتیجے بندگی

☆☆☆

ترجمہ:

خیر عبادت کی استدعا میں

اے خدا میں تیری پناہ میں آیا ہوں تو بخشش کر۔اور شیخ فرید کو بندگی کا خیر عطا کر۔

شرح:

" ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار"

"(قرآن شریف) اے پروردگار ہمارے ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دے اور عذاب دوزخ سے بچا"

Marfat.com

تیرے سایہ میں میں آیاں ہوں خدا
ہو فرید شیخ پر تیری عطا

نتیجہ:

جناب شیخ فرید صاحب رحمتہ اللہ علیہ داعی اور ملتجی ہیں کہ اے خدا میں تیری پناہ میں آیا ہوں۔ تو مجھ پر رحم کر۔ اور مجھے حیات اور ممات کی تکلیفات سے رہائی بخش...... اور اپنے عشق اور محبت میں ایسی توفیق دے اور ایسا محو کر کہ ایک دم بھی تیری یاد سے مجھے جدائی نہ ہو۔ اور ہر دم تیرے عشق میں صرف ہو۔ یہاں تک کہ خاتمہ بالخیر ہو کر تجھ میں واصل ہو جاؤں۔

آسا

(۱۵۳)

☆☆☆

بولے شیخ فرید پیارے اللہ لگے
ایہ تن ہوسی خاک نمانی گور گھرے

☆☆☆

ترجمہ:

ارشاد عبادت اللہ کے بارہ میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ اے پیارے اللہ کی عبادت میں لگے رہو۔ کیونکہ یہ

Marfat.com

وجود عاجز قبر میں خاک ہو جائے گا۔

شرح:

" واعبد ربک حتی یاتیک الیقین"

"(قرآن شریف) اپنے خدا کی عبادت کر۔ یہاں تک کہ تجھ کو موت آ جائے"

کر فریدا! تو عبادت رات دن قبر میں جانا ہے تو نے ایک دن

نتیجہ:

جناب شیخ بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ اے دوست جہاں تک ہو سکے دل و جان سے خدا کی عبادت کرتے رہو۔ اور ایک دم حیات مستعار کا بھی یاد خدا کے بغیر نہ گذرنے دو۔ اور موت کو ہر وقت حاضر ناظر جانوں۔ ہرگز اس سے غافل نہ ہو۔ کیونکہ یہ وجود ایک دن بے روح ہو کر عاجز قبر میں مدفون ہو کر خاک ہو جاوے گا۔

(۱۵۴)

☆☆☆

اج ملاو شیخ فرید ٹاکم کو نجڑیاں

منوہ مچندڑیاں

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

حالت جوانی میں وصل خدا کے بارہ میں

جناب شیخ بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس عالم پیدائش میں وصل خدا ہوسکتا ہے کیونکہ سب اعضا اور حواس تروتازہ اور طاقتور ہیں۔

شرح:

"یایھا الانسان انک کادح الی ربک کدحا فملقیہ"

"(قرآن شریف) اے انسان تحقیق تو اپنے رب کی طرف محنت کرنے والا ہے۔ پس اس کو ملنے والا ہے"

اے فریدا آج ہے وقت بہار کر عبادت سے تو گلدستہ تیار
ہے خدا کا گنج اندر نیتی اس کو کیا جانیں میں مستان خودی

نتیجہ:

جناب شیخ بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہ عالم جوانی کے موقع وسیلہ وصل خدا ہے۔ کیونکہ جسم کے اعضا اور حواس تروتازہ اور طاقتور ہیں۔ جن سے حسب الارشاد رہبر کامل راہ خدا میں صبر اور استقلال اور استقامت کے ساتھ جہد و ریاضت خاطر خواہ ہوسکتی ہے۔ اور المہائے جسمانی اور روحانی کی برداشت بھی بخوبی ہوسکتی ہے۔ اور سب فرائض بھی اچھی طرح سے ادا ہو سکتے ہیں۔ اور شوق و ذوق بھی روزمرہ بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تصفیہ قلبی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور انوار روحانی کے تجلے پڑنے لگ جاتے ہیں۔ اور تمام جسم

Marfat.com

نوری ہو جاتا ہے۔اور سوائے خدا کے اور کسی کی خواہش نہیں رہتی۔اور یہاں تک کہ اسی میں وہ رفتہ رفتہ واصل ہو جاتا ہے۔

رھاؤ

()

☆☆☆

جے جاناں مر جائے گھم نہ آیئے
جھوٹی دنیا لگ نہ آپ ونجایئے

☆☆☆

ترجمہ:

دنیا سے رحلت اور حصول عقبیٰ کے بارہ میں

اگر مرنا ہے۔اور پھر نہیں آنا ہے۔تو دنیائے باطل کی محبت میں اپنے آپ کو کھونا نہیں چاہیے۔

شرح:

"من کان یرید الحیوۃ الدنیا وزینتھا لوف الیھم اعمالھم فیھا وھم فیھا لا ینبسون اولئک الذین لیس لھم فی الاخرۃ الا النار"؟

"(قرآن شریف) جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتے ہیں۔ہم ان

Marfat.com

کوان کے اعمال پورے دیتے ہیں۔اس میں اوران میں کچھ کمی نہیں کی جاتی۔ یہ وہ لوگ ہیں۔کہ جن کے لئے آخرت میں آگ کےسوا کچھ نہیں"

ہے مقدم تجھ کو یہ دنیائے پست ۔ تو نہ جانے رتبہ ملک الست
کسب کر عقبیٰ کہ آوے جو بکام ۔ گنج بخش کا بتاوے وہ مقام
حق نے فرمایا کہ دنیا کا ہنر ۔ بازی اطفال سے بھی ہے بتر

نتیجہ:

اگر مر جانا ہے اور پھر اس جہان میں نہیں آنا ہے۔تو دنیائے فانی کی حرص اور محبت میں مبتلا ہو کر دار العقبیٰ میں موقع وصل خدا کو یہاں ہاتھ سے نہیں کھونا چاہئے۔ جہاں تک ہو سکے۔ بذریعہ دست بیعت اور حسب الارشاد کسی رہبر کامل کے شب و روز جہد وریاضت کر کے رمز موتوا پر عامل ہونا چاہیے۔اور ذات میں فنا ہو کر درجہ بقاباللہ کو حاصل کرنا چاہیے۔کیونکہ یہ موقع پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ہمیشہ کے لئے افسوس ہی رہے گا۔

(۱۵۵)

☆☆☆

بولئے سچ دھرم جھوٹ نہ بولئے
جو گورو دسے واٹ مریداں جو لئے

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

امر پیر میں استقامت کے بارے میں

ہر وقت سچ بولنا چاہیے۔ جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔ جو پیر رستہ بتلاوے۔ مریدوں کو اس پر چلنا چاہیے۔

شرح:

" واستقم کما امرت"

"(قرآن شریف) استقامت پکڑ جیسا کہ تو حکم دیا گیا ہے"

"واعتصمو بحبل الله جميعاً

"(آیت) اللہ کی رسی پنجہ میں پکڑ وا کٹھے"

گر تو چاہتا ہے کہ وصل حق ملے — جھوٹ کو دے چھوڑ سچ کو پکڑ لے
پیر کی تعلیم سے باہر قدم — چاہیے رکھے نہ خادم ایک دم
قرب حق چاہیے تو ہستی چھوڑ دے — جب خودی ہے تو خدا کیونکر ملے

نتیجہ:

ہمیشہ حق پرستی کی پیروی کرنی چاہئے۔ اور حق پرست ہونا چاہیے۔ اور حق کا ہر وقت متلاشی رہنا چاہیے۔ باطل پرستی کی پیروی سے کنارہ کش ہونا چاہیے۔ جو پیر طریقت ارشاد فرمائے۔ کمر ہمت باندھ کر دل و جان سے اس پر چلنا چاہیے۔ اور اس کو امر الٰہی سمجھنا چاہیے۔ یہ عین سعادت دارین ہے۔ سچ سے مراد اثبات ذات حق اور جھوٹ سے مراد

Marfat.com

فنائے ہستی موہومہ ان ہر دو امر کا ثبوت تعلیم شیخ پر منحصر ہے۔

(۱۵۶)

☆☆☆

چھیل لگھندے پار گوری من دھیریا
کنچن ونے پاسے کلوت چیریا

☆☆☆

ترجمہ:

استقامت سے نجات غفلت سے عذاب

مستقل مزاج اور حلیم الطبع اس دنیا فانی سے پار ہو جاتے ہیں۔ اور خوبصورت سونے جیسے پہلو والے آرہ سے چیرے جاتے ہیں۔

شرح:

"من عمل صالحا من ذکرا وانثی فلنحیینه حیوة طیبة"

"(قرآن شریف) جس شخص یا عورت نے نیک عمل کئے۔ ہم ان کو پاک زندگی سے زندہ کریں گے"

خوش عمل دنیا فانی سے گذر پہنچتے ہیں منزل مقصود پر
جو کہ غافل ہیں ہوئے اس دہر میں جا پڑے ہیں وہ خدا کے قہر میں

Marfat.com

نتیجہ:

صاحبان تارک الدنیا اور نیک اعمال اور قلب سلیم استقامت سے ہروقت جہدو ریاضت کرنے والے اور الم ہائے جسمانی اور روحانی پر صابر اور متحمل رہنے والے دریائے وحدت کو تیر کر درجہ بقا حاصل کر لیتے ہیں۔ اور جو شخص اپنے نفس کے مطیع ہو کر اس کو تروتازہ رکھتے ہیں۔ اور اچھے اچھے لذیذ کھانوں سے فربہ کرتے جاتے ہیں۔ اور معبود حقیقی کا کبھی خیال نہیں کرتے ہیں۔ ان کے سونے جیسے پہلو جو کہ عمدہ نعمتوں کے کھانے اور یاد خدا سے بے فکر رہنے سے خون سے بھر کر سرخ ہو رہے تھے۔ اور دل کو اچھے بھاتے تھے۔ وہ آخر کار آرہ سے چیرے جاتے ہیں۔

(۱۵۷)

☆☆☆

شیخ حیاتی جگ نہ کوئی تھر رہیا
جس آسن ہم بیٹھے کیتے بیس گیا

☆☆☆

ترجمہ:

دنیا فانی کے بارہ میں

جس جگہ ہم بیٹھتے ہیں۔ یہاں کتنے ہی بیٹھ گئے ہیں۔

Marfat.com

شرح:

"کل من علیها فان ویبقیٰ وجه ربک ذوالجلال والاکرام"

"(قرآن شریف) جو کچھ زمین پر ہے فانی ہے۔ مگر ذات تیرے پروردگار بزرگ اور بزرگ کی باقی ہے"

کونسا اس جا فرید! ہے رہا — آج آیا دوسرے دن چل دیا
جس مکاں بیٹھے ہیں اب ہم اس مکاں — ہو گئے یاں بیٹھ کتنے ہی رواں
جس کو تو موجود دیکھے وہ فنا — جو نہیں ظاہر اسی کو ہے بقا

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہ جہاں ناپائدار ہے۔ کیونکہ جس جگہ ہم بیٹھے ہیں یہاں ہزاروں ہی آدمی بیٹھ کر کوچ کر گئے ہیں۔ اور اب ان کے کچھ نشانات بھی نہیں رہے ہیں۔ اور اور بھی جو یہاں آ کر بیٹھیں گے۔ اسی طرح ان کے بھی کچھ نشانات نہیں رہیں گے اس واسطے اس پر غرہ ہو کر اپنی حیات مستعار کے دموں کو اس کی حرص میں برباد نہیں کرنا چاہتے۔ جہاں تک ہو سکے دنیا کا خام خیال ترک کر کے اور دم بدم خدا کی یاد میں ہو کر قید ہستی سے چھوٹ کر یا اس سے چلنے کا ساز و سامان بخوبی تیار کرنا چاہیے ورنہ حسرت ہی حسرت رہے گی۔ کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی آزمائش ہے۔ اگر یہ نہ ہوتی تو ہر شخص آسانی سے بہشت اور وصل خدا حاصل کر لیتا۔ اب بتوفیق خدا اس قید ہستی سے آزاد ہو کر وہی دائمی بقا حاصل کرے گا۔ جو کہ رہبر کامل کی۔ اطاعت اور متابعت دل و جان سے بجا لاوے گا۔ اس واسطے ہر شخص کو ستگورو یا پیر کامل پکڑنا نہایت ہی امر ضروری ہے۔ جو کہ ہر مذہب کا متفق الرائے اصل اصول ہے۔

Marfat.com

(۱۵۸)

☆☆☆

کتک کونجاں چیت ڈوساون بجلیاں

سیالے سوہندیاں پر گل باہڑیاں

☆☆☆

ترجمہ:

ہر کام کا اپنے وقت پر مدار ہے اس لئے

موقع وصل یہی حیات ہے

ماہ کاتک میں کونجیں آتی ہیں۔اور ماہ چیت میں جنگلوں میں آگ لگتی ہے۔اور ماہ ساون میں بجلیاں چمکتی ہیں۔اسی طرح سردی میں عورتیں اپنے خاوندوں کے گلوں میں بازو ڈال کر سوتی ہیں۔اور عیش مناتی ہیں۔

شرح:

''ان الذین قالو ربنا اللہ ثم استقامو فلا خوف علیھم و لا ھم یحزنون''

''(قرآن شریف) جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگا اللہ ہے۔ پھر استقامت اختیار کی۔پس نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

Marfat.com

ہر امر موقوف اپنے وقت پر وقت مر ہو نہ پہ دکھلاوے اثر
انبیاؤ اولیا کا ہو غلام جب نظر آوے اثر تیرا تمام

نتیجہ:

جیسے کونجیں انڈے دے کر پہاڑوں سے ماہ کاتک میں جب کہ بیج بویا جاتا ہے۔ اس ملک میں ضرور آتی ہیں۔ اور بچوں کے تصورات کو دل میں رکھتی ہیں۔ آخر انڈے پختہ ہو کر حکم الٰہی سے بچے نکل آتے ہیں۔ اور ماہ چیت میں بانس کے جنگلوں کو ہوا سے آپس میں گھس کر آگ پیدا ہونے سے دون ضرور لگتی ہے۔ اور ماہ ساون میں بارش وقت ضرور بجلیاں چمکتی اور دمکتی ہیں۔ ایسے ہی سہاگن عورتیں ضرور موسم سرما میں اپنے خاوند کے نام کی محبت اور عشق میں مستغرق اور اس میں واصل ہو کر تمام رات خوشی سے گزارتی ہیں۔ اور نہایت ہی زیبائش پاتی ہیں۔ اس واسطے ہر شخص کو لازم ہے کہ حتی المقدور خدا کی عبادت میں مشغول ہو کر رفتہ رفتہ ایسا قرب اور وصل حال کرے جو منقطع نہ ہو۔ اور برابر لگا تار رہے۔

(۱۵۹)

☆☆☆

چلے چلن ہار وچار اے منو
گنڈھندیاں چھ ماہ ترنڈیاں ہک کھنو

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

ناپائداری وجود انسان کے بارہ میں

بلا شک فرشتہ موت کا روح چلنے والی بچاری کو وجد سے لے جائے گا۔ جو کہ چھ ماہ میں بنتا ہے۔ وہ ایک لحظہ میں فناہ ہو جاتا ہے

شرح:

" اذا بلغت الترا فی و قیل من راق وظن انه الفراق والتفت الساق بالساق الی ربک یومئذن المساق."

"(قرآن شریف) ہرگز نہیں۔ جس وقت جان حلق کو پہنچے گی۔ کہا جاوے گا۔ کون ہے منتر پڑھنے والا۔ اور گمان کیا کہ یہ جدائی ہے اور پنڈلی کے ساتھ پنڈلی لپٹتا ہے۔ اس واسطے کہ تیرے رب کی طرف اس دن چلنا ہے"

"فانا خلقنا کم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة مخلقة وغیر مخلقة لنبین لکم ونفر فی الارحام مانشاء الی اجل مسمی"

"پس تحقیق ہم نے پیدا کیا تم کو مٹی سے پھر بوند۔ پھر منجمد خون۔ پھر لوٹی سے نقشہ بنے۔ بن نقشہ بنے اس واسطے کہ تم کو کھول سناویں۔ اور ٹھیرا رکھتے ہیں ہم پیٹ میں جو کچھ چاہیں ایک وقت مقررہ تک۔"

چھ مہینے میں یہ تن تیرا تمام   بنتا ہے فانی ہوا کردم۔ فہم خام

Marfat.com

نتیجہ:

یہ وجود کہ جس کا آغاز بھی فنا اور انجام بھی فنا ہے اور ایک دودم کی حمایت میں ہے چھ ماہ میں بنتا ہے۔اور لحظہ بھر میں فنا ہو جاتا ہے۔ پھر ایسے وجود پر غرہ اور فریفتہ ہونا اور اعتماد رکھنا سراسر بے وقوفی ہے۔اس واسطے جہاں تک ہو سکے اس سے دل برداشتہ ہو کر خاتمہ عمر تک خدا کی عبادت کر کے وصل خدا حاصل کرنا سب سے اصل ثمرہ ہے۔

(١٦٠)

☆☆☆

زمین پچھے آسمان فریدا کھیوٹ کن گئے

جالن گوراں نال اولامے جیوسہے

☆☆☆

ترجمہ:

حریصان دنیا کے فنا کے بارہ میں سوال و جواب

باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ زمین آسمان سے پوچھتی ہے کہ ملاح کہاں چلے گئے۔قبروں اور مرگٹوں میں راکھ ہو گئے اور روح کو ملامتیں ہیں۔

شرح:

" انا اعتدنا للظالمین نارا احاطا بھم سرداد قھا"؟

Marfat.com

''(قرآن شریف) تحقیق ہم نے گنہگاروں کے واسطے آگ رکھی ہے۔ جو گھیر رہی ہے۔ان کو اس کی فنا میں''

پوچھتی ہے یہ زمین از آسمان پیٹھ میری پر جو تھے کس ہیں مکان

آسماں بولا زمین سے اے مرید تیرے ہی اندر سلائے طول نیند

روحوں کو ان کے ملامت ہو رہی ہستی فریدا! خاک میں لیٹی پڑی

نتیجہ:

جناب بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ زمین مستقل المزاج اور حلیم الطبع مرید آسمان تارک الدنیا بقا باللہ پیر سے پوچھتی ہے کہ بڑے بڑے جبار اور متکبر اور گردن کش اور امیر اور وزیر اور بادشاہ کیا ادنےٰ کیا اعلیٰ حریصان دنیا جو کہ اس سمندر میں خواہشہائے نفسانی کی حرص کی کشتیاں اور جہاز چلا رہے تھے۔ وہ اپنی تجارت میں خسارہ اور نفع اٹھا کر کہاں چلے گئے۔ قبروں میں جا پڑے اور روح نے آپ کے بدعملوں کے عوض درگاہ الٰہی میں ملامتیں اٹھائیں۔

(١٦١)

حضرت بابا صاحب جے کی راگ ہے سوبانی

☆☆☆

تپ تپ لوہ ہاتھ مرورو

پاول ہوئی سو شوہ لو رو

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

حالت نزع کے بارہ میں

نزع کے وقت روح تپتی اور جلتی اور ہاتھ مروڑتی۔

اور دیوانہ ہوئی اپنے خاوند کو ملنا چاہتی ہے۔

شرح:

"الموت جسر یوصل الحبیب"؟

"(قرآن شریف) موت پل ہے دوست کو دوست کے ساتھ ملا دیتا ہے۔"

حشر میں جب مہر و ماہ معزول ہوں　　چشم با اصل ضیا مشغول ہوں

نتیجہ:

چونکہ ہر شے اپنے اصلہ کی طرف رجوع ہوتی ہے۔اس واسطے حالت نزع کے وقت روح اپنے خاوند خدا کے وصل کے ہجر میں تپتی اور جلتی اور ہاتھ مروڑتی اور دیوانہ ہوئی یہ کہتی ہے کہ مجھے اس عذاب نزع سے جلد رہا کر کے اپنے میں واصل کر لے۔

(۱۶۲)

☆☆☆

تے　سہ　من　میں　کیا روس

مجھ　اوگن　میں　ناہیں　دوس

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

روح کا خدا کے درمیان کا مکالمہ

اور یہ کہتی ہے کہ خدا نے میرے سے اس واسطے اعراض کیا ہے کہ مجھ میں عیب ہیں۔ اس میں اس کا کچھ قصور نہیں۔

شرح:

" ربنا ظلمنا انفسنا فاغفر لنا"

"(قرآن شریف) اے پروردگار ہمارے ہم نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ پس واسطے ہمارے بخش"

آپ اپنے پر ظلم میں نے کیا بخشے مجھ کو کون تیرے ماسوا

نتیجہ:

اس وقت یہ کہتی ہے کہ خدا نے مجھ سے اعراض کیا اور انکار اس باعث سے کیا ہے کہ مجھ گنہگار میں عیب ہیں۔ اس میں اس کا قصور نہیں ہے۔ وہ تو ہر طرح سے بے پرواہ اور بے عیب ہے۔ اور یہ تکلیف اس وقت مجھے اپنے نفس اور گناہوں کی شامت سے ہو رہی ہے۔

Marfat.com

(۱۶۳)

☆☆☆

تے صاحب کی میں سار نہ جاتی
جوبن کھوئے پاچھے پچھتانی

☆☆☆

ترجمہ:

عذر تقصیر معرفت کے بارہ میں

اور یہ بھی باعث ہے کہ میں نے تجھ صاحب کی حقیقت کو نہ جانا اور میں حسن کو کھو کرتا سف میں ہوں۔

شرح:

"وما قدر الله حق قدرہ"

"(قرآن شریف) اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ جانی۔ جو اس کے قدر کا حق ہے"

میں نے پہچانا قدر نہ آپ کا حسن کھو مجھ کو تاسف ہی لگا

نتیجہ:

اور یہ بھی سبب ہے کہ میں نے تجھ کو خاوند کما حقہ حقیقت اور معرفت حاصل نہیں کی

Marfat.com

اور نہ تیرے اوامر ونواہی اور نہ مبشرین اور متدرینّ اور اولی الامروں کی متابعت اور اطاعت کے بجالانے میں جو کہ ایک بھاری وسیلہ تیرے وصل کا تھا حتی الوسع کوشش کی۔ اب میں اس جسم کی خوبصورتی اور طاقت اور دموں کو اپنے نفس لعین کی شامت اور پیروی سے حرص اور محبت دنیا میں کھو کر ندامت اور حسرت میں ڈوبی ہوں۔

رھاؤ

(۱۶۴)

☆☆☆

کالی کوئیل توں کت گن کالی

اپنے پریتم کو ہو برہے جالی

☆☆☆

ترجمہ:

جواب عاشق کوئیل اپنے پیارے کے عشق میں جل کر سیاہ ہونے کے بارہ میں

اے کالی کوئل توں کیونکر سیاہ ہوگئی اپنے پیارے کے عشق میں جل کر سیاہ ہوگئی ہوں۔

Marfat.com

شرح:

" نار الله الموقدہ التی تطلع علی الافئدۃ"

"(قرآن شریف) آگ ہے اللہ کی سلگائی ہوئی جو دل پر چڑھ جاتی ہے"

ہو گئی کالی تو کوئیل کس لئے

عشق میں شوہ کے جلی ہوں اس لیے

نتیجہ:

اے مرد عاشق الٰہی کوئیل! تیرے سیاہ ہونے کا کیا باعث ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں اپنے محبوب خدا کی عشق کے آگ سے جل کر کوئلہ کی طرح سیاہ ہوگئی ہوں۔ اور اس کے ہجر میں وصل کے لئے اس کی طرح دھک رہی ہوں۔ کیونکہ جس تن میں عشق کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ اس سے ماسوا اللہ سب ممکنات کی محبت سڑ کر صرف خدا کی محبت باقی رہ جاتی ہے۔

(۱۶۵)

☆☆☆

پرہ بھوں کتھہ سکھ پائے

جان ہوئے کرپال تان پربھو ملائے

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

بغیر محبت خاوند حقیقی وصل نہیں ہوتا

بے خاوند عورت کو کہیں سکھ نہیں۔ جب خدا مہربان ہو۔ آپس میں ملائے۔

شرح:

" ان الذین امنو و عملو الصلحت کانت لھم جنت الفردوس نزلا خالدین فیھا لا یبغون عنھا حولا"

"(قرآن شریف) تحقیق وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے۔ ان کے واسطے جنت فردوس ہوگا۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہاں سے جگہ بدلتی نہ چاہیں گے۔"

"والسلام علی من اتبغ الھدیٰ"

"سلامتی اس پر جس نے ہدایت اختیار کی۔"

زوجہ کو جز زوج کے آرام کب — جب خدا ہو مہربان ملتے ہیں تب
غالبوں پر جان غالب دست پیر — ہاتھ اس کا قبضۂ رب قدیر

نتیجہ:

بے خاوند عورت کہیں سکھ نہیں پاتی ہے۔ جہاں جاتی ہے دکھ ہی دکھ اٹھاتی ہے کیونکہ اس کو اپنے خاوند کے ساتھ دلی محبت نہیں ہے۔ اگر دلی محبت ہوتی۔ تو اس طرح نہ بھٹکتی۔ اور نہ دکھ اٹھاتی۔ پس اس کو لازم ہے کہ بذریعہ دست بیعت اور برزخ کسی پیر کامل کے جہدو ریاضت سے محبت غیری کو دل سے دور کر کے خاص اپنے خاوند حقیقی کی محبت کو دل

Marfat.com

میں جگہ دے تا کہ وہ خود اس پر مہربان ہو کہ دنیا کی تکلیفات اور ہستی موہومہ سے مخلص کر کے اس کو اپنے وصل سے سرفراز فرماوے۔

(۱۶۶)

☆☆☆

ودھن کھوہی مندھ اکیلی

نہ کو ساتھی نہ کو بیلی

☆☆☆

ترجمہ:

محبت دنیا کی چاہ میں روح کے مبتلا اور غرق ہونے کے بارہ میں

اس دنیا کے کوئیں میں روح بمنزلہ قید ہے۔

اس کو کوئی ہمراہی اور دوست نہیں ہے۔

شرح:

" لا عاصم الیوم ن امر اللہ الا من رحم."؟

"(قرآن شریف) خدا کے حکم سے آج کوئی بچانے والا نہیں ہے۔ مگر وہ جس پر اس نے رحم کیا"

Marfat.com

چاہ دنیا میں ہو کوئی زوجہ یہ قید نہ کوئی حامی نہ ساتھی مثل بید

نتیجہ:

چونکہ روح جبرئیلی صفت والی نفس حیوانی صفت والے کے ساتھ قفس وجود میں قید ہے۔ اس واسطے یہ دونوں اس زندان میں ہر وقت بباعث صفت متضاد باہم کشمکش میں رہتی ہیں۔ کیونکہ روح تو یہ چاہتی ہے۔ کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت کر کے عالم بالا کی طرف پرواز ہو کر اپنی اصلہ میں واصل ہو جاؤں۔ اور نفس یہ چاہتا ہے کہ میں عمدہ عمدہ نعمتوں سے متلذ ذ رہوں۔ جو کہ ہمیشہ عالم پست میں قائم رہنے کا باعث ہے۔ اس سبب سے روح بھی نفس گمراہ سرکش سے مغلوب اور عاجز آ کر اور ہر وقت اس کے زیر سایہ ہو کر اپنے اصل سے باز رہتی ہے۔ جس کے لئے طرح طرح کے عذاب دوزخ اور وعدہ وعید ہا آخرت میں اٹھانے پڑیں گے۔ پس ہر شخص کو لازم ہے کہ جہد و ریاضت کے ساتھ اپنے نفس امارہ کو قتل کرنے کے لئے ساعی ہو کر روحی طاقت کو شغل اور ذکر سے بڑھاتا رہے۔ انشاء اللہ امید قوی ہے کہ آخر کار وہ اس پر غالب آ کر غذا نوری سے پرورش پا کر نوری رنگ سے رنگین ہو کر حیات طیبہ سے مشرف و ممتاز ہو۔ واضح رہے کہ دنیا میں کوئی ایسا ادنیٰ سے ادنیٰ کام نہیں ہے۔ کہ جس کے لئے کسی استاد یا پیر کی تعلیم کی ضرورت نہ ہو۔ اس واسطے یہ امر مذکورہ بالا بھی کسی شیخ اکمل کی تعلیم اور متابعت اور توجہ کے بغیر حاصل ہونا ممکن نہیں ہے۔ اور اگر غور کیا جاوے تو ظاہر ہے کہ جس چیز میں روح کو لذت ہوتی ہے۔ اس میں نفس کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اور جس چیز میں نفس کو لذت پہنچتی ہے۔ اس میں روح کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اس واسطے نفس ارادہ لذات نفسانی کی طرف راغب اور راجع ہو کر ہر وقت اپنے مطلب میں مستغرق رہتا ہے اور روح کے شور و غوغا اور ملامت سے سرکش اور نافرمان ہو کر اپنی عادت کو نہیں چھوڑتا ہے۔

Marfat.com

(۱٦٧)

☆☆☆

کر کر پا پربھ سادھ سنگ میلی
جان پھر ویکھاں تاں میرا اللہ بیلی

☆☆☆

ترجمہ:

دست بیعت مرشد اور درجہ شہودی کے بارہ میں

خدا نے اپنی مہربانی سے بوسیلہ پیر اپنے ساتھ ملالی ہے۔ پھر جب دیکھتی ہوں۔ تب میرا اللہ دوست ساتھ ہے۔

شرح:

"ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم"؟

"(قرآن شریف) تحقیق وہ لوگ جو تیرے سے بیعت کرتے ہیں۔ بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے"

"وما رائیت شیئاً الا رایت اللہ فیہ"

"نہیں دیکھا میں نے کسی شئے کو۔ مگر دیکھا میں نے خدا کو اس میں"

ہاتھ ہے اک فوق دیگر وستہا ۔ بافن و بازور با دست خدا
منتہائے منتہا دست خدا! ۔ منتہائے جو یما بحر سیاہ

Marfat.com

نتیجہ:

جب خدا مہربان ہو کر پیر کامل کی دست بیعت اور متابعت کے وسیلہ سے اپنے ساتھ شامل کر لی ہے۔ اور حسب ارشاد اس کے جہد و ریاضت کر کے ذات میں فنا پا کر درجہ شہود پر پہنچ گئی ہے۔ تب وہ ہر شے میں اپنا دوست خدا دیکھتی ہے۔ جو کہ ہر وقت ہر جگہ اس کے ساتھ ہی ہے۔ اور ہر شے میں جلوہ زن ہے۔

(۱۶۸)

☆☆☆

واٹ ہماری کھری اڈینی
کھینوۂ تکھی بہت پینی

☆☆☆

ترجمہ:

منزل فقر کے بارہ میں

ہماری منزل نہایت ہی غمناک اور دشوار ہے۔ تلوار کی دھار سے تیز اور بہت ہی باریک ہے

شرح:

" الفقر و بحر لا ساحل له"

Marfat.com

''(قرآن شریف) فقر سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں''

سخت منزل ہے ہماری سمناک؟ تیز ہے تلوار سے اور خوفناک
سایہ عاقل کو مامن کیجئے جگہا بانفس دشمن کیجئے
بے دلیل اس رہا میں کوئی کم گیا جو گیا ہے وہ بلطف رہنما

نتیجہ:

ہماری منزل فقر نہایت ہی خوفناک اور دشوار ہے۔ تلوار کی دھار سے تیز اور بہت ہی باریک ہے۔ اور اس میں بہت ہی خوف اور خطر پیش آتے ہیں۔ اور ہزار ہا طرح کے الم ہائے جسمانی اور روحانی منہ دکھلاتے ہیں۔ لیکن پیر کامل کے برزخ کے وسیلہ سے سب آسان ہو جاتے ہیں۔ اور رستہ بھی نہایت آسانی سے طے ہو جاتا ہے۔ حقیقتاً اس کی تکلیفات بھی پل صراط کی تکلیفات کے مشابہ ہیں۔ جو شخص اس کی تکلیفات کو برداشت کر کے درجہ فقر حاصل کر لے گا۔ اس کو پلصراط کی تکلیفات کے مشابہ ہیں۔ جو شخص اس کی تکلیفات کو برداشت کر کے درجہ فقر حاصل کر لے گا۔ اس کو پلصراط اور دوزخ کا کیا ڈر ہے۔ کیونکہ اس پر سے وہ ہوا کی طرح گذر جاوے گا اور دوزخ اس سے خود خائف ہوگا۔

(۱۶۹)

☆☆☆

اس اوپر ہے مارگ میرا
شیخ فریدا پنتھ سمار سویرا

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

منزلِ فقر پر شروعِ عمر میں رواں ہونے کے بارہ میں

جناب شیخ بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس پر سے ہمارے چلنے کا راستہ ہے۔ اس لئے شروع عمر سے اس پر رواں ہو۔

شرح:

"فاعبده وتوكل عليه"

"(قرآن شریف) پس اس کی عبادت کر اور اس پر بھروسہ کر"

اس ہی منزل سے گذرنا ہے ضرور — عمر اول سے تو اس پر چل ضرور
عقل اس مشکل کو حل کرتی اگر — انبیا کو حق نہ کرتا راہبر
ڈھونڈ کوئی راہبرِ مشکلکشا — راز دان یفعل اللہ ما یشاء

نتیجہ:

جناب شیخ بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس عالم فنا کی علی الصباح میں شروع عمر سے کسی رہبر کامل کے برزخ کا پیرد ہو کر منزل فقر پر چلنا اختیار کرتا کہ تو کسی روز اپنی منزل مقصود پر پہنچ کر حیات جاودانی سے سرفراز اور مشرف ہو جائے۔ اور حیات اور ممات کا کھٹکا نہ رہے۔

Marfat.com

(۱۷۰)

☆☆☆

بیڑا بندھ نہ سکیو بندھن کی ویلا
بھر سرور جب اچھلے تب ترن دہیلا

☆☆☆

ترجمہ:

زہداور تقویٰ اوزورع کے بارہ میں

باندھنے کے وقت تو بیڑا باندھ نہ سکا۔ جب تالاب بھر کر اچھلے گا۔ تب تیرا کر پار ہونا دشوار ہوگا۔

شرح:

" موتوا قبل ان تموتو "

''(حدیث شریف) مرنے سے پہلی مر دو یعنی بذریعہ برزخ شیخ ہر سہ فنائے تامہ حاصل کر کے درجہ بقامیں متمکن ہو۔ ورنہ موقع وصل کا ہاتھ نہ آئے گا''

دن جوان میں جہاز بدن کو نہ کیا قابو نہ پھر ہرگز وہ ہو

نتیجہ:

زہداور تقویٰ سے وجوذ کا بیڑا جبکہ اس کے باندھنے کا وقت تھا۔ تو باندھ نہ سکا۔

Marfat.com

اوراس کے باندھنے سے بیٹھ رہا۔ اور غفلت کی نیند میں سوتا رہا۔ اب بھی وقت ہے۔ اگر باندھنا ہے تو باندھ کیونکہ ابھی جسم میں طاقت ہے۔ اس واسطے حسب الارشاد پیر کامل ذکر الٰہی کے ساتھ جہد وریاضت کرنے سے ذات فنا پا کر حیات روحی کی خلعت فاخرہ عطا ہوسکتی ہے۔ ورنہ جب حواس خمسہ کے سوراخوں سے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کا پانی جسم میں پڑنے لگ جائے گا۔ اور دل کا تالاب بھر کر اچھلے گا۔ تو اس وقت تجھ کو اس دنیا فانی کے سمندر سے تیر کر پار ہونا نہایت دشوار ہوگا۔ اس واسطے حتی المقدور شروع سے اس جسم کے بڑے کو زہد اور تقویٰ کے چیتھڑوں سے بند رکھ۔ اور حواس ظاہری کے سوراخوں سے گناہوں کا پانی اس میں پڑنے نہ دے۔ تاکہ یہ بیڑا نیک اعمال سے خاتمہ عمر تک پر ہو کر اس دنیا کے سمندر سے پار لگے اور درگاہ الٰہی سے پورا پورا اجر اس کے عوض میں عطا ہو۔ اور کسی طرح کا خسارہ اٹھانا نہ پڑے۔

(۱۷۱)

☆☆☆

ہتھ نہ لائے کسمبھڑے جل جاسنی ڈھولا

☆☆☆

ترجمہ:

غافلان دنیا کی تنبیہ کے بارہ میں

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ دُنیا کی آگ جیسی نعمتوں کو ہاتھ مت لگا۔ کیونکہ تیرے قلب اور روح کے اوصاف جمیلہ نفس کے اوصاف سے متبدل ہو جاویں گے۔ جس

Marfat.com

سے تیرا خدا ناراض ہوگا۔

شرح:

"ان اخذہ الیم شدید"؟

"(قرآن شریف) تحقیق اس کی گرفت دردناک سخت ہے"

"واتقو اللہ واعلمو ان اللہ شدید العقاب"

"ڈرو اللہ سے اور جانو یہ کہ اللہ سخت عذاب والا ہے۔"

کر نہ حجت کچھ بھی مرشد کے حضور ورنہ اس سے جا پڑے گا دور دور

عاجزی و انکساری رکھ مدام تا کہ حاصل ہووے تجھ کو فیض عام

نتیجہ:

دنیا فانی کی زہریلی اور آگ جیسی نعمتوں کو جو کہ سراسر خدا کی طرف سے غافل کرنے والی اور دوزخ کی طرف کھینچنے والی ہیں۔ ہاتھ مت لگا۔ اور اپنے قلب اور روح کو ان سے ماخوذ اور مفتون مت کر۔ اور ہر وقت ان سے تارک ہو کر خدا کی یاد میں مصروف ہو۔ اور اگر ایسا نہیں کرے گا۔ اور ہر وقت مطیع نفس لعین ہو کر لذات دنیاوی کے حظ اٹھانے میں مصروف اور مشغول رہے گا۔ تو امید قوی ہے کہ بباعث غفلت اور نفسانیت رفتہ رفتہ خدا کی طرف سے تجھ کو بعد اور شیطان کے ساتھ قرب ہوتا جائے گا۔ یہاں تک کہ ایک وقت تو عذاب خدا کے لائق ہو کر غضب الٰہی کا مورد ہوگا۔ کیونکہ نفس اور شیطان کی متابعت جن کا ذکر قرآن شریف میں آچکا ہے۔ گویا ایک سخت عداوت خدا تعالیٰ سے پیدا کرنے کا باعث ہے۔ جو کہ ہر شے پر قادر ہے۔ درحالیکہ نفس اور شیطان کے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ ہاں ایک قسم کی آزمائش ہے۔ پھر باوجود اس کے تو خواہ مخواہ خدا کو اپنا دشمن بناتا ہے۔ پس تجھ کو

Marfat.com

لازم ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکے لذت نفسانی سے جو کہ دوزخ کی آگ ہے۔ خبردار ہو کر دور رہ اور اس کو ہاتھ مت لگا۔ ورنہ تیرا قلب اور روح موقعہ وصل سے محروم رہ کر ایسے ایسے درد ناک عذاب دوزخ میں مبتلا ہو گا۔ کہ جن سے نہ مرے گا نہ جیتا رہے گا۔

رھاؤ

(۱۷۴)

☆☆☆

اک آپنے پتلی سہ کیرے بولا

ددھا تھنی نہ آونی پھر ہوئے نہ میلا

☆☆☆

ترجمہ:

توسل مرشد سے عزت عقبائی یا نجات ابدی کے بارہ میں

ایک نے اپنے پیر سے تعلیم پا کر اپنی عزت رکھ لی ہے۔ وہ دوہے ہوئے دودھ کی طرح پھر دہنے میں نہیں آئے گا۔

Marfat.com

شرح:

" الجاهد من یجاهد نفسهٗ"

"(حدیث شریف) جہاد کرنے والا وہ ہے جس نے اپنے نفس پر جہاد کیا۔"

علق کل کو عقل سے نزدیک کر　　تب تجھے ہو خصلت بد سے حذر
ہاتھ اپنا تو نے جب اس کو دیا　　آگون سے تو ہوا گویا رہا

نتیجہ:

ایک صادق الاعتقاد مرید نے حسب الارشاد اپنے پیر کامل کے جہد و ریاضت سے ذات میں فنا ہو کر درجہ بقا کو حاصل کر کے اپنی عزت رکھ لی ہے۔ یہ مرید ایسا ہے۔ جیسا کہ پستانوں سے دھوہا ہوا دودھ پھر دہنے میں نہیں آتا ہے۔ یعنی وہ اس دنیا فانی کی حیات اور ممات کی تکلیفات سے آزاد اور حیات طیبہ سے سرفراز و ممتاز ہو کر ہمیشہ مسرور رہے گا۔

(۱۷۳)

☆☆☆

کہے فریدا سہیلیو سوہ آلائے سی
ہنس چلسی ڈہنا ایہ تن ڈھیری تھے سی

☆☆☆

Marfat.com

ترجمہ:

حکم قبض آنے اور روح کے پرواز میں

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ اے دوستو خداوند حقیقی بلائے گا۔ روح لاچار ہو کر چل دے گا۔ جسم خاک ہو جائے گا۔

شرح:

"کل شیی یرجع الی اصله"

"(حدیث شریف) ہر شے اپنے صلہ کی طرف رجوع ہونے والای ہے۔"

"الی الله المصیر"

"خدا کی طرف جائے بازگشت ہے۔"

جب فریدا حق بلائے گا تجھے — روح چلے لاچار کچھ بھی نہ بنے

حسن صورت پر نہ تو مغرور ہو — دام شیطان ہے تو اس سے دور ہو

کر تو کوشش کچھ تو حق کے کام میں — تا کسی دن دولت آوے دام میں

نتیجہ:

باباصاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز موت کا فرشتہ خدا تعالیٰ کے حضور سے قبض روح کے واسطے آئے گا۔ اور اس کو وجود فانی سے قبض کر کے پرواز کر جائے گا۔

Marfat.com

مصنف کے حالات زندگی

مصنف کے جد امجد حضرت عیدو خانؒ ہندوستان کے مشہور گاؤں گونڈا شریف کے رہنے والے تھے جو ایک صاحب حال بزرگ اور ولی اللہ تھے۔ آپ کے والد قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے لاہور آئے اور رام گڑھ اور مجھاں والا اڈا کے درمیان میاں عبداللہ کی سرائے میں مقیم ہوئے۔

پیدائش:

مخدوم ابرار احمد خان صابری گیلانی رام گڑھ (مجاہد آباد) مغل پورہ کے درمیان مجھاں والا اڈہ نزد میاں عبداللہ کی سرائے میں واقع حویلی میں 13 اکتوبر 1963ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم حضرت نیاز احمد خان مدظلہ العالی خان برادری کے عمائدین میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ مہر النساء رحمتہ اللہ علیہ آپ کی ولادت کے دو سال بعد وفات پا گئیں۔ بتایا جاتا ہے کہ وہ کم گو، کم آمیز عفت مآب خاتون تھیں جن کی صورت اور سیرت دونوں حسین تھیں۔ اولیاء اللہ سے محبت ان کے خون میں شامل تھی آپ کی والدہ کے انتقال کے بعد آپ کی پرورش آپ کی بڑی ہمشیرہ حضرت جنت بی بی نے کی اور ماں کی طرح آپ کا خیال رکھا۔ آپ کے بڑے بھائی محترم فیاض احمد خان گیلانی اور ان کی اہلیہ محترمہ حضرت عائشہ بی بی، نے بھی آپ کا بہت خیال رکھا۔ ان نیک سیرت اور پاکباز خواتین کی تربیت کی بدولت اللہ اور اس کے رسول نیز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت سے گہری وابستگی اور عقیدت ان کے خون میں رچ بس گئی۔

Marfat.com

تعلیم و تربیت:

۱۔ آپ نے ابتدائی مذہبی تعلیم لاہور میں حاصل کی قرآن پاک ناظرہ محمد رفیق بٹ انگوری سکیم سے پڑھا۔ استاد القراء قاری عمران صدیقی اور سید فدا حسین قادری خطیب جامع مسجد نور سے تجوید و قرات کی تعلیم حاصل کی۔

۲۔ پیر طریقت، راہنمائے شریعت، عاشق رسولؐ الحاج محمد صادق صاحب قادری خطیب اعظم پاکستان خطیب جامع مسجد مدینہ چوک شالیمار لاہور سے دورہ حدیث کیا۔ موصوف کو آپ استاد سے زیادہ ایک ولی کامل کا درجہ دیتے ہیں آپ نے مسلسل 17 سال تک اس یگانۂ روزگار ہستی سے کسب فیض کیا۔

۳۔ دورۂ حدیث و ترجمہ کی سند قرآن و تفسیر پیر طریقت، راہنمائے شریعت، عاشق رسولؐ الحاج صاحبزادہ محمد طاہر نبین معصومی، سجادہ نشین آستانہ معصومیہ مصطفٰے آباد شریف، لاہور کے دارالعلوم سے ۱۹۸۳ء میں حاصل کی۔

خاندان:

آپ کی شادی 1988ء میں کراچی کے خان گھرانے کی تعلیم یافتہ اور سلیقہ مند خاتون مہر النسا سے ہوئی۔ آپ کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ بڑے بیٹے ذیشان خان نے 1989ء میں وفات پائی۔ دوسرا صاحبزادہ شہباز خان ہے۔ جو ایک بڑے ادارے میں زیر تعلیم ہے۔ تیسرا صاحبزادہ حیدر علی خان المعروف ''خان صاحب'' ہے جس کو سرکار عالی مدار نے اپنی زندگی میں ہی گدی کا وارث قرار دے رکھا ہے۔ اور اس کی تربیت اسی نہج پر جاری ہے۔ چوتھا بیٹا اسامہ علی ہے جس کی عمر 3 سال ہے اس کے علاوہ دو صاحبزادیاں ہیں جن میں سے ایک کا نام آسیہ قدس سرہ اور دوسری کا نام علیشا عرف شیریں قدس سرہ

Marfat.com

ہے۔ نامور معلمہ رابعہ صابری (جو رشتے میں سرکار کے بچوں کی تائی ہیں) نے خود کو سرکار کے بچوں کی دینی تعلیم کے لئے وقف کر رکھا ہے۔

ہمشیرگان:

آپ کی دو بڑی بہنیں ہیں۔ جنت بی بی اور خاتون اختر۔ جنت بی بی شوکت ٹاؤن، ڈیفنس لاہور میں مقیم ہیں۔ اور خاتون اختر کاموکی کے گاؤں سادھوکی شریف میں رہائش پذیر ہیں۔

برادران:

آپ کے دو بڑے بھائی فیاض احمد خان اور محترم اعجاز احمد خان ہیں۔ جو اہل خانہ کے ہمراہ انگوری سکیم شریف میں ہی رہائش پذیر ہیں۔

شوق مطالعہ:

جب آپ نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو علم و آگہی کے حصول اور حقیقت الحقائق تک رسائی کی جستجو لاحق تھی۔ آپ نے مثنوی مولانا رومؒ اور ابوخرقانی کی سوانعمری کا مطالعہ کیا۔ جس سے آپ کے دل میں مطالعے کا شوق اجاگر ہوا۔

اولیا اللہ سے محبت:

مصنف کو قدرتی طور پر شروع سے ہی اولیاء اللہ سے محبت رہی ہے۔ اور آپ کا طبعی رجحان تصوف کی طرف رہا ہے۔ اولیاء اللہ سے محبت اور علم کی جستجو نے کبھی آپ کو چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ اور راہوار شوق آپ کو جگہ جگہ لئے لئے پھرا۔ آپ نے تقریباً تین سے چار

Marfat.com

ہزار مزارات کی سیر کی۔ اولیاء اللہ کے ساتھ آپ کی محبت کو اجاگر کرنے میں صوفی شریف صابری غازی آباد کے وعظ و تلقین نے اہم کردار ادا کیا۔

آپ نے داتا دربار لاہور، جئے شاہ نورانی بلوچستان۔ بابا صادق سائیں گریفل نہر کا پل لاہور، بابا راوی والا بارہ دری کے مزار، صوفی شریف صاحب غازی آباد کے مزار اور خواجہ معصوم نقشبندی موہری شریف راولپنڈی، بلیاں والی سرکار ساہوالی لاہور، کبوتراں والی سرکار رام گڑھ، صوفی عارف نقشبندی لکھن شریف، صوفی رمضان قادری سک نہر، بابا مٹی والی سرکار لوہاری گیٹ، پیر سید دیوان شاہ۔ پپلی پیر برکی ہڈیارہ، صوفی محمد اعظم صاحب نقشبندی، شہباز قلندر، مادھولال حسین لاہور، بابا بلھے شاہ قصور پیر عنائیت علی شاہ قادری، شمس شاہ ولی گیلانی جلو موڑ کے، مزارات پر چلہ کشی کی۔

الحاج محمد صادق قادری، قاری عمران صدیقی، قاضی فیض احمد نقشبندی کامونکی، صوفی شریف غازی آباد، بابا صادق سائیں، بابا ہاشم صاحب شالیمار ہسپتال، پیر جمشید بخش موہڑ شریف، صوفی محمد سردار المعروف بھاجی کانواں والی سرکار گڑھی شاہو، ان شخصیات سے آپ نے بہت کچھ سیکھا۔

عالم فاضل شخصیات کے ساتھ مصنف کی وابستگی ظاہر و باہر ہے۔ جن نامور ہستیوں کے ساتھ آپ کے بہترین تعلقات رہے ہیں۔ ان میں مندرجہ ذیل حضرات نمایاں ہیں۔

بابا لعل شاہ صاحب چڑیا گھر والے۔ حافظ عبدالکریم نقش بندی فیصل آباد۔ حید سائیں لاری اڈہ والے۔ بابا سرخہ سفید مسجد والے۔ مفتی عارف حسین نوری۔ فیض احمد فیضی نقشبندی۔

Marfat.com

اخلاق، عادات واطوار اور معمولات:

آپ صبح 9 بجے سے شام 4 بجے تک آستانے میں بیٹھ کر خلق خدا کی خدمت کرتے ہیں۔ آپ کی شخصیت میں اتنی کشش ہے کہ ہر ملنے والا یہی سمجھتا ہے کہ سرکار سب سے زیادہ اسی پر مہربان ہیں۔

علم وفضل کے ساتھ حضرت کے لگاؤ کا یہ عالم ہے کہ اکثر عالم وفاضل شخصیات کے ساتھ گھنٹوں تبادلہ خیالات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

سرکار کی شخصیت کا خاصہ یہ ہے کہ آپ مسلک کی قید سے آزاد ہیں۔ فقہ حنفیہ سے تعلق رکھنے کے باوجود ہر مسلک ومذہب کے لوگوں سے پیار کرتے ہیں۔

آپ نہایت خوش اخلاق خندہ ذہن اور ملنسار ہیں۔ بہت جلد لوگوں میں گھل مل جاتے ہیں۔ پہلی ملاقات میں بھی غیریت کا احساس تک نہیں ہوتا۔ امیر غریب کی پرواہ ہرگز نہیں کرتے۔ ہر ایک سے حسن ظن رکھتے ہیں۔ ہر ایک سے خیر خواہی کرتے ہیں۔ دکھوں اور پریشانیوں میں مبتلا لوگوں کے آنسو پونچھنا، جاں گسل مسائل سے گھبرائے ہوؤں کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھنا، بے کسوں کا حال پوچھنا، غم زدوں کی دلجوئی کرنا، زندگی کے بوجھ تلے کراہتے ہوؤں کو سہارا دینا، اور ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملنا۔ یہی اپ کا مسلک اور یہی آپ کی عبادت ہے۔

عیسائیوں سے ملنے کے لیے ان کے گرجوں میں جانا پڑے تو سرکار کو پس وپیش نہیں ہوتا۔ سکھوں کے گردوارے میں جانے سے آپ کراہت محسوس نہیں کرتے۔ ہندو سے ہم کلام ہونے میں قباحت محسوس نہیں کرتے۔ اہل تشعیہ ہوں یا اہل حدیث، سب کو اپنا سمجھتے ہیں۔ گویا مذاہب اور فرقوں کی قید سے آزاد ہیں۔ اور صرف انسانیت کی فلاح ہی

Marfat.com

آپ کا مسلک ہے۔کوئی چیز،کوئی بات آپ کی عقابی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہتی۔

ناداروں کی مدد اس طرح کرتے ہیں کہ دائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوتی۔خدا کے نام پر گلیوں بازاروں میں مانگنے والوں کو بلا بلا کر واز تے ہیں۔اہل ثروت کے نذرانے آپ کے ہاتھوں سے مستحق لوگوں تک پہنچ جاتے ہیں۔آپ کا گھر گویا خدا کا در ہے۔جہاں رسول اللہ کی یاد میں تڑپنے والوں کی مرادیں پوری کی جاتی ہیں۔ جہاں بیٹھ کر عشق کی چنگاڑی شعلہ جوالہ بن جاتی ہے۔

علوم وفنون:

آپ دست شناسی، علم جفر، نفسیات ٹیلی پیتھی، علم الاعداد، جانوروں کی عادات و خصائل۔سانپوں کی اقسام کا بہترین علم رکھتے ہیں۔سانپ کے کاٹے کا علاج بھی کرتے ہیں۔عورتوں اور بچوں کی بیماریوں کا جسمانی علاج کرنے کے ساتھ ان کی نفسیاتی الجھنوں سے نجات میں بھی بھرپور راہنمائی کرتے ہیں۔

جنوں کے بادشاہ:

جنوں کا وجود ایک حقیقت ہے۔انسانی آبادی کے ساتھ ساتھ لاتعداد جن بھی زمین پر آباد ہیں۔ان کے بھی قبیلے اور خاندان ہیں۔وہ بھی انسانی نظروں سے پوشیدہ رہ کر اپنی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔اور بعض وجوہات کی بنا پر وہ انسانوں کے درپے آزاد ہو جاتے ہیں۔اور یوں ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔جو میڈیکل تعلیم کے دائرہ اثر سے باہر ہوتی ہے ایسے مریض جو جنوں کی گرفت میں ہوں ان کا علاج صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو جنات کی عادات و اطوار سے واقف ہو۔جس کا علم شمشیر قہاری ہو اور جس کی ضرب ضرب حیدری ہو اور جس کی پھونک مسیحا کا اثر رکھتی ہو۔الحمد للہ! یہ تمام باتیں حضرت مخدوم

Marfat.com

ابرار احمد صابری گیلانی مدظلہ العالی کی ذات میں مرتکز ہیں۔ بڑے بڑے طاقتور، نامراد اور اڑیل قسم کے جن سرکار عالی مدار سے خوف کھاتے ہیں۔ ایسے ایسے جن جو خدا اور رسول کا نام تک نہ جانتے ہوں، وہ سرکار کے سامنے ہاتھ باندھ کر حاضر ہو جاتے ہیں۔ اس سے سرکار عالی مدار کے روحانی تصرف اور طاقت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جنوں کے ستائے ہوئے مجبور اور پریشان حال لوگ روزانہ آپ سے رجوع کرتے ہیں۔ اب تک بے شمار لوگ آپ کے توسط سے جنات سے نجات حاصل کر چکے ہیں۔ میں اپنے ذاتی تجربے اور روزمرہ مشاہدے کی بنا پر اگر یہ کہوں کہ سرکار عالی مدار جنوں کے بادشاہ ہیں تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مخدوم کے جمال و جلال کو اسی طرح قائم و دائم رکھے۔ آمین

پروفیسر اے۔ جی ناصر

آستانہ انگوری سکیم شریف صابری روڈ عقب باغبانپورہ تھانہ شالامار لاہور کا مختصر تعارف:

تعلیم و تربیت کا سلسلہ مکمل ہونے کے بعد مخدوم ابرار احمد صابری نے 1983ء میں A-100 انگوری سکیم صابری روڈ عقب تھانہ باغبانپورہ میں باقاعدہ آستانے کا آغاز کیا۔ اور خدمت خلق میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ روزانہ درجنوں لوگ آستانے میں آ کر آپ سے فیض حاصل کرتے ہیں اور آپ کی مرنجان مرنج شخصیت کے کمالات مشاہدہ کرتے ہیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ مبارک سلسلہ حیدریہ چشتیہ صابریہ

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

حمد بے حد ہے جناب کبریا کے واسطے
ہو درود و نعت احمد مصطفیٰؐ کے واسطے

حضرت صدیقؓ اکبر اور عمرؓ بن خطاب
حضرت عثمانؓ علیؓ المرتضیٰ کے واسطے

رحم کر دے مجھ گدا پر اے خدائے ذوالجلال
شاہ نواب الدین چشتی پیشوا کے واسطے

دور کر ظلمت گناہوں کی الٰہی قلب سے
شاہ سراج الحق چشتی پیشوا کے واسطے

اور کر دے صاف روشن یا الٰہی تو دل میرا
شاہ محمد با حسین پارسا کے واسطے

حفظ میں رکھ یا الٰہی تو گناہوں سے مجھے
شاہ علی با حسین پارسا کے واسطے

حضرت شاہ محمد جو کہ ہیں محمود حق
شاہ غلام حسین پر ضیا کے واسطے

رحم کر صدقے حضرت حافظ عبدالرحمٰن کے لئے
حضرت شیخ عبدالکریم پیشوا کے واسطے

کر مجھ پر عنایت حضرت شاہ عنایت کے لئے
میراں سید شاہ اہل ہدا کے واسطے

حضرت شاہ عبدالمعالی اور داؤد عزیز
شاہ محمد صادق صدق و صفا کے واسطے

مجھ سے بد بخت شقی کو یا الٰہی کر سعید
بو سعید صاحب اہل ورا کے واسطے

شاہ نظام بلخی و جلال الدین ولی
عبدالقدوس شہ ہر دوسرا کے واسطے

یا الٰہی کر عنایت مجھ کو اپنا ذوق و شوق
ہادی مرشد محمد راہنما کے واسطے

عارف راہ شریعت اور حقیقت کر مجھے
شیخ احمد عارف راہ ہدیٰ کے واسطے

چشم کر مجھ کو عطا وہ جس سے دیکھوں
راہ حق شیخ احمد عبد حق نما کے واسطے

ہادی و مولا ہمارے شاہ فرید الدین ولی
شاہ قطب الدین کا کی اولیاء کے واسطے

شاہ جلال الدین شمس الدین کے یا رب طفیل
شاہ علاؤ الدین صابر با رضا کے واسطے

یا الٰہی میرے ہر اک کام میں تو ہو معین
شاہ معین الدین چشتی پیشوا کے واسے

شاہ عثمان و شریف زندنی کے نام سے
خواجہ مودود چشتی دلربا کے واسطے

کر میری نصرت الٰہی چاہ ظلمت سے نکال
شاہ ناصر الدین یوسف مہ لقا کے واسطے

زہد و تقویٰ کر عنایت اور مجھے زاہد بنا
شاہ محمد زاہد اہل بقا کے واسطے

Marfat.com

یا الٰہی بخش دے مجھ رو سیاہ کے سب گناہ
شیخ ابو اسحاق شامی کے لیے اب رحم کر
دے مجھے وہ بصر جس سے تو ہی اک آئے نظر
بے خودی کا جام یا رب عشق سے اپنے پلا
شاہ ابراہیم ادہم اور فضیل ابن عیاض
مجھ گداء و بینواء کی دستگیری کیجئے
یا الٰہی دین و دنیا کے غموں سے کر آزاد
خاندان چشتیہ صابریہ کی ہر دم غلامی کر عطا
حضرت شاہ بدر دیوان اور سید جماعت علی شاہ
کر عطا مجھ کو سعادت۔ دنیا ودین
ہر شب شب برات ہو ہر روز روز عید
یا الٰہی ہر طرح کے غموں سے کر بے نیاز
ابر رحمت برسا دے۔ ہم سب پہ یا رب
یا الٰہی کر ہم کو عطاء غلامی چار یار
یا الٰہی کر ہم کو عطا محبت اہل بیت
یا الٰہی کر ہمیں سخاوت کا جوہر عطا
یا الٰہی کر ہم کو عطا عشق و محبت
یا الٰہی کر کرم کی نظر ہم سب پہ
یا الٰہی کر عطا ہم کو شغف قرآن کا
یا الٰہی علم کی دولت سے کر دے مالا مال
دے مجھے وہ بصر کہ روضہ فریدؒ آئے نظر
یا الٰہی کر عطا ہم کو حب کبریا
یا الٰہی کر عطا ہم کو حب اولیا
یا الٰہی کر عطا ہم کو عشق کلیری

احمد ابدال چشتی مقتدا کے واسطے
حضرت ممشاد علوی با خدا کے واسطے
بوہبیرہ بصری صاحب ہدیٰ کے واسطے
ابو خزیفہ مرعشی اہل دعا کے واسطے
خواجہ عبدالواحدبن زید شاہ کے واسطے
حضرت شاہ حسن بصری اولیا کے واسطے
رابعہ بصری قلندر راہنما کے واسطے
فخر ہے عالم میں مجھ رو سیاہ کیو اسطے
روشن ہو چراغ دل سید چراغ علی شاہ کے واسطے
مرشدو ہادی سید نواب علی شاہ کے واسطے
ہادی و مرشد ہمارے عیدو خان کے واسطے
حضرت صوفی نیاز احمد راہنما کے واسطے
صاحبزادہ مخدوم ابرار احمد ستاریاں والی سرکار کے واسطے
صاحبزادہ مخدوم حیدر علی خان صابری راہنما کے واسطے
سید مظاہر حسین اسد شاہ صابری راہنما کے واسطے
محترمہ روبینہ خان صابری کے واسطے
حضرت محمد طارق خان صابری راہنما کے واسطے
حضرت صوفی محمد سلیم صابری راہنما کے واسطے
حافظ رضوان احمد راہنما کے واسطے
پروفیسر عبدالغفور ناصرصابری راہنما کے واسطے
حضرت صوفی محمد عامر خان صابری راہنما کے واسطے
بابا صادق صابری راہنما کے واسطے
محمد انور صابری راہنما کے واسطے
محمد ظہور صابری رہنما کے واسطے

(گدائے صابریہ سیّدہ سپنا صابری)

Marfat.com

فضائل ختم شریف

۱۔ ختم شریف صابریہ بہت اعلیٰ وظیفہ ہے اس کے پڑھنے سے روحانی تسکین، مال جان میں برکت مصائب سے نجات، کاروبار میں ترقی، آخرت میں نجات نیک مقاصد میں کامیابی اور دعاؤں کی قبولیت ہوتی ہے اپنے گھر میں اجتماعی طور پر پڑھنے سے دین و دنیا کی برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔

۲۔ جس گھر میں باقاعدگی سے ختم صابریہ پڑھا جائے وہ گھر جادو ٹونے سے محفوظ رہے گا۔

۳۔ جنات اور آسمانی بلاؤں سے حفاظت میں رہے گا۔

۴۔ دشمنوں اور حاسدوں سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے گا۔

۵۔ رزق حلال کی وسعت کے لئے بھی یہ بہت اعلیٰ وظیفہ ہے۔

۶۔ کاروبار کی ترقی اور خیر و برکت کا باعث ہوگا۔

۷۔ ہر قسم کی بیماریوں کی شفاء کے لیے آزمودہ نسخہ ہے۔

۸۔ صرف خیر و برکت کے لئے عقیدت و محبت سے وظیفہ کے طور پر پڑھنا بے حد مفید ہے اور فیضان اولیاء ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ ختم صابریہ شریف شریعت مطہرہ کے مطابق سلف صالحین کا وظیفہ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر اپنے مقبول بندوں اولیائے کرام کو طاقت دی ہے۔ وہ اللہ کی عطا کردہ طاقت سے ہر پکارنے والے کی مدد کرتے ہیں کوئی کہیں ہو کہیں سے پکارے اللہ والے اللہ کی طاقت سے دیکھتے سنتے اور مدد کرتے ہیں اور درحقیقت یہ مدد اللہ ہی کی ہوتی ہی اس میں کوئی شک و شبہ کرنے والے کو اس کی برکت حاصل نہ ہوگی۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الهم صل علی سیدنا محمد وعلیٰ ال سیدنا محمد و اصحاب سیدنا محمد وبارک وسلم علیه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم . مٰلک يوم الدين . اياک نعبد و اياک نستعين. اهدنا الصراط المستقيم . صراط الذين انعمت عليهم . غير المغضوب عليهم ولا الضالين .

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الم نشرح لک صدرک . ووضعنا عنک وزرک . الذی انقض ظهرک . ورفعنالک ذکرک . فان مع العسر يسراً . ان مع العسر يسراً . فاذا فرغت فانصب والیٰ ربک فارغب .

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولاقوة الا بالله العلى العظيم.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا
اللہ ہر عیب سے پاک ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہے اللہ کے سوا کوئی معبود کے جو بلند
بالله العلى العظيم .
شان والا اور عظمت والا ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

خذ یدی شیاء للہ یا حضرت
اللہ کے لئے مجھے کچھ دوائے حضرت
مخدوم صابر کلیری المدد
صابری کلیری ہماری مدد فرما

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

فسھل یا الٰھی کل صعب بحرمت
آسان فرمادیجئے اے میرے اللہ ہر مشکل بطفیل
سید الابرار سھل.
سید الابرار آسان فرمادیجئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

یا باقی انت الباقی یا کافی انت الکافی یا شافی
اے ہمیشہ رہنے والے تو ہی باقی رہنے والا ہے اور اے کفایت کرنے والا تو ہی کافی ہے اے شفا دینے والے تو ہی
انت الشافی یا ھادی انت الھادی یا ھادی یا نور

Marfat.com

شفادینے والا ہے اے ہدایت دینے والا تو ہی ہدایت دینے والا ہے۔اے ہدایت دینے والا اے نور مطلق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

يا حضرت مخدوم علي احمد مشكل كشا بالخير
اے حضرت مخدوم علی احمد ہماری مشکل حل فرما اچھائی کے ساتھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

يا حضرت مخدوم اغثنا باذن الله
یا حضرت مخدوم اللہ کی اجازت سے ہماری مدد کر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

يا شيخ سيد مخدوم صابر كليرى
یا شیخ سردار صابر کلیری
شياء الله
اللہ کے لئے کچھ مجھے دیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

يا حضرت سيد العرب و العجم

Marfat.com

یا حضرت عرب و عجم کے سردار
شیاء للہ مشکل کشا بالخیر
اللہ کے لئے مجھے کچھ دیں بھلائی کے ساتھ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

یا حضرت یا سرورؐ یا صدیقؓ
اے حضرت اے آقا اے صدیق
یا عمر یا عثمان یا حیدر
اے عمرؓ اے عثمانؓ اے حیدرؓ
یا شبیر یا شبر شر کن دفع خیر آور
یا حسین یا حسن شر اور برائی دور فرما۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

خذ یدی یا شاہ کلیری خذیدی
اے کلیر کے بادشاہ ہماری مدد فرما اللہ کے لیے ہماری مدد فرما
شیاء للہ انت نور احمد صلی اللہ علیہ وسلم
آپ حضورؐ کے نور ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

Marfat.com

امداد کن امداد کن	از رنج وغم آزاد کن
ہماری مدد کیجئے ہماری مدد کیجئے	غموں اور مصیبتوں سے آزاد فرما
در دین و دنیا شاد کن	یا صابر پیا دستگیر
دین اور دنیا میں آباد رکھ	اے صابر پیا مدد فرما
کوئی حامی نہ بدکار دا	یا صابر پیا دستگیر

در پر سوالی ہے کھڑا	اور ہاتھ میں کاسہ لیا
کچھ مل جائے راہ خدا	یا صابر پیا دستگیر
اے وارث بے وارثاں	اے بادشاہ دو جہاں
در چھوڑ کر جائیں کہاں	یا صابر پیا دستگیر
امداد کن امداد کن	از رنج وغم آزاد کن
در دین و دنیا شاد کن	یا صابر پیا دستگیر
کچھ ہو عطا کچھ ہو عطا	بہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصطفےٰ
بہر علی المرتضےٰ بہر شہید کربلا	یا صابر پیا دستگیر
در دین و دنیا شاد کن	یا صابر پیا دستگیر
مشکلات بے حد داریم ما	شیاءللہ یا صابر پیا پیر ما
ما ہمہ محتاج تو حاجت روا	المدد یا صابر پیا سیدا

Marfat.com

وقت امداد بادشاہ کلیری	رس بفریاد یا شہ کلیری
یا صابر پیا بمن بے سروسامان مددے	قبلہ دین مددے کعبہ ایمان مددے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين
سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل هو الله احد
کہہ دواے حبیب وہ اللہ ایک ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللهم صل على سيدنا محمد وعلى آل
اے اللہ درود بھیج اوپر سردار ہمارے محمد اور اوپر اولاد
سيدنا محمد و اصحاب سيدنا
سردار ہمارے محمد اور ہمارے سردار کے دوستوں پر
محمد وبارک وسلم علیه
برکت بھیج اور سلام بھیج آپ پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الله	الله	الله	الله
الله هو	الله هو	الله هو	
الا الله	الا الله	الا الله	

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ

ورسولہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسبی ربی جل اللہ ما فی قلبی غیر اللہ نور محمد صلی اللہ لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ

صل اللہ علیٰ حبیبہ محمد پڑھاں قیامت تائیں
نام اللہ دے نبی محمد ﷺ لاج میری گل پائیں
اوکھی گھاٹی منزل بھاری بانہوں پکڑ لنگھائیں
باجھوں تیرے یا محمد ﷺ کہنوں حال سنائیں
میں بہت گناہ اللہ دے کیتے حال نہیں کجھ میرا
راضی کردے مولیٰ تائیں میں دامن پکڑیا تیرا یا رسول ﷺ

بلغ العلےٰ بکمالہ	کشف الدجی بجمالہ
آقا علیہ السلام کمالات کے ساتھ بلندیوں پر پہنچے	آپ کے حسن و جمال سے اندھیرے چھٹ گئے
حسنت جمیع خصالہ	صلوا علیہ و آلہ
آپ کے تمام اوصاف و خصائل پرکشش ہیں	آپ پر اور آپ کی آل پر درود پڑھیں۔

Marfat.com

جسے چاہا در پہ بلا لیا	جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ تیرے کرم کے ہیں فیصلے	یہ بڑے نصیب کی بات ہے

بلغ العلیٰ بکمالہ　　کشف الدجی بجمالہ

کوئی آیا لے کر چلا گیا	کوئی عمر بھر بھی نہ پا سکا
میرے مولیٰ تجھ پہ گلہ نہیں	یہ تو اپنا اپنا نصیب ہے

بلغ العلیٰ بکمالہ　　کشف الدجی بجمالہ

در مصطفےٰ پہ رکھا جو سر	تو ندا یہ آئی او بے خبر
تیرے وہ بھی سجدے ادا ہوئے	جو قضا ہوئے تھے نماز میں

بلغ العلیٰ بکمالہ　　کشف الدجی بجمالہ

کروں مدح اہل دول رضا	پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا	میرا دین پارہ ناں نہیں

حسنت جمیع خصالہ　　صلوہ علیہ و آلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ محمد چار یار		حاجی خواجہ قطب فرید
حق فرید یا فرید		حق صابر یا صابر
حق	حق	حق

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظالمين

بسم الله الرحمن الرحيم

قال رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدة

من للسانی یفقهوا اقولی.

بسم الله الرحمن الرحيم

فسيكفيكهم الله وهو السميع العليم

بسم الله الرحمن الرحيم

یایتها النفس المطمعنة. الرجعی الی ربک راضية مرضية . فادخلی

فی عبادی . وادخلی جنتی .

Marfat.com

قصیدۂ جنات

جوایک جن نے حضور نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوکر پڑھا منقول از بابا فریدالدین صاحب گنج شکر قدس سرہ پاک پتن شریف

عروش مرغوش خراشا	شغلوش قغرجغ طراشا
تیرانور بھگے ظہور تھااوپر سے نیچے تک	تو نے پردہ کیا ہے اتر کر عرش سے
صغروش بغرطنا شا	مز حشمد طشکا شا
تیرے عاشق نے پہچانا تجھے	نام رکھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا
بلعش مزاً عتسغماً	اوس نعش مزعشھا
ملکوت میں تیرا نام احمد ہے	اور لاہوت میں تیرا نام چھپا احمد
غلغشی ظمع غرفش	عشغض مغنا ظھشا
عالموں نے ظاہر جانا عارفوں نے باطن	عاشقوں نے ظاہر سے بھی اور مخفی بھی
حصنشغ وشغب قشلے	اوش قشو طغرطشا
حدیث تیرا اقال ہے	اور باطن تم کو سمجھنا خراب کرے گا
اضغمینا تجشغلشا	اوس فرقش خلقشا
اور ظاہر تم کو اللہ سمجھنا کفر ہے	اور فرقان تیرا حال کہے گا
معجشا تجش فغشا	کنعف اوش طغرمشا
معراج ہوا تجھ کو ایسا	کہ نہیں ہوا نبیوں سے کسی کو

Marfat.com

قمشرغ فشغا قاشا — وضغشنا لغضو غاشا

چاندکو کیا انگلی سے دوٹکڑے — دولوبغلوں میں سے دونوں تو نکل گئے

جشغقا کفشر انمشغا — مغشغر بژش ککعشا

جس پر کافرنہیں ایمان لائے — میں اپنی قوم سے کروگروں اس کے غلام کروں گا

ایمش جشمد شعشا — اغبشغا غرشا عشغشا

ایمان لایا میں ساتھ محمد ﷺ مع سب — قوم کے اب چاہتا ہوں کہ میری اولاد سب ایمان لائے

همشب عرفشقشا — جبغشوا اماغش عرضتا

ہمیشہ پہچاننے والے آپ کے قیمت تک رہیں — اور امانت الٰہی کے اس اے کرنے والے رہیں

(طالب دعا میاں محمد جمیل)

Marfat.com

سند خلافت چشتیہ

Certificat of Khilafat-i-Chistia

بسمِ اللہ الرحمن الرحیم:

الحمد لله الذی قدم احسانه ، علی نعمته

ہر تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنی نعمت عطا کرتے

.هو الاول والآخر والظاهر والباطن

سے پہلے یہ احسان کیا کہ عطائے نعمت کے قابل بنایا۔ وہی ہے کہ جب کچھ نہ تھا

لا موخر ولا مقدم لما آخر ولا معلن

تو وہ تھا اور جب کچھ نہ رہے گا تو وہ رہے گا۔ وہ سب ظاہروں سے بڑھ کر ظاہر ہے۔

لما ابطن ولا مخفی لما ظهر ولایکاد

اور وہ ہر مخفی سے بڑھ کر مخفی ہے۔ کوئی پیچھے کرنے والا نہیں ہے۔ جسے وہ چھپا دے

نطق الاوائل ولا وآخر علی ایومنة اعتبار

کوئی اس کا اعلان کرنے والا نہیں ہے۔ جسے وہ در پردہ کردے، اسے کوئی

او تقائلد والصلوۃ علی رسول الله

نمایاں کرنے والا نہیں ہے۔ پہلے اور پچھلے اس کی نعمت ہر دل سے

Marfat.com

المصطفیٰ محمد و آله اهل الود والارتضیٰ

یقین اور زبان سے اقرار کرتے ہوئے بول نہیں سکتے۔ اور اللہ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰؐ پر اور ان کی محبت اور رضا والی اولاد پر درود اور سلام ہو۔

اما بعد فاعلموا ایها الحاضرون

اللہ کے بعد اے حاضر اور غائب لوگو! تم سب

والغائبون ان الله تعالیٰ اعطیٰ خرقته

کو معلوم ہونا چاہیئے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات رسول

وقلسنوة فی المعراج الی رسول الله

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبہ اور ٹوپی عطا فرمائے ہیں۔ اور انہوں نے

صلی الله علیه وسلم وهو اعطی السیدنا اسد الله

ہمارے آقا حضرت علی اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے

الغالب رضی الله تعالیٰ عنه وهو اعطیٰ

ہیں۔ اور انہوں نے

السید خواجه حسن بصری رضی الله عنه

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے ہیں۔

وعن اعطیٰ خواجه عبد الوحد بن زید قدس سره

اور انہوں نے خواجہ عبد الواحد بن زید قدس سرہٗ کو

Marfat.com

وهو الاعطی الخواجه فضیل بن عیاض نور الله
عطا فرمائے اور انہوں نے فضیل بن عیاض کو عطا فرمائے جن کی

قریحه وهو اعطیٰ الخواجه ابراهیم بن ادهم
قبر کو اللہ نے منور کیا ہے اور انہوں نے خواجہ ابراہیم بن ادھم کو

نور الله قبره الاکرام وهو علی الخواجه حدیقة
عطا فرمائے جن کی عالیشان قبر کو اللہ نے منور کیا ہے اور انہوں نے خواجہ

المرغشی رحمته الله عالی المولی وهو اعطی
حدیقۃ المرعشیؒ کو عطا فرمائے۔ جن پر اللہ علی مولا کی رحمت نازل ہوئی اور انہوں نے

الخواجه هبیر البصری قدس سره
خواجہ ھبیر البصری کو عطا فرمائے جن کے دل

الله تعالیٰ القوی وهو اعطی الخواجه
کو اللہ قوی نے پاکیزہ کیا تھا۔ اور انہوں نے خواجہ

ممشاذ علی دینوزی رحمته الله العلی الباری
ممشاذ علی دینوری کو دینور کی ولایت کے ساتھ عطا فرمائے۔

مع ولایته دینور وهو اعطی
اور انہوں نے خواجہ قطب

Marfat.com

الخواجه قطب الدين ابو اسحاق نور قبر الله
الدین ابواسحاق کوشام کی ولایت کے ساتھ عطا فرمائے۔

الرزاق مع ولايت شام وهو اعطیٰ
رب ذوالجلال کی رحمت ان پر نازل ہوئی ہے اورانہوں نے

الخواجه ابو احمد ابدال رحمته الله الجلال مع
خواجہ ابواحمد ابدال کو سیستان کی ولایت کے ساتھ عطا فرمائے

ولايت سيتان وهو اعطیٰ ابو محمد محترم
رب ذوالجلال کی رحمت ان پر نازل ہوئی ہے اورانہوں نے

نور قبره الله الصمد الاكرم وهو اعطیٰ
ابومحمد محترم کوعطا فرمائے اللہ اکرم اور صمد نے ان کی قبر کو

الخواجه ناصر الدين ابو يوسف قدس سره الله
منور کیا ہے۔اورانہوں نے خواجہ ناصرالدین ابو یوسف کوعطا کئے

الرؤف واعطیٰ الخواجه حاجی شريف زندنی
فرمائے۔اللہ رؤف نے ان کا ضمیر پاکیزہ کیا ہے۔اورانہوں نے خواجہ حاجی شریف زندنی
کوعطا فرمائے۔اللہ علی اور عظیم نے ان کے ضمیر کو پاکیزہ کیا ہے۔
قدس سره الله العلی وهو اعطیٰ الخواجه
اورانہوں نے قطب الدین مودود کوعطا فرمائے۔اللہ ودود نے ان کے مزار

Marfat.com

عثمان هارونی قدس سرہ اللہ القوی

کو پرنور بنایا ہے۔اورانہوں نے خواجہ عثمان ھارونی کوعطافرمائے اللہ

وھو الا عطیٰ الخواجہ معین الدین حسن سنجری

قوی نے ان کے دل کو پاکیزہ کیا ہے اورانہوں نے خواجہ معین الدین حسن سنجری

قدس سرہ ورحمتہ اللہ الباری

کوہندوستان کی ولایت کے ساتھ عطافرمائے۔

مع ولایت ہند وھو اعطیٰ الخواجہ سید قطب الدین

باری تعالیٰ نے ان کے ضمیر کو پاکیزہ کیا ہے۔اوران پر رحمت نازل کی ہے۔

بختیار کاکی قدس سرہ اللہ تعالیٰ مع ولایت

اورانہوں نے خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی کو دہلی کی ولایت

دھلی وھو اعطیٰ لا ضعف الفقیر فرید احمد

کے ساتھ عطافرمائے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کے ضمیر

رحمتی اللہ الحمید وانا اعطیت الخرقہ قسلنوۃ

کو پاکیزہ کیا ہے۔اورانہوں نے اس نہایت ہی ضعیف اورفقیر،فریداحمد

مقراضا و عصا و کاسا و مصلیٰ وسلمت

کوعطافرمائے ہیں۔اللہ حمید مجھ پر رحم فرمائے اورمیں نے جبہ(اوورکوٹ)

Marfat.com

مقي قلبی و روحی و ظاهری و باطنی مع نظامته
ٹوپی، بال کاٹنے والی قینچی، لاٹھی، پیالہ اور مصلّٰی اور اس کے ساتھ ہی میرے دل اور روح میں
اور میرے ظاہر اور باطن میں جو کچھ بھی تھا،

کلیر لولد اسد الرشید قرۃ العین
وہ کلیر کی نظامت کے ساتھ نیک فرزند، آنکھ کی ٹھنڈک

الامام المتقی المرتضیٰ قطب المشائخ، زین
پسندیدہ، پرہیزگار پیشوا قطب المشائخ علما اور اماموں کے حسن

الائمتہ و العلما مفتحہ الاجلتہ و الاتقیا.
سربلند، پاکیزہ سیرت لوگوں کے سردار، دین اور ملت کی سرفرازی

علاء الملۃ و الدین سید علاؤ الدین
کے باعث اور سرچشمے سید علاؤ الدین علی احمد

علی احمد صابر قدس سرہ اللہ تعالیٰ
صابر کے حوالے کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ خوش رکھے۔

ابداً و فرحتہ اللہ تعالیٰ فی الدارین
اور دین و دنیا میں اسے فرحت بخشے اور اس کی عزت کو دوبالا کرے
وعظمت اللہ اھان من اھانہ و امانہ
جو اس کی توہین کرے۔ اللہ اس کو رسوا کرے اور اللہ کی خوشنودی حاصل

Marfat.com

الله تعالیٰ ابتقا مرضاة الله

کرنے میں اس کی مدد کرے اس شرط کے ساتھ کہ جب

وانا له المنها رحمته واعلى درجاته

یہ کوشش کرے اور صحیح سمت محنت کرے تو شروع سے آخر تک قدم

سبقا بعد سبق من الاوله الیٰ اخره

بہ قدم مسلسل اللہ تعالیٰ کی رحمت تامہ اور درجات عالیہ

بشرط بدل الجد والاجتهاد فی الصحیح

سے سرفراز ہو۔ اور اللہ سے اس کا تعلق کبھی نہ ٹوٹے اور یہ اسی

والشقیح من الله وعلیه المحلول والله

حالت پر قائم ودائم رہے۔ اور اللہ ہی توفیق دینے والا

الموافق والمیسر جورت هذا السطور

اور آسان کرنے والا ہے۔ یہ سطور بروز جمعہ چھ سو باون

بیده الفقیر فرید کان ذالک

نبی علیہ السلام کی ہجرت والے سال کے بعد فقیر،

فی یوم الجمعة سنة اثنی و خمسنین

فرید کے ہاتھ سے

وسته مائة من حجری النبوی ۶۵۲ ھ

لکھی گئی ہیں۔

Marfat.com

نوٹ:

۱۔ خلافت نامہ ہذا کا مکمل عربی متن تذکرہ صابر کلیری حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کے صفحات ۵۲، ۵۳، ۵۴ پر درج ہے۔

۲۔ خلافت نامہ ہذا کا عربی سے اردو ترجمہ 9 سال کی مدت کے بعد پہلی مرتبہ قاری عبدالمجید خطیب بھاکری، حنفی نقشبندی نے بروز جمعتہ المبارک مورخہ ۱۳ مارچ، 2003ء کو بمطابق 10 محرم الحرام 1424ھ کیا۔

۳۔ خلافت نامہ ہذا کے عربی متن کا انگریزی زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت گورنمنٹ ایف سی کالج میں ایم اے انگلش سال دوئم کے طالب علم محمد وسیم ناصر، صاحبزادہ پروفیسر محمد عبدالغفور ناصر صابری نے حاصل کی۔

(مصنف)

آستانے کا ایڈریس:

انگوری سکیم نمبر 10-100-اے صابری روڈ۔ عقب تھانہ باغبان پورہ لاہور

فون نمبر 042-6852403 موبائل: 0320-4828041

Marfat.com

TRANSLATION OF CERTIFICATE OF KHILAFAT-E-CHISTIA

In the name Allah, the most gracious, the most merciful.

All Praise be to Allah, who, before bestowing upon me His blessings, enabled me to receive the blessings.

He did exist when nothing existed and He shall exist when nothing will exist. He is apparent more than all apparent things. He is hidden more than every hidden thing. There is no one who throws down. No one can bring him forward whom He throws down.

No one can declare him and make him prominent, whom He puts behind the Veil. Those who have passed away, cannot utter a word in order to certify through their tongues, their belief in His blessing which they keep in their hearts.

And peace be upon the noble Prophet of Allah, Hazrat Muhammad Mustafa (P.B.U.H) and his loving and submissive children.

After this, O People! who are present and who are absent, you must know that in the night of the Holy Journey (Miraj) Allah has presented the Prophet (P.B.U.H) an over-coat and a cap and he has presented

Marfat.com

them to our lord Hazrat Ali, (God be Pleased Him).

He has entrusted these things to Al-Syyed Kh. Hassan Basri (God be Pleased with Him). And he entrusted to Kh. Abdul Wahid Bin Zaid, whose heart had been purgated, and he gave them to Kh. Fuzail Bin Ayyaz, whose grave is enlightened by Allah.

And he has given them to Kh. Ibrahim Bin Adham, whose grave has been enlightened by Allah.

And he has entrusted them to Kh. Hadiqatul Marghashi upon whom all the Highest and the Lord showered His blessings. He has given them to Kh. Habir Basri whose heart was purified by Allah, the Mighty.

And he has given them to Mamshad Ali Denuri with the vilayat of Denur upon whom Almighty showered His blessings. He has given them to Kh. Qutub-ud-Din Abu Ishaq with the vilayat of Syria. Allah, the bread-giver has enlightened his grave.

And he has entrusted them to Kh. Abu Ahmad Abdal with the vilayat of Sistan upon whom Almighty has showered his blessings. He further gave them to Abu Muhammad Muhtarim, Allah-o-Akram and Samad has enlightened his grave.

And he has entrusted them to Kh. Nasir-ud-Din Abu yousaf and he has entrusted them to Kh. Haji.

Marfat.com

Sharif Zindni and he has entrusted them to Kh. Usman Haruni and he has passed on to Kh.Mueen-ud-Din Hasan Sanjari, along with the Vilayat of Hind.

And he gave them to Syed Qutub-ud-din Bakhtiar Kaki with the Vilayat of Dehli. Allah has purified his conscience.

And he has entrusted to me, the weak and the Faqir Farid Ahmad May Allah Shower His blessings upon me.

And I have entrusted the Jubbah (Over-Coat), the cap, hair-cutting scissors, the stick, the bowl and the musallah and whatever was there in my heart and in my soul and in my outward and in my inward, alongwith the control of Kaliar, to Syed Ala-ud-din Ali Ahmad Sabir, the noble son, the apple of eyes, the favorite, the obstinate, the guide, qutub-ul-Masshaikh, the beauty of the scholars and the ornament of the imams, the distinguished, the leader of the pious, the fountain of the grandeur of religion and the community (Millat). May Allah always keep him gay and bless him with peace in belief and raise him in the world, and double his respect. May Allah doom him who disrespects him and May Allah keep him in achieving his favours. And with the term that when he strives and makes an effort in the right direction, may he receive the complete Devine

Marfat.com

help and higher place continuously at his every step from beginning to end.

And his connection with Allah may never break and may he remain in the same condition. And only Allah gives the power to do something and makes the work easy.

These lines have been put in black and white by Faqir Farid on Friday, 652 - the year after the migration of the Holy Prophet (P.B.U.H)

Note:

1. The Original Text of the Certificate is available on Page 52-53-54 of the Book Tazkara-e-Sabir Kalari Hazrat Makhdoom Ali Ahmad Sabir.
2. This certificate has been translated from Arabic into Urdu for the first time in the period of 900 years by Qari Abdul Majeed Khteeb Bhakari, Hanfi, Naqshbandi, on Friday 13th March 2003 according to 10th Muhram-ul-Haram 1424 Hijari.
3. The credit of rendering the Arabic text of this precious document into English goes to Mr. Muhammad Waseem Nasir S/O Prof. A.G Nasir, the student of M.A English at Government F.C College, Lahore.

Marfat.com

کتابیات

۱۔ تذکرہ صابریہ
۲۔ نورِ واحدیت
۳۔ گلزارِ حقیقت
۴۔ اسرار الاولیاء
۵۔ تذکرۃ الاولیاء
۶۔ ادارہ معارف اسلامیہ (انسائکلو پیڈیا آف اسلام)
۷۔ ریاض الاصفیاء
۸۔ کلید ولایت
۹۔ آتش کلئیر
۱۰۔ برق تپاں
۱۱۔ سوانحعمری بابا فریدؒ
۱۲۔ مکتوباتِ مجدد الف ثانیؒ
۱۳۔ مکتوبات نطاب
۱۴۔ تذکرۃ الغوثؒ
۱۵۔ غوثِ صمدانی
۱۶۔ آفتاب ولایت
۱۷۔ بلوغ الاولیاء
۱۸۔ راحت العاشقین
۱۹۔ سفینۃ الاولیاء
۲۰۔ روح المعانی
۲۱۔ روض الانف
۲۲۔ کنز الاعمال
۲۳۔ احیاء العلوم (امام غزالیؒ)
۲۴۔ سر العبودیت
۲۵۔ ضرب حیدری
۲۶۔ سیف الملوک
۲۷۔ خدا کہاں ہے؟

Marfat.com